لختِ جگر

(حصۂ اوّل)

(لڑکیوں کے لئے)

مصنفہ

بشیر الدین احمدؒ دہلوی

فہرست تصانیف جناب شمس العلماء ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم

	قیمت	جلد	محصول ڈاک
۱ قرآن مجید مترجم کلاں معہ فرہنگ الفاظ اردو ۲۲×۲۹ دو صفحہ کاغذ ولایتی -	نعہ	مجلد	عہ
۲ ؍؍ ؍؍ متوسط ''جامع المصاحف'' پونجہ - کاغذ سفید - ترجمہ بین السطور	صہ	عہ	۹ر
۳ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ''غرائب القرآن'' ترجمہ بر صفحہ مقابل کاغذ سفید	للعہ	؍؍	۱۳
۴ حمائل شریف ۱۶×۲۲ - ترجمہ بین السطور مع فرہنگ الفاظ و محاورات اردو	للعہ	عہ	۶ر
۵ ادعیۃ القرآن - قرآن شریف کی ساری دعائیں مع ترجمہ و مفصل دیباچہ جس میں دعا اور اس کی مقبولیت وغیرہ کے عمدہ مضامین ہیں وظیفے کیلئے ایک نایاب تحفہ ہے	۸ر	•	۳
۶ دہ سورہ فی احسن صورہ - مروجہ پنج سورہ کی جگہ مترجم سفر حضر میں پڑھنے کیلئے بہت کام کا ہے - حمائل کی تقطیع - - - - - -	۸ر	•	۳
الحقوق والفرائض - حصہ اول حقوق اللہ - حصہ دوم حقوق العباد - حصہ سوم اخلاق و آداب - مسائل شرعیہ میں اس سے بہتر جامع اور مانع سہل الفہم اور کوئی کتاب نہیں ہے ہر سہ حصص مکمل - - - - - -	صہ	•	۱۰ر
۸ اجتہاد - اس کتاب میں یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اسلام اور اسلام کے معتقدات فطری ہیں دنیا میں اگر کوئی مذہب سچا ہے تو وہ اسلام ہی ہے "کافر نتوانی شد ناچار مسلمان شو" ہر مسلمان کو اس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہیئے کہ تمام شکوک رفع ہو جاتے ہیں - -	عہ	•	۴ر
۹ حیات النذیر - مولوی صاحب مرحوم کی مفصل اور مکمل سوانح عمری مع تصاویر عکسی اور دو عکسی خطوط قلمی مرحوم (۶۹۴) صفحے - - - - - -	ے	•	۸ر
۱۰ نظم بے نظیر - جناب مغفور کی کل نظموں کا مجموعہ معہ صراحت اس امر کے کس تقریب میں پڑھی گئی تھیں - از حد دلچسپ - - - - -	عہ		۴ر

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ

[illegible]

لختِ جگر
حصہ اوّل

جس میں

ان لڑکیوں کو جن کی شادی ہو چکی یا ہونے والی ہو ان امور کی تعلیم اور دوسری زندگی کی مشکل گھاٹی سے با آسانی گذر جانے کی سہل الاصول تدبیریں بتلائی گئی ہیں

مصنفہ

بشیر الدین احمد

[illegible]

سنہ ۱۳۲۳ ھ

۱۹۰۵ ع

باہتمام منشی عبد العزیز خاں [illegible]

عزیزی پریس آگرہ میں چھاپا گیا

[illegible]

ڈیڈیکیشن

(انتساب)

ذَالِکُمْ تُوْعَظُوْنَ بِہٖ

(تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے)

سُن لے جو توجہ سے بزرگوں کی نصیحت
پھر کون جواہر نہیں اس کان سے بہتر

بشیر کا خطاب بُشریٰ سے

یعنی

شفیق باپ کی نصیحت پیاری بیٹی کو

جو کچھ بتائے داغؔ اُسے مان جایئے
وہ آزمودہ کار تو ہے گو ولی نہیں

فہرست مضامین لختِ جگر حصہ اوّل

باب	مضمون	مصنف	از صفحہ تا صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
	ڈیڈیکیشن			
	دیباچہ		۱-۳۲	خانہ (۳) جہاں خالی ہے وہ مضمون مصنف کا ہے۔
پہلا	کچھ ہمارا حال		۳۳-۱۸۶	
دوسرا	کچھ تمھارا حال		۱۸۶-۲۲۴	
تیسرا	کچھ کام کی باتیں		۲۲۵-۳۰۷	
چوتھا	نصیحت فرجام نامہ و پیام		۲۰۷-۴۰۹	
	رسم الخط	نذیر و بشیر	۳۰۷-۳۱۹	
	خوش خطی	مولوی سید احمد کبیر و بشیر	۳۱۹-۳۲۷	
	خطوط نویسی		۳۲۸-۳۳۷	
	پہلا خط باپ کے نام		۳۳۷-۳۳۹	
	دوسرا خط ماں کے نام		۳۳۹-۳۴۲	
	تیسرا خط ایک سہیلی کے نام		۳۴۲-۳۴۷	
	چوتھا خط میاں کے نام		۳۴۷-۳۴۹	
	پانچواں خط بچے کے نام		۳۵۰-۳۵۱	
	خطوط نویسی کے متعلق کچھ ہدایتیں	مولوی محمد کریم بخش صاحب مرحوم	۳۵۱-۳۵۳	
	خط احسان پر		۳۵۳-۳۵۷	
	خط شکریہ	"	۳۵۷-۳۶۰	
	دور اندیش خاں کا خط اصغری کے نام	مراۃ العروس	۳۶۰-۳۶۹	
	خط تعزیت اصغری کے نام	"	۳۱۹-۳۸۳	
	رخصتی خط البشریٰ کے نام		۳۸۳-۳۹۶	
	ڈاک اور تار کے ضروری قواعد		۳۹۶-۴۰۲	
	کرنسی ڈپارٹمنٹ		۴۰۲-۴۰۶	
	خاتمہ		۴۰۶-۴۱۰	

فہرست مضامین تحت جگر حصہ اول

باب	مضمون	مصنف	از صفحہ تا صفحہ	کیفیت
١	٢	٣	٤	٥
	قطعات تاریخی کتاب بشریٰ کی پیدائش اور نکاح کی تاریخیں اور سہرے	بابو گیا وتی حسن ... [illegible] سید حکیم لطیف احمد مرزا اسحاق بیگ عرشی ۔ نشتر باقر احمد شیدا انصاریہ 	١٠ تا ١٣ ١٣ تا ٢٠	
	قطعہ تاریخ کتاب	حکیم لطیف احمد	٢٠	

فہرست تصاویر عکسی

نمبر سلسلہ	نام	صفحہ محاذی	کیفیت
١	٢	٣	٤
١	والد مرحوم	٣٤	
٢	خاکسار	٥٦	
٣	منظور احمد (میرا بڑا لڑکا)	١٣٦	تقریباً دس مہینے کی عمر کا۔
٤	میرے بچوں کا گروپ	١٣٢	
٥	صفیہ (میری چھوٹی لڑکی)	١٣٨	تین مہینے کی عمر کی۔
٦	بشریٰ اور اس کی گورنس	٢١٩	تخمیناً پانچ برس کی عمر کی۔
٧	اجمل	٢١٤	تخمیناً چار یا پانچ برس کی عمر کا۔
٨	ڈاکٹر اجمل حسین صاحب (بشریٰ کا دولہا)	٢١٥	نکاح کے وقت
٩	شادی کا گروپ	٢١٧	ایضاً

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ

ترانۂ وحدت

ہر ذرے میں ہے ظہور تیرا
ہر برق و شرر میں نور تیرا
افسانہ ترا جہاں جہاں ہے
چرچا ہے قریب و دور تیرا
ہر ذرۂ خاک میں ہے لمعاں
مخصوص نہیں ہے طور تیرا
محتاجِ شراب و جام کب ہے
جس دل کو ہوا سرور تیرا
گاتے ہیں سحر ہوا میں کیا کیا
دم بھرتے ہیں سب طیور تیرا
تو جلوہ فگن کہاں نہیں ہے
وہ جا نہیں تو جہاں نہیں ہے
تاروں میں چمک دمک تری ہے
جو رعد میں ہے کڑک تری ہے
ہے باعثِ رونقِ گلستاں
شاخوں میں لچک لچک تری ہے
ہر غنچے میں ہے ترا تبسم
ہر گل میں بھری مہک تری ہے

اور اُن کو عمدہ بات کی ہدایت دی گئی تھی اور اُن کو اسی (خدا) کا رستہ دکھایا گیا تھا جو سزاوارِ حمد و ثنا ہے - تجلی - چنگاری - چمکدار - وہ پہاڑ جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تجلی دیکھی تھی - صبح - پرند - روشن دکھانے والا - چمک - کڑک - مسکراہٹ - خوشبو - ۱۲

نغمے مرغانِ خوش گلو کے	کہتے ہیں یہ سب چہک تری ہے
کہتی ہے کلی کلی زباں سے	میری یہ نہیں۔ چٹک تری ہے
بشگفتہ ہے تو چمن چمن میں	خنداں ہے گلاب یاسمن میں

شہودِ قدرت

الٰہی نور ترا ہر بشر میں دیکھتے ہیں	ضیائے مہر میں نورِ قمر میں دیکھتے ہیں
ترے نظاروں کو ہم بحر و بر میں دیکھتے ہیں	صفا ذرہ میں سا چشم اہر میں دیکھتے ہیں
جو عشق اہلِ وفا کو ہے تیری ہستی سے	کسی کے دل میں کسی کے جگر میں دیکھتے ہیں
نگار خانۂ قدرت کے دیکھنے والے	تجھے حجر میں شجر میں ثمر میں دیکھتے ہیں

(شیخ نذر محمد ۔ انور)

خدا کے جلوے

بتا و مہرِ منوّر میں نور کس کا ہے؟	عیانِ انجمِ تاباں ظہور کس کا ہے؟
یہ تجھ میں اے دلِ شاعر سرور کس کا ہے؟	دماغِ فلسفی۔ تجھ میں شعور کس کا ہے؟

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

نغمے ۔ راگ ۔ اچھے گلے والے ۔ کھلا ہوا ۔ ہنستا ہوا ۔ چمکیلی سورج کی روشنی ۔ چاند کا نور ۔ تماشوں ۔ سمندر اور خشکی ۔ ہوتی کی آنکھ وجود ۔ تماشہ گاہ ۔ پتھر ۔ درخت ۔ پھل ۔ چمک دار سورج ۔ درمیان ۔ بیچ ۔ چمکتے ہوئے تارے ۔ ظاہر ہونا ۔ خوشی مستی ۔ حکیم اور دانش مند کا دماغ ۔ سمجھ ۔ ۱۲ ۔

وہی ہے رعد میں بجلی میں اور بادل میں اُسی کی بو ہے گلوں میں اُسی کا رس پھل میں	اُسی کے دم سے ہے منگل ہر ایک جنگل میں اُسی کی نکہتیں تر ہیں صبا کے آنچل میں

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

ہر ایک برگِ چمن اُس کا ہے پتا دیتا ہر ایک سرو جو انگلی ہے یوں اُٹھا دیتا	جو گل سے پوچھو تو وہ بھی ہے مسکرا دیتا نشان اُس کا ہمیں ہے یہ برملا دیتا

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

چمن میں دشت میں وادی میں کوہ و صحرا میں شرر میں شعلے میں آتش میں برقِ سینا میں	گہر میں پانی میں شبنم میں ابر و دریا میں شمیمِ گل میں نسیمِ مسرت افزا میں

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

اُسی کے جلوے ہیں سارے جو چشم بینا ہو وہ روبرو ہے ہمارے جو چشم بینا ہو	تمام ذرے ہیں تارے جو چشم بینا ہو بشر زباں سے پکارے جو چشم بینا ہو

یہ سارے جلوے ہیں کس کے؟ خدا کے جلوے ہیں!

بہار ہونے سے مراد ہے رونق - خوش بو - پروا ہوا - پتہ - ظاہر - باغ - جنگل - گھاٹی - پست و ہموار زمین جہاں دریا کا پانی چڑھتا ہو - پہاڑ اور جنگل - صبح کے وقت جو شبنم کا دھندلا پن ابر کی شکل میں ہو - پالا - آگ - برق بجلی - سینا = عرب کے شمال مغرب میں ایک پہاڑ تھا جس پر حضرت موسیٰ کو تورات ملی تھی - خوش بو - خوشی بڑھانے والی ٹھنڈی ہوا - دیکھنے والی آنکھ - سامنے - انسان -

نعت

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

غیر - بیگانے - جائے پناہ - کمزور - ٹھکانا - حامی - مالک - برائی چاہنے والے کے دل میں بھی جگہ کرنے والا - فسادوں - تہ و بالا - الٹ پلٹ - مختلف فرقوں کو ملا دینے والا - مکہ معظمہ میں ایک پہاڑ جس کے غار میں حضرت رسول خدا صلعم نبوت سے پہلے چند روز خدا کی عبادت کیا کرتے تھے - طرف - کچا تانبا - خالص سونا - مدتوں - جہالت - حالت - گروہ - عادت - بدل گئی - ۱۲

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا
حقیقت کا گُر ان کو اک اک بتایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیے ایک پردہ اٹھا کر

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے
نہ آگاہ تھے مبدا و منتہا سے
لگائی تھی اک اک نے لو ماسوا سے
پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق

آواز – دھن – لو – شوق – سبق – حکمت – بھید – بھید – پوشیدہ بات – کھول کر – حکم تقدیری – بدلا – مکافات – شروع ختم یعنی آغاز و انجام – خدا کے علاوہ یعنی غیر سے – ریوڑ – چرواہا مراد پیغمبر صاحب سے ہے – ۱۲

اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق	اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم	اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم	اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

(حالی)

عشق نبی اکرم صلعم

عشق خیر الانام رکھتے ہیں	ہم کسی سے نہ کام رکھتے ہیں
بادۂ الفت نبی ہے مدام	دل کا لب ریز جام رکھتے ہیں
سب نبی مقتدی ہیں جن کے	ہم وہ اپنا امام رکھتے ہیں
بادشاہان دو جہاں پہ شرف	ان کے ادنیٰ غلام رکھتے ہیں
اے خدا روضۂ نبی دکھلا	ورد یہ صبح و شام رکھتے ہیں

(۹)

حکم - ماننا - برّی - پاک - جدا - خلقت میں سب سے بہتر یعنی ع
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر - محبت کی شراب - ہمیشہ - پیالے کے نیچے -
پیروی کرنے والے - پیشوا - بزرگی - برتری -
کم سے کم - وظیفہ - ۱۲

چوں کہ میرے والد ماجد اَعلَی اللّٰہُ تعالیٰ مَقامَہٗ کو تعلیم نسواں کا
بڑا خیال تھا اور اسی سبب سے وہ تعلیم نسواں کے پایونیر (محرک)
مانے جاتے ہیں ۔ اُن کی بیش بہا لاثانی اور قابل قدر تصانیف
ہندوستان کے ہر کونے میں پھیلی پڑی ہیں ۔ جب اُن کو عام طبقۂ نسواں
کی تعلیم کا یہ اہتمام اور شغف تھا تو چراغ تلے اندھیرا کیسے رہ سکتا تھا ۔
وہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ میں رہتے کہ خود
را فضیحت و دیگراں را نصیحت کے مصداق بنتے ۔ بہترین اور مؤثر
اصلاح وہ ہے جو اپنے گھر سے شروع ہو ۔ اسی وجہ سے ہمارے
گھرانے کی چھوٹی بڑی عورتیں بہ استثنائے احدے سب لکھی پڑھی ہیں
یا یوں سمجھیے کہ اُس آفتاب علم کی شعاعوں سے جہالت کی تاریکی
علم کی روشنی سے بدل گئی ۔ چوں کہ تعلیم نسواں کی اُس زمانے میں
بنیاد پڑی تھی وہ ذرا ڈھوڑا سی ڈھوڑا تھا ۔ کیوں کہ کوئی کام ابتدائی
حالت میں تول میں پورا نہیں اُترتا نہ نوک پلک سے درست ہوتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ اُن کا مرتبہ بلند کرے ۔ عورتوں کی تعلیم ۔ تحریک کرنے والے ۔ شروع کرنے والے ۔ قیمتی ۔ انمول ۔ لاجواب ۔ بہت سخت محبت ۔ مسلمانو! ایسی بات کیوں کہہ بیٹھا کرتے ہو جو تم کرتے نہیں ۔ کھاتے آپ تو کچھ کرتے نہیں اور دوسروں کو لگیں نصیحت کرنے ۔ بہت اچھا اور سب سے اچھی بات ۔ سب سے بہتر ۔ اثر کرنے والی ۔ جس سے ایک بھی نہیں چھوٹا ۔ کرنوں ۔ اندھیرا ۔ اندھیرا پن ۔ ڈھنگ ۔ ہر پہلو سے ۔ باریکی سے ۔

آگے چل کر اُس کا عیب و صواب درست کیا جاتا ہے اور خاکے میں رنگ بھرا جاتا ہے جب کہیں جا کر نکھرے شکل نمایاں ہوتی ہے۔ پس بہلی کھیپ شک نہیں کہ ہاتھ پاؤں مار کر جہالت کے قعر سے کچھ کچھ اُبھر آئی تھی یعنی برائے نام کچھ لکھ پڑھ کر سٹینگ کٹا کر بچھڑوں میں مل گئی تھی لیکن اُس سٹینڈرڈ (معیار) کو میں ایسی تعلیم نہیں سمجھتا جس سے انسانی قوائے عقلی کا نشو و نما ہو یا جو دنیا میں پوری طرح بکار آمد ہو۔ لیکن اُس اچھی ہوئی سطحی تعلیم نے بھی عورتوں میں ایک مفید تحریک پیدا کر دی اور اُن بیڈول ناتراشیدہ کندوں کو گھڑ گھڑا کر سڈول کر دیا۔ اب صرف اُن میں خوب صورتی پیدا کرنا۔ بیل بوٹے۔ نقش و نگار نکالنا۔ نزاکت اور نفاست اور دل ربائی پیدا کرنا کچھ ایک دن کا کام نہ تھا کہ ہتیلی پر سرسوں جم جائے بلکہ اُس کا مصلح زمانہ اور ضروریات زمانہ ہیں۔ زمانہ خود بہ تدریج اُن کو سانچے میں ڈھال لے گا اور کور کسر جو رہ گئی ہے

بھرا اور اچھا۔ پہلا نقش جو نمونے کے طور پر بنایا جائے۔ ہر طرح اچھا۔ پارٹی۔ گروہ اُبھر آئی۔ چمک آنا۔ اوپر نکل آنا۔ بڑے ہو کر چھوٹوں میں مل جانا یعنی کسی کام کو وقت گزرنے کے بعد شروع کرنا۔ کسوٹی۔ ترقی۔ بڑھنا۔ کام کی۔ اوپری۔ بالائی۔ بنبش۔ بد قوارہ۔ بے تکلم۔ بن گھڑے۔ خوش نما۔ عمدگی۔ دل کو مائل کرنا۔ پسندیدگی۔ کسی بات کو چاہنا کہ فوراً ہو جائے۔ اصلاح کرنے والا۔ سنوارنے والا۔ رفتہ رفتہ۔ نقص۔ ۱۲

نکال دے گا۔ پتنگ کو صرف ڈھیل[1] دینے کی ضرورت ہے۔ رہی پرواز[2] وہ ہر شخص کی خواہش اور صدق طلب اور شوق پر موقوف و منحصر ہے۔ مسلمانوں میں تعلیم کا چرچا سرسید کا صدقہ ہے۔ اُنھوں نے ہی ان کو خواب غفلت سے جھنجھوڑا[3]۔ اُن کی سعی[4] بارآور[5] ہوئی کہ پچھلے پچاس برس میں کچھ سے کچھ ہوگیا یا یوں کہیے کہ نیست[6] سے ہست ہوگیا۔ پہلے گریجوٹ[7] ڈھونڈے[8] سے نہ ملتا تھا اور اب ہر سال کھیپوں[9] پر کھیپیں نکلتی چلی آتی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ آدھی قوم میں تعلیمی بیداری[10] پیدا ہوگئی مگر بقیہ نصف قوم اُسی نیند[11] وادی کی حالت میں ہے۔ یعنی ایک آنکھ میں دوربینی[12] کی چمک دمک ہے اور دوسری بدستور بے نور۔ لیکن جب تک انسان کی دونوں آنکھیں منوّر و متجلّی[13] نہ ہوں۔ ایک نقص[14] باقی رہے گا اور وہ نقص بھی بڑا بھاری نقص ہوگا۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے یہ دونوں آنکھیں کیا ہیں۔ ایک آنکھ سے مراد مرد ہے دوسری سے عورت۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک آنکھ کو ہم علم کی بصارت سے تقویت دیں اور دوسری کو جہالت کے دُھند[18] میں رکھیں۔ روشن ہوں تو دونوں ورنہ دنیا چوپٹ[19]۔ اب

---

[1] اُڑا دینا۔ [2] اُڑنا۔ [3] جگانا۔ ہلانا۔ [4] کوشش۔ [5] کامیاب۔ نتیجہ خیز۔ [6] عدم سے وجود میں آگیا یعنی نہیں سے ہاں ہوگیا۔ [7] یونیورسٹی کا ڈگری یافتہ بی اے یا ایم اے۔ [8] تلاش۔ [9] گروہ۔ [10] جاگ۔ چونک۔ [11] کسمپرسی۔ [12] مآل اندیش۔ [13] رونق جس میں نور ہو۔ [14] چمک دار۔ [15] عیب۔ [16] مطلب۔ [17] سمجھنا۔ [18] [19] برباد۔ ۱۲

ان تعلیم یافتوں کے سر اگر معمولی شُد بُد کی بیویاں منڈھی جائیں تو
کمخواب میں گاڑھے کا پیوند کیسے کھپے گا۔ ماں زاغ باپ کلنگ بچے
نکلے رنگ برنگ۔ یہ آسمان زمین کا فرق زندگی کی متاہلانہ حالت
میں عجیب دورنگی اور بدمزگی پیدا کرتا ہے اور ایسی حالت میں یونیٹی
(توا حد) ناممکن ہے۔ میاں بات بات میں علم کی پینگ بڑھاتا ہے۔ اس کا
اوڑھنا بچھونا یا یوں کہو کہ شرطِ زندگی علم ہے۔ رہی بیوی وہ جہالت
کی پوٹ توہمات میں لوٹ پوٹ۔ آپ ہی بتلائیے کہ کیسا بے جوڑ جوڑ ہے
اور یہ بیل کیسے منڈھے چڑھ سکتی ہے۔ انیس بیس کا فرق تو کھپ بھی
سکتا ہے مگر دن رات کا فرق کیوں کر مٹ سکتا ہے۔ یہ بات بھی کسی سے
پوشیدہ نہیں کہ تعلیم و تربیت کا پہلا گہوارہ ماں کی گود ہے۔ کسی مدرسے
کسی کالج کی تعلیم وہ نفع نہیں پہنچا سکتی جو ماں کی گود سے پہنچتا ہے۔ جب
مائیں ہوں جاہل تو بچے کیوں نہ ہوں کاہل۔ بچوں کی جہالت آنے والی
نسل کی جہالت کا پیش خیمہ ہے۔ مردوں کی نری تعلیم سے کچھ کام نہیں چلتا۔

سر منڈھنا - زبردستی گلے ڈالنا - برائے نام لکھی پڑھی - اٹھایا یا برداشت کیا جائے گا -
کلنگ - ایک قسم کا پرندہ جانور - بڑا کھلا ہوا فرق - بیاہی ہوئی زندگی - یک جہتی - چھوٹے
کے لیے جھوٹوں کو پینگ بڑھانا کہتے ہیں یعنی ترقی کرنا - جس چیز کی ہر وقت دُھن لگی رہے - پوٹلی
گٹھری - وہم - شک - بیل جکڑی ہوئی پھنسی ہوئی - کامیاب ہونا - مخفی چھپی - ڈھکی - بیان
نشست - ابتدا - ۱۳

عورتوں کو اُن کی خاطر تعلیم نہ دلاؤ۔ خیر نہ دلاؤ۔ اپنے بچوں کی خاطر تو تعلیم دلانا فرضِ عین ہے ورنہ تمھاری اولاد غارت ہوگی۔ جو ماں خود جاہل ہوگی بچوں کو کیا سُدھار سکے گی نتیجہ یہ کہ بچپنے کا زمانہ جو کیرکٹر مولڈ (چال چلن بنانے کا) زمانہ ہے وہ رائگاں جائے گا اور جس عمارت کی بنیاد مستحکم نہ ہوگی وہ دو منزلہ سہ منزلہ کب بن سکتی ہے۔ اگر بنا بھی دوگے تو دھڑام سے گر پڑے گی۔ تعلیم یافتہ مرد کو تعلیم یافتہ بیوی ملنے اور بچوں کے لیے تعلیم یافتہ ماں کے ہونے کی ضرورت ٹھہری شدید ضرورتوں نے عورتوں کی تعلیم کی ضرورت کو بہت شد و مد سے ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور ہم سے اس کی واجبیت اور اہمیت کو منوا دیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ شریف خاندانوں میں اب لڑکیوں کی تعلیم کا سٹینڈرڈ بلند ہوتا جاتا ہے تاکہ زن و شو میں ایسا فرق جو اجنبیت اور بیگانگی اور عدم مجانست کی بنا ہوتا ہے باقی نہ رہے۔ اسی خیال سے میں نے بھی اپنی ماں بہنوں سے کہیں زیادہ اپنی لڑکی کو تعلیم دلائی ہے۔ ابھی لوگ لڑکیوں کو انگریزی تعلیم دلانے اور مدرسوں میں بھیجنے سے بدکتے اور غیر ضروری سمجھتے ہیں

لیے - برباد - سنوارنا - درست کرنا - ضائع - بے فائدہ - مضبوط - گرنے کی آواز - سختی سے اہتمام - بڑائی - ضرورت - تسلیم کرا دیا - بیوی میاں - غیریت - ہم جنس نہ ہونا - بھڑکنا - چونکنا ہونا - ۱۲

ایسے لوگوں کی نظر کے تنگ دائرے میں حصولِ علم کا مآلِ[1] کار صرف
نوکری ہی نوکری ہے اور ظاہر ہے کہ ہماری لڑکیوں کو نوکری کرنا نہیں تو
پھر تعلیم دلانے میں اتنی کدّ[2] و کاوش بے[3] سود۔ اگر تعلیم کا انتہائی مقصد
صرف نوکری ہی سمجھا گیا ہے تو ع برین عقل[4] و دانش بباید گریست
علم کے دوسرے لامتناہی[5] فوائد جو قدم قدم پر ہم کو مدد دیتے ہماری
زندگی کی مشکلوں کو آسان کرتے۔ ہماری عقل کو بڑھاتے اور
راہِ راست[6] پر لاتے۔ ہماری ذمہ داریوں سے ہم کو آگاہ[7] کرتے
حقوق جائز و ناجائز کا فرق بتلاتے۔ غرض سب کچھ سکھاتے ہیں
یہ سب باتیں ان لوگوں کی نظر میں غیر ضروری اور بے وقعت ہیں
حالانکہ ان ہی کا جاننا ہم کو دنیا کی منزل میں سیدھی راہ چلاتا
اور صراطِ[8] مستقیم سے ڈگمگانے[9] نہیں دیتا۔ میری لڑکی اُس کی مادری
زبان اردو کی نوشت[10] و خواند کے علاوہ فارسی بھی اوسط[11] درجے کی
جانتی ہے۔ اب رہی انگریزی اُس کو دلّی کے بہترین مدرسے میں
پڑھوایا گیا ہے جس کی اُستانیاں یورپین گریجوایٹ ہیں۔ اس میں

---

[1] انجام کار۔ نتیجہ۔ [2] کوشش کرنا۔ لگنا۔ لپٹنا۔ [3] بے فائدہ۔ [4] ایسی عقل اور سمجھ پر تو رونا چاہیے۔ [5] جس کی انتہا نہ ہو۔ بہت کثرت سے۔ [6] سیدھا رستہ۔ [7] واقف۔ [8] سیدھا رستہ۔ [9] قدم اُکھڑنا۔ متزلزل ہونا۔ [10] لکھنے پڑھنے۔ [11] بیچ کا رستہ ۱۲

شک نہیں کہ حکم قضا و قدر نے جس کی مصلحت خدا ہی بہتر جانتا ہے اس ننھی سی جان کو ماں کی گود کی برکتوں سے محروم کر دیا۔ مگر اُسی قادرِ مطلق نے ایک در بند کیا تو سو کھول دیئے۔ یورپین گورنس[۲] کی تعلیم و تربیت نے انگریزی تحریر[۳] و تقریر میں اس کو بہت فائدہ پونہچایا اور یہی بڑی وجہ ہے کہ انگریزی بولنے اور لکھنے پر اچھی قدرت رکھتی ہے۔ اب غور کیجیے کہ اگر اس کی ماں تعلیم یافتہ ہوتی جیسا کہ تعلیم یافتہ ہونے کا حق ہے تو کیا کچھ مدد نکرتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باپ کے علاوہ ماں کا حق بھی مجھے ادا کرنا پڑا۔ مدرسہ کیسا بھی اچھا ہو وہاں کی اُستانیاں بھی قابل اور شفیق ہوں۔ محض مدرسے کی پڑھائی پہ جو بھروسہ کرتا ہے غلطی کرتا ہے۔ اُن کو ایک یہی بچی نہیں ہے جو اپنی ساری توجہ اسی طرف جھونک دیں۔ اُن کو جماعت کی جماعت کو تعلیم دینا پڑتا ہے۔ بس اُن کی توجہ منقسم[۴] ہو جاتی ہے جس کا ایک کسراتی[۵] حصہ اسے بھی پونہچتا ہے۔ اس لیئے میں نے اولاد کی تعلیم و تربیت کا ایک بڑا حصہ اپنے ذمے لیا کیا لینا پڑا۔ نوکری کے جھمیلوں[۶] میں اس طرف سے کبھی غفلت نہ کی تو اب خانہ نشینی کے زمانے میں اس کے سوائے مشغلہ ہی کیا ہے

۱ حاصل نہ ہوئی۔ ۲ اتالیق۔ ۳ لکھنا بولنا۔ ۴ بٹتی ہوئی۔ ۵ ایک عدد کے کئی ٹکڑے کرنا مثلاً تہائی چوتھائی وغیرہ۔ ۶ بکھیڑوں۔ ۱۲

ع بزرگِ۱ بید می ترجیم برہمیں بگزرم - میرے باپ نے مجھے خود پڑھایا لکھایا - جو کچھ میسر۲ ہوا اُنھیں کا طفیل ہے - میں بھی اُس اثاثہ کو ورثہ۳ اپنی اولاد کی طرف منتقل کرتا ہوں - باپ سے زیادہ کون دلی۴ دہی اور شفقت۵ سے اپنی اولاد کو تعلیم دے سکتا ہے - انسان فطرتاً۶ بڑا خود غرض ہے - مگر اولاد کا جب نام آیا تو خود غرضی کافور۷ - ہر باپ چاہتا ہے کہ میری اولاد ہر اعتبار سے مجھ سے بہتر ہو - باپ کا بس نہیں چلتا کہ علم گھول کر پلا دے - لیکن جتنا کچھ میں کر سکا ہوں وہ بھی مغتنمات۸ سے ہے - لوگ اپنی اولاد کو ہر طرح آرام و آسایش پونہچانے میں سعیِ۹ بلیغ کرتے ہیں - خود دُکھ اُٹھاتے۱۰ مگر اُن کو سُکھ پونہچاتے ہیں - عمدہ عمدہ کھانا کھلاتے - اپنے مُنہ کا نوالا نکال کر دیتے - آپ موٹا جھوٹا پہن کر گزران کرتے مگر اُن کو اچھے اچھے کپڑے پہناتے اور دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں - شادی بیاہ میں تو دل کھول کر روپیہ خرچ کرتے اور حاتم کی گور۱۲ پر لات مارتے - قرض۱۳ و دام کرتے اور عارضی۱۴ واہ واہ کی بدولت بال بال قرض۱۵ میں جکڑ جاتے۱۶ - مگر تعلیم کا ایک سب سے

۱ میری زندگی کا دار و مدار اسی پر ہے - ۲ حاصل - ۳ جو باپ سے بیٹے کو ملے - ۴ پونہچانا - ۵ دینا - دلی لگاوٹ جان توڑ کر - ۶ قدرتی طور پر - ۷ غائب - ناپید - ۸ غنیمت - ۹ بڑی کوشش - ۱۰ تکلیف - ۱۱ آرام چین - ۱۲ بڑی فیاضی کرنا حاتم کو بھی سخاوت میں مات کرنا - ۱۳ اُدھار - ۱۴ چند روزہ - ۱۵ تمام و کمال - سر سے پیر تک - ۱۶ بندھ جاتے - گرفتار ہو جاتے ۱۷

ضروری اور اہم خرچ جو ہمیشہ ہمیشہ اولاد کو مستقل فائدہ پونہچاتا اور دنیا میں اُن کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیتا ہی۔ بہت اکھرتا ہی۔ کیوں کہ اس میں نفع عاجل حاصل نہیں ہوتا۔ تھیلیوں کی تھیلیاں خالی ہوتی چلی جاتی ہیں مگر واہ وا کوئی نہیں کرتا۔ چار میں نام نہیں نمود نہیں۔ خرچ کرنے والا جانے یا جس پر خرچ ہوتا ہی وہ جانے۔ افسوس ہی کہ نمایشی اور عارضی واہ وا اور زبانی جمع خرچ پر تو دولت لٹائیں اور تعلیم میں روپیہ اُٹھانے کرنے سے بغلیں جھانکنے لگیں۔ جی چرائیں اور ناک بھوں چڑھائیں لیکن جاننے والے جانتے اور سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ دولت کا بہترین اور نتیجہ خیز مصرف اگر ہی تو اُس کا تعلیم میں لگانا ہی جس کا انٹرسٹ (سود) ہمیشہ چلتا رہتا ہی اور نسلاً بعد نسلٍ ایک کے دس دس اور بیس بیس ملتے ہیں۔ اول تو مسلمانوں کی قوم بالعموم مفلس قلاش علم سے نرے بے بہرہ اور کوئی ایک آدھ صاحب ثروت نکل بھی آیا اور اُس نے اپنی اولاد کے لیئے کچھ سرمایہ بفرضِ محال چھوڑا بھی تو وہ کب تک ٹکے گا۔ اگر احتیاط سے صرف کریں گے تو شاید کچھ دن کفایت کر

ناگوار۔ جلدی کا نفع۔ وہ تھیلیاں کی۔ برباد کریں۔ لگانا مصروف کرنا۔ جی چرانا جی چرانا یا شرمانا بہانے ڈھونڈھنا۔ ناگوار ہونا۔ مفید۔ کام کا۔ ذریعہ صرف۔ پیڑھی در پیڑھی مفلس بے نقد و دولت۔ دولت مند۔ خوش حال۔ اثاثہ۔ پونجی۔ ناممکن۔ برقرار یا قایم رہے گا۔ وفا کرے گا۔ کافی یا بسر آئے گا۔ ۱۲

اور اگر مالِ مفت دلِ بے رحم سمجھ کر دھڑی دھڑی کرکے لٹائیں گے جیسا کہ بے مشقت دولت ہاتھ آجانے سے اکثر ہوتا ہے تو چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات خدا کسی کو بنا کر نہ بگاڑے۔ نعوذ باللہ من الحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ۔ امیروں کے بچے ناز و نعم کے پلے آرام و آسایش کے عادی۔ قدم قدم پر اُن کے آنکھیں بچھائی جاتی تھیں۔ اللہ آمین منائی جاتی تھی۔ اگر خدانخواستہ گردش روزگار کے بھنور میں کبھی بگھر گئے تو چوں کہ وہ محنت کش اور سختی اُٹھانے کے عادی نہیں ہوتے وہ ہی دن میں بلبلا اُٹھتے ہیں بے دریغ لٹانے اور اَللّے تللّے اڑانے کے لیے تو قارون کا خزانہ بھی ہو تو اُسے زوال ہے مگر ہاں دولتِ علم بے شک لازوال ہے۔ نہ وہ گھٹتی ہے نہ اُسے چور چکار کا خوف و خطر ہے۔ بلکہ اُس میں سے جتنا خرچ کرو اور بڑھتی ہے۔ کیڑا لگتا روپیہ پیسہ لگانا کچھ کام نہ آئے گا ہاں تعلیم پر جو کچھ لگا دیا بس وہی نیک لگا اور وہی مستقل اور بڑھنے والا

مالِ مفت کا دلِ بے رحم کا یعنی مفت کا مال ہمیشہ بے دردی سے اڑایا جاتا ہے۔ بے دریغ مٹھیاں بھر بھر کے لٹانا۔ برباد کرنا۔ ضائع کرنا۔ پناہ مانگتے ہیں ہم خدا سے نقصان ہونے سے زیادتی کے بعد یعنی خدا کسی کو دست نگر نہ کرے۔ لاڈ پیار۔ عادت پڑ جانا۔ خوگر ہونا۔ خیر و عافیت۔ خیر خبر۔ زمانے کی کایا پلٹ۔ گرداب۔ جہاں پانی چکر کھاتا ہے۔ واویلا کرنے لگے پکار یا چیخ اُٹھتے۔ بیزار ہو جاتے۔ مزے اڑانا چین کرنا۔ گھٹاؤ۔ کم آیا۔ ٹھکانے لگا۔۱۲

نظم

قطعہ

مسلمانو اگر تم میں ہے کچھ فکر رسا باقی
تو بول اٹھو کہ ہے اسلام کے مٹنے میں کیا باقی

کہاں کی قوم کیسی خیر خواہی کس کی ہمدردی
کہ لوگوں میں نہیں ہے اب تو پاس اقربا باقی

کچھ ایسی اٹھ گئی جمعیت ان قوموں میں پہلی ہے
نہیں گویا کہیں کوئی کسی کا آشنا باقی

بچا رکھتا ہے آزادی سے وہ سکہ تو لوگوں میں
نہ قانون ادب باقی نہ آئین حیا باقی

جو علم و لیاقت ہے خدا بخشے ہم سب کو
کہیں ہے کچھ بھی اگر علم و ہنر تھوڑا سا باقی

کہ دار العلم دہلی ہیں فضیلت اس کو کہتے ہیں
کہ میری طرح کے چند اور ہیں حرف آشنا باقی

مسلماں ہیں مگر صرف اسکا نام ہے کہنے کو
کہ جیسے ذات کا ہے امتیاز و تفرقہ باقی

اگر دینداری ہے بس حقیقت اس کی کچھ پوچھو
کہ ہم جیسے گنہگاروں کا ہے پردہ وضع کا باقی

بس اک کھیل ہیں دنیا میں دولت تمول کی
فراہم ہے وہ جب تک نہیں پلے ٹکا باقی

ہماری قوم کو افلاس نے اس طرح گھیرا ہے
کہ فی صد ایک کچھ خوش ہے تو محتاج گدا باقی

مسلمانوں کو ایسا تنگ کچھ اہل زمانہ نے
نہ رہنے کی گنجایش نہ جینے کی جگہ باقی

لڑے مرتے ہیں ادنی بات پر انجام جو کچھ ہو
مزاجوں میں نہیں انسانیت کا مطلق پتا باقی

---

۱ رشتہ دار - جمع ہے - ۲ بیگانگی - غیریت - ۳ دوست - ۴ علم کا گھر یعنی جگہ - ۵ حرف پہچاننے والے یعنی کم سواد - ۶ فرق - جدائی - علیحدگی - ۸ عیب پوشی - ۹ امیری - مال دار ہونا - ۱۰ پاس پیسہ - ۱۱ ہر سو میں - ۱۲ فقیر - ۱۳ جگہ - ۱۴ تھوڑی سی ذرا سی بات ۔ ۱۲

زمین و آسماں کو اپنا دشمن کر لیا لڑ کر
ہر اک کے ساتھ ہے کوئی نہ کوئی خرخشا باقی

وہ بیمار قریب مرگ ہے اسلام وا ویلا
مسیحا کو نہیں ہے جس کی امید شفا باقی

نہ ہووے کارگر لاکھ تدبیریں تو کیا پروا
ابھی سب سے بڑی بھاری ہے تدبیر دعا باقی

تصور میں پکڑ کر اپنے نانا جان کا دامن
خدا سے عرض کر یا قاضی الحاجات یا باقی

تباہی چھا رہی ہے تیرے پیغمبر کی امت پر
بجز تیرے کرم اب نہیں کچھ آسرا باقی

مسلمانوں کو ہمت قرنِ اولیٰ کی عطا فرما
وقارِ عزت و اسلام تا روزِ جزا باقی

ذرا ٹھیرا ہی طبیعت کسن بلا کی تیریا مدہو
کوئی حد بھی ہے اس تک آ کی ضرا کجا باقی

یہ کچھ سن جسے ہو اب تک تمہید مطلب تھی
ابھی ہے شرح بیں جسکو اصل مدعا باقی

(مولوی نذیر احمد)

مقام فخر ہے کہ عورتوں کے لیئے بڑے بڑے مشہور صاحبان قلم نے عمدہ سے عمدہ کتابوں سے لٹریچر کو مالا مال کر دیا ہے - ہاں خدا عورتوں کو پڑھنے اور پڑھنے سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق دے - مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ اب تصنیف تالیف کا سلسلہ بند کر دیا جائے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ خیر جاریہ کا باب بند کر دیا جائے - پہلے یہ تو بتلایئے کہ علم کا وہ کون سا شعبہ ہے جس میں علمائے سلف کی کتابیں

جھگڑا - صدمے - ہلاکت - یعنی حضرت رسول خدا صلعم - آپ حاجتوں کے روا کرنے والے اور ہمیشہ باقی رہنے والے - سا گلا زمانہ قیامت تک - جو بات بناوٹ کی نہ ہو بلکہ بلا کوشش خود بخود دل سے نکلے کہاں تک - مطلب - علم ادب - وہ نیکی کا کام جس کا فائدہ برابر جاری ہے - رستہ - دروازہ - شاخ - بیغب گزرے ہوئے زمانے کے عالم - ۱۲

نہیں۔ میرے دیکھنے میں ایسا کوئی میدان نہیں جو جولاں گاہ نہ رہا ہو لیکن پھر بھی لوگ قلم فرسائی کرتے ہیں خواہ وہ انہیں کے نقشِ قدم پر چلیں یا کوئی جدّت پیدا کریں تو سبحان اللہ۔ غرض یہ کہ نئے نئے روپ بدل کر پلیٹ فارم پر آتے ہیں۔ گو مضمون وہی ہو مگر نئے لباس اور نئی طرز اور نئی ادا سے جب پیش کیا جاتا ہے تو کچھ روپ ہی اور ہوتا ہے اور یہ نکھری اور ستھری شکل وصورت دل آویز ضرور ہوتی ہے۔ مٹھائی مٹھائی سب برابر مگر مزے مزے میں فرق ع ہر گلے را رنگ و بوے دیگر ست۔ میرے والد کا سلسلۂ تعلیم۔ تعلیم نسوان کا ماسٹر پیس ہے۔ جو سب سے بہتر اور برتر اور ضروریات وقتی کو کافی و وافی اور اس کثرت سے مروج ہے کہ محتاجِ مزید شہرت نہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے قابل مصنفین نے بیش قیمت کتابیں لکھی ہیں جو عورتوں کے گلے کا ہار ہیں۔ اسی زمرہ میں میری ناچیز تصانیف بھی ہیں۔ گو وہ مرتبہ اُن کو حاصل نہ ہو مگر میں بھی اسی خرمن کا خوشہ چین ہوں۔

۱ دوڑنے کی جگہ یعنی مشق گاہ ۔ ۲ لکھنا ۔ ۳ قدم کا نشان ۔ ۴ نئی بات ۔ ۵ جیسے ۔ ۶ شکل منقّحہ چھوٹا ۔ ۷ صاف ۔ پاک ۔ نفیس ۔ ۸ دل کش ۔ دل لبھانے والی ۔ ۹ ہر پھول کی بو جدا جدا ہوتی ہے ۔ ۱۰ وہ مضمون جو اعلیٰ درجے کا اور مستند ہو ۔ ۱۱ بڑا اور بہتر ہو ۔ ۱۲ رواج پایا ہوا ۔ پھیلا ہوا ۔ ۱۳ زیادہ شہرت کی ضرورت نہیں ۔ ۱۴ قیمتی ۔ ۱۵ ایسی قدر کی گئی ہے کہ گلے کا ہار بنا لیا ہے ۔ ۱۶ سلسلے ۔ ۱۷ فیض یاب ۱۲

آں گراں مایہ بزرگاں کہ بہ دانش مثل اند	ہمہ را جائے دریں بزم دل آرا بنگر
ور نشاں می طلبی بہر شناسا بودن	قرۃ تابش اقبال بہ سیما بنگر
نگہ از مہر سوئے حالیِ آزادہ فگن	واں نذیر احمدِ طوطیِ شکر خا بنگر
آں یکے را لب آں نغمہ سحبان بہ بیں	واں دگر را بکف آں دفتر انشا بنگر
پس ازاں پایہ فرود آئی و پائین بساط	شبلیِ دل زدہ را زمزمہ پیرا بنگر

میری کتابیں بھی میری توقع سے زیادہ چلیں ۔ اُن کے کئی کئی ایڈیشن ہوئے اور ابھی مانگ ہے ۔ گورنمنٹ نے بھی میری اخیر تصنیف **اصلاحِ معیشت** پر معقول انعام سرفراز فرما کر میرا حوصلہ بڑھایا پنجاب اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کی ٹکسٹ[1] بک کمیٹیوں نے انھیں پسند کیا ۔ بمبئی کے ڈائرکٹر تعلیمات نے انھیں کورس[2] میں لیا ۔ لیکن اگر ہم یہ چاہیں کہ **میری کوریلی**[3] کی کتابوں کی طرح یہ کتابیں لاکھوں بکیں تو ع این خیال[4] ست و محال ست و جنوں ۔ یہاں سرے سے نہ علم کا وہ مذاق ہے نہ وہ چسکا[5] جو یورپ میں ہے ۔ اُن کا علمی تعلق آسمان کے فراٹے[6] بھر رہا ہے اور ہم ابھی گھٹنیوں[7] ہی

[1] کمیٹیاں جو کتابوں کی عمدگی کی دیکھ بھال کرتی ہیں ۔ [2] سلسلۂ درس ۔ [3] انگلینڈ کی ایک نامور مصنفہ ۔ [4] یہ صرف خیال ہی خیال ہے جو ناممکن ہے دیوانگی و جنون ہے ۔ [5] مزہ ۔ ذائقہ ۔ [6] زور سے چکر کھاتا ۔ [7] بچہ جو گھٹنوں کے بل چلتا ہے ۱۲

چل رہے ہیں - خرگوش اور کچھوے کی کیا دوڑ - جبنی ہماری تعلیم
محدود[1] ہے ویسے ہی ہمارا شوق مُرجھایا[2] ہوا ہے - یورپین کتب فروشوں کی
ماہانہ لسٹ[3] دیکھیے کتابوں کی ہر میل[4] میں وہ ریل پیل[5] ہے کہ دیدہ نہ شنیدہ[6]
جو کتابیں زیرِ طبع[7] ہیں وہ ابھی مارکیٹ[8] میں آنے نہیں پاتیں کہ خریدار پہلے ہی
اُچک لیتے ہیں یعنی نام رجسٹر کرا لیتے ہیں - اللہ رے شوق! مشہور
مصنف کی کتاب ادھر نکلی اُدھر ختم - کتاب کیا ہے نقد رقم ہے - یہاں اگر
کسی نے جرأت کر کے کوئی کتاب لکھی تو[9] اَینڈ - کوئی پرسانِ[10] حال نہیں
مر مر کر بکی بھی تو نفع کی جگہ نقصان - اصل پونجی[11] بھی بٹّے[12] کھاتے - گرہ سے[13]
دام دینے پڑے - یہ صلہ[14] تصنیف کا ملا - پھر مصنفین کا کیا خاک
حوصلہ[15] بڑھے - جب ڈیمانڈ[16] کا یہ حال ہے اور قدر دانی کا وہ کال[17] اور
علمی مذاق اس درجے پست[18] تو کوئی کس برتے[19] پر کتاب لکھے -
کیوں اپنی بھلی چنگی[20] جان کو وبال[21] میں ڈالے - کتاب کا چلنا نہ چلنا
تو تیرا ایک اُدھر ہو ہم[22] - لگا تو تیر نہیں تو تُکّا[23] مگر اعتراض سب سے جتنے چاہو

---

[1] بندھی تلی - [2] کمہلایا ہوا، پژمردہ - [3] فہرست - [4] ولایت کی ڈاک جو ہر ہفتہ وار آتی ہے - [5] افراط -
بہتات - [6] دیکھا نہ سنا - [7] چھپ رہی ہیں - [8] بازار - [9] بے کار - [10] حال کا پوچھنے والا نہیں
[11] راس المال - سرمایہ - [12] نقصان - [13] اپنے پاس سے - [14] بدلا - انعام - [15] ہمت - [16] خواہش
طلب - [17] قحط - [18] تھوڑا، کمی - گھٹا ہوا - [19] بھروسے - [20] اچھی خاصی - [21] عذاب - [22] پریشانی - شبہ کہ یہ
کام ہو یا نہ ہو - [23] نشانہ لگا تو تیر ورنہ خالی - ۱۲

لے لو۔ اتنے خریدار نہ ملیں گے جتنے معترض ۔ اخباروں میں ریویو[1] ہوگا
مگر گھڑا بھر دودھ دے کر اس میں مینگنی ضرور پڑی ہوگی ۔ وہ ریویو ہی کیا ہو
جس میں اعتراض نہ ہو۔ اعتراض ہوں گے جب ہی تو معلوم ہوگا کہ کتاب کو
غور اور تعمق[2] سے دیکھا گیا۔ اگر کوئی ریویو حسنِ اتفاق سے صاف نکل گیا
تو خدا بدگمانی کا بھلا کرے لوگ کہنے لگتے ہیں کہ پاسِ[3] خاطر سے لکھ دیا ہے۔
غرض نہ یوں چین نہ ووں چین ۔ دنیا کو کسی کل[4] قرار نہیں ۔ لوگوں کو
مضمون پر تو نظر نہیں ۔ لفظوں کی نشست ۔ محاورات کی بندش[5] ۔ تذکیر[6]
و تانیث[7] کا استعمال ۔ کتابت[8] کی غلطی ۔ ترکِ[9] اضافت کی رکاکت[10] ۔
انھیں باتوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے ۔ متن[11] درکنار حاشیہ[12] پر نظر ہے جس سے
مصنفین کا رہا سہا[13] حوصلہ بھی پست ہو جاتا ہے ۔ جہاں دیکھیے کتاب کا
تمسخر[14] اڑ رہا ہے ۔ مولنا آپ نے کتاب تو خوب لکھی مگر یہ تو فرمایئے کہ آپ نے
جدت[15] کیا کی ۔ کون سی نئی بات اختراع[16] کی ۔ آپ نے قلم کو مؤنث لکھا ہے
مگر لکھنؤ والے مذکر بولتے ہیں ۔ کیوں صاحب سانس مؤنث ہے یا مذکر؟
فلاں محاورہ تو ٹھیک نہیں ۔ ہمارے کان اس سے آشنا[17] نہیں وغیرہ

---

[1] تقریظ ۔ [2] گہرائی ۔ [3] طور ۔ [4] بیٹھک ۔ [5] باندھنا ۔ [6] مرد ۔ [7] عورت ۔ [8] لکھنا ۔
[9] اضافت کا چھوڑ دینا ۔ [10] گھٹیا ۔ [11] کتاب کا اصل مضمون ۔ [12] باریک نوٹ ۔
[13] باقی ماندہ ۔ [14] ٹھٹھا مذاق ۔ چھیڑ ۔ [15] نئی بات ۔ [16] ایجاد ۔ [17] واقف ۔ ۱۲

یوں بولتی ہیں۔ فلاں لفظ کی املا غیر مانوس ہے وقس علیٰ ہذا۔ **مصنف** کیوں جناب آپ نے کتاب کو پڑھا بھی یا نہیں؟ **معترض**۔ جی نہیں میں نے تو پڑھا نہیں۔ بھلا اتنی فرصت مجھے کہاں۔ ہاں اُلٹ پلٹ کر چند مقامات سرسری طور پر دیکھ لیے ہیں **مصنف**۔ (دل میں) شکر خدا کا کہ ایک سرسری نظر میں آپ کو اس کے معائب اس قدر نظر آئے اگر کہیں غور سے دیکھتے تو بڑی چھان بین کرتے) مگر کسی صاحب کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ مصنف کی غرض و غایت اور نیت خیر کا اندازہ کرتے

الا اے خردمندِ فرخندہ خوے	ہنرمند نشنیدہ ام عیب جوے
قبا گر حریر ست و گر پرنیاں	بناچار حشوش بود درمیاں
تو گر پرنیانی بہ ایذا مکوش	کرم کار فرما و حشوم بپوش
شنیدم کہ در روزِ امید و بیم	بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم
تو نیز ار بدی بینیم در سخن	بخلقِ جہاں آفریں کار کن
چو بیتے پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از تعنت بدار
چو بانگِ دُہل ہولم از دور بود	بغیبہ درم عیب مستور بود

لکھنا۔ جس سے لوگ ناواقف ہوں۔ اور اسی پر قیاس کر لو۔ اعتراض کرنے والا۔ عیب کی جمع۔ تنازع۔ طعنوں کی بھرمار۔ خدا کا نیکی کے اسباب کو بندے کے موافق کرنا۔ مطلب مقصد۔ حد۔ اچھا ارادہ ۱۲

چو خرما بہ شیرینی اندودہ پوست چو بازش کنی استخوانے درو ست

میں آئے دن انگریزی اخباروں میں صدہا کتابوں کے ریویو دیکھتا ہوں نفسِ مضمون پر موافق یا مخالف رائے ضرور ہوتی ہے نہ منصفانہ بلکہ مصلحانہ اور محققانہ ۔ مگر لفظی کٹھ حجتی کا سان گمان بھی نہیں ۔ پھر قیمت کا جھگڑا ہے سپاہی زادے کا قصہ پیسے میں ملتا ہے اور اندر سبھا ٹکے کو قیمت بہت زیادہ ہے ۔ اعتراض کرنے میں کچھ خرچ نہیں ہوتا ۔ نہ کاغذ کی گرانی کا خیال نہ چھپائی کے نرخ کی خبر ۔ نہ کاغذ کی پرکھ ۔ نہ کتاب کے گاٹ اپ پر نظر ۔ نہ مصنف کی عرق ریزی اور اہتمام کا خیال ۔ رہی مصنف کی دماغی محنت اور جاں کاہی اُسے ڈاو بھاڑ میں ۔ یہ چند وہ اسباب ہیں جو تصنیف و تالیف کی کساد بازاری اور صاحب تصنیف کی آزاری کا باعث اور ترویج علوم میں روڑا اٹکانے والے ہیں ۔ ان تمام امور کی روک تھام اور اصلاح بھی تعلیم کی بہتات سے ہوگی جسے ابھی بہت دیر ہے ع تا سالِ دگر کہ خورد زندہ کہ ماند ۔ میرا دل کسی کتاب کے لکھنے پر نہیں ٹھکتا کیوں کہ اپنی ناقابلیت کا خود مجھے احساس

ہمیشہ بحث ۔ بال کی کھال نکالنا ۔ وہم ۔ شک ۔ پہچان ۔ طیاری ۔ محنت ۔ جان کھپانا لعنت کرو ۔ دور کرو ۔ جانے دو ۔ کمی ۔ گھاٹے ۔ دل دکھانا پھیلانا ۔ حارج ہونا ۔ چلتے ہوئے کام کو روک دینا ۔ افراط ۔ خدا جانے اگلے برس تک جیئے کون اور شراب پیئے کون ۔ آمادہ نہیں ہوتا ۔ اطمینان نہیں ہوتا ۔ ہمت نہیں بندھتی ۔ تکلم ۔ واقفیت ۔ خبر ۱۲

ہے۔ میرے پس و پیش کا سبب یہ نہیں ہے کہ میری کتابیں خاطر خواہ نہیں بکتیں
بلکہ اس سبب سے کہ ع زر دادن و درد سر خریدن - فائدہ ہی کیا
دھرا ہے کرنے جائیں بھلائی اور ہو برائی - کتاب لکھیں - اپنا روپیہ
لگائیں اور انعام یہ پائیں کہ طعنوں کی چکّی میں دلے جائیں - کتب فروشی
میری آمدنی کا ذریعہ نہیں مگر یہ بھی گوارہ نہیں کہ اپنی گرہ سے چھپی
تیل تو تلوں ہی میں سے نکلے گا - بایں ہمہ پھر کتاب لکھنے پر قلم
اٹھایا - لیکن طفل بہ مکتب نمی رود ولے برندش - اس کتاب
کی تالیف کا سبب ایک ذاتی ضرورت ہے جس کو میں اپنے فرائض
میں داخل سمجھتا ہوں - میری لڑکی بفضلہ خیر سے اب اس قابل
ہوئی کہ اس کے سہرے کے پھول کھلیں - اگرچہ ابھی اس کی عمر
کا ایسا تقاضا نہ تھا کچھ دنوں اور تامل کیا جا سکتا تھا مگر میرے
سن و سال کا اصرار تھا کہ جو کچھ ہو جلد ہو کل کا ہوتا آج ہو - کار امروز
را بہ فردا مگزار - کیوں کہ بظاہر حال اب زیادہ دن مجھے دنیا میں رہنا
نہیں - میں دنیا کو ترک کروں یا نہ کروں مگر وہ وقت قریب ہے کہ دنیا خود

---

۱ تامل کرنے کا - ۲ روپیہ دیکر تکلیف مول لینا - ۳ کتابیں بیچنا - ۴ نہیں چاہتے - پیسہ نہیں
پاس - ۵ تاوان - ڈنڈ - ۶ جو کام کرتے ہیں اسی میں سے نکلنا چاہیے - ۸ باوجود اس کے - ۹ لڑکا اپنی خوشی
سے نہیں جاتا لیکن کسی نہ کسی طرح اسے لے ہی جاتے ہیں - ۱۰ شادی ہونے والی ہے - ۱۱ ٹھہر جانا - ڈھیل دینا
۱۲ عمر - ۱۳ تقاضا - ۱۴ آج کے کام کو کل پر نہ ٹالو - ۱۲

مجھے ترک کر دے گی اور یوں دنیا بہ[1] امید قائم خبر نہیں کہ برسوں اسی امید و بیم[2] میں گزر جائیں۔ زمانۂ حیات مستعار کہلاتا ہے اور پھر بڑھوں کی زندگی کا کیا بھروسہ۔ پکّے[3] پان کر دن ٹکیں گے۔ میرے باپ نے میری بہن کے لیئے **مراۃ العروس** اس طرز کی پہلی کتاب لکھ کر اُن کے جہیز میں دی تھی جسے پوری نصف صدی گزر گئی یہ کتاب اُن کے جہیز میں دی گئی تھی اور کیا ہی بہتر تحفہ تھا جو آج تک بھی باقی ہے۔ اُن کے جہیز کا اب ایک چیتھڑا بھی نہیں رہا۔ جہیز کیا وہ خود بھی نہ رہیں اُن کی ہڈیاں بھی خاک میں مل گئیں۔ ؎

اگر خاک جہاں جملہ بغربال ببیزند	حقا کہ نیابند نشان و اثر من

کتاب والی اور لکھنے والے دونوں نہ رہے مگر کتاب موجود ہے۔ ؎

نوشتہ بماند سیہ بر سفید	نویسندہ را نیست فردا امید

کتاب کے ایڈیشن پر ایڈیشن نکل رہے ہیں۔ ہر سال وہ نئے روپ میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ اتنی چھپی کہ جس کا حد و شمار نہیں پس کیا ہی عمدہ اور مستقل یادگار تھی جو صاحب یادگار کے بعد بھی برقرار ہے اور ابھی مدتوں برقرار رہے گی۔ گو **بشریٰ** کو حسب حیثیت

---

[1] دنیا امید کے سہارے قائم ہے۔ جب تک سانس ہے آس ہے۔ [2] امید و رجا خوف و خطرہ امید اور ڈر۔ [3] پکّے بڑھے۔ پان جب پک جاتا ہے تو پھر زیادہ دن نہیں ٹکتا۔ قائم حیثیت کے موافق۔ ۱۲

جہیز دیا گیا ہے۔ زیور سے وہ گوندنی کی طرح لدی ہے۔ روپے پیسے سے بھی وہ آسودہ اور فارغ البال ہے۔ ع شکرِ نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو۔ مگر یہ سب فنا ہونے والی چیزیں ہیں۔ دل میں بیٹھے بیٹھے یہ خیال گدگدایا کہ لاؤ اس کی پھپّی کی طرح آپ بھی جہیز میں ایک ایسا ہی نفیس تحفہ اور سنے بدل چیز دی جائے جو مدتوں یادگار رہے۔ وہ چیز یہ کتاب ہے جو بہترین سہیلی اور خوش ترین جھیلی ہے۔ جس کا نام لختِ جگر ہے۔ جس ضرورت سے یہ کتاب لکھی گئی ہے خدا وہ پوری کرے۔ آمین۔ اس کتاب میں ہمارے خاندان کی ایک مختصر ہسٹری اور بشری طور اُس عمر پا کے بچپنے کا خاکہ ہے۔ جو جو امور پیش آئے یا جو اُسے بتلائے گئے سب کو ایک جا کر دیا ہے کہ جب اُس پر نظر ڈالے گی اُس کی سوانح عمری کا نقشہ سامنے پھر جائے گا کہ کس طرح ہم نے پالا پوسا۔ کیسا اُٹھایا کیوں کر پڑھایا لکھایا۔ کیا کیا باتیں اُس کے کان میں ڈالیں اور اب اُس سے کیا چاہتے ہیں۔ سب کہ وہ ازدواجی زندگی کی چوکھٹ پہ کھڑی ہے کیوں کر اُسے اس نئے گھر میں رہنا سہنا اور رسنا بسنا

یعنی بہت۔ خوش حال۔ جتنی تیری نعمتیں اکثرت سے ہیں اتنا ہی تیرا شکریہ۔ ابھارا آمادہ کیا ترغیب دی۔ جھیلی۔ دراز ہو عمر اُس کی۔ کسی کی زندگی کے حالات۔ وغیرہ۔

چاہیئے کہ یہ دو دن کی زندگی امن چین اور خیر خوبی سے بسر ہو جائے گو یہ کتاب خاص کر بشریٰ کے واسطے لکھی گئی ہے لیکن۔ ع

متاعِ نیک ہر دکاں کہ باشد۔ دوسری لڑکیاں جو زندگی کی اس منزل پر پونہچ گئی ہیں وہ بھی اس سے یکساں طور پر مستفید ہو سکتی ہیں۔ اس کتاب کا بڑا حصّہ میری قلم کا ہے لیکن اخیر میں کچھ بیش قیمت جواہرات کئی خزانوں سے چُن کر موقع موقع سے جڑ دیئے ہیں۔ ع

تمتع زہر گوشۂ یافتم ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم

یہ مضامین ہند کے چوٹی کے مصنفین میرے والد مرحوم۔ مولٰنا حالی خان صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب میرٹھی۔ مولوی عبداللہ خاں صاحب وغیرہم کی قلم جادو رقم کے سحر سامری ہیں۔ اگرچہ یہ مضامین اچھوتے نہیں اور اپنی اپنی جگہ کتب میں موجود ہیں لیکن اتنی ساری کتابوں کا جمع کرنا مشکل اور اُن کا بالاستیعاب پڑھنا اُس سے زیادہ دشوار لہذا ان مضامین کو چُن لیا گیا ہے۔ ان معرکۃ الآرا مضامین۔ موثر اور دھڑکا دینے والے اشعار نے

اچھی چیز جہاں کہیں بھی ملے۔ ایک ہی طرح۔ فائدہ اٹھانا۔ سامری کا جادو حضرت موسیٰ کی قوم میں سامرہ کا رہنے والا ایک بڑا جادوگر تھا۔ مسلسل۔ پورا۔ مشکل بڑے سے بڑے۔ معتبر و مشہور ۱۲

اس کتاب کے قالب میں تازہ روح پھونک دی ہے جن کی چمک دمک کے پرتو سے مجھ ناچیز کے بیاناتِ ژولیدہ بھی جگمگا اٹھے ہیں۔ انتخاب اور اقتباس مضامین کا طریقہ کچھ میری اختراع نہیں تعلیمی ساری کتابیں اسی ڈھنگ کی ہیں ان میں بھی چن چن کر مضامین کو سجایا گیا ہے اور ہر طرف سے سمیٹ سمیٹ کر ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ حق بات یہ ہے کہ جس مضمون کو جس پیرائے اور طرزِ مطبوع سے یہ اصحابِ کمال لکھ گئے ہیں قلم توڑ گئے ہیں۔ ان سے بہتر نہ میں لکھ سکتا ہوں نہ میری لیاقت۔ لہذا جس چمن میں جو پھول اچھا نظر آیا اور جس نے دل کو لبھایا۔ جس کی رنگینی اور بھینی بھینی خوشبو نے مشام جان کو معطر کیا اسی سے اس سیج کو سجایا۔ سوائے جناب مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب سابق سکنڈ ماسٹر ماڈل سکول لاہور کے اور اور مصنفین جن جن کے مضامین دلنشین سے ہم نے اپنی کتاب کی رونق بڑھائی ہے میرے دلی شکریے کی رسائی سے باہر۔ خواب عدم میں میٹھی نیند سوتے ہیں مگر

ڈگمگائے ہوئے۔ کاواک۔ چھانٹنا۔ چننا۔ چھانٹ کر۔ جمع کرکے۔ سلیقے۔ طریقے۔ پسندیدہ انداز۔ سونگھنے کی جگہ یعنی دماغ۔ خوش بودار۔ بستر۔ بچھونا۔ پہنچ۔ موت کی نیند۔

دعا کا باب کھلا ہے۔ خدا اُن سب پر اپنی بے حد و حساب رحمت نازل کرے اور جو بہ فضلِ خدا زندہ ہیں خدا کرے کہ ابھی بہت دنوں زندہ رہیں کہ قوم اُن کے رشحاتِ قلم سے مستفید و متمتع ہوتی رہے۔ اس کتاب میں جا بجا **بشریٰ** کا نام بے اختیار میری قلم سے نکل گیا ہے۔ جو لطف اس سے براہِ راست ہم کلام ہونے میں ہے بالواسطہ کہاں؟ ممکن ہے کہ بعض اصحاب کی نگاہ میں یہ طرز ناپسندیدہ ہو کہ لڑکی کے نام کا پردہ نہیں کیا۔ میں پردے کا سختی سے حامی اور پابند ہوں۔ لیکن شرعی پردے کا کہ رسمی اور رواجی کا

تمکین اک نشان ہے عصمت کی آن کا
پردہ بس اک ظہور ہے عورت کی شان کا

پردہ تو اُن کا حق ہے نہیں اُن پہ جبر کچھ
آیا ہے اُن پہ وقت یہ سخت امتحان کا

غیروں کی آنکھ سے وہ حاصل کریں سبق
روکے جو ہم کو ضعف ہماری زبان کا

شوخیِ مغربی کے خریدار ہیں بہت
گاہک مگر خدا ہے حیا کی دکان کا

(حضرت اکبر الہ آبادی)

ملک ہند میں اسلامی اور شرعی پردے نے اب ایک نئی شکل اختیار کی ہے اور پردے کی در پردہ اس قدر بھرمار ہے کہ جسم و ذات کے ساتھ نام کا بھی پردہ ہونے لگا۔ حال آنکہ کلام مجید میں **حضرت مریم** کا

---

[1] پانی کا ٹپکنا۔ [2] فائدہ اٹھانے والے۔ [3] دولت سمیٹنے والے۔ [4] سیدھا کسی اور کے ذریعے سے۔ ۱۲

نام جابجا آیا ہے اور کتب احادیث میں بے شمار روایات حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ سے مروی ہیں۔ جب اُن کے نام کا پردہ نہیں تو ما و شما کی بہو بیٹیاں جو اُن کی ادنیٰ لونڈیاں ہیں کس شمار قطار میں ہیں۔ چوں کہ ہماری کتاب کا اصلی مقصد لڑکیوں کے مبلغ علم کو بڑھانا ہے لہٰذا مشکل الفاظ کے معنے فٹ نوٹ میں دیئے ہیں۔

آخر میں خداوند عالم سے اس گنہ گار کی دلی دعا ہے کہ الٰہی! سب لڑکیوں کو توایسی توفیق رفیق عطا فرما جو فلاح دارین کا باعث ہو۔ خدا اُن کو سمجھ دے کہ وہ اپنے شوہروں کو اُن کے اصلی درجے پر سمجھیں اور نہ صرف مُنہ سے اُن کی برتری کا اعتراف کریں بلکہ عمل سے بھی ثابت کر دکھائیں۔ غرض کہ شوہر اُن سے اور وہ شوہر سے خوش رہیں جس میں دونوں جہان کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ نیک بختی۔ شرم و حیا۔ غیرت عصمت و عفت۔ پاک دامنی غرض صفات حسنہ سے متصف ہوں ہنسی خوشی بسر کریں خود خوش رہیں اور دوسروں کو خوش رکھیں۔ وہ ایک قابل قدر بیوی۔ ایک دل آویز اور وفادار اور

حدیث کی کتابیں۔ بے گنتی۔ بہت۔ روایت کی گئی۔ اُن کے حوالے سے بیان کی گئی۔ علم کی مقدار۔ لیاقت۔ دونوں جہان کی بہتری۔ اچھی صفتیں۔ سج جائے آراستہ ہو۔ ۱۲

مخلص رفیق - ایک مہربان شفیق دل ماں - ایک اچھا ہمسایہ - غرض یہ کہ خدا کی نیک بندیاں بنیں جب تک دنیا میں رہیں لاکھوں کی لال گھر کی سرتاج بنی رہیں اور جب ابدی دوامی گھر کو چلی جائیں تو ہنستی ہوئی جائیں اور دوسروں کو روتا چھوڑ جائیں لوگ اُن کی خوبیاں اُن کی نیکیاں اُن کا حسن سلوک مختصر یہ کہ اُن کی ہر ہر بات کو نظر استحسان سے یاد کریں اور یا الٰہی ان سب کے طفیل میں تیری ادنیٰ کنیز **بشریٰ** کا بھی بیڑا پار ہو۔ میاں بیوی حسن سلوک و اتفاق سے رہیں سہیں دنیا کے تردد و افکار اُن کے پاس نہ پھٹکیں اس کے دل میں تو اپنی لگن لگا دے۔ دل میں درد اور اپنا ڈر دے۔ ~~

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

کسی کو اس کے ہاتھ سے ایذا و تکلیف نہ پہنچے۔ انسانی ہمدردی اور خیر رسانی کی صفات حسنہ اس میں پیدا کر۔ غرض اُس کو اپنی نیک اور مقبول بندی بنا۔ **آمین**۔

حضرت اب تو اسی مضمون پہ سخن کیجیے تمام ہو چکی سمع خراشی بہت۔ اب چپ رہیے

حررہٗ حقیر بشیر کان اللہ لہٗ ولوالدیہ - مقام دہلی

سنہ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

ستمبر ۱۹۲۰ء

[1] جس کی سب قدر کریں۔ [2] اچھا برتاؤ۔ [3] خلاصہ یہ کہ۔ [4] اچھی اور پسندیدہ نگاہ سے۔ [5] صدقے۔ ساتھ۔ [6] لونڈی۔ [7] مرحلہ طے ہو۔ [8] عبادت۔ تابع داری۔ [9] وہ فرشتے جو درگاہ رب العزت کے مقرب یعنی نزدیک رہنے والے ہیں۔ [10] سفر جاچنا۔ [11] لکھا اُس کو۔ [12] اللہ تعالیٰ اُس کا اور اُس کے ماں باپ کا ہو۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(شروع) اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان ہے

پہلا باب - کچھ ہمارا حال

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

بڑے بڑے لوگوں کے حالات زندگی پڑھنے سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کیوں کر وہ اپنے دلی شوق ۔ لگاتار[1] محنت اور استقلال[2] کی بدولت اُبھرے[4] اور دنیا میں نام کر گئے ۔ دنیا میں اُن کو کیا کیا مشکلیں ۔ رکاوٹیں[5] اور ناموافق اتفاقات پیش آئے اور کس طرح انھوں نے اُن کا مقابلہ کیا اور دنیا کی اس دشوار گزار[6] تنگ گھاٹی سے کیسے نکل گئے اور کیا وجہ ہوئی جو ہزاروں لاکھوں بندگانِ خدا پر نیک نامی سے سبقت لے گئے ۔ اِن کے حالات پر غور کرنے سے ہم کو بہترین رہنمائی کے علاوہ ایک لاثانی تعلیم اور لاجواب

---

۱ بلافصل مسلسل ۔ ۲ مضبوطی ۔ ۳ ثابت قدمی ۔ ۴ ترقی ۔ ۵ اٹکاوے ۔ ۶ جس میں سے گزرنا مشکل ہو ۷ صاف ۔ بے داغ ۔ ۸ سبقت لے جانا بہتر رستہ بتلانا ۔ ۱۰ بے مثل ۔ ۱۱ جس کا جواب نہ ہو ۔ ۱۲ انوکھی ۔ نادر

تربیت کا سبق ملتا ہے یا یوں سمجھو کہ جس طرح اندھے کی لاٹھی پکڑ کر اس کو رستہ بتلا دیتے ہیں۔ مشاہیر زمانہ اور ناموریگانہ کے نقش قدم پر چلنے سے ہم بھی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں۔ ٹھوکریں کھانے ڈگمگانے اور گر گر پڑنے سے بوجہ اُس شمع ہدایت کے بچ جاتے ہیں۔ اسی خیال نے مجھ کو آمادہ کیا کہ قبل اس کے کہ میں ایک کتاب بطور **دستور العمل** زندگی کے تم کو لکھ کر دوں جس سے تم کو مراحل زندگی میں مشفقانہ صلاح اور بزرگانہ امداد ملے۔ مناسب ہے کہ کچھ حال اپنے خاندان کا بھی تمہارے کان میں ڈال دوں کہ گوشت زدہ اثرے دارد۔ ہمارے خاندان کی تقریب کے لیے کسی لمبی چوڑی تمہید کی ضرورت نہیں۔ تمہارے دادا کا نام اظہر من الشمس ہے نام تو تم بھی جانتی ہو مگر مجھے شک ہے کہ ان کی کل صورت تمہارے خیال میں ہو کیونکہ جب اُنھوں نے انتقال کیا تو تم پورے چار برس کی بھی نہ تھیں۔ گو ہم کو اُن کی ایسی قدر نہ تھی جیسی کہ ہونی چاہیے کہ گھر کی مرغی دال برابر لیکن جانے رہو کہ ایسے سلف میڈ

زمانے کے مشہور لوگ۔ یکتا مشہور۔ پاؤں کے نشان۔ مراد۔ قدم برابر نہ جیسے۔ مشکلات۔
محبت سے بھری ہوئی۔ مدد۔ جو بات کان میں پڑ جاتی ہے اُس کے کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔
تعارف۔ پہچان۔ اصل۔ کہنے سے پہلے بطور مقدمہ کے کچھ کہنا۔ آفتاب سے زیادہ ظاہر
جو نعمت بلا زحمت حاصل ہوتی ہے اُس کی قدر نہیں ہوتی۔ وہ لوگ جو خود ترقی کرتے ہیں ۱۲



Dr. Molvi Nazir Ahmad

ڈاکٹر مولوی نذیر احمد

(Selfmade) نامور مشاہیر دنیا میں بہت کم ہوتے ہیں -

ہند گوئیند نہ دارد شرف از اہل کمال ❋ ہمہ دارد - چو نذیرے ہمہ دانے دارد

تمہارے دادا کو بہت سے معزز اور ممتاز خطاب - خان بہادر - شمس العلماء - ایل ایل ڈی - ڈی او ایل کے بلا طلب و جستجو اور دوادوش اور کوشش کے گھر بیٹھے ملے لیکن یہ کوئی انوکھی بات نہیں - دنیا میں لوگوں کو اس سے بڑھ بڑھ کے اعزاز حاصل ہیں لیکن جس بات پر اُن کو نہیں ہم کو بجا فخر اور جائز ناز ہے وہ ان کی شہرت اور ناموری تھی جو اُن کو اُن کی اعلیٰ درجے کی مفید انام تصانیف کی بدولت چار دانگ عالم میں حاصل ہے - جو ایک خداداد بات تھی -

ایں سعادت بزور بازو نیست ❋ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اُن کی شہرت بہ لحاظ ایک زبردست عالم - زوردار صاحب قلم - بے نظیر لکچرار اور مقرر کے ملک ہند میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی - ان میں سے جدا جدا صفات کے لوگ ممکن ہے کہ ڈھونڈے سے نکل آئیں لیکن ایسا

ہندوستان کو کہتے ہیں کہ اس کو صاحب کمال لوگوں کے ہونے کی بزرگی حاصل نہیں ہے لیکن اگر نذیر احمد کے جیسے عالم اس میں پیدا ہوتے ہیں تو یوں سمجھو کہ سب کچھ موجود ہے - مانگ - تلاش - ڈھونڈنا - دوڑ دھوپ - عجیب - غیر معمولی - نہ مٹنے والی - نام نمود - شہرت - خلقت کو فائدہ پہنچانے والی - چھ طرف - یہ نیک نامی کچھ اپنی قوت سے حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل و کرم سے نہ بخشے - تقریر کرنے والے بولنے والے - ۱۲

ہمہ دانی کوئی شخص ہم نہیں بتلا سکتے جو علم وفضل ۔ انشاپردازی ۔ مضمون نگاری ۔ طلاقت لسانی ۔ یعنی تحریر و تقریر دونوں میں ایسا بلند پایہ رکھتا ہو کوئی قلم کا دھنی ہے تو تقریر میں ہیٹا ۔ کوئی بڑا مقرر ہے تو اس کی قلم میں زور نہیں ۔ کسی کی قلم میں زور تو ہے مگر اس کا طرز بیان مؤثر اور دلکش نہیں کوئی اکس ٹمپور ڈلیوری پر قادر نہیں ۔ مگر خداوند تعالیٰ نے ان سب باتوں کو کوٹ کوٹ کر تمہارے دادا میں بھر دیا تھا ۔ اُن کی تحریر تقریر ڈلیوری ۔ کڑاکے کی آواز ایسی صفات تھیں کہ ہم ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دے سکتے ۔ اُن کی تصانیف کثرت سے موجود اور رائج ہیں جو کافی شہادت اُن کی زبردست انشاپردازی کی ہیں ۔ اُن کے لیکچر سننے والے ابھی بہت سے موجود ہیں ۔ جہاں اُن کا لیکچر قرار پاتا تھا دور دور سے لوگ صرف اُس کے سننے کے لیئے جھپٹے چلے آتے تھے ۔ اُن کی زبان میں یہ قدرت تھی کہ مضمون کو دل میں اتار دیتے تھے ۔ کبھی رُلا دیتے تھے تو ایسا کہ لوگوں کو ہچکیاں لگ جاتی تھیں ۔ ۵

سب جاننے والا ۔ گویائی ۔ اونچا مرتبہ ۔ زبردست ۔ گھٹیا ۔ کم ۔ اثر کرنے والا ۔ دل لبھانے والا ۔ پہلے سے طیاری کیئے بغیر تقریر کرنا ۔ قدرت نہیں رکھتا ۔ تقریر کرنا ۔ زور کی بڑھاوا ۔ رواج پائے ہوئے ۔ پھیلے ہوئے ۔ گواہی ۔ لپکے ۔ دوڑے ۔ قدم اٹھا طاقت ۔ قابو ۔ ذہن نشین کرنا ۔ دل میں جما دینا ۔ ۱۲

ہم رونے پہ آ گر آئیں تو دریا ہی بہا دیں ❁ شبنم کی طرح سے ہمیں رونا نہیں آتا

ہنسانے کا قصد کریں تو پیٹ میں بل پڑ جائیں لوگ بے اختیار قہقہے لگانے لگیں۔

ــــہ

لاکھ مضمون اور اُس کا اک ٹھکانا ❁ سو تکلف اور اُس کی سیدھی بات

چندے کی ضرورت اور طلب پر اُتر آئیں تو اگر نادہندہ سے نادہندہ بھی ہو تو توڑوں کے منہ کھلوا دیں۔ جیبیں خالی کروا لیں۔ چنانچہ دہلی کے طبیہ مدرسے کے ایک سالانہ جلسے میں فرماتے ہیں:۔ ــــہ

صحبت ہو جاذ نگار تو اک وقتِ خاص میں
اظہارِ مطلب و عرضِ مدعا کروں

طرزِ سخن میں جادوئے بابل کا رنگ دوں
الفاظ میں کرشمۂ معجز نما کروں

طبیہ مدرسے کے بیاں کر کے فائدے
چندے کی اُس سے آرزو و التجا کروں

دو جواب تو چھوٹتے ہی لگا دے جواب دے
یا جیب سے کہ میرا اُسے بیٹھا تکا کروں

یا وعدہ جو کہ تا بہ قیامت وفا نہ ہو
کچھ خضر تو نہیں کہ ہمیشہ جیا کروں

نہ دینے والا ـ تھیلیوں ـ مطلب بیان کرنا ـ بات کے انداز ـ بابل کا جادو مشہور ہے۔ بابل اگلے زمانے میں ایک بڑا مشہور شہر تھا جو نمرود اور ضحاک کا پایۂ تخت اور بڑی رونق کا شہر تھا۔ اس کے کھنڈر عراق عرب میں دریائے فرات کے مشرقی کنارے پر بغداد سے کوئی جنوب مغرب میں واقع ہیں ـ ایسا حیرت میں ڈالنے والا معجزہ یا عجیب بات جس سے لوگ حیران رہ جائیں ـ خواہش درخواست ـ فوراً صاف جواب دے ـ دیکھتا ہوں ـ قیامت تک ـ پورا ـ ایک پیغمبر کا نام ہے جو گمراہوں کو راہ بتاتے ہیں اور جو ہمیشہ سے زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے ـ بڑی عمر کے موقع پر ان کی نظیر دی جاتی ہے۔

کیوں سا کت ہے کس لئے ہو کس طرح اختیار	اپنی طرز و عادت شان گدا کروں
واللہ مجھ سے ہو نہیں سکتا ہو کار خیر	مثل فقیر ہاتھ پساروں صدا کروں
اگر کہنے پاؤں قوم کی خانہ خرابیاں	محفل میں شور و شیون و ماتم بپا کروں
دیوار و در کو وجد ہو لگ جائیں ہچکیاں	گر حال زار قوم یہ قصد بجا کروں
ای قوم تیری ہمت و غیرت کو کیا ہوا	تو ہی قصور وار ہے کس کا گلا کروں

اُن کی تقریر بھی ایک جادو تھا۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے جلسوں میں بڑی آرزو و تمنا اور اصرار سے اُن کو لے جاتے تھے اور ان کی اُن دنوں تقریر کی بدولت جھولیاں بھر لیتے اور دولت سمیٹ لیتے۔ اُن کی نثر نظم سے بہتر اور نظم نثر سے بڑھ کر تھی۔ وہ دونوں پر زبردست قدرت رکھتے تھے اُن کے آراستہ اور پیراستہ کلام کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ دوسروں کے کلام سے صاف الگ پہچانا جاتا تھا۔ ۵

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند — نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

طریقہ۔ طرز۔ فقیر کی حالت۔ پھیلاؤں۔ فقیرانہ طرز سے مانگنا۔ نوحہ گریہ و زاری۔ رونے کا ارادہ۔ شکوہ۔ ترقی غلطی۔ دل لبھانے والی جسے ہیں دل لگے۔ کپڑے کی تھیلی جس میں فقیر بھیک کے ٹکڑے وغیرہ جمع کرتے ہیں۔ جمع کرنا۔ اکٹھی کر لینے سنوارے۔ جیسے کسی کا چہرہ بھڑکیلا ہو ضرور نہیں کہ وہ دلربا بھی ہو۔ اسی طرح جو سر منڈا لے کیا وہ قلندر ہو جاتا ہے۔ قلندر مست ملنگ بے پروا فقیر کو کہتے ہیں جو یہاں تک ترقی کر گیا ہو کہ اپنے وجود اور دنیا کے سارے تعلقات سے بے خبر ہو کر ہمہ تن خدا کی ذات کی طرف متوجہ ہو۔

اردو لٹریچر کے وسیع میدان میں اُن کی شہرت بلا مبالغہ ایسی تھی جیسی
حضرت شیخ سعدیؒ کی فارسی دانوں میں۔ کیا کوئی فارسی کا
طالب العلم ایسا ہی جس نے تھوڑی بہت گلستاں بوستاں نہ پڑھی ہو۔ ویسا
اسی طرح مسلمانوں کا کوئی شریف گھرانا ہندوستان بھر میں ایسا
نہ نکلے گا جس میں بی اکبری اصغری یعنی مرآۃ العروس
کا دخل نہ ہو۔ اس وجہ سے مرد تو مرد ساری عورتیں بھی تمھارے دادا
سے واقف ہیں۔ مرآۃ العروس تمھارے دادا نے تمھاری بڑی پھپی
کے لیے لکھی تھی اور اس کتاب کی بہت خوب صورت سنہری جلد بنوا کر
اُن کے جہیز میں دی تھی۔ سارا جہیز ایک طرف اور یہ کتاب ایک طرف
اُس زمانے میں عورتوں کا لکھنا پڑھنا بالعموم معیوب سمجھا جاتا تھا
شریف گھرانوں کی بیبیاں جو پڑھی لکھی سمجھی جاتی تھیں اُن کی تعلیم اتنی
پانی میں تھی کہ ناظرہ قرآن شریف۔ کچھ مذہبی رسالے۔ راہ نجات۔ مالابد
وغیرہ پڑھ لیے آگے آیت۔ لکھنا تو بالکل معیوب سمجھا جاتا تھا اور دیکھنا
عورتوں کے ہاتھ میں ایک آلہ ناجائز خط و کتابت کا خیال کیا جاتا تھا۔
اور عورتوں کی نسبت طرح طرح کی ایسی ناگفتہ بہ بدگمانیاں کی جاتی تھیں کہ

اکثر کرلے۔ دام طور پر۔ اتنی قدر تھی۔ دیکھ کر یعنی حافظ نہیں۔ دونوں مذہبی رسالوں کے
نام ہیں۔ ختم۔ عیب۔ برائی۔ ہتھیار۔ ایسے شبہے جن کے زبان پر لانے سے شرم آتی ہو۔ ۱۲

ڈھری جائیں نہ اٹھائی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمھاری دادی صاحبہ گو اردو روانی سے پڑھ لیتی تھیں مگر لکھنے میں بالکل کوری تھیں۔ لیکن ہمارے گھرانے میں صرف ہمارے باپ کی بدولت (خدا اُن کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے) ہمارے ہوش سنبھالنے سے پہلے لکھنے پڑھنے کا چرچا ہے۔ تمھاری دونوں پھپیاں لکھی پڑھی تھیں۔ مرآۃ العروس جس زمانے میں لکھی گئی اِس قسم کا لٹریچر بالکل مفقود تھا۔ تمھارے دادا تعلیم نسواں اور اس طرزِ جدید کے پایونیر (موجد۔ مخترع) کہلاتے ہیں کیوں کہ سب سے پہلے انھوں نے ہی یہ نئی راہ نکالی چوں کہ ایک نئی اور انوکھی بات تھی گورنمنٹ نے بھی قدردانی کی۔ اول درجے کا انعام یعنی پورے ہزار روپیے دیئے دو ہزار کاپیاں خریدیں اور سر ولیم میور لفٹننٹ گورنر کو اس قدر پسند آئی کہ اپنی جیبِ خاص سے ایک نہایت قیمتی اور خوش نما ٹائم پیس الفاظ مناسب کندہ فرما کر سرِ دربار عطا فرمائی۔ یہ شاید پہلی مثال تھی کہ ایک اردو تصنیف کی اس درجے قدر افزائی کی گئی۔ کتاب کی شہرت کو اتنی بات کافی تھی خصوصاً جب کہ مال بھی کھرا ہو اور پرکھنے والا بھی پونچی کا۔ لوگ ٹوٹ پڑے۔ شوق کے علاوہ انعام کے لالچ نے لوگوں کو ابھارا اس طرز کی بہت سی کتابیں

جن کا سر نہ پیر جن کا ٹھور ٹھکانا نہ تھا۔ بے ڈھنگی۔ صاف۔ اٹکے بغیر۔ ناواقف۔ بے ہودہ۔ ناپیدا۔ نئے طریقے ۱۲

لکھی گئیں گر ع وہ بات کوہ کن کی گئی کوہ کن کے ساتھ۔ مرآۃ العروس سے لگا کھا نا تو درکنار کوئی پاسنگ میں بھی نہ اُتری۔ ع

نہ ہوا پرنہ ہوا میر کا انداز نصیب ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں چھپی اور اب تک برابر چھپی چلی جا رہی ہے۔ کوئی اجازت لے کر چھاپتا ہے تو کوئی چوری چھپے۔ مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ مترجم بھی ایسے ویسے نہیں بلکہ خود ایم۔ کمپسن صاحب ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم تے جو میور صاحب کے داماد تھے انگریزی میں ترجمہ کیا اور نام بھی خوب رکھا Brides Mirror مرہٹی گجراتی۔ بنگالی۔ ہندی۔ سندھی۔ اوریا۔ اتنی زبانوں میں ترجمہ ہوتا تو مجھے معلوم ہے۔ ایڈنبرا کے ایک پروفیسر صاحب نے اس کو محشّٰی کر کے رومن میں چھاپا۔ مرآۃ العروس کا دوسرا حصہ بنات النعش جو ایک قسم کا تعلیمی کورس ہے اُس پر بھی انعام ملا اور خوب چلی۔ اسی سلسلے میں سب سے بڑی اور معرکۃ الآرا کتاب توبۃ النصوح ہے اس پر بھی اول درجے کا انعام ملا اس کا ترجمہ بھی کمپسن صاحب نے انگریزی میں کیا اور Repentance of Nasuh نام رکھا۔ چوں کہ یہ کتاب سول سروس کے امتحان کے کورس میں تھی اس پر ایک مبسوط کمنٹری دشرح

بھی انھوں نے ہی لکھی۔ تم نے اپنے دادا کی ساری کتابیں بالاستیعاب
مجھ سے پڑھی ہیں۔ سب سے بڑا دینی کام جو اُن سے اواخر عمر میں ہوا
وہ اُن کا بے نظیر **ترجمہ کلام مجید** کا ہے جو تم مجھ سے پڑھ چکی ہو۔
ترجمہ نکلنے کی دیر تھی کہ سارے ہندوستان میں بجلی کی طرح کوند گیا۔ اگرچہ
ڈھیرے ڈھیرے ترجمے مولوی عبدالقادر صاحب اور مولٰنا شاہ
رفیع الدین صاحب جیسے جیّد مسلمانوں کے موجود تھے اور شک نہیں کہ
جب وہ لکھے گئے لاجواب تھے مگر بہت پرانے ہو گئے۔ اُس زمانے
کی زبان میں اور اب کی زبان میں بڑا بھاری فرق ہو گیا۔ طرزِ ادا
بدل گیا۔ محاورات کچھ سے کچھ ہو گئے اب ضرورت تھی کہ ماڈرن (حال
کی) اُردو میں ایک بامحاورہ ترجمہ ہو۔ اس ضرورت کو تمہارے دادا نے
ایسا پورا کیا جیسا اُس کے پورا کرنے کا حق ہے۔ جس کا کھلا ثبوت
یہ ہے کہ ابھی اس ترجمے کو شائع ہوئے صرف چوبیس ہی برس ہوئے
مگر چودہ ایڈیشن ہو چکے اور ستر ہزار کاپیاں ہاتھوں ہاتھ لوگوں نے
لیں اور ابھی طلب اور شوق کا وہی حال ہے اور اب پھر کافی تعداد
میں چھپوایا جا رہا ہے۔ یہ ترجمہ قرآن بڑی مینجھولی۔ تقطیع کا اور حمائل
کی شکل میں شائع ہوا ہے۔ تمہارے دادا نے یہ ترجمہ کرنے سے پہلے

چمک گیا۔ مضبوط۔ پکے۔ زبردست۔ ۱۲

اس طرف کسی کا خیال نہ گیا اور جب یہ ترجمہ نکل چکا تو لوگوں نے ان کی رَیس میں کئی ترجمے کر ڈالے جو چلے والے نہیں اور اَینڈ رہ گئے اور چلتے کیسے پہلے تو فی نفسہ ترجمہ کرنا ہی مشکل اور پھر کلام الٰہی کا ترجمہ ہر شخص کا کام نہیں۔ ؎

اثر تو لوٹ لیا بات نے تیری ہمانہ کچھ بھی مرے عرضِ مدعا کے لیے

تمہارے دادا ہرفن مولیٰ تھے وہ بڑے لِٹریری مَین ہو گزرے ہیں۔ وہ بڑے لکچرار بھی تھے۔ تم چھوٹی تھیں اُن کے لکچر کیا سُن سکتی تھیں۔ خیر اب تم اُن کے لکچروں کا مجموعہ پڑھو۔ وہ نعمت چھِن گئی مگر یہ تو باقی ہے۔ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ میں نے بہت سے لکچراروں کے لکچر سُنے ہیں اور تمہارے دادا کے زیادہ نہیں ایک دو لکچر سُنے وہ بڑے جَہیرُ الصَّوت یعنی بلند آواز اور پُرگو تھے۔ وہ اپنی دل پذیر تقریر سے آڈینیس (حاضرین) کو محو کر دیتے تھے۔ زبان کی وہ روانی تھی جیسے ایک بحرِ ذخّار امڈا چلا آتا ہے

ہرص۔ بدل مَیل جیسے کھاتا دانا۔ دراصل۔ ہرفن کے اُستاد۔ علم دوست۔ ذی علم لکچر دینے والے۔ مُقرّر۔ جو چیز پوری نہ مل سکے تو اُس کو بالکل چھوڑ دینا بھی نہ چاہیے یعنی تھوڑی بہت جتنی مل جائے۔ ایسا کہنے والے کہ خالص الفاظ نہیں بلکہ معنی اور مطلب سے بھرے ہوئے۔ دل پسند۔ بننے خود۔ ایسا سمندر جس کی تھاہ نہ ہو۔ بڑھتا

اور موجیں مار رہا ہے۔ اُن ہی کی طاقت لسانی کا بدیہی اور خارجی ثبوت علی گڈھ اور انجمن حمایت الاسلام کے کالجوں میں متعدد کمرے اور یادگاریں ہیں۔ اُن کی تحریر اور تقریر دونوں میں عجیب چٹپٹا مزہ تھا جس کی قدر وہی جانتا ہے جس نے کتابیں پڑھی ہیں یا اُن کی زبان سے لکچروں کی گوہر فشانی سُنی ہے۔ وہ بڑے ادیب۔ نثار اور اپنی طرز جدید کے بہترین ناولسٹ تھے۔ خانہ نشینی کے بعد وہ نظم کی طرف ڈھلے رُخ کرنے کی دیر تھی کہ اس میں بھی تیز گئے۔ ایسی نظم لکھنے لگے جیسے کوئی کہنہ مشاق استاد۔ ۵

بہ ابر بندیِ تیزی دہد بہ آبِ سخن	زتیغ مصریِ گوہر دہد زکانِ بیاں
بہ نثر داغ نہد بر جبینِ نظمِ جریر	بہ نظم باج ستاند زگفتۂ سحباں
خرد پناہ و فرزانہ کہ در آفاق	چنیں یگانہ نیامدبیں از ہزار قراں
چناں نگارِ سخن را بدانش آراید	کہ نوکِ خامۂ مانی رُخِ نگارستاں

کھلا۔ ظاہری۔ بیرونی۔ جو زبان کو بھلا لگے۔ ذائقہ دار۔ خوش بیانی۔ لغوی معنے موتی برسانا۔ زباں داں۔ نثر لکھنے والے۔ ناول لکھنے والے۔ ناول فرضی قصے کو کہتے ہیں جو روزمرہ کی بول چال میں لکھا جائے اس طرح کہ اصلی اور گزرا ہوا واقعہ معلوم دے۔ گھر بیٹھنے یعنی نوکری سے سبکدوش ہونے اور پنشن لینے کے بعد۔ جھکے توجہ کرنا۔ مشاق ہوگئے۔ تیراکی۔ ہند کے ابر میں زبان کی عمدگی سے تیزی پیدا کر دیتی

(باقی بصفحہ آئندہ)

دلّی میں جس طرح سیّاح لوگ ممالک دور دراز سے مشہور عمارتیں اور آثار قدیمہ دیکھنے آتے تھے اسی طرح دلّی کی عجائبات میں تمہارے دادا صاحب بھی ایک اعجوبۂ روزگار تھے۔ لوگ جوق جوق اُن کی زیارت کو آتے اور مالا مال ہو کر جاتے۔ وہ نہایت صاف باطن۔ خلیق۔ رقیق القلب اور منکسر المزاج تھے۔ دوسروں کی تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے دامے درمے قلمے قدمے مدد کو حاضر۔ جو اُن سے گھڑی بھر مل لیا

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ۔ مصری تلوار سے بیان کی کان میں معنی پیدا کرتے ہیں سربر درشمین یا رچہ) کی نظم کی پیشانی پر اپنی نثر سے داغ لگاتے ہیں یعنی نثر سے نظم کو مات کرتے ہیں اور نظم کا یہ حال ہے کہ سحبان جیسے مشہور فصیح البیان سے خراج لیتے ہیں یعنی سحبان بھی اُن کے آگے کان پکڑتا ہے۔ ایسے عقل مند اور ایسے روشن (ضمیر) کہ ایسا مثل آدمی ہزاروں برس تک بھی دنیا میں پیدا نہیں ہوتا۔ اپنی عقل مندی سے آراستہ کلام کو ایسا سجاتے ہیں جیسا مانی کی قلم کی نوک سے کوئی عمدہ اور نفیس محل بنتا ہے۔ ۱۲

وہ لوگ جو سیر کے لیئے ملک در ملک پھرا کرتے ہیں۔ پرانے زمانے کی نشانیاں مثل عمارات وغیرہ کے۔ عجیب چیز۔ ٹکریاں ٹکریاں۔ ملنے۔ دیکھنے۔ بامراد۔ خوش حال۔ نرم دل۔ مزاج میں عاجزی رکھنے والا۔ روپیئے پیسے لکھت پڑھت اور خود جا کر۔ ذرا سی دیر ۱۲

بس اُن کی باتوں پر لٹو ہو گیا اور اُن کا کلمہ پڑھنے لگا۔ اُن کی
لیاقت بات بات سے ٹپکتی تھی۔ جو بات کہتے تھے ٹھکانے کی جو
صلاح دیتے تھے مفید و بکار آمد۔ تمہارے دادا کسی یونیورسٹی
کے ڈگری یافتہ نہ تھے۔ اُن کے زمانے میں ایک مسلمان کے
لیے انگریزی پڑھنا داخلِ کفر و ارتداد تھا۔ ہم لوگ گو **دہلوی**
کہلاتے ہیں مگر اصل نسل ہماری **بجنور** کی ہے۔ میرے دادا
مولوی سعادت علی صاحب ایک معمولی حیثیت
کے خوش گزران شخص تھے مگر مولوی تھے جید۔ علم کے شیدا۔
آج کل کے زمانے پر قیاس نہ کرو وہ زمانہ وہ تھا کہ جس کو
دس روپیے کی آمدنی تھی وہ آج کے سو روپیے والے سے
ہمسری کر سکتا تھا۔ **علاء الدین خلجی** کے زمانے میں روپیہ
کا چوبیس سیر گھی اور چھ من دودھ ملتا تھا۔ **اکبر** کے عہد کا نرخ نامہ شاہی
فی من یہ ہے:- گیہوں - چاول - شکر - گھی - یہ تو بادشاہی

---

۱ فریفتہ۔ ریجھ جانا۔ ۲ دم بھرنے لگا۔ ۳ ظاہر ہوتی تھی۔ مترشح ہونا۔ ۴ قرینے کی۔ واجبی۔ ۵ دارالعلم۔ ۶ سند۔ ۷ مرتد ہونا یعنی دین سے پھرا ہوا۔ ۸ اچھی حالت سے بسر کرنا۔ ۹ شائق۔ گرویدہ۔ ۱۰ برابری۔ ۱۱

وقتوں کی برکت تھی۔ جواب خواب وخیال ہے خیر اسے جانے دو۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے میں ۱۸۵۵ء عیسوی میں گیہوں فی روپیہ اڑتالیس سیر۔ چنے ایک من ساڑھے اُنیس سیر۔ چاول ۱۸ سیر۔ گھی چار سیر۔ دودھ روپیہ کا چار من یعنی پیسے کا ڈھائی سیر

ملکہ وکٹوریا کا عہد ۱۸۹۰ء گیہوں ۲۵ سیر۔ چنے ۴۸ سیر۔ چاول ۱۲ سیر۔ گھی ۲ سیر۔ دودھ تین پیسے سیر۔ یہ حالت بھی بہت غنیمت تھی اور اب تو توبہ ہی بھلی گرانی جاکر قحط کا بھی باوا ہو گیا۔ گیہوں (۵) سیر چنے ۵ سیر۔ چاول ۲۰ بار۔ دال مونگ سوا سیر۔ گھی (۵) چھٹانک۔ شکر تین پاؤ۔ گوشت ۱۲ ار بار۔ دودھ جس میں آدھا پانی ۶ سیر۔ پھر یہ حالت کم وبیش تین برس سے ہے۔ اس ہیبت ناک گرانی نے اپنے ڈیرے ڈنڈے ڈال دیئے ہیں۔ امساکِ باراں اس کا سبب نہیں اگر طوفانِ نوح بھی بپا ہو جائے تو بھی نہ دُھلے اس کے اسباب کچھ ایسے اُلجھے ہوئے ہیں کہ اس گتھی کو شاید گورنمنٹ ہی سُلجھا سکے ما و شما کے بس کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم گنہگار بندوں پر رحم فرمائے۔ چوں کہ ہمارے دادا علم دوست آدمی تھے اُن کو اپنی اولاد کی تعلیم کا بڑا خیال تھا۔ دنیا کا خزانہ اُن کے پاس نہ تھا مگر علم کا مخزن[1] تھے۔ بجنور میں تکمیل حصولِ علم

[1] وہ جگہ جہاں خزانہ رکھا جاتا ہو۔ ۱۲

مستقر اور دلّی ہمیشہ سے **معدن علم** رہی ہے غرض یہ کہ وہ ہمارے باپ کو دلّی تعلیم دلانے کی غرض سے لائے اور **مولوی عبدالخالق صاحب** میرے پرنانا کی مسجد میں جو **پنجابی کٹرے** میں تھی اور جہاں اب ریل کی سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے چھوڑ گئے۔ وہیں ہمارے باپ اور تایا دونوں نے بے سروسامانی کی حالت میں اپنے ڈھرے پر عربی کی تعلیم پاتے تھے۔ اُس زمانے کی طالب العلمی کو اس زمانے کی طالب العلمی پر قیاس نہ کرو کہ بورڈنگ ہیں اور ہوسٹل ہیں۔ کمرے ہیں اور میز کرسی ہے۔ اُس زمانے میں مسجد میں بوریا مل گیا تو بس غنیمت تھا۔ طلبا کی روٹیاں گھر گھر مقرر تھیں ایسے ہی لوگ کچھ پڑھ لکھ لیتے ہیں ورنہ سچ پوچھو تو عیش و آرام اور تن آسانی کو حصول علم سے کیا مناسبت۔ پیٹ بھرے کب پڑھ سکتے ہیں اُن کو بھرے سے پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں وہ جو پڑھتے ہیں تو تفریحاً اُن کی حالت اضطرار کی نہیں پھر جیسا اُن کا پڑھنا ہے ظاہر کہ کسی فن میں کامل نہیں سب میں ادھورے۔ پیش طبیب مُلا و پیش مُلا طبیب و پیش ہر دو ہیچ۔ والد کی عمر مشکل سے بارہ برس کی

مستقر – رہنے کی جگہ۔ معدن – علم کی کان۔ ڈھرے – طریقے۔ طرز – طلباء کے رہنے کے حجرے۔ بڑے بڑے کالجوں میں طلبا کی رہایش کے کمرے – دارالاقامہ۔ طبیب کے سامنے مُلا اور مُلا کے سامنے طبیب اور دونوں کے سامنے کچھ بھی نہیں ۱۲

ہوگئی اور تایا صاحب کی چودھا سال کہ دادا صاحب کو سفرِ آخرت
پیش آیا اور ان دونوں کو منجدھار میں چھوڑ چلتے ہوئے۔ میرے
باپ نے اپنی تنگ دستی اور عسرت کو کبھی نہیں چھپایا نہ وہ کبھی اس کے
اظہار سے شرمائے بلکہ بارہا انھوں نے اپنے لکچروں میں اپنے
زمانِ طالب العلمی کا بلاکم و کاست فخریہ بیان کیا ہی جس سے اُن کا
مقصود یہ دل نشین کرانا تھا کہ یہ لوہے کے چنے کس طرح چبائے
جاتے ہیں اور انسان اگر ہمت باندھ لے تو ذاتی کوشش اور حصولِ
علم کی بدولت کس طرح حضیضِ نکبت سے نکل کر اعلیٰ مرتبے پر
پونہچ سکتا ہی۔ غریب ہونا کوئی شرم کی بات نہیں نہ مانعِ شرافت ہی
غریبوں ہی کو امیری کی قدر اور طلبِ صادق ہوتی ہی اور وہی نردبانِ
ترقی پر چڑھتے ہیں۔ امیروں کو غریبی کی کیا قدر اور وہ کیا جانیں کہ
دنیا میں کیسی کیسی مصیبت جھیلنے کے بعد صورتِ فلاح نظر آتی
ہی۔ غریب الوطنی کے علاوہ بڑھیا ماں کا تکفل یعنی گھر بار کا بوجھ

بیچ دھار میں۔ اُدھر۔ بے سہارے۔ غربت۔ تنگی۔ مفلسی۔ جوں کا
توں۔ نہ کم نہ زیادہ۔ فخر کے طور پر۔ مطلب۔ جمانا۔ دل میں بٹھانا
مشکل کام۔ ذلت کے گڑھے۔ ترقی کا زینہ۔ بہتری کی شکل۔
مسافرت۔ پردیس۔ خبرگیری۔ ذمہ داری۔ ۱۲

ایک سرو ہزار سودا تھا۔ ؎[1]

چہ گویم از سر و سامانِ خود عمریست چوں کاکل

سیہ بختم پریشاں روزگارم خانہ بر دوشم

دمڑی کی کہیں سے آمدنی نہیں اپنا ہی پیٹ بھرنا دوبھر تھا پیٹ کو روٹی ملی تو تن کو کپڑا نہیں اور کپڑا ہے تو روٹی نہیں۔ مولوی عبدالخالق صاحب ایک بڑے عالم اور بزرگ تھے جن کا حال سر سید نے آثار الصنادید میں لکھا ہے اُنھوں نے والد کا شوقِ علم۔ ان کی ذہانت اور فطانت دیکھ کر زمرۂ طلبار میں سے چُن لیا اور اپنے بیٹے مولوی عبدالقادر صاحب کو متوجہ کیا (جو[2] مسجد کے امام اور ولی عہد شاہی کی بیگم کے اُستاد اور حضور رس تھے) کہ یہ لڑکا ہونہار ہے اس سے بہتر داماد تم کو نہ ملے گا۔ اُس زمانے کے بیٹے بھی سعادت مند تھے باپ کے کہنے کی دیر تھی جو اس بے سر و سامانی اور غربت کے میرے باپ کی شادی مولوی عبدالقادر صاحب کی بڑی صاحب زادی سے بالکل شرعی طور پر ہو گئی یا یوں سمجھو کہ خانہ داماد لیا۔ بعد ہمارے باپ کالج میں پڑھانے لگے

[1] اپنا حال کیا کہوں۔ میری ایسی بری گت ہو گئی ہے جیسے بالوں کی لٹ۔ بدنصیب اور روزگار کی طرف سے پریشان اور اٹھاؤ چولھا بنا ہوا ہوں۔ بادشاہ تک پہنچے ہوئے تھے ۱۲

اُس زمانے میں کالج میں بھی انگریزی تعلیم نہ تھی تمام علوم ورنیکولر
میں پڑھائے جاتے تھے - چار روپیہ ماہانہ وظیفہ بھی ہوگیا گویا کنگلوں
کو دریائی ملی - وظیفہ بڑھتے بڑھتے بارہ روپیئے ہوا جو اُس زمانے
میں میانہ روش کے لیئے کافی تھا - پھر کنجاہ (پنجاب) میں مدرس
ہوئے - آگے چل کر مدارس کے ڈپٹی انسپکٹر پھر تحصیلدار -
مجموعہ تعزیرات ہند (قانونِ فوجداری) کے ترجمے کے صلے
میں ڈپٹی کلکٹری ملی - جس زمانے میں وہ مدارس کے ڈپٹی انسپکٹر
تھے اُنھوں نے زمانے کا رنگ ڈھنگ دیکھا کہ انگریزی کا رواج
یوماً فیوماً ترقی کرتا جاتا ہے - نری عربی فارسی سے کام چلنا محال -
سلطنت انگریزی - بادشاہِ وقت کی زبان نہ آنا کیا معنی - جو انگریزی
نہیں جانتا اُس کی کوئی قدر نہیں - مگر بڈھے طوطے کہیں پڑھے
ہیں - عمر ایسی نہ تھی کہ بچھڑوں میں سینگ کٹا کر ملتے اور الف خالی
کے نیچے ایک نقطہ کسی مدرسے میں اے بی سی ڈی رٹتے
لوگ کہتے سبحان اللہ کیا مدارس کے ڈپٹی ہیں جن کی تعلیم خود
ادھوری ہے - نوکری چھوڑ کر پڑھیں تو کھائیں کیا - مگر - ع شوق

دیسی زبان - پیچ کی راس - طرز - روز بروز - دن بدن - پڑھنے کا اصلی وقت بچپنا
ہے نہ کہ بڑھاپا - بار بار پڑھنا خصوصاً کند ذہنوں کا - ناقص - جس دل میں شوق ہوتا ہے
اُسے کسی رستہ بتانے والے کی ضرورت نہیں - ۱۲

در صد دل کہ باشد رہبرے درکار نیست۔ پرائیوٹ طور پر الہ آباد میں انگریزی کا شوق کیا۔ قاعدے کی بات ہے کہ علم کا دریا جدھر بہا دو بہ نکلتا ہے۔ آپ رواں اپنا رستہ آپ نکال لیتا ہے۔ عربی کے فارغ التحصیل تو تھے ہی انگریزی کی طرف توجہ شرط تھی۔ مطالعے کی قوت۔ شوق اور محنت سے اس عقدۂ مالاینحل کو پانی پانی کر دیا۔ کسی پرائیوٹ ٹیوٹر سے وہ ایک ریڈریں پڑھ لیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے جس وقت مجموعۂ تعزیرات ہند جیسی بلیغ جامع و مانع قانونی کتاب کے ترجمے کا بوجھ سر پڑا اُن کی استعداد انگریزی بالکل معمولی تھی ڈکشنری کی مدد سے چل نکلے۔ ترجمہ بھی کیا تو اس معرکے کا کہ آج تک بھی اُس کا ایک لفظ نہیں بدل سکا۔ ترجمہ کیا تھا گویا انگوٹھی میں نگینہ جڑ دیا۔ جب اس دَلدَل سے نکل گئے تو کتب بینی اور اخبار بینی اور مسلسل مطالعے نے اُن کی انگریزی کو اس درجے ترقی دی کہ آج کل کے بی اے اور ایم اے بھی اُن سے لگا نہ کھا سکتے تھے۔ یوں سمجھو کہ وہ اپنے اُستاد آپ تھے اور اس سے

منتج کے۔ علم پوری طرح حاصل کیے ہوئے۔ علم سے فراغت پائے ہوئے۔ مشکل جو سر نہ ہو سکے۔ آسان کر دیا۔ خانگی معلم۔ درسی کتب۔ استعداد پیدا کرلی۔ رسا قابل۔ خوش تقریر۔ بلند مرتبہ یعنی مشکل۔ جس سے کوئی بات چھوٹی نہ ہو۔ مکمل جس میں تاویل کی گنجائش نہ ہو۔ برابری نہ کرسکتے۔ ۱۲

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان جس طرف ڈھل جائے بشرطیکہ طلب صادق اور توجہ کامل ہو تو مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے اور بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ مشکل ز توجہ تو آساں آساں ز تغافل تو مشکل

آج کل کی ڈپٹی کلکٹری میری نظر میں تو کچھ جنچتی نہیں کہ کلکٹر کو حضور حضور کہتے کہتے اُن کا مُنہ خشک ہوتا ہے۔ یہ ڈپٹی کلکٹری نہیں غلامی ہے۔ ایک ہم نے اپنے باپ کی ڈپٹی کلکٹری اس زور و شور اور رعب داب کی دیکھی ہے کہ کلکٹر تو کلکٹر خود لفٹنٹ گورنر دو قدم آگے بڑھ کر لیتے تھے۔ ڈپٹی کلکٹروں میں یہ ہر اعتبار سے موقر اور ممتاز تھے اور جہاں رہے ان کی لیاقت کا ڈنکا بجتا رہا۔ **نواب سر سالار جنگ بہادر اوّل** علی گڈھ تشریف لائے پہلی ہی ملاقات میں ریجھ گئے۔ عزت و احترام سے ملے توقیر و تکریم سے ساتھ لے گئے۔ اُن کی مردم شناسی کا کیا پوچھنا تھا۔ اُن کی نقاد نظر فوراً کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتی تھی۔ حیدر آباد میں جانا تھا

توجہ کرنے سے مشکل آسان ہو جاتی ہے اور غفلت کرنے سے آسان کام بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ وقعت نہیں رکھتی۔ ڈر ایسا غالب ہے کہ ہونٹ منہ سوکھ جاتے ہیں۔ صاحب توقیر یعنی عزت والے۔ یعنی شہرت ہو گئی۔ فریفتہ ہو گئے۔ بزرگی۔ پرکھنے والی۔ پہچان۔ ۱۲

کہ ان کی ایک دھاک بندھ گئی طوطی بولنے لگا۔ نواب سالار جنگ خود فرماتے تھے کہ "مجھ کو ساری عمر میں اگر رشک ہوا ہی تو مولوی نذیر احمد کے دماغ پر"۔ بھلا اس سے بڑھ کر کوئی ڈگری مل سکتی ہی۔ کوئی پندرہ برس حیدر آباد میں رہے مگر بڑے ٹھاٹ سے۔ دبنگ ایسے کہ گیا بھن گیا بھڑ ڈال دیے بات کے سچے قول کے پکے۔ قلم کے زبردست مزاج کے سخت۔ نواب سالار جنگ کا مرنا تھا کہ جی چھوٹ گیا۔ کمر بیٹھ گئی۔ جب قدردان ہی نہ رہا تو پھر کچھ نہ رہا۔ نوکری نے ان کو نہیں چھوڑا بلکہ انھوں نے نوکری کو چھوڑا اور اچھا کیا کہ چھوڑا کیوں کہ ان کے مزاج میں لگو پتو اور خوشامد نہ تھی جو ریاستوں کا جزوِ اعظم ہی۔ پنشن کے بعد بھی تیس برس زندہ رہے۔ مرتے دم تک تعلیم و تعلم کا مشغلہ تھا اور کیا ہی بہتر مشغلہ تھا۔ انگریزی جس طرح پڑھی تھی وہ تو تم سن چکیں حیدر آباد کے زمانِ ملازمت میں جب صدر تعلقہ دار (کمشنر) تھے پانچ مہینے میں اور اس عمر میں

شہرت ہوگئی۔ عروج ہو گیا یعنی ہر شخص کی زبان پر انھیں کا نام تھا۔ زور شور۔ رعب دار۔ قاعدہ کا مارے خوف کے پیٹ گر جائے۔ ہمت ہار گئی ہمت نہ رہی۔ چاپلوسی۔ بڑا حصہ۔ وظیفہ۔ نوکری سے علیحدہ ہونے کے بعد جو حصہ تنخواہ کا ملے۔ پڑھاتا۔ سکھلانا۔ تعلم سیکھنا۔ ۱۲

قرآنِ شریف حفظ کر لیا۔ دورے کو نکلے تو سنا کہ حفظ کرنا شروع کیا ہے واپس آئے تو حافظ تھے۔ مولوی مہدی علی خاں صاحب (نواب محسن الملک بہادر) نے سنا تو مذاق سمجھے۔ لیکن جب حیدرآباد میں مولوی صاحب کی کوٹھی ہی میں پہلی محراب[1] سنا دی تو وہ بھی دنگ رہ گئے[2]۔ یہ ایک بدیہی[3] ثبوت ہے اُن کی غیر معمولی ذہانت اور قوتِ حافظہ کا جس کی مثال میرے سننے میں تو نہیں آئی اور یہ تو ہماری دیکھی ہوئی اور ہمارے سامنے کی بات ہے۔ دادی تمھاری نہایت نیک مزاج بڑی متقی و پرہیزگار۔ خلیق ملنسار۔ مخیر[4] ایسی کہ اُن کے ہاتھ میں ہڈی[5] نہ تھی۔ فقیرانہ زندگی بسر کرتی تھیں خفیہ[6] داد و دہش ایسی کہ اس ہاتھ سے دیں اور اُس ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ کنیا دان دینا یعنی غریب لڑکیوں کی شادی کرا دینا یہی اُن کی زندگی کا مقصد اور یہی اُن کا کام تھا۔ پہنتی تھیں موٹا جھوٹا اور کھاتی تھیں سب سے پیچھے اور بہت کم۔ کچھ اس سبب سے نہیں کہ

[1] مسجد کی کمان۔ چونکہ مسجد میں قرآن سنایا جاتا ہے اس واسطے حافظ جب رمضان شریف میں تراویح میں قرآن پڑھتا ہے تو اُسے محراب سنانا کہتے ہیں۔ [2] حیرت میں رہ گئے [3] کھلا۔ ظاہری۔ [4] خیرات دینے والی۔ [5] جو بڑی داد و دہش کرے اُسے مجازاً کہتے ہیں کہ فلاں شخص ایسا دیتا ہے کہ گویا اُس کے ہاتھ میں ہڈی نہیں یعنی ہاتھ نرم ہے اور کسی قسم کی سختی نہیں۔ [6] پوشیدہ۔ چھپا کر۔ دینا اور بخشش۔ سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ کنیا۔ لڑکی۔ دان۔ جہیز۔ ۱۲

وہ میری ماں تھیں۔نہیں ہیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس صفات کی عورتیں بہت کم دیکھی گئی ہیں۔اولاد کی طرف سے وہ بہت ہی بے نصیب تھیں۔کہنے کو درجنوں بچّے ہوئے چھوٹے چھوٹے اور ہوش سنبھال کر بھی سب ہی نے تو گوشۂ لحد آباد کیا۔مر مرا کر ہم تین بچے یعنی پہلے کے۔ہماری بیٹھ پر ہوئے تو بہت مگر رہا ایک بھی نہیں کہتے ہیں کہ جس عورت کا بچہ مر جاتا ہے اُس کے کلیجے پر ایک داغ پڑ جاتا ہے۔اگر یہ بات صحیح ہو اور عجب نہیں کہ صحیح ہو تو غور کرو کہ تمہاری دادی کا کیا حال ہوگا۔یوں تو وہ کون سی ماں ہے جو اپنی اولاد پر جان نہیں چھڑکتی۔ماں محبت نہ کرے تو یہ کیڑے پلیں کیوں کر۔یہ بے قراری کی لٹا تو خدا کی طرف کی لگائی ہوئی ہے ورنہ کون کس کا ہوتا ہے۔مگر ہماری ماں کچھ تو اپنی فطرتی نیک مزاجی کی وجہ سے اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ اُن کا دل اولاد کی طرف سے زخمی تھا ہم لوگوں سے بے انتہا محبت کرتی تھیں توبہ توبہ میں نے غلط کہا اُن کو محبت نہ تھی بلکہ عشق تھا۔تمہاری بڑی پھپھی نوجوان صاحب اولاد اُن کے سامنے مریں۔جوان بیٹی کا ایسا دُکھ بیٹھا کہ جب ہی سے وہ مضمحل ہو گئیں۔دنیا سے

بارہ ایک درجن یعنی بہت سے۔قبر کا کونا۔فدا کرنا۔نثار کرنا تصدق کرنا۔ایسا صدمہ جو دل ہلا دے۔مضمحل۔پژمردہ۔نحیف۔ناتوان۔۱۲



BASHIRUDDIN AHMAD

بشیر الدین احمد

بے تعلق اور الگ تھلگ تو وہ پہلے ہی سے تھیں اب اور زیادہ کنارہ کش ہوگئیں۔ وہ ہم دو بھائی بہن کو چھوڑ کر مریں۔ سو تمھاری چھوٹی پھپی بھی چل بسیں اب ایک میں تنہا رہ گیا ہوں۔ نہ کوئی بھائی نہ بہن نہ اور کوئی قریب کا عزیز۔ سو میں بھی پا بر کاب ہوں۔ ہوش و حواس و تاب و تواں پہلے جا چکے اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا میرے بعد تم سب کا خدا حافظ و نگہبان ہے اور اب میری بود میں بھی وہی تم سب کا حامی و مددگار ہے۔ میرا مختصر حال گو اس قابل نہیں کہ قلم بند کیا جائے مگر صرف تمھاری واقفیت کے لیئے کچھ بتانا ضرور ہے ورنہ میری اور تمھارے دادا کی کیا مناسبت وہ آفتاب علم تھے میں ذرہ۔ اُن کا شہرہ دنیا بھر میں ہے اور میں گمنام اگر نسبت ہے تو صرف اس میں کہ میں اُن کا بیٹا ہوں۔ اُن کو واجب طور پر مجھ سے کچھ فخر نہیں ہو سکتا مگر مجھ کو تو اُن سے فخر ہے۔

گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ ذرۂ آفتاب تابانیم۔ مجھے جو کچھ اور جتنا بھی کچھ برا بھلا آتا ہے۔ سب والد مرحوم ہی کی تعلیم کا صدقہ ہے

علیحدہ - جدا - بے تعلق - الگ - اکیلا - طیار مستعد - طاقت اور سکت - حمایت کرنے والا - بے نشان - نامعلوم - اگرچہ میں چھوٹا ہوں مگر تعلق توبڑا تھا - گو میں ایک ذرہ (بے مقدار) ہوں - مگر وہ ذرہ بھی چمکتے ہوئے آفتاب کا ہے - ۱۲

اُنھوں نے مجھے کسی اَجیر[۱] اُستاد سے نہیں پڑھوایا بلکہ خود پڑھایا
وہ میری تعلیم کی طرف سے دیوانے تھے اُن کا بس نہیں چلتا تھا
کہ گھول کر پلا دیں۔ کبھی میری بدشوقی دیکھتے تھے تو اُن کو حد درجے
ہراس[۲] ہوتا تھا۔ بھلا یہ بے قراری باپ کے سوا کسی اور اُستاد کو
کیوں ہونے لگی۔ کوئی سات برس کی عمر سے میں والد کے ساتھ ساتھ
حضر و سفر[۳] میں رہا۔ مدرسے میں داخل کرنے سے وہ ہمیشہ پس و پیش[۴]
کرتے تھے غالباً صحبتِ بد سے ڈرتے تھے۔ میری حالت بالکل
قرنطینے[۵] کی سی تھی۔ ابّا کا ساتھ اور پھر دورہ بھلا وہاں کھیلنے کودنے
کو ملے کون۔ پندرہ برس کی عمر تک میں ایک دن اُن سے جدا نہیں ہوا
جب میری تعلیم کی عمارت جیسی کچھ بھی وہ بننی مقدّر میں لکھی تھی
بن کر طیار ہو گئی اور صرف آسترکاری اور ظاہری ٹیم ٹام[۶] کے لیے
مجھے دلّی کے **ہائی سکول** کی انٹرنس سے ایک جماعت
ورے[۷] داخل کرا دیا جو اب نویں جماعت کہلاتی ہے۔ میں قرنطینہ
سے یا قفس[۸] یا قید تنہائی سے نکل کر گویا اب دنیا میں آیا یوں

---

[۱] تنخواہ یا اُجرت پانے والے۔ [۲] نااُمیدی۔ یاس۔ [۳] گھر پر اور مسافرت میں۔ [۴] تامّل۔
[۵] امراضِ متعدی بیماری نہ پھیلنے کے خیال سے جہاز کے لوگوں کو
علٰحدہ رکھتے ہیں۔ [۶] رونق۔ [۷] اُدھر یعنی پہلے۔ [۸] پنجرہ۔ ۱۲

سمجھو کہ دنیا کے تھیٹر[1] میں آیا۔ اب میری آنکھیں کھلیں اور معلوم ہوا کہ ہاں دنیا اس کا نام ہے۔ میری تکمیل تعلیم کی نسبت اُن کی توجہ رہی اور دُور بیٹھے بھی ہی دُھن تھی جس کا حال تم کو اُن خطوط سے بخوبی معلوم ہوگا جو اصلی حالت میں **موعظۂ حسنہ** میں جمع ہیں جس میں ایک لائق اور شفیق باپ اپنے اکلوتے[2] بیٹے کو تعلیم کی شدید ضرورت۔ تربیت اور اخلاق حسنہ کی تعلیم دیتا ہے کبھی سمجھاتا ہے کبھی ڈراتا ہے کبھی جھڑکتا[3] ہے۔ کبھی زجر و توبیخ اور ناراضگی کا اظہار کرتا تو کبھی محبت اور پیار کرتا ہے۔ غرض اُس کتاب میں بڑا لطف ہے۔ تم ضرور پڑھو۔ اب میں غور کرتا ہوں تو یقین مانو کہ مدرسے میں جو میں صرف ڈھائی تین سال رہا تو پڑھتا نہیں رہا بلکہ اُن کا پڑھایا ہوا بھلاتا رہا۔ مدرسے میں ہر قسم کے لڑکے تھے۔ اُن کو دیکھ کر میری چار آنکھیں ضرور ہوگئیں اور اگر میری ابتدائی تعلیم و تربیت یعنی بنیاد والد کی زیر نگرانی نہ ہوتی اور شروع سے ہی مدرسے میں داخل ہو جاتا تو یقیناً میں ایسا نہ ہوتا جیسا کہ ہوں۔ بہر حال میرا پڑھنا لکھنا ابھی چہ تک ہی جتنا کہ مجھے ابا نے پڑھا دیا تھا جو اُس دریائے علم کا ایک رشحہ[4] تھا ورنہ ع چہ نسبت خاک[5] را با عالم پاک

---

1 تماشہ گاہ عالم۔ 2 ایک ہی۔ اکیلے۔ 3 جھڑکنا۔ ملامت کرنا۔ دھمکی دینا۔ 4 قطرہ۔ 5 خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت۔ ۱۲

انٹرنس تک تو میں نے مارے باندھے یا ڈر سے پڑھا مگر مجھے ریاضی سے دلچسپی نہ تھی جی چرانے لگا۔ لٹریچر اور اقلیدس میں میں ہمیشہ اپنی جماعت میں اول رہا اور عربی میں تو سارے صوبۂ پنجاب میں فرسٹ آیا۔ علم ادب کا مذاق اور عربی میں اول آنا کچھ مدرسے کی تعلیم کا ثمرہ نہ تھا بلکہ اُس درخت کا پھل تھا جو میرے باپ نے میرے دل میں لگایا تھا۔ ریاضی پر نہ والد نے زیادہ زور دیا نہ میں نے توجہ کی۔ مدارس میں لٹریچر کی طرف یوں بھی کم توجہ کی جاتی ہے اور حساب کی وہ بھرمار ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے بڑے بڑے پیچیدہ سوال چٹکی بجاتے میں حل کر دیتے ہیں اور ہم مُنہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ میرے والد نہیں چاہتے تھے کہ تعلیم کا سلسلہ منقطع کروں مگر میرا دل اُچاٹ ہو گیا تھا۔ ایسی حالت میں میری ملازمت کا مسئلہ ایک بڑا غور طلب امر تھا۔ چوں کہ والد مرحوم کی ساری سروس برٹش گورنمنٹ کی تھی اور بہت سے حکام شناسا اور مہربانِ حال تھے جن میں مسٹر جے آر ریڈ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں جو ایک بڑے لائق اور شریف المزاج انگریز تھے۔ ہندوستانیوں پر حد سے زیادہ مہربان۔ ملتے جلنے

اُکتا اُٹھنا—توڑدوں—ملازمت—جان پہچان—متعارف—۱۲

والے۔ وہ میرے بچپنے میں اعظم گڈھ کے مُہتمم بندوبست تھے اُس زمانے میں مَیں کوئی دس سال کی عمر کا تھا۔ ہفتہ وار اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ وہ بہت توجہ سے نہ صرف میرے سبق سنتے تھے بلکہ میرے مسودات میں اصلاح بھی دیتے تھے۔ دس برس کے بچے کی انگریزی ہی کیا ہوتی ہے مگر اُن کی مہربانی دیکھیئے کہ اس قدر شفقت فرماتے تھے کہ میں اُن کے پاس جانے کا دن گنا کرتا تھا۔ اُنھوں نے مجھے کئی عمدہ عمدہ کتابیں دیں۔ جب ولایت گئے تو میرے واسطے کئی کھلونے لائے۔ اُن کے پاس عمدہ شیرازی کبوتر پلے ہوے تھے کئی جوڑے مجھے دیئے۔ ایسے انگریز اب ڈھونڈے نہیں ملتے وہ کلکٹر ہوے پھر کمشنر پھر بورڈ کے ممبر اور آخر کا چیف سکرٹری۔ اُن کا نمبر لفٹنٹ گورنری کا تھا مگر نہ ملی کبیدہ خاطر ہو کر قبل از وقت ریٹائر ہو کر ولایت تشریف لے گئے۔ ہندوستان چھوڑنے سے پہلے وہ حیدرآباد بھی تشریف لائے تھے۔ اُن کی یاد کو دیکھیئے حیدرآباد پہونچ کر سب سے پہلے مجھے دریافت کیا۔ میں اُن دنوں لنگسگور میں تھا جو ریل سے ۵۶ میل ہے۔

آزردہ۔ رنجیدہ۔ ملول۔ وقت سے پہلے خدمت سے علٰحدہ ہو گئے ۱۲

نواب میر لائق علی خاں بہادر عماد السلطنت سالار جنگ ثانی کو فرمایا اور میری طلبی تار پر ہوئی حاضر ہوا ملا۔ مجھے خود نواب صاحب کی خدمت میں لے گئے اور جو ایک باپ کہہ سکتا ہے وہ کہا۔ مرتے دم تک مجھے بزرگانہ خطوط لکھتے رہے ورنہ وہ کہاں اور میں کہاں۔ خیر یہ جملہ معترضہ تھا۔ والد چلے گئے حیدرآباد اور ریڈ صاحب بریلی کے کلکٹر ہوئے۔ مجھے لکھا تو آجا وہلۂ اول میں تجھے تحصیلداری دے دوں گا۔ مگر مشیتِ ایزدی کچھ اور تھی اسلامی ریاست کا نمک خوار ہونا تقدیر میں بدا تھا۔ حیدرآباد پہنچا۔ سالار جنگِ اول کا زمانہ تھا چھوٹتے ہی ڈیڑھ سو وظیفہ کار آموزی مقرر ہوا۔ ترقی کرتا رہا۔ مگر رفتار ترقی کی بہت سست تھی برسوں سوم تعلقہ دار رہا پھر دوم تعلقہ دار رہا۔ نہ وسیلہ تھا کوئی پرسانِ حال نہ ہوا ہوتے بیسیوں آئے۔ ع۔

حریفاں بادہا خوردند و رفتند — میں پڑا جھولتا رہا۔ ترقی کی مگر کچھوے کی چال سے۔ جن کی پشت پر وسیلے کا زور تھا اُن کی ترقی کی رفتار کنکوے کی سی تھی وہ آسمان سے باتیں کرتے تھے

اصل مطلب کے بیچ میں کسی اور بات کا ذکر آ جانا۔ پہلی مرتبہ۔ اللہ کی مرضی۔ مقرر تھا لکھا تھا۔ شروع ہی میں۔ ہم پیشہ کھا پی کر چلتے بھی ہوئے۔ مذبذب حالت میں رہنا رکاوٹ پیدا ہو جانا۔ ۱۲

سچ کہا ہے مُربّی بیار وُمُربّا بخور - تیس برس کس مپرسی میں پڑا جھولتا رہا - پھر بھی مر پٹ کر پانصدی تو ہو ہی گیا - کارخانۂ عالم عجب رازِ سربستہ ہے نہ کسی کی سمجھ میں آیا نہ آئے گا - اس کارخانے کا چلانے والا کوئی اور ہے - حکّامِ وقت جن کا بڑا آسرا ہے یہ سب ایک ورک مین کی حیثیت رکھتے ہیں وہ نور جو اس مشینری کو چلا رہی ہے اور جس کی شان میں آیا ہے فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وہ تو اور ہے - وہی ریاست تھی وہی نا قدر دانی وہی کس مپرسی وہی عہدہ دار وہی افسر لیکن جب کام بننے کا وقت آ گیا - دریائے رحمت ایسا جوش میں آیا کہ سان نہ گمان کام بن گیا چھپر پھاڑ کر دینا ہے کو کہتے ہیں - میری حالتِ مایوسی تھی میرے ماتحت - مجھ سے کم تر گریڈ کے لوگ میرے سر پر چڑھ گئے ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا ٭ ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

مرتا کیا نہ کرتا میں نے دل کڑا کر کے

جس کا سرپرست ہوتا ہے اُسی کو مزے دار کھانا ملتا ہے - جب کوئی خبر گیر یا پوچھنے والا نہ ہو - پانسو تنخواہ - وہ بھید جو کھلے نہیں - کارکن - کام کرنے والے طاقت - قوت - کُل - جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے قادرِ مطلق - خلافِ توقع - بلا استحقاق مل جانا - ناامیدی - ہاتھ کے نیچے والے - درجہ - آگے بڑھ گئے - اوپر ہو گئے - جب انسان عاجز آ جاتا ہے تو سب کچھ کر بیٹھتا ہے کہ السِّنَّوْرُ الْمَغْلُوْبُ یَصُوْلُ عَلَی الْکَلْبِ جیسے دبیل بلی کتّے پر حملہ کر بیٹھتی ہے - ہمت کر کے

مگر ڈرتے ڈرتے مسٹر ڈنلاپ کو لکھا کہ آپ کے عہد معدلت مہد میں یہ کیا حق تلفی ہو رہی ہے نہ لیاقت کی پرسش ہے نہ قدامت کا لحاظ نہ شرافتِ خاندانی قدر۔ میرے حقوق اس کثرت سے پیا پے تلف ہوئے ہیں کہ اب کوئی امید باقی نہیں رہی لہذا مجھے اب خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے۔ ۵

جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ ۔ کیوں کسی کا گلا کرے کوئی

میں تو یہ سمجھے بیٹھا تھا کہ ٹکا سا جواب ملے گا کہ بسم اللہ تشریف لے جائیے

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنم ۔ منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

لیکن تقدیر سامنے تھی۔ ڈنلاپ صاحب اگرچہ وہی ڈنلاپ صاحب تھے جو کبھی میری بات پر کان بھی نہ دھرتے تھے یا اب اُن کا دل نرم پڑا۔ سرکار میں گزارش پیش کی کہ واقعی اس شخص کے حقوق بہت تلف ہوئے ہیں لیکن عمداً تلف نہیں کیئے گئے جن لوگوں کو ان پر ترجیح دی گئی وہ عارضی تقررات تھے نہ کہ مستقل

ایسا زمانہ جس میں انصاف پھیلا ہوا ہو۔ استحقاق کا برباد کرنا۔ متواتر۔ بار بار۔ بادشاہ کی اگر خدمت کرتے ہو تو بادشاہ پر کیا احسان بلکہ سچ پوچھو تو اُلٹا اُسی کا احسان ہے کہ تم کو نوکری دی۔ متوجہ نہ ہونا۔ غور سے نہ سُننا۔ قصداً۔ ۱۲۔

محکمہ مال گزاری میں جیسی کام کی کثرت ہے سرکار سے مخفی
نہیں۔ انفصالِ مقدماتِ اپیل کے لیئے ایک مستقل اور قابل اور
تجربہ کار مددگار کی ضرورت ہے جس کی تنخواہ اول تعلقہ دار سے
کم نہ ہو اور اسی لیئے میں نے بشیر الدین کو روک رکھا تھا۔ اب
سرکار اس جدید تقرر کی منظوری مرحمت فرمائے۔ تحریک کی دیر تھی
منظوری بندھی بات تھی۔ لیجئے منظوری آگئی۔ میرے پانسو
سے آٹھ سو ہو گئے اور حیدرآباد کا قیام چپڑی اور دو دو۔
وہ بھی ایک وقت تھا کہ جگہ خالی ہے ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ
چوکھا ہو۔ مگر نہیں ملتی۔ کیوں؟ مقدر سیدھا نہیں۔ یا وہ وقت
آگیا کہ بھیجیں استعفا، جگہ کا پتہ نہیں۔ ترقی کا موقع نہیں کہ نئی جائداد
گھڑی گئی ۵

سرنوشتِ ما بخطِ خود نوشت   خوش نویس است و نخواہد بد نوشت

کیا تیری قدرت کے کھیل ہیں کہ بس انسان تماشہ دیکھا کرے

مرافعہ۔ نیچے والے محکمے کے فیصلے سے ناراض ہو کر اوپر کے محکمہ میں چارہ جوئی کرنا
کلکٹر یا ڈپٹی کمشنر ضلع کے مساوی عہدہ مقررہ بات۔ ہونے والی بات۔ کوشش توقع
اور آرزو سے زیادہ مِل جانا۔ کچھ خرچ نہ ہو یا زحمت بغیر کسی کام کا بن جانا۔ تقدیر۔ نوکری
چھوٹنا۔ بنائی گئی۔ نئی پیدا کی گئی۔ ہماری تقدیر کا لکھا خدا نے اپنے دستِ
خاص سے لکھا ہے۔ وہ تو بڑا خوش نویس ہے۔ بھلا کیسے ممکن ہے کہ وہ برا لکھے ۔۱۲

○ کارسازِ ما کفیلِ کارِ ما   فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما ○

دو برس حیدرآباد میں رہا - ڈنلاپ صاحب کو کام پسند آیا - سگِ حضور تھا - اول تعلقہ داری کا خواب دیکھا کرتا تھا جس میں خدائی نظر آتی تھی - عہدے اگر ہیں تو تین - ریاست کا مدار المہام - ضلع کا تعلقہ دار تعلقے کا تحصیلدار باقی سب بھرتی - اب وہ وقت آ گیا کہ طبیعت دوڑ کی زحمتوں سے گھبراتی تھی - عمر کا اقتضا تھا کہ کچھ آرام لوں - یہ نوکری تھی جس میں دماغی قوت کا صرف تو بے شک زیادہ تھا - اپیل کے مقدمات سننا - وکلا کی پیچیدہ بحثوں پر غور کرنا - فیصلہ لکھنا - مگر تعلقہ داری کی سی دوادوش اور صاحب ضلع کی سی ذمہ داری نہ تھی - ایک زمانہ وہ تھا کہ تعلقہ داری کی تمنا اور آرزو تھی اور نہیں ملتی تھی یا اب میں نہیں چاہتا تھا اور وہ گلے منڈھی جاتی تھی ○

ہمارے کام بنانے والے یعنی خدا نے ہمارے کام کا بیڑا اٹھا لیا ہے - ہماری فکر سے ہوتا کیا ہے بلکہ الٹا نقصان ہوتا ہے اسی مضمون کا ایک شعر اور ہے ○ من کارِ خویش با خداوند کردگار ⁂ بسپردہ ام کہ تا کرم او چہا کند (میں نے اپنے کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے - اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ ذات مہربانی کیا کرتا ہے) ایک اور بھی مثل یوں ہے "دو سگ جنگ شود بار انبار دیدہ" جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے بھلائی وہ کرتا ہے جو ہر وقت سامنے رہے - ہمارے ہاں بھی "آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل" ایسے ہی موقع پر بولتے ہیں - اقتضا - خواہش ○ پیچ در پیچ - الجھی ہوئی مشکل ○ دوڑ دھوپ - ۱۲

آنچہ نصیب است بہم می رسد ورنہ ستانی بہ ستم می رسد

ڈنلاپ صاحب مددگارِ دوم کو ترقی دلانا چاہتے تھے جب تک مجھے کہیں نہ رکھے
بغیر ممکن نہ تھی۔ مجھے اسی تنخواہ پر پھر ضلع پر ڈالنا چاہا۔ تمہاری ماں
کے مرنے کا غم تازہ تھا۔ میں تھا مصائب میں گرفتار کیسی تعلقہ داری
اور کہاں کا تعلقہ وار ؎

صد شکر آج زخمِ جگر کو ملا نمک کس کا خیال آیا دلِ داغ دار میں

اختیارات کے اعتبار سے مددگاری گو وہ سینیئر[۱] ہی کیوں نہ ہو
صفر۔ افسر راضی تو مددگار مختار ورنہ نلے کا۔ رہی تعلقہ داری
ضلع بھر کی حکومت اُس کا کیا کہنا مگر ملی کس وقت جب کہ میرا شمار
زندوں میں نہ تھا ؎

کیا ہنسے کوئی بھلا کیا رو سکے دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

میری ہچر مچر دیکھ کر ڈنلاپ صاحب نے کہا ہم آپ کو ضلع کا تعلقہ دار
دیکھنا چاہتا ہے۔ اسی واسطے ہم نے آپ کو اپنا مددگار بنایا۔ یہ

مقدر میں جو لکھا ہے وہ ہر طرح پہنچ کر رہے گا۔ تم اگر لینا بھی نہ چاہو
تو بھی وہ پہنچ کر رہے گا۔ یہ دو لفظ انگریزی کے ہیں سینیئر
بالاتر۔ جیونیئر = ماتحت۔ کم تر۔ کچھ بھی نہیں۔ تاثل۔ پس وپیش

زمینداری تھا تعلقہ داری کے لیئے ورنہ اضلاع میں آپ پڑا رہتا تو ایسا موقع نہ ملتا۔ ہم کو آپ کی تازہ مصیبت میں گہری ہمدردی ہے آپ جو ضلع چاہیے ہم دے گا"۔ اُن کے اتنے اصرار پر میرا انکار کفرانِ نعمت تھا۔ اظہار رضامندی کیا اور ضلع کا تعلقہ دار بنا۔ مگر کب جب کہ مردہ تھا شوق اور اُمنگ کا نام نہ تھا اور کوئی خوش ہونے والا بھی نہ رہا تھا۔ جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا ؎

عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

پانچ برس تعلقہ داری کی۔ نوکری سے دل بیزار ہو گیا۔ پچپن برس کی عمر ہوئی اور ساتھ ہی سروس کی میعاد بھی ختم ہوئی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ڈیڑھ سو سے شروع اور ہزار روپیہ پر ملازمت کا خاتمہ ہوا۔ ؎

شکر کہ جمازہ بہ منزل رسید زورقِ اندیشہ بہ ساحل رسید

قیدِ ملازمت سے آزاد ہوا مگر بقیدِ حیات ہوں۔ تین برس سے خانہ نشین ہوں۔ تصنیف تالیف کا مشغلہ ہے۔ اپنی نیند سوتا ہوں

نعمت کا شکر نہ کرنا۔ دینے والا کا اور لینے والا منہ بنائے۔ پردیس میں عزیز و اقربا سے دور اگر بہار بھی ہوئی تو کیا۔ اسی کے ہم معنے دور کے ڈھول سہاونے بھی ایک مثل ہے یعنی ڈھول کی آواز دور سے ہی اچھی معلوم دیتی ہے۔ ہم جب خود دیکھیں اور اس خوشی میں شریک ہوں تو وہ خوشی خوشی ہے۔ شکر کہ سواری اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی۔ فکر و خیال کی کشتی کنارے لگی یعنی (بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

اپنی نیند اُٹھتا ہوں۔ معقول پنشن پاتا ہوں جو ڈپٹی کلکٹری کی تنخواہ سے بھی زیادہ ہے۔ خدا کا شکر ہے اور پھر جس کا نمک کھاتا ہوں اُس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ میری پہلی شادی سترہ سال کی عمر میں دلی کے چوٹی کے خاندان میں ہوئی۔ میری ماں کو صورت کی بڑی پرچول تھی کہ کچھ نہ ہو مگر شکل و صورت ہو۔ میرے نانا کا قول تھا کہ صورت کو نہ دیکھو۔ جتنا چھانو گی اتنا ہی کرکرا ہوگا۔ سیرت کو ٹٹولو۔ میں بوجہ کم سنی صورت اور سیرت دونوں کے حسن و قبح سے نابلد تھا۔ غرض شادی ہوئی اور تقدیر میں جہاں جوڑا لکھا تھا ملا۔ بے شک صورت شکل۔ سلیقہ۔ شعور سب ہی باتیں اُن میں موجود تھیں مگر تقدیر نے ایک بڑا روڑا لاولدی کا اٹکا دیا تھا۔ ؎

تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی ٭ بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی

شروع شروع تو اس طرف کسی کو خیال نہ ہوا جب کئی برس صاف نکل گئے تو ہر طرف چہ می گوئیاں ہونے لگیں۔ کوئی مجھ میں نقص

نوٹ صفحہ گزشتہ مراد حاصل ہوئی۔ زندگی بھی ایک طرح کی قید ہے۔ قفسِ تن میں گھبرا گیا ہے طائر روح ٭ جو گرفتار ہے اک روز رہا ہوتا ہے۔ ۱۲ اعلیٰ۔ پنہاں ہیں۔ تلاش کرو۔ ڈھونڈو۔ چھپنے۔ کم عمری۔ اچھائی برائی۔ نیک و بد۔ ناواقف بات چیت۔ ۱۲

نکالتا تھا تو اُن میں کیڑے ڈالتا تھا مگر اصل بات کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ خدا جانے کس کی تقدیر میں اولاد نہ تھی۔ جب کئی برس گزر گئے تو دوسرے نکاح کی بھنبھنی میرے کان میں پڑی مجھے اپنی بیوی سے از حد محبت تھی اور میں اس کا اندازہ کر سکتا تھا کہ اس میں ان بے چاری کا کیا قصور ہے یہ تو سراسر تقدیر ہی کا فتور ہے بلکہ جب کوئی اُن پر الزام دھرتا تھا مجھے بُرا لگتا تھا اور تن بدن میں آگ لگ جاتی تھی۔ کئی برس تو میں سنتا رہا اور ٹالتا رہا۔ جب کسی نے دوسرے نکاح کا ذکر نکالا وہیں ٹکرا سا توڑ کے اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔ کیوں کہ اب میں ایسا نا سمجھ نہ تھا۔ تعدد ازدواج کی مشکلات کا گو مجھے ذاتی تجربہ نہ تھا مگر آئے دن سوکنوں کے لڑائی جھگڑے سنا کرتا تھا اور ایسا ناواقف نہ تھا کہ لوگ جس کل چاہیں بٹھا دیں نہ موم کی ناک تھا کہ جدھر چاہا موڑ دی جب سنتا تھا کہ لوگ میرا دوسرا نکاح کرنے پر تلے ہوئے ہیں میں کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا۔ کیوں کہ یہ لوگ میرا تماشہ بنانا چاہتے تھے

عیب جوئی۔ اُڑتی ہی اُڑاتی خبر۔ حد سے زیادہ۔ بالکل۔ تمام تر۔ خرابی۔ ٹکرا جواب دینا۔ صاف صاف کہہ گزرنا۔ کئی کئی بیویاں کرنا۔ طرح۔ جو شخص اپنے ارادے میں مستقل نہ ہو لوگوں کے کہنے میں آ جائے۔ بن پیندے کا بدھنا۔ جدھر چاہو لڑھکا دو آمادہ۔ مستعد۔ انکار کرنا۔ اظہار ناراضمندی۔ ۱۲

اسی لیت[1] و لعل اور ٹالم ٹولے[2] میں اٹھارہ برس کا ایک جگ[3] گزر گیا
میری ماں کو بے شک میری اولاد دیکھنے کی جائز تمنا تھی۔ لیکن وہ
اس مزاج کی بیوی تھیں کہ کسی کی تکلیف دیکھ نہ سکتی تھیں اور ان کے
نزدیک کسی کی دل آزاری سب سے بڑا گناہ تھا۔ اس میں ایک تو
ناکردہ گناہ[4] بہو پر ستم[5] توڑنا تھا دوسرے میری بھولی[6] چنگی جان کو دو عملی
کے عذاب میں پھنسانا تھا اس وجہ سے وہ نہ اس کی محرک[7] تھیں
نہ ممد[8] و معاون ؎

بیچ[9] طفل است دو جفائے ادیب — مرگ بیمار در دواے طبیب
از دو حاکم خراب ملک و جہاں — از دو عورت خراب مرد غریب

وہ خدا جانے اوپری دل سے یا واقعی طور پر جب کہتی تھیں تو یہی
کہ "ہاں دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ بشیر کا ایک بچہ دیکھ لوں مگر
مجھے کچھ ایسی زیادہ پھڑکن بھی نہیں۔ وہ ویسے تو اس کی

---

[1] شک۔ ہاں تاں۔ [2] بات کو ٹال دینا۔ [3] قرن۔ زمانہ عرصہ۔ [4] بے گناہ۔ [5] ظلم۔ [6] اچھی خاصی
[7] شروع کرنے والا۔ [8] مدد کرنے والا۔ امداد دینے والا۔ ہاں میں ہاں ملانا یا متفق الرائے ہونا۔
[9] دو استادوں میں بچہ بگڑ جائے اس کے لئے غضب ہے۔ اسی طرح دو طبیبوں کے علاج میں بیمار کی مٹی پلید ہوتی ہے جس ملک میں دو بادشاہ ہوں اس کی خرابی کا کیا پوچھنا ہے۔ اور جس کی دو عورتیں ہوں اس بیچارے مرد کی مٹی پلید۔ ہمارے ہاں بھی یہ کہاوت ہے۔
"دو جوروؤں کا شوہر جھک جھک پنجرا ہوا"۔ ۱۲

مہربانی اور نہ دے تو شکایت بھی نہیں۔ کیوں کہ پہلے تو بھئی میں اپنی ہی اولاد کی خیر مناتی ہوں۔ ان کو جب زندہ سلامت چھوڑ کر جاؤں جب بات سو بات۔ گنڈے تعویذ علاج معالجے کوئی بات اُٹھا نہیں رکھی گئی لیکن دنیا کی خاک چھان چکے اور ہر طرف سے مایوسی ہو گئی تب میرے والد کو بھی میری لاولدی کی تلملی لگی اور بات بات میں وہ سخت مایوسی کا اظہار کرنے لگے اُن کی ہر بات سے حسرت اور یاس مترشح تھی۔ وہ نہایت حد پژمردہ اور ملول خاطر رہنے لگے۔ براہ راست نہیں مگر بالواسطہ اُنھوں نے میرے کانوں تک بھی یہ بات پونہچائی کہ یہ گھر بند ہونے والا ہے۔ برخوردار تمھیں اس کی بھی کچھ فکر ہے۔ شجر ثمر کے پیچھے کیا پڑے ہو لکیر کے فقیر کیوں بنے ہو۔ آج ایک ٹکے کی پسنہاری بھی گوارا نہیں کرتی کہ اُس کے گھر میں چراغ روشن نہ ہو چہ جائیکہ میں۔ تمھاری لاولدی نے میری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا اور وہ جو تم نے ایک لڑکا لے کر پال لیا ہے میں تمھاری رائے سے متفق نہیں۔ مرغی اگر انڈوں کی جگہ پتھر سیئے تو کیا مفاد کسی

اولاد نہ ہونے۔ بن اولاد پن۔ بے قراری۔ ظاہر۔ رنجیدہ۔ آزردہ۔ بے پھل کا درخت۔ کسی بات پر مرمٹنا۔ یاس و حرمان۔ موافق۔ ہم نوا۔ فائدہ۔ ۱۲

بیٹا کہنے سے وہ درحقیقت بیٹا نہیں ہو جاتا اور ہندوؤں کی طرح مسلمانوں
میں تبنیت کوئی چیز نہیں۔ تم ابھی ماشاء اللہ جوان ہو تم کو ابھی احساس
نہیں لیکن اگر خدانخواستہ یہی حالت رہی تو بہت جلد تم بھی ایسی ہی
تکلیف معلوم کرنے لگو گے جیسی مجھ کو ہے۔ برخوردار! ہر مرض کا
علاج خداوند کریم نے پیدا کیا ہے۔ عقدِ ثانی بھی ایک علاج ہے۔
اس میں شک نہیں کہ اس کے بھی دو پہلو ہیں اگر خدا نے فضل
کر دیا تو مراد حاصل ہوئی اگر اس علاج کے بعد بھی ناکامیابی ہوئی
تو پھر سوائے صبر کے چارہ نہیں۔ ہر مرض کے علاج کا یہی حال
ہے لوگ اچھے بھی ہوتے ہیں اور بعض نہیں بھی ہوتے۔ مگر پہلے
سے فرض کر لینا کہ علاج سودمند نہ ہوگا اور تدبیر کارگر نہ ہوگی
دانش مندی سے بعید ہے۔ اَلسَّعْیُ مِنِّی وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ
میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ رائے قائم کی ہے کہ تم کو نکاح کرنا چاہیے
شوقیہ نہیں مجبوراً اور اضطراراً۔ اگر تم اس تدبیر سے پہلو تہی کرو گے
یا جو کرنا چاہیے اُس سے اعراض کرو گے تو میں تم سے سخت

کسی کو لے پالک لے لینا۔ آغوش میں لینا۔ گود لینا۔ اکثر۔ فائدہ مند
مفید۔ کامیاب۔ دُور۔ اپنی طرف سے کوشش کیے جاؤ رہی کامیابی
وہ تو خدا کے ہاتھ ہے۔ بے قرار ہو کر۔ جاؤ۔ پلٹ جانا۔ روگردانی کرنا ۱۲

سخت ناراض ہوں گا۔ اگر تم کو میری ناراضی کا کچھ خیال ہی اور مجھے خوش رکھنا چاہتے ہو تو حکماً نہیں بلکہ میں تم سے بہ منت درخواست کرتا ہوں۔ تم کو چاہیئے کہ میری صلاح مانو۔ آخر میں تمھارا باپ ہوں کیا باپ ہونے کا اتنا بھی حق نہیں۔ ماشاء اللہ تم خود سمجھ دار اور زیرک ہو تم جان سکتے ہو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں محض تمھاری آیندہ کی بہبودی کے لیئے ورنہ میرا کیا ہی آج مرا کل دوسرا دن۔ اور تم کو دنیا میں ابھی بہت دنوں رہنا ہی۔ والدِ مرحوم کے ارشاد کی تعمیل مجھ پر فرض تھی۔ اوروں کے کہنے سننے کا تو مجھ پر چنداں اثر نہیں ہوا مگر اب معاملے نے کچھ اور صورت اختیار کرلی تھی۔ میں اس دُبدا میں تھا کہ ممکن ہی مجھ میں کچھ نُقص ہو اور میری ہی تقدیر میں اولاد نہ ہو تو پھر یک نشد دو شد۔ یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا مانا کہ دو بیبیوں کا ہار گلے میں ڈال لینا ہماری مالی حالت کے لحاظ سے چنداں مشکل نہ تھا مگر سوکنوں کی آئے دن کی کٹا چھنی زندگی میں بس گھول دے گی بھلی چنگی جان جنجال میں پھنس جائے گی

زبردستی یعنی بطور حکم۔ عاجزی سے۔ لجاجت سے۔ عقل مند۔ سمجھ دار۔ خدشے۔ تذبذب۔ ایک مصیبت تو تھی ہی دوسری اور ہوئی۔ اسی موقع پر کہتے ہیں نقصانِ مایہ دیگرے شماتتِ ہمسایہ بھی تو ہیں یعنی ایک تو روپئے پیسے کا نقصان دوسرے جگ ہنسائی۔ آخر انجام کیا ہوتا ہے۔ لڑائی۔ بگاڑ۔ زہر ملا دینا۔ بکھیڑا۔ الجھن۔ مشکل۔ ۱۲

والد کا اصرار ناراضی پر منتج[1] ہوا۔ ماں میری عجب چہ کنم[2] میں تھیں
گم صم[3] نہ اِدھر بولیں نہ اُدھر۔ نوبت بہ ایں جا رسید[4] کہ لڑکی کی ٹٹول[5]
شروع ہوئی پیغام سلام ہونے لگے۔ اوپر والوں کا مشغلہ یہ اچھا[6]
تھا۔ رات دن یہی کھسر پھسر[7] ہوا کرتی تھی۔ جب دیکھو سر جوڑے[8]
یہی مشورے یہی تذکرے مگر میری آنکھوں کے سامنے آنے والی
مصیبت کا نقشہ ہو بہو[9] جما ہوا تھا۔ لیکن آخر تابہ کے[10]۔ کہنے سننے کا
بڑا اثر ہوتا ہے۔ میرا سکوت[11] نافرمانی اور عدول حکمی[12] اور تمرّد[13] ہی ٹھیرا
تو ناچار[14] میں بھی پھسل گیا۔ مجھے بھی اولاد کی تمنّا تھی۔ میں بھی
اپنے ہم عمروں کے بچے دیکھ کر کُڑھتا[15] تھا۔ پہلے جو بات ناگوارِ
خاطر ہوتی تھی اب اُس کی سمائی[16] ہونے لگی۔ اٹھارہ برس بیم[17] و
رجا[18] میں کاٹے۔ اب دوسری شادی کا جُوا میری گردن پر دھر دیا جانے
والا تھا جو ایک قسم کا جُوا (قمار بازی) تھا۔ ممکن ہے کہ یہاں بھی پری

---

[1] ختم - [2] تردد - پریشانی - [3] خاموش - چپ چاپ - [4] یہاں تک نوبت پہنچی -
[5] تلاش - [6] پریشانی - اُلجھن - [7] سرگوشی - [8] مشورت کرنا - [9] بجنسہ - [10] کب تک -
[11] خاموشی - [12] کہنا نہ ماننا - [13] حکم نہ سُننا - [14] خودسری - مجبور ہو کر - [15] رنجیدہ
ہوتا تھا - [16] گنجائش - [17] ڈر - خوف - [18] اُمید - ۱۲

تقدیر کو تاہی کر جائے ۔ ؎
تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل ؛ چو خضر از آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر را
اگر اس وہلۂ دوم میں بھی ناکامیابی رہی تو بس میری مثل وہی ہوگی کہ
دھوبی کا کُتّا گھر کا نہ گھاٹ کا ۔ ؎
نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ؛ نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے
لیکن دنیا کے سب معاملات میں ہار جیت لگی ہوئی ہے ۔ تصویر کے ہمیشہ دو رخ ہوتے ہیں ۔ یہ نہیں کہ چت بھی اپنی اور پٹ بھی اپنی ۔ جس طرح یہ ممکن ہے کہ عقدِ ثانی غیر بار آور ہو یہ بھی تو ممکن ہے کہ پاسہ پلٹ جائے ۔ میری بیوی سنے جا رہی سُنتی تھیں اور بہی جاتی تھیں ۔ وہ اس غم میں ایسی گُھلیں کہ حیثیت سے نے حیثیت ہوگئیں ۔ میں ہر چند اُن کو اونچ نیچ سمجھاتا ۔ ہر طرح سے تسلّی اور تشفّی دیتا مگر اُن سے کہیں پیاس بجھتی ہے وہ سمجھدار تھیں اُن کو

بدقسمتوں کو کسی کامل رہبر کے مل جانے سے بھی کیا فائدہ ۔ حضرت خضر کو دیکھو کہ وہ سکندر جیسے اولوالعزم کو "آبِ حیواں" کے چشمہ سے پیاسا پلٹا لائے ۔ آبِ حیواں وہ پانی ہے جس کے پینے سے حیاتِ جاودانی میسر ہوتی ہے ۔ دھوبی کے کُتّے کی بڑی مٹی پلید ہے دھوبی کبھی گھاٹ پر رہتا ہے کبھی گھر پر اُس کے ساتھ جانے سے کہیں بھی ٹھکانا نہیں نہ یہاں نہ وہاں ۔ جو شخص ایسی مصیبت میں گِھر جائے کہ اُس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہو ایسے موقع پر یہ مثل بولی جاتی ہے ۔ ثمرہ دار ۔ پھل دار ۔ پھلنے پھولنے والا ۔ حال سے بے حال ۔ خراب و خستہ ۔ نشیب و فراز ۔ ۱۲

نال پکار نظر آتا تھا۔ ان کو میرے نکاح کا بڑا دغدغہ اور دھڑکا تھا اور ہونا ہی چاہیئے۔ سوکن تو چوٹی کی بھی بری۔ آنکھ میں ایک کن پڑ جاتا ہے تو انسان بے قرار ہو جاتا ہے اور یہ تو سوکن۔ گو میں اب بھی پوری طرح آمادہ نہ تھا اور ان کے سامنے انکار ہی کرتا تھا مگر وہ جانے بیٹھی تھیں کہ او پرواسے بیچ کھیت کرا کے رہیں گے اور بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آج نہیں تو کل یہ بلا ضرور آسے گی پر آئے گی۔ یہ بندھی بات ہے جو ٹلنے والی نہیں۔ ۵

بہ آبِ زمزم و کوثر تواں نکرد سفید گلیمِ بختِ کسے را کہ بافتند سیاہ

اسی اثنائیں میں اپنے ماموں **مولوی عبدالحامد صاحب** کے پاس ملنے چلا گیا جو اٹاوہ میں ڈپٹی کلکٹر تھے وہ مجھے **مولٰنا شاہ فضل الرحمٰن صاحب** کی خدمت میں **گنج مرادآباد** لے گئے جو اسی ضلع میں ہے۔ مولٰنا کی بزرگی اور تقدس۔ خدارسیدگی اور زندہ ولی ہونا سارے ہندوستان میں مشہور ہے۔ اُن کے ہاں

انجام کار۔ نتیجہ۔ خدشہ۔ ڈر۔ اٹاج پھٹکنے اور چھاننے کے بعد جو ریزے رہ جائیں بھوسی سے بھی ہلکا گھٹیا۔ ذرہ۔ ضرور۔ کھلے تزلنے۔ ۔ دھڑک۔ بکرانے چارہ چھری سے کب تک بچ سکتا ہے آج نہیں کل ذبح ہوگا۔ جس شخص کی تقدیر کمل کی طرح کالی بھٹ ہو۔ چاہے اسے زمزم کے پانی سے دھوؤ یا حوضِ کوثر کے پانی سے وہ جیسی کالی ہے ویسی ہی رہے گی۔ مطلب یہ کہ تقدیر کا لکھا کسی حال میں بھی پلٹتا نہیں۔ خدا تک پونہچے ہوئے۔ بسا بزرگ۔ ۱۲

مرادوں منتوں والوں کا ایک میلہ لگا رہتا ہے۔ میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد ہوا بعدِ مغرب آنا۔ مغرب کے بعد ہم ماموبھانجے پھر گئے ماموں نے عرض کی کہ آپ دعا کیجئے کہ **بشیر** کے ہاں لڑکا ہو۔ آپ نے فوراً ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور ساتھ ہی مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "میاں لڑکے! لڑکا تو ان شاء اللہ تمھارے ہوگا مگر اس بیوی سے نہیں۔ دوسری شادی کرو اور ہاں دیکھو اُس لڑکے کو ہمارے پاس ضرور لانا"۔ مولنا ایک بان کی کھرّی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے گورے پنڈے میں وہ بان گڑ کر بدّھیاں پڑ گئی تھیں۔ ہم کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھے۔ ہم چارپائی کے پاس ایک پھٹے سے بوریئے پر بیٹھ گئے مولنا کی خدمت میں جو جاے ایک وقت دال روٹی اُسے ملتی ہے اور دوسرے دن رخصت۔ اہلِ غرض کا ایک میلہ لگا رہتا ہے۔ ہم بیٹھے ہی تھے کہ آپ کے واسطے ایک مٹّی کی رکابی میں دال اور کچھ روٹیاں آئیں۔ آپ نے کھانا شروع کیا۔ دال ایسی تھی کہ دال الگ اور نسوت پانی الگ اور کھاتے بھی اس طرح تھے کہ آپ کی رال بھی اُسی میں گر رہی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر ذرا کراہت آئی۔ معاً آپ کو اس کا کشف ہوگیا ارشاد ہوا۔ "آ ہمارے ساتھ کھا"۔ میں بادلِ ناخواستہ

---

۱ بدّھیاں لمبے لمبے نشان۔ ۲ خالص۔ ۳ نفرت۔ ناپسندیدگی۔ ۴ معلوم ہوگیا۔ ظاہر ہوگیا۔ ۵ جیسے دل نہ چاہے۔ ۱۲

پڑھا۔ ادوان پر میں بیٹھ گیا۔ آپ مرحعا نے تھے اور میں پائینتی مجھے بھی اپنی منّی کی رکابی میں شریک کرلیا۔ میں کیا کہوں کہ وہ دال جس سے میرا دل گھُٹا ہوا تھا وہ ایسے مزے کی معلوم دی کہ کسی چیز میں مجھے ایسا مزا نہیں آیا اور آج تک زبان پر اُس کا ذائقہ ہی۔ سچ کہا ہی۔ ۵

خاصانِ خدا خدا نباشند　　لیکن ز خدا جدا نباشند

اب کیا تھا مولنا کے ارشاد نے نکاح کے ارادے کو جو ڈھسّس تھا جبڑی فرمادی۔ اب پھر دلّی کا حال سنو۔ اگر میاں بیوی میں نااتفاقی ہوتی اور روز کی کھٹ پٹ رہتی تو میری بیوی کو کچھ زیادہ رنج کرنے کا موقع نہ ہوتا کہ میرے بھاگوں پہلے ہی کون سا سہاگ ٹپک رہا تھا جو اب لُٹ گیا جس کا مجھے غم ہو۔ جیسے کنتھا گھر رہے ویسے رہے پردیس۔ مگر یہاں تو معاملہ برعکس تھا میاں بیوی پر اور بیوی میاں پر شمع اور پروانہ تھے۔ مجھے انتہائی درجے کی محبت ہی نہ تھی بلکہ بلا مبالغہ ایک گونہ عشق تھا۔ پھر ایسے شوہر کے حقّے تخرے ہو جانے

پاؤں کی چارپائی کے پچھلے حصّے میں جو کھنچاؤ کے لیئے رسی ہوتی ہی۔ نفرت ہوئی۔ خدا کے خاص بندے مانا کہ خدا نہیں ہوتے مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔ ملتوی۔ مذبذب۔ پکا کردیا۔ تقدیر سے گھر میں رہیں تو ننگے کار اور باہر رہیں تو بھی ننگے کار یعنی نہ گھر میں رہ کر کچھ کریں نہ باہر جا کر کچھ کریں۔ اُلٹا۔ جس طرح شمع پر پروانہ فدا ہوتا ہی اور شمع کے عشق میں جل مرتا ہی۔ بہت۔ نہایت۔ محاورہ ہی جو معنے حقّے کے ہیں وہی تخرے کے بھی ہیں ۔ ۱۲

کا قلق جتنا زیادہ ہو بجا اور ایسی چہیتی بیوی کا دل پھٹ جانے کا جتنا صدمہ ہو روا۔ اس سوچ بچار اور حیص بیص میں کچھ اور دن گزر گئے میں کچھ مسلسل تو دلّی میں رہتا ہی نہ تھا جو پکڑ کر زبردستی جوت دیا جاتا برس میں دو پھیرے دلّی کے ہوتے تھے۔ ایک مہینے کی رعایتی رخصت اور پندرہ دن کی اتفاقی جو عید یا محرم کی تعطیل ملا کر آنے جانے کو کافی ہوتی تھی۔ پھر یہ بات معرضِ التوا میں رہی۔ اس وہلے میں جب کہ میں پندرہ دن کی چھٹی میں محرم کی تعطیلات ملا کر آیا تو تعین شخصی گفتگو ہونے لگی کہ ہم نے فلاں فلاں جگہ بات لگا رکھی ہے۔ چوں کہ یہ عقد میری خوشی سے نہیں ہوا لہذا میں دھوم دھڑکے کو بالکل ناپسند کرتا تھا۔ شادی انسان کی مدۃ العمر میں بس ایک دفعہ ہوتی ہے نہ کہ بار بار۔ میں نے اپنا عندیہ ظاہر کر دیا تھا کہ صورت شکل کیا ڈھونڈھتی ہو۔ دان جہیز کی تم کو کیا پڑی ہے۔ لانا ہی ہے تو کسی غریب کی لڑکی لے آؤ چھٹی ہوئی یہ ہر وقت کا کھڑاگ تم نے کیا پھیلا رکھا ہے۔ تم لوگوں کو ان باتوں میں مزہ ملتا ہے اور مجھے ہوتی ہے تکلیف ۔ ع

[1] افسوس۔ رنج۔ [2] لاڈلی۔ [3] دل پھر جانے۔ بد دل ہو جانے۔ [4] جائز۔ [5] گفت و شنود۔ مباحثے۔ ردّ و قدح۔ [6] لگاتار۔ برابر۔ [7] لگا دیا جاتا۔ [8] ادھر میں رہ گئی تصفیہ نہ پائی۔ [9] عرصہ۔ [10] کسی شخص کا نام لے کر۔ [11] دھوم دھام۔ [12] گڑبڑ۔ مطلب۔ ارادہ۔ [13] بکھیڑا۔ ۱۲

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھیری - اب میں تجربہ کار تھا ناکتخدا بچھیرا نہ تھا
اکثر لوگ تمام خوبیوں سے قطع نظر کرکے صرف حسن ظاہری پر مر مٹتے
ہیں حالانکہ ایسا خیال سراسر نادانی اور ناعاقبت اندیشی ہے - اگر
عقل سے ذرا سا بھی کام لیں تو سر سے یہ اصول ہی پادر ہوا
نکلے گا - میری جو کہو تو حسن کی دیوی تو میرے گھر میں موجود ہی تھی
اب مجھے حسن درکار نہ تھا - میرا دل حسن سے سیر تھا یہ معاملہ تو اس
طرح کا تھا جیسے کسی کی جان بچانے کو سخت سے سخت آپریشن
ناگزیر ہوتا ہے - پس یہ زندگی اور موت کا معاملہ تھا نہ کہ بازیچہ اطفال
میرا اصول یہ رہا ہے کہ حسن سیرت مقدم ہے حسن صورت پر - شوق اول
جان کے ساتھ لگی ہے اور شوق دوم چلتی پھرتی چھاؤں ہے - سریع
الزوال - آج ہے کل نہیں -

رہتی ہے کب بہار جوانی تمام عمر   وہ مثل بوئے گل ادھر آئی ادھر گئی

فرض کیجئے کہ بیوی نہیں حور ہے یا پری سانچے میں ڈھلی - مگر بدمزاج
لڑاکا - تڑتی - ترش رو - اکھڑ - بدخو - ہوا سے الجھنے والی - دوسری

وہ بچھیرا جس نے ابھی دانت نہ توڑے ہوں یعنی کم عمر - شروع سے - بے بنیاد بےجڑا
ہوا تھا - عمل جراحی - جس سے بچ نہ سکے - بچوں کا کھیل - اول - پہلے - مدہ - بابت - لڑنے
والی - سخت زبان - بدمزاج جس کا مزاج سخت ہو - بدخصلت - ذرا سی بات پر بگڑ جانے والی -

خوب صورت نہیں مگر خوب سیرت ہے۔ آدمی کا بچہ۔ آنکھ ناک ہاتھ پاؤں
سب سلامت اندھی نہیں کانڑ نہیں بھینگی نہیں ترچھی نہیں۔
گونگی نہیں۔ اور غور سے دیکھو تو سب کچھ ہے اور کچھ بھی نہیں اپنی اپنی
سمجھ ہے سر رکھتی ہے مگر سنے سڑی نہیں۔ دماغ ہے مگر دماغ دار نہیں۔
سر میں سودا ضرور ہے مگر سودائے خام نہیں۔ وہ سودا خدا کی راہ
کا ہے یا شوہر کی رضا جوئی کا کہ وہ بھی خدا سے مجازی ہے۔ بینا ہے ایک
چھوڑ دو دو آنکھیں رکھتی ہے۔ کٹورا سے دیدے پٹر پٹر کھلے ہیں
دیکھنے کی چیزیں شوق سے دیکھتی ہے۔ اچھے بُرے نیک و بد میں
تمیز کرتی ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت سے بصارت کو تقویت
دیتی ہے۔ اچھی اچھی کتابوں کو سرمۂ چشم بنا رکھا ہے۔ دیکھتی ہے تزکیۂ
نفس کے لیئے پڑھتی ہے نصائح کو گرہ باندھنے اور عمل کرنے کے لیئے
گندی کتابوں۔ عشقیہ ناولوں سے ایسی دور بھاگتی ہے جیسے بھوت

اچھی خصلت۔ اپنے کہنے کی۔ خود مختار۔ مطلق العنان۔ چاروں خلطوں
میں سے ایک خلط جس کا رنگ سیاہ ہے۔ کچی بات۔ نامناسب بات۔ معاملہ
واقعی رکھنا۔ حقیقی کی ضد۔ دیکھتی ہے۔ آنکھوں والی ہے۔ صاف۔
بینائی۔ قوت۔ طاقت۔ قدر کرنا۔ پاکی۔ یاد رکھنے۔ عمل کرنے
پابندی کرنے۔ ناپاک۔ بُری۔ ۱۲

پریت کے سائے سے۔ نگاہ ہے مگر تیر نگاہ نہیں۔ نظر ہے مگر بدنظر نہیں
آنکھ ہے مگر جھکی ہوئی۔ لجالو[1] اور شرمیلی جس میں شرم و حیا۔ محبت و الفت
کوٹ کوٹ[2] کر بھری ہوئی ہے۔ باایں ہمہ[3] اندھی ہے چشم کور[4] محض ہے[5] بمقابلہ
غیر[6] محرم۔ دو آنکھوں کی چار[7] نہیں بناتی۔ دوربین[8] ہے بہ اعتبار مآل[9] اندیشی
نزدیک[10] بیں ہے اپنے عیوب[11] پر مطلع[12] ہونے کے لیئے۔ آنکھ میں لحاظ[13] ہے
نہ بے مروت اور طوطا چشم[14] نہیں۔ دیدے رکھتی ہے مگر دیدہ[15] ہوائی
نہیں۔ آنکھیں رکھتی ہے ضرور بابصر اور پُر نور مگر نگاہ[16] عیب جو نہیں۔
نکتہ[17] چینی کی خو[18] چھو نہیں گئی۔ کان رکھتی ہے ایک چھوڑ دو۔ سن لیتی ہے
سب کی جس سے معلوم ہوا کہ کان کھلے ہیں اور پھر بہری بھی ہے
بہری پتھر[19]۔ خدا نے دو کان دیئے مگر زبان ایک۔ حکمت یہ کہ دو باتیں
سنو جب ایک بولو۔ بہری ہے دوسروں کی برائی سننے سے۔ نامحرم

---

[1] شرم والی۔ [2] افراط سے ہے۔ [3] باوجود اس کے۔ [4] بالکل۔ ذرا اُبھرا بھی نہیں
دکھائی نہیں دیتا۔ [5] بالکل اندھی۔ [6] جس سے پردہ جائز ہے۔ جو اپنا قریب کا
رشتہ دار نہ ہو۔ [7] دلیر ہونا۔ [8] آنے والی بات کو جانچ تول لیتی ہے۔ [9] انجام کا
کو سوچنا۔ [10] قریب کی چیز دیکھ لیتی ہے۔ [11] عیب کی جمع۔ برائیاں۔ [12] باخبر ہونا۔ [13] شرم
و مروت۔ [14] بے مروت۔ [15] شرم نہیں۔ [16] عیب ڈھونڈنے والی۔ [17] خطا پکڑنے والی
عیب گیری۔ [18] عادت۔ خصلت۔ [19] بالکل بہری ہے محاورہ انگریزی میں بھی ہے Stone deaf

کی آواز سے - ناچ گانے کی بھنک[1] سے - چغلی سے - شکایت سے - زبان رکھتی ہے مگر قابو[2] میں - گز بھر کی نہیں بلکہ جتنی خدا نے بنائی ہے اُتنی ہے - بولتی ہے بولنے کے وقت اور بولنے کی طرح - زبان سے زبان کا کام لیتی ہے نہ نشتر اور چُھری کا - زبان ہے سننے والے کو زبان نہ کہ سُننے والے تمیز ہی کا طوفان اور بلائے جان - زبان ہے نرم گوشت کا ٹکڑا اُس کو جس طرح خدا نے بن ہڈی کا ملائم بنایا ہے ویسے ہی میٹھے بول نکلتے اور پھول جھڑتے ہیں - برچھی کی طرح سخت نہیں کہ دل کے پار ہو جائے نہ برچھی کی انی ہے نہ قینچی ہے جس کی بچی کہ جدھر چل پڑے ٹکڑے اُڑا دے لوگ پناہ[3] مانگیں - الاماں پکاریں گونگی ہے اس اعتبار سے کہ بکواس[4] نہیں کرتی - زٹ[5] نہیں لگاتی - بے موقع نہیں بولتی - کسی کو سخت سُست نہیں کہتی - لڑتی نہیں جھگڑتی نہیں - جھوٹ نہیں بولتی - کبھی بدی یا غیبت نہیں کرتی - بیہودہ اور فحش کلام سے زبان آلودہ[6] نہیں - دوسروں کی سن لیتی ہے آپ سکوت[7] کر جاتی ہے - لنگڑی نہیں لُولی[8] نہیں - چلتی ہے میانہ روی[9]

[1] اُڑتی اُڑاتی آواز - [2] اختیار میں - [3] پناہ مانگیں - [4] بیہودہ اور فضول گفتگو - [5] کسی بات پر اڑ جانا یا ایک ہی بات کو پکڑ لینا - [6] گندہ کرنا - [7] چپ رہ جاتی ہے - [8] ہاتھ پاؤں سے معذور - [9] بیچ کی روش - ۱۲

کی چال نہ وہ چال جو بھونچال ہو جس سے زمیں لرز جائے۔ چل تو
چلال تو آئی بلا کو ٹال تو۔ قدم دھرتی ہے پھونک پھونک کر ۵
آہستہ خرام بلکہ مخرام　　زیر قدمت ہزار جانست
وہ جانتی ہے کہ جو دوڑ کر چلتا وہ ٹھوکر کھاتا اور اوندھے منہ گرتا ہے
ننگڑی ہے کہ بے راہ قدم نہیں ڈالتی۔ کیا مجال کہ شوہر کے بن پوچھے
دہلیز الانگھے۔ لنجی ہے کہ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتی یعنی کسی کا دل
نہیں دکھاتی ایذا نہیں پونہچاتی۔ دوسروں کو سکھ پونہچانے
کے لیئے آپ سو طرح کے دکھ اٹھاتی ہے۔ یہ ہاتھ جب اٹھتے
ہیں خدا کی راہ میں داد و دہش کے واسطے یا دعا کے لیئے
نہ کہ ظلم و جفا کے لیئے۔ اب سوچنا چاہیے اور بہت ٹھنڈے
دل سے غور کر کے فیصلہ کرنا چاہیئے کہ زندگی کی مشکلات میں
کون سی عورت زیادہ آرام دے سکے گی اور کون گھر کو اچھی طرح
ٹھنڈک سے چلا سکے گی بچوں کی پرورش جیسا کہ پرورش کا

زلزلہ۔ جسے عورتیں امن چین کہتی ہیں۔ کانپ جائے۔ اے خداوند قدیر
تو اس بلا کو دفع کر۔ احتیاط سے۔ آہستہ چلو بلکہ احتیاط کا مقتضی ہے کہ چلو ہی
نہیں۔ الانگھے۔ چوکھٹ کے باہر قدم دھرے۔ ہاتھ سے معذور۔ آرام
تکلیف۔ دینے دلانے۔ خیرات۔ سلوک مسلوک۔ زیادتی۔ آرام چین ۱۲

حق ہے کون بہتر کرے گی اُن کی دیکھ ریکھ - تعلیم و تربیت - گھر کی
آراستگی - حفظانِ صحت کا اہتمام شوہر کے خوش رکھنے کے طریقے آیا
وہ کر سکتی ہے جو رات دن بھولوں میں تُلتی اپنی ہر ادا پر فریفتہ اور مفتون
نازک نازنین - پھول سونگھ کر جینے والی - اس کو اپنے بناؤ سنگھار
سے کب فرصت ہے جو دردِ سر مول لے - آیا وہ میدے کی لوئی شہاب
میں ڈبوئی - نور کی پتلی - کافور کی گڑیا - دھان پان جس میں سوائے
حسین ہونے کے اور کچھ بھی نہیں - کیا ایسی چھوئی موئی سے گھر
چل سکتا ہے - کبھی نہیں - ہرگز نہیں - یہ تو نرا لفافہ ہی لفافہ ہے - پھر
اُس کو بلاؤ جس کی ہڈی ہڈی کام میں مری ہوئی ہے - جو کام کرنے کی عادی
محنت کی خوگر - جس کو حسن جیسی سنّے ثبات دولت کی عوض بیسیوں
خوبیاں دی گئی ہیں - ہر سمجھدار آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ کون

خبر گیری - یعنی بڑی نازک ہے - آراستگی - تکلیف - گھر اگ - چھنا ہوا آٹا میدہ
کہلاتا ہے - لوئی = پیڑا - میدا بہ نسبت آٹے کے زیادہ سفید ہوتا ہے یعنی رنگت سفید
اور صاف - رنگ میں سرخی جھلکتی ہوئی - دُبلی پتلی - نازک - ایک پودا
ہوتا ہے جو ہاتھ لگاتے ہی کُمھلا جاتا ہے - ایسی نازک کہ ذرا چھوا اور کُمھلا گئی
خالی - جو چیز اوپر سے دیکھنے میں خوش نما اور بھڑکیلی ہو اور اندر کچھ بھی نہ ہو یعنی
ظاہر داری - کام کرنے کی عادت ہے - محنت کی عادت پڑی ہوئی ہے - نہ ٹکنے والی -
آج ہے کل نہیں - ۱۳

قابل قدر ہے اور کون نہیں۔ حُسنِ صورت کے بغیر کام چل سکتا ہے مگر
حُسنِ سیرت کے بدون ملمّع اُڑ جاتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ سیرت ہی ضروری
اور مقدم چیز ہے۔ حُسن نرا ملمّع ہی ملمّع ہے امتحان کی کسوٹی پر کسنے سے
اُس کا حُسن و قبح ظاہر ہو جاتا ہے اور حُسنِ سیرت غلام مال ہے جتنا کام
میں لاؤ صیقل پاتا اور چمک دمک میں بڑھتا جاتا ہے۔ جتنا انجھو اُتنا ہی
جگمگاتا ہے۔ اس قسم کی عورت نہیں ہو سکتی مگر وہ جسے اچھی تعلیم ملی ہو
نیک صحبت میں بیٹھی ہو نیک دل ہو۔ خواہ وہ قبول صورت ہو یا بد شکل
حسین آدمی کو دیکھنے میں کیسا ہی بھلا کیوں نہ لگے اور دم بھر کے
لیئے اُس کو دیکھ کر کیسے ہی محظوظ کیوں نہ ہوں مگر اُس کی مثال
کچے رنگ کی سی ہے جو دیکھنے میں اچھا مگر چند ہی دن میں اُڑ جاتا ہے
پختہ رنگ برسوں چلتا ہے ذرا فرق نہیں آتا۔ ذرا سے میل جول میں
بات چیت نشست و برخاست میں قلعی کھل جاتی ہے کہ ظاہری صورت
ایک خول ہے جو اصل میں کچھ بھی نہیں۔ بہت دن نہیں گزرنے پاتے

کام رُک جاتا ہے۔ لغوی معنے روشن کیا گیا۔ درخشاں روشن۔ چاندی سونے
کا پانی چڑھا ہوا۔ ایک قسم کا سیاہ پتھر جس پر سونے کو گھس کر دیکھتے ہیں
اچھائی بُرائی۔ وہ مال جو کثرت استعمال سے خراب نہ ہو۔ زنگ دور کرنا۔ صاف کرنا
رونق۔ چمکنا۔ خوش۔ خام۔ وہ رنگ جو اتر جائے۔ پکا۔ ملاپ یکجائی۔ تعلقات۔ گفتگو۔ اصلی حقیقت
معلوم ہو جانا۔ بالائی حصہ جو اندر سے خالی ہو۔ ۱۲

کہ حسن کی وارنش[1] مدھم پڑ جاتی ہے اور جو کچھ وقعت تھی وہ بھی باقی نہیں رہتی۔ محبت اور الفت کی جگہ حقارت اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ حسنِ ظاہری سے حسنِ باطنی کہیں بڑھ[2] چڑھ کر ہے۔ پس جو لوگ بیوی میں محض حسن ہی حسن ڈھونڈتے اور ناز و انداز پر[3] ہفتوں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو بازاری عورتوں کی ہوا لگی ہے ورنہ گھر کی بہو بیٹیاں یہ دل فریب ادائیں اور چھل بٹے[4] کیا جانیں۔ ایسے لوگ جو صرف حسن کے متوالے[5] ہیں وہ اپنے حق میں کانٹے بوتے ہیں اور نہ صرف اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالتے ہیں بلکہ اپنی خانہ داری اور اپنی اولاد کے حق میں ایک بری مثال اور بدترین نمونہ قائم کرتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس ظاہرداری کو غارت کرے اور ہماری باطنی آنکھیں کھولے کہ ہم سیرت کی خوبیوں کو دیکھیں اور قدر کریں اور ازدواجی تعلقات کی[6] مستحکم بنا باطنی اوصاف پر رکھیں اور میاں بیوی سے اور بیوی میاں سے وہ آرام پائے کہ گھر جنت کا نمونہ بن جائے جو قدرت الٰہی اور شارعِ مقدس کا اصلی منشا مرد و زن کے جوڑا ملا دینے سے ہے۔

[1] چمک دار روغن۔ [2] زیادہ۔ [3] دھوکا دینا۔ فریب دینا۔ دغا بازی۔ [4] فریفتہ۔ دیوانے۔ [5] اپنے لیے برا کرتا ہے۔ [6] سے خراب۔ مضبوط۔ ۱۲

آمدم برسرِ مطلب ہمارے کُنبے والوں نے ورے پرے کے رشتے کی ایک لڑکی ٹھہرا لی۔ جو ذات کی سیّد حسب نسب کی اچھی اور شریف لوگ تھے۔ میں گو اس لڑکی سے بالذات واقف نہ تھا مگر دور کی رشتہ داری کی وجہ سے اس کے بزرگوں سے صاحب سلامت تھی۔ میری ماں نے کسی بہانے سے بُلوا کر اس لڑکی کو دیکھ بھی لیا تھا۔ اُن کی نگاہ میں وہ لڑکی کھُب گئی۔ شاید اُن کو اس لڑکی کی سادگی اور غربت زیادہ پسند آئی اُنھوں نے میرے سامنے صورت شکل کا بھی احتیاطاً ذکر کر دیا کہ کل کلاں کو بات دینی نہ آئے۔ میں اُن سے پہلے ہی کہہ چکا تھا اب پھر کہہ دیا کہ صورت کا آپ خیال نہ کیجیے ہاں مزاج کو دیکھ لیجیے کہ متحمل اور بردبار ہو۔ سوکن کی سہار کر سکے گی یا آتے ہی دست و گریبان ہو جائے گی۔ یہ بیوی تھوڑی ہے بلکہ
ع دارو ے تلخ است پئے دفع مرض۔ بہرحال معلوم ہوا کہ نہ خوب صورت ہے نہ بدصورت۔ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا۔ نہ مال نہ باپ

اب میں مطلب کی بات کہتا ہوں۔ نزدیک دور۔ خود اپنی ذات سے۔ تعارف جان پہچان شناسائی۔ کھُب گئی۔ جی پسند آگئی۔ آیندہ کو۔ ذمہ داری نہ ہو۔ بات جھوٹی نہ پڑے۔ برداشت کرنے والی جس کے مزاج میں سمائی ہو۔ جو چھچھوری خفیف الحرکات نہ ہو۔ بھاری بھرکم برداشت۔ لڑنے لگے۔ مرض کے لیے کڑوی ہی دوا مفید ہوتی ہے۔ بیچ کی راس کا کام اچھا ہوتا ہے۔ ۱۲

چچا اُس نے پالا۔ معاش بھی نپی تلی۔ غرض ہیں غریب اور ہماری مناسبت سے اور بھی زیادہ غریب۔ مگر ہم کو سرے سے امیری غریبی کی کوئی بحث ہی نہ تھی۔ نہ ہم کو کسی کی امیری سے بھاگ نہ غریبی سے نقصان خدا وہ مراد دے جس لیے اوکھلی میں سر دیا ہے۔ نکاح کا دن تاریخ ٹھیر گیا۔ ادھر سے کچھ ساز و سامان کرنے کی ضرورت نہ تھی اُدھر کچھ تھا ہی نہیں ع۔ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟۔ دولھا بھی انسان ساری عمر میں ایک ہی دفعہ بنتا ہے اور اُسی میں کچھ لطف بھی ہے ورنہ بوڑھا گھوڑا لال لگام یا بوڑھے مُنہ مُہاسے خلقت چلی تماشے۔ کسی قسم کی زینت رسم بھی نہیں ہوئی۔ نہ مہر پر تکرار نہ کسی قسم کا قول و قرار کیوں کہ وہ لوگ تھے بڑے سمجھ دار۔ میں جس طرح بیٹھا تھا میرے والد ویسا ہی مجھے اُٹھا کر پا پیادہ دُلہن کے گھر لے گئے۔ گنتی کے دو چار رشتے دار وہ بھی قریب کے ساتھ تھے

محدود۔ مختصر۔ بہت نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ اوکھلی میں سر دیا تو دھماکوں سے کیا ڈر۔ فارسی کی مثل ہے۔ ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم۔ یعنی کام شروع کر دیا اب جو کچھ بھی ہو برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ بھی ایک مثل ہے۔ چیل کے گھونسلے میں گوشت کب باقی رہ سکتا ہے۔ یعنی غریب کے ہاں کب بچتا ہے۔

پیدل۔ چند۔ ۱۲

اور خود ہی مغرب سے پہلے نکاح پڑھا دیا۔ خدا جانے کس خلوص نیت۔ کس عجز[۱] و الحاح سے گڑگڑا گڑگڑا کر دعا مانگی ہوگی کہ جس مراد کے واسطے کیا تھا وہ پوری ہوئی اور پوری بھی خاطر خواہ ہوئی جیسا تم کو آگے چل کر معلوم ہوگا۔ تمھاری ماں بیاہ کر آئیں۔ غریب کی لڑکی اس گھر کو دیکھ کر ان کی آنکھیں کھل گئیں یا مختصر الفاظ میں یوں کہو کہ ایک بن ماں باپ کی لڑکی دو بول نکاح کے پڑھا دینے سے غریب سے امیر بن گئی۔ کیا تیری قدرت کے کھیل ہیں۔ جس شخص کی حالت میں دفعۃً[۲] ایسا تغیر[۳] عظیم ہو جائے تو اُس کا سنبھلے[۴] رہنا اور اپنے آپ کو موجودہ حالت کے موزوں[۵] اور مستحق[۶] بنانا ایک بہت بڑا مشکل اور سمجھ کا کام تھا۔ پھر ایک زبردست سوکن کا ہر وقت کا مقابلہ جس کا سکہ[۷] اٹھارہ بیس برس سے جما ہوا تھا اور جو پوتڑوں[۸] کی امیر تھی۔ صورت شکل میں ان سے بدرجہا[۹] بہتر ہنر سلیقے میں ان سے کسی طرح کم نہیں۔ گھر برتنے۔ مزاج داں۔ ادا شناس۔ یہ نووارد[۱۰]۔ اجنبی[۱۱] محض۔ ساری دنیا نئی۔ ہر شخص اوپری[۱۲]

---

۱ عاجزی اور گڑگڑانا۔ ۲ یکایک۔ ۳ کایا پلٹ۔ بڑی تبدیلی۔ ۴ ہوش حواس گم نہ ہونا۔ اپنی حالت پر قائم رہنا۔ گھبرا نہ جانا۔ ۵ مناسب۔ ۶ حق دار۔ ۷ نام روشن ہو چکا تھا سب مان گئے تھے۔ ۸ پیدائشی امیر۔ ۹ کئی حصے۔ ۱۰ نئی آئی ہوئی۔ ۱۱ بالکل غیر جس سے جان پہچان نہ ہو۔ ۱۲

جہاں پہ چھپے لکھے کا یہ چرچا وہاں اس کے نام صفر - چارج ملا تو ایسی خدمت کا جس کے اٹھانے کی اس تنِ نحیف میں سکت نہیں - بلّی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا - یک سر و ہزار سودا - ہر شخص مخالف - سارا کام ان سنے چار ہی کے سر پڑا - جان بوجھ کر لوگوں نے کنارہ کشی اختیار کی تاکہ یہ گھبرا جائے اور قلعی کھل جائے - آئی لگائی کا خطاب ملا - کام بگاڑیں آپ اور نام دھرا جائے ان کا - طویلے کی بلا بندر کے سر - ناحق چور مارا جائے اور ناحق دکان دار کما کھائے - ایسے دو عملی کے موقع پر دنیا جہان کا قاعدہ ہے کہ کچھ لوگ ادھر ہو جاتے ہیں کچھ ادھر - خاص کر ماماؤں کی عادت ہوتی ہے کہ خیر خواہی کے پیرایے میں ذرا ذرا سی بات کی لگائی بجھائی کرتی ہیں - ادھر بھی ملی ہوئی ادھر بھی - ان کے دونوں میٹھے - بات کا بتنگڑ بنا دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے - بات کو نمک مرچ لگا کر میل کا بیل

کچھ بھی نہیں - جائزہ - خدمت - کام - کمزور جان - طاقت - قوت - یہ مثل ایسے موقع پر بولی جاتی ہے کہ جب بلا سعی و تردد کے کوئی کام بن جائے - ایک جان اور سو جھگڑے - برا ہوا - خلاف - علیحدگی - ناجائز تعلقات کی وجہ سے گھر میں ڈال لی - بے کوئی بھگتنے کوئی - بیچ کام دو شخصوں کے سپرد ہو - طریقے - طور - چغلی کھانا - طرح طرح - چھوٹی اور معمولی بات کو بڑھا دینا - ادنیٰ سی بات ہے - شاخسانے نکال کر -

اور پپا کا کوا کر دینا مشکل کیا ہے۔ بڑی دلہن کے جو مخالف تھے اب
ان کی بھی گانے لگے۔ گھر پھونک تماشہ دیکھنے لگے۔ کچھ تھیں بھی وہ مزاج
کی جھلی۔ اول تو کریلا کڑوا اوپر سے چڑھا نیم۔ غرض تمہاری ماں کو
آتے دیر نہ ہوئی تھی کہ چاروں طرف سے نرغے میں گھر گئیں اور
کچھ شک نہیں کہ وہ بڑی عقل مند۔ بڑی گہری۔ بڑی غیور و ذی شعور
مستقل مزاج سلجھی ہوئی سمجھ کی مرنے بھرنے والی تھیں جو منہ سے
بھاپ تک نہ نکالی اور سب دقتوں پر فتح پائی انھوں نے اپنی
قلبِ ماہیت کرلی۔ تحمل و برداشت ہر درجے کی اختیار کی۔ کسی کے
کہے سنے کا مطلق برا نہ مانا۔ اپنے کو ہمارے سانچے میں ڈھال لیا
یعنی ہمارے رنگ میں رنگ گئیں۔ جو نئی بات دیکھی یا سنی
پلے باندھی۔ دھی جی رہی ہیں تو کو کہوں بہو رہی تو کان دھر
گھر کا رنگ ڈھنگ خوب غور سے دیکھ بھال لیا۔ لوگوں کی عادات
مزاج اور طرزِ عمل سب پیشِ نظر رکھا اور اس سخت آزمائش کے

ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ تیز۔ کریلا یوں بھی کڑوا ہوتا ہے اور جب اس کی
بیل نیم کے درخت پر چڑھے تو اس کی کڑواہٹ کا کیا کہنا۔ گھیرے۔
صاحبِ عقل۔ اف تک نہ کی۔ حالت بدل ڈالی۔ عمل کیا۔ خیال میں رکھا
ماں بہو پر دھر کر بیٹی کو تنبیہ کرتی ہے۔ خیال میں رکھا۔ ۱۲

[1] مرحلے ایسی عمدگی سے [2] عہدہ برا ہوئیں کہ دوست تو دوست دشمن کو
بھی چند ہی دنوں میں اپنا کر لیا جس کو دیکھو بس چھوٹی دلہن کا وظیفہ
ہے۔ یا تو انھیں میں لوگ [3] کیڑے ڈالتے تھے یا اب جسے دیکھو انھیں کا کلمہ
پڑھتا ہے۔ امیروں کو سب کچھ [4] سزاوار ہے۔ ایک امیری سارے عیبوں کی
[6] پردہ پوش ہے دو دھاری گائے کی دو لاتیں بھی سہی جاتی ہیں۔ کلیجے
سے لگا کے آنکھوں ٹھنڈک — مگر غریبی وہ بری بلا ہے کہ اُس کی کوئی ادا خوب نہیں
سر اٹھائے تو وہیں کچلا جائے کہ اوئی دو دن بھی صبر نہ ہوا وہ دن کیسی
جلدی بھول بسر گئی کہ نہ پیٹ کو روٹی تھی نہ تن ڈھانکنے کو کپڑا کیسی کم ظرف
اور چھچھوری نکلی کہ آنکھیں پھٹ گئیں — [8] تو دولتے ایسے ہی ہوتے ہیں
اس میں اتنی سمائی کہاں سے آئی۔ اونھیں نے کٹورا پانی پایا پی لی
پیٹ پھلایا۔ اونھیں کے گھر بیٹھیں یا پیر باندھوں یا بھیتر — اگر وہ بلند پروازی
کرے تو لوگ ناک بھوں چڑھانے لگتے ہیں اور مارے طعنوں کے
[11] کھود ڈالتے ہیں کہ ہوئی نفاختی اس نے [12] منیا یا واکے گھر دیکھا ہی کیا تھا

[1] مشکل معاملے۔ [2] کامیاب ہونا۔ [3] عیب نکالتے۔ [4] تعریف کرتا۔ لائق
[6] پردہ ڈھکنے والا۔ [7] اچھی پسندیدہ۔ [8] نئی دولت والے۔ [9] بلند
حوصلگی۔ [10] برا ماننے لگتے۔ [11] چبھونا۔ کھود کے دینا۔ [12] جس کے گھر
میں کچھ نہ ہو نادار مفلس۔ [13] ماں کو حقارت سے منیا کہا ہے۔ ۱۲

آخر تھی نہ غریب گھر کی - کیا بلند دولت کے گھمنڈ میں پھول گئی کیسی جلد
اپنی اصالت کو بھول گئی - اللہ کیسے دیدے پھٹ گئے ہیں - دماغ
چوٹی کو بات خاطر آتی ہی نہیں - اچھی کیوں آنے لگی اس کے
باوا کی ڈیوڑھی پر تو ہاتھی جھوما کرتے تھے نا - اجی دماغ کیوں نہ کر
جہیز میں چاندی کا چھپر کھٹ بھی تو لائی تھی - خدا گنجے کو ناخن نہ دے
اگر کسی قابل ہوتیں تو خدا جانے کیا کچھ کرتیں - اگر غریبا مئو گزران کر
تو کہا جاتا ہے کہ بیدا امیری کی قدر کیا جانے شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ
آخر لگی نہ وہی اپنی ٹکے گز کی چال چلنے - اگر کھانا پاتا پینے تو چھتیاں
اڑنے لگیں - اجی دیکھا ہوا! کیا دماغ چل گئے بھول گئی اپنی حقیقت
اجی وہ تو سیدھے منہ کسی سے بات بھی نہیں کرتی - توج ایسا کوئی
اچھر جائے ہم نے تو کسی کو ایسا اتراتے دیکھا نہیں - اجی وہ لاکھ زیور

غرور - غرہ - بد دماغ - پسند - اگر گنجے کے ناخن ہوں تو وہ سارا سر زخمی
کر پھینک دے - اسی طرح اگر کسی کو اچانک کسی قسم کا اقتدار مل جاتا ہے
تو وہ اس کا استعمال بری طرح کرنے لگتا ہے - غریبانہ طرز یہ - غریبی طرز
کی رفتار - پاتا بدل تا ہے یعنی گہنے کے ساتھ پاتا بولتے ہیں معنی کچھ بھی
نہیں - جیسے کپڑا لتا - ٹھٹنے بیٹے - وہ ٹھی بات - عورتوں کی بولی ہے یعنی
خدا نہ کرے کہ ایسا ہو - اچھر جائے - پیشہ پھیلنے کو اچھرنا کہتے ہیں یعنی آپے
سے باہر ہو جائے - ۱۲

ہیں لد جائے مگر وہی مثل ہے اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی
سکھٹے سکھٹے کالے کالے موئے پاؤں دیکھو اور سونے کی چوڑیاں
سبحان اللہ چشم بد دور - وہ اُٹھے پائنچوں کا پائجامہ مجھے ایک آن
نہیں بھاتا موئی کنجریوں کی سی وضع - ساڑھی تو ایسی بدزیب معلوم
دیتی ہے جیسے کسی نے بانس کی کھپچیوں کے ڈھانچ پر غلاف منڈھ دیا
اصل خیر سے آپ اس دو انگل کے ماتھے پر جھومر بھی لگاتی ہیں جو زہر
لگتا ہے - اچھا نہ کھائے اچھا نہ پہنے تو بھی شکل - اے تم نے دیکھا آخر
لائی نہ وہی اپنی فقیری کی بات جیسی روح ویسے فرشتے - امیر ہو گئی
تو کیا - امیری کوئی ایسی چیز نہیں کہ بنائے سے بن جائے - امیر تو
اصل نسل کے ہوتے ہیں - سوکھے ٹکرے چباتے چباتے دانت گھس
گئے یہاں آکر بیگم صاحب بن گئیں خدا کی شان! ہوری کی اینٹ
چوبارے چڑھی - صورت نہ شکل بھاڑ میں سے نکل - اللہ میاں بھی
کیا گدھوں کو حلوا کھلاتے ہیں - راجہ کے گھر آئی رانی کہلائی مگر ہوا
خلق کا حلق کون بند کر سکتا ہے - امیر فقیر بھی ہو جائے تو رسّی جل جاتی ہے
مگر بل نہیں جاتا اور یہ جو لوٹ پیٹ کر امیر بن جاتے ہیں برسوں ان میں
فقیری کی بو آتی ہے - موئی تھرڈولی گندی بوٹی کا -

کنجر ایک رذیل قوم ہوتی ہے جیسے چمار - کوسنا ہے یعنی خدا کرے مر جائے - تنگ دل ۱۲

ئن اشتروا یہاں بھی آکر اس نے اپنی مفلسی کی نحوست پھیلائے بغیر نہ رہی نا
اور ابھی کیا ہے آگے دیکھنا کیسے ہاتھ پاؤں نکالتی ہے۔ اس نے ابھی سے
ہر بات میں کاٹ چھانٹ اور کتر بیونت شروع کر دی ورنہ یہی گھر تھا
جس میں دن عید رات شب برات رہا کرتی تھی الٹے تللے اڑا کرتے تھے
کھانے پینے کی وہ ریل پیل تھی کہ جو آن نکلا خالی ہاتھ نہ جاتا تھا اب یہ بے
مبارک قدم آئیں تو انھوں نے اپنی ضرب بٹھانے کو بنے بنائے
گھر کا ایسا ستیاناس کیا کہ کچھ کہا نہیں جاتا۔ ان کا باوا آدم ہی نرالا
ہے۔ چمڑی جائے پر دمڑی نہ جائے۔ بندھی بوٹی بنا شوروا۔ نہ
باسی بچے نہ کتا کھائے۔ بس ان کو تو دن رات قفل کنجی سے کام
ہے۔ خالی بنیا کیا کرے اس کوٹھی کے دھان اس کوٹھی میں۔ یہ میٹ
دہ سماٹ۔ رات دن تول جوکھ سے کام ہے۔ دمڑی دھیلے کا حساب
نوک زبان۔ ہر وقت بنیئے کا بہی کھاتہ کھلا ہوا ہے کیا مجال کہ کوڑی
ادھر سے ادھر ہو جائے۔ بھلا سچ کہو یہ امیروں کا گھر ہے؟ یہاں
ہر چیز پر قفل کنجی اور مہر۔ پہلے دیکھو اسی گھر میں ماماؤں کا تانتا

اصل لفظ شوربا ہے مگر دلی کی عورتیں لکھی پڑھی بھی یونہیں بولتی ہیں۔ تبرا
اشتر۔ برائی ۔ طرز اختیار کرتی ہے۔ عیش و آرام۔ مزے۔ اڑیلا۔ بہتات۔
تو بدلیوں کا نام ہوتا ہے یہاں طعن سے کہا ہے۔ برباد ی۔ خرابی۔ ابتری۔ دستور
قاعدہ ہی عجیب ہے۔ چاہے جان جائے مگر پیسہ خرچ نہ ہو۔ اناج رکھنے کا کوٹھا۔ یاد۔ تار سلسلہ

لگا رہتا تھا۔ اُس چھل پائی نے ایسا پیرا ڈالا کہ دو سے تیسری کی
شکل نہیں دکھلائی دیتی۔ ایک تو چڑیل بڑھیا سیلی کچیلی بھنکتی ہوئی چھچھے
ہیں منہ دیئے پڑی رہتی ہے اُس سے چار ہی کتا بھی ناک میں دم ہے
ہر وقت اُس کی چھاتی پر سوار ہیں۔ اُٹھتے جوتی بیٹھتے لات۔ آدمی
کا دم اُلٹ جائے۔ دن میں کئی کئی بار باورچی خانے میں جھاڑو
ملتی ہے۔ بھلا باورچی خانہ دیکھو اور جھاڑو! جب ہی تو خیر و برکت اُڑ گئی
ہے۔ رہی دوسری ماما جو اوپر کے کام کاج اور سودا سلف لانے پر ہے
وہ ہے تو نگوڑی بھلی صاف ستھری اور کام کی بشرطیکہ اُس سے کام لیں
نہ یہ کہ کوئی چیز خاطر تلے آتی ہی نہیں کوڑی پھیرا بازار کا کراتی ہیں۔ خدا
جانے پکانے والی ماما کو صفت میں نام گنانے کو لگا ہی کیوں رکھا ہے
برتن دھونے اور مسالا پیسنے کی تو کبھی نہیں جاتی باقی رہا سالن وہ کسی کے
ہاتھ کا پسند ہی نہیں آتا خود بگھارتی بھونتی ہیں۔ یہ شاید امرت گھول کر

چھل پائی چڑیل کی قسم کی ایک عورت جس کے پاؤں اُلٹے ہوتے ہیں یعنی انگلیاں پیچھے اور ایڑی آگے۔
پھیرا کیا ہے۔ سایہ ڈالا ہے پیرا ڈالنا عمل دخل۔ ڈھنگ طور طریقہ۔ میلی بھی سڑی ہوئی
جس پر مکھیاں بھنکتی ہوں۔ خاک جھڑ جانا۔ بیزار ہو جانا۔ مشغول۔ مسلط۔ ہر وقت
ہمراہ۔ قمیص بدل جائے۔ سامان۔ سلف بدل کر بیچ ہر شے میں۔ مقبوضہ۔ پاؤں کی کراری
ذرا ذرا سی بات پر چکر لگوانا۔ صرف گنتی گنانے کو فضول شے کار۔ آب حیات
وہ پانی جس کے پینے سے آدمی مرتا نہیں ۱۲

بلا دیتی ہوں گی۔ کیا دماغ سڑ گیا ہے۔ ایسا ہی تو اس کے باوا کے گھر واں
ہیں تر مال ملتا ہوگا نہ۔ اُس سے کہو جو نہ جانے۔ باسی کھچڑی اور اُبالا
نسوت پانی سالن تندور کے ٹکڑ کھاتے کھاتے ساری عمر گزری اب
حلق سے بلا گھی میں تر بتر کیئے نوالہ نہیں اُترتا۔ نوکروں چاکروں کی
روٹی تو بے شک ماما ڈال دیتی ہے اُس میں بھی تین تین پیچ نکالے
بغیر نہیں رہتیں۔ کسی کے کنارے موٹے ہیں کسی کے بیچ میں
گلیلا سی ٹکیا دھری ہے۔ کوئی جل گئی ہے۔ کوئی سنکی نہیں۔ کسی پہ
چتی نہیں پڑی۔ کوئی تکونی ہے۔ کسی کا کھونٹ نکلا ہوا ہے۔ الٰہی توبہ۔
کسی آن نہیں بھاتی تیرے ہی گھر والوں کی وہ بیگم صاحب خود بھی اپنے
دست خاص سے ٹھونکتی ہیں بات یہ کہ کام کرتے کرتے ہڈی مر گئی
ہے سچ کہا ہے گانے والے کی زبان اور ناچنے والے کا پاؤں
نہیں رکتا۔ پان سیر آٹا پکا لیو دم بھر میں کھڑی ہو جاتی ہے۔ آخر ہوا

عمدہ مال۔ مرغن۔ اصل لفظ تنور ہے مگر عورتوں کی زبان پر یونہیں چڑھا ہوا ہے۔ مرغن۔
چرب۔ شاخسانہ۔ فی۔ اعتراض۔ چھوٹی سی۔ کچی رہ گئی ہے۔ اچھی طرح نہیں سنکی۔ پکانے
میں جو روٹی پہ سرخ سرخ پکنے کے نشان پڑ جاتے ہیں وہ چتی کہلاتے ہیں۔ تین کونے کی۔ توانا
حال۔ پسند آتی۔ گھڑتی۔ پکاتی۔ اصل میں پانچ سیر ہے مگر بولنے میں
یونہیں آتا ہے۔ پکا کر۔ بدل محل۔ ۱۲

عمر بھی کٹی تو تو جاتے ہی جاتے بتا جائے گی۔ وہ کیا جانیں ماما و انا رکھنا
سنہ چاری ساری عمر مصیبت جھیلتی رہی اب تو خدا خدا کر کے یہ دن
نصیب ہوا کہ گھر کی گھر والی بنی۔ سارے دن گھر بار کا کام کاج جھاڑو
بہارو۔ یہ اٹھا وہ دھر۔ بچھونے تہ کر۔ پلنگ پکڑوا۔ یہ جھاڑ وہ پونچھ
جب دیکھو یہی دھندا لگا ہے۔ کسی وقت نچلا بیٹھا ہی نہیں جاتا ساری
عمر اپنے ہی ہاتھ سے کام کرتی رہی اب آئیں ان کے ہاتھ تلے مامائیں
بھلا یہ کیا جانیں کہ ماما کس چڑیا کا نام ہے۔ رات دن ان کو دلے
ڈالتی ہے اور وہ ناچ نچا رکھا ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ غرض اس نے تو سارے
گھر کی کایا ہی پلٹ دی۔ تمھاری دادی اول تو غم زدہ دوسرے
ان کی صحت اچھی نہ تھی اور پھر تقاضائے سن و سال انھوں نے
بھی بہ تدریج سارا کام بہو کے سر ڈال دیا۔ کچھ یہ نہیں کہ وہ کام سے
بھاگتی تھیں۔ نہیں ساری عمر وہ گھر کرتی رہی ہیں اس سے ان کا مطلب
تمھاری ماں کو خانہ داری کی تعلیم دینے کا تھا اور وہ دیکھنا چاہتی تھیں
کہ یہ کیوں کر گھر چلاتی ہے۔ وہ چاہتی تھیں کہ ان کی زیر نگرانی یہ ہر طرح
تربیت اور واقفیت کار ہو جائیں۔ خود دنیا کے جھگڑے بکھیڑوں سے

برداشت کرتی اٹھاتی رہی۔ کام کاج۔ چین سے سکون سے۔
با اطمینان۔ خبر نہیں کس چیز کا نام ہے۔ ۱۲

بالکل الگ ہوگئیں اور اپنا عاقبت کا رستہ درست کرنے لگیں اور
اس طرح بہو کی کو رکسر نکال دی اور رستے پر لگا دیا۔ تعلیم و تربیت
دینے کو تو بہت دی جا سکتی ہے مگر جس کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے
جب تک دو باتیں اُس میں نہ ہوں یعنی شوق اور مادۂ قبول تب تک
نہ کوئی اثر ہو سکتا ہے نہ کوئی بہتر نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ خدا کے فضل سے
یہ دونوں باتیں پوری طرح سے تمھاری ماں میں موجود تھیں اگرچہ
گھر کا سارا کام تمھاری ماں کرتی تھیں مگر پھر بھی تمھاری دادی کی زندگی
تک کوئی کام بلا اُن کی صواب دید اور مشورے کے وہ بطور خود
نہ کرتی تھیں کہ بڑے بوڑھوں کی کچھ بات ہی اور ہوتی ہے اُن کا
دم غنیمت ہوتا ہے۔ ساس بہوؤں میں آئے دن کی رنجش تنا تنی
کھٹ پٹ سنی جاتی ہے۔ مگر یہاں دونوں طرف والیاں سلجھی ہوئی
سمجھ دار تھیں نہ ساس ہی کے مزاج میں سخت گیری اور عیب چینی
تھی نہ بہو ہی خود رائے اور خود سر تھیں۔ ساس بہو کی باتیں
بہو ساس پر مٹتی تھی۔ تعلقات ایسے تھے جیسے سگی ماں بیٹیوں
کے ہوتے ہیں۔ چھوٹی دلہن بچپنے ہی سے ماں کی شفقت سے
محروم تھیں۔ خدا نے اُن کو ساس کیا دی گویا مری ماں کو از سر نو

پیدا۔ ظاہر۔ مصلحت اور رائے۔ عیب چننا۔ قرینہ۔ شروع سے ۱۲

زندہ کر دیا اور ساس کے لیئے بہو کیا تھی گویا مری ہوئی بیٹی کا نعم البدل
اللہ تعالیٰ نے بھیج دیا۔ تمھاری ماں کے میکے میں تعلیم کا بس اتنا ہی
چرچا تھا کہ قرآن شریف پڑھ لیا اور وہ بھی ناظران۔ اللہ اللہ خیر صلّا
تمھاری ماں کو پڑھانے والا بھی کون تھا۔ کُل چھ پارے انھوں
نے پڑھے تھے وہ بھی ادھورے۔ اس میں شک نہیں کہ
اُن کے چچا حسین اشرف صاحب نے جو حافظ اور
حاجی اور بڑے بزرگ اور اہل اللہ تھے ان کی پرورش اسی
شفقت سے کی تھی جیسی کہ اپنے صلبی بچوں کی کرتے تھے مگر سب
گھروں میں تعلیم کا چرچا کب ہے خصوصاً متوسط الحال گھرانوں
میں۔ ایسے گھروں میں نئی روشنی کہاں سے آئے جہاں سوائے
چولھے کی آگ کے اُجالا نہیں۔ نکاح کے چوتھے دن میں اپنی
نوکری پر چلا گیا نہ میں نے اُن کو اچھی طرح دیکھا نہ انھوں نے
مجھے۔ اُن کا حال سوائے اس کے کہ ہاں ہیں اور کچھ مجھے معلوم
نہ ہوتا تھا نہ کوئی ذریعہ اس کے تفصیلی علم کا تھا۔ چھوٹی دلہن نے
اس گھر آکر دیکھا تو یہاں کا چھوٹا بڑا پڑھا لکھا تھا۔ یہ گھر تعلیم کا

اچھا بدلہ۔ اصل لفظ ناظرہ ہے مگر عورتوں کی زبان پر یہی چڑھا ہوا ہے یعنی
دیکھ کر پڑھنا۔ ناقص پوری طرح یاد نہیں۔ پیچ کی اس۔ ہر شخص چھوٹا یا بڑا۔

منبع[1] تھا۔ یہاں بلا تعلیم کے کوئی ٹکڑا[2] نہیں توڑتا تھا۔ رہا پکانا ریندھنا سینا پرونا۔ جو عورتوں کا خاص کام[3] ہنر ہے اُس میں وہ توقع سے زیادہ سُگھڑ[4] تھیں۔ رہی سہی کور کسر میری والدہ کی صحبت میں نکل گئی البتہ پڑھنے لکھنے میں بالکل کوری[5] تھیں۔ والد کا رعب داب مانع تھا ماں ہماری لکھنا نہیں جانتی تھیں۔ چھوٹی دلہن نے اس کمی کو اچھی طرح محسوس کیا وہ جان گئیں کہ اگر انھوں نے سب کے برابر لکھنا پڑھنا نہ سیکھا تو نہ صرف اپنی ہم جنسوں میں حقیر اور ہیٹی رہوں گی بلکہ اس گھر میں گزارا ہی ناممکن ہے۔ جس طرح ہمارے باپ نے چپکے چپکے انگریزی پڑھ لی اسی طرح انھوں نے پہلے تو قرآن شریف کو پورا اور پکا کیا پھر اُردو پڑھنا اور اُس کے ساتھ لکھنا بھی سیکھ لیا۔ میرا پھیرا دلی کا کوئی برس بھر بعد ہوا تو علاوہ گھر کی ہر چیز ستھرائی سے اور سلیقے سے دیکھ کر یہ معلوم کر کے سخت تعجب ہوا کہ اس تھوڑے سے عرصے میں انھوں نے ایسی ترقی کیسے کی! کئی کتابیں اُردو کی پڑھ لیں اور لکھنے میں بھی خاصی مہارت بقدرِ ضرورت واسطے مطلب حاصل کر لی اور

۱ ذخیرہ ۔ ۲ جڑ ۔ ۳ ہر بات میں تعلیم کا ذکر ۔ ۴ کام کا ۔ ۵ سلیقہ مند ۔ ۶ کمی ۔ ۷ نقص ۔ ۸ ناواقف ۔ ۹ تعلّم کیا ۔ ۱۰ مشق ۔ ۱۲

آگے چل کر استعداد میں بہت کچھ ترقی کر لی۔ اردو کی مشکل سے مشکل کتاب روانی سے پڑھنے لگیں اور بے تکلف قلم برداشتہ خط بھی لکھ لیتی تھیں جو مائیکری کے سوائے صاف اور شستہ بھی تھا۔ املائی غلطی بھی بہت کم ہوتی تھی۔ چھوٹی دلہن کے آنے پر میری والدہ پانچ سال زندہ رہیں۔ اُن کے انتقال کے بعد گھر کا تعلق براہ راست چھوٹی دلہن سے ہو گیا یہ کرشمۂ قدرت دیکھنے کے قابل ہے کہ جب ہر پہلو سے انتظام خانہ داری کی چول بیٹھ گئی اور گھر کا کام دھام چھوٹی دلہن کے قابو میں آگیا اور وہ اس بارِ گراں کی متحمل ہو گئیں تب میری ماں نے دنیا کو خیرباد کہی اور یہ مہلت اس اہم فریضے کی سنبھال کے لیئے ایک سمجھدار لڑکی کو بالکل کافی تھی۔ وہ پہلے ہی سے گھر کے کام میں منجھ گئی تھیں اور اپنی ساس کے قدم بقدم چلتی تھیں۔ انھوں نے والدہ صاحبہ جیسی منتظمہ کے اُٹھ جانے سے جو خدشہ انتظام کے درہم برہم ہونے کا تھا اُس کو اس خوبی سے سنبھالا کہ کسی کو لب کشائی

صفائی۔ بلا رکے۔ بے دھڑک۔ جو آسانی سے پڑھا جا سکے۔ ڈھلا ہوا۔ خوش نما عمدہ۔ لکھنے کے قواعد۔ بلا واسطہ۔ نیرنگی۔ عجائبات قدرت کے کھیل۔ انتظام جم گیا۔ درست ہو گیا۔ دھام بدل بھل ہر۔ بھاری بوجھ۔ برداشت کرنا۔ عتق ہو گئیں۔ بڑے بھاری مشتاق ہو گئی تھیں۔ الٹ پلٹ۔ منہ کھولنے۔ بولنے۔ اعتراض کرنے۔ ۱۲

کا موقع نہ دیا اور یہ شخصی تغیر معلوم بھی نہ ہوا بلکہ جس طرح گھر کا کاروبار
والدہ صاحبہ کی زندگی میں بلا غل و غش چلتا تھا چلتا رہا۔ اس طرح
ہماری والدہ کی وفات کے نقصانِ عظیم کی تلافی چھوٹی دولہن نے
بڑے پیمانے پر اپنے سلیقے اور حسنِ انتظام سے بہ احسن الوجوہ
کردی بلکہ تا بہ امکان اُن کا غم غلط کر دیا۔ میرے والد ماجد کو میری
والدہ کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا کہ بڑھاپے کا رفیق چھوٹ گیا۔
ہر ایک جاندار کی یہ شان ہے کہ فنا ہو جانی ہے۔ خدا کی ذات واحد کے سوا ہر چیز فانی ہے
نہیں معلوم بعد از مرگ کیا کچھ پیش آتی ہے۔ مگر مدحِ خلائق مغفرت کی اک نشانی ہے

مرے پر اپنے اور بیگانے جس کو دیکھو روتے ہیں
خدا کے نیک اور مقبول بندے ایسے ہوتے ہیں

اگر یہ بہو نہ ہوتی تو گھر کون سنبھالتا۔ ایک بیٹی تھی وہ اپنے گھر کی تھی
معلوم ہوا کہ مشیتِ ایزدی نے اس گھر کے کھلے رکھنے کا انتظام
پہلے ہی سے ٹھیک ٹھاک کر دیا تھا۔ ساس جب تک زندہ رہیں
بہو اُن کی خدمت میں دل و جان سے لگی رہیں۔ مرض الموت میں
اُن کی ایسی تیمارداری کی کہ سگی بیٹی کو پرے بٹھا دیا۔ اُن کی

ایک شخص بدل کر دوسرے کا اُس کی جگہ آنا۔ بلا خرخشہ۔ اچھی طرح۔ عمدگی سے
جہاں تک ممکن ہو۔ غم کو بھلا دینا۔ خدا کی مرضی۔ درست۔ وہ بیماری جس میں آدمی مر جائے
بیماری کی خبرگیری۔ ضرورت باقی نہ رہی ۔۱۲

بیماری ہیں نہیں تھا نہ تمہاری چھوٹی پھپھی وہ تو خیر اخیر وقت میں پہنچ بھی گئیں مگر میں اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہا اور یہی حال تمہارے دادا کے انتقال کے وقت ہوا۔ ساس کے مرنے کے بعد سوائے اس کے کہ گھر ایک بزرگ کے دم قدم کی برکت سے محروم ہو گیا اور کوئی فرق نہ آیا۔ ماں تمہاری گو اُن کے نکاح کو دس برس ہو گئے تھے میرے ساتھ دکن نہ جا سکیں کچھ تو اس میں بڑی بوہن کا دباؤ تھا اور زیادہ والد صاحب کی تنہائی کا خیال مانع تھا کیوں کہ ان کا دم بھی بسا غنیمت اور اس خاندان کی روح رواں تھا پیر چلی جاتیں تو تمہارے دادا کی خدمت جو سب سے بڑا فریضہ تھا اور جس کی بڑھاپے میں از بس ضرورت ہوتی ہے کون کرتا۔ تمہاری ماں نے تمہارے دادا کا ایسا حقِ خدمت ادا کیا کہ عاقبت سنوارنے کے علاوہ گھر کو بھی سنوارا اور اپنی خوش سلیقگی اور رضا جوئی سے اپنے آپ کو نعم البدل ثابت کیا۔ والد مرحوم اُن سے حد خوش تھے۔ آبا کے مزاج میں ایک قسم کی جبلّی خشونت تھی جس کا اثر کچھ مجھ میں بھی ہے گو اتنا نہ ہو اُن کا کھلانا سانپ کا کھلانا تھا۔ گاہے بہ سلامے برنجند وگاہے

بڑی نعمت۔ میسّر نہ ہوئی۔ اکیلے رہنا۔ بہت۔ افضل چیز۔ جنت۔ رضامندی حاصل کرنا۔ خلقی سختی۔ کبھی سلام پر بگڑ جائیں اور کبھی گالی پر خلعت سے سرفراز کر دیں ۱۲

بہ دشنامے خلعت دہند۔ چھوٹی دلہن نے گھر کو مشین کی طرح چلا رکھا تھا
ہر کام وقت مقرر پر ہوتا تھا اور جیسا ہونا چاہیئے ویسا ہوتا تھا۔ سب سے
بڑا کام تمہارے دادا صاحب کے کھانے پینے کی دیکھ ریکھ تھی۔
وہ وقت کے تھے بڑے پابند۔ اگر کبھی کبھار سوئے اتفاق سے ذرا
وقت ٹل گیا بس انھوں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ذرا سی بات
پر وہ روٹھ جاتے تھے۔ سچ کہا ہے بوڑھا بالا برابر۔ سچی بات یہ ہے کہ
بعض وقت یہ طرز اکھرتا تھا مگر میں دیکھتا تھا کہ تمہاری ماں کی تیوری
پر ذرا بھی بل نہ آتا تھا وہ تنتے جاتے تھے یہ جھکتی جاتی تھیں وہ بگڑتے
تھے واجب یا ناواجب یہ رو رو کر آنسوؤں کا دریا بہا دیتی تھیں
بے چین بے قرار جب تک انھیں عذر۔ معذرت۔ منت۔ سماجت
خوشامد درامد۔ لجاجت سے راضی نہ کر لیتی تھیں خود تنکا توڑنا حرام
تھا۔ سر پر خوان رکھ کر خود لے جاتی تھیں اور جب تک اُن کو کھلا نہ لیتی
تھیں واپس نہ آتی تھیں۔ ان کے کھانے کا وہ اہتمام تھا کہ شادی
بیاہ میں کہیں آنے جانے کی نہ تھیں۔ گھر سے بہت کم نکلنے کا

کل۔ خبرگیری۔ محتاط۔ بعض وقت۔ بُرے اتفاق۔ گزر گیا۔ ناوقت ہو گیا
نہ کھایا۔ رک گئے۔ ناراض یا خفا ہو جانا۔ بچہ۔ پیشانی پر شکن ڈال لینا جو
رنجیدگی کی علامت ہے۔ ڈرکے۔ بگڑے۔ خوشامد۔ عاجزی۔ ذرا بھی کھانا۔ ۱۲

وہ جیتا تھا۔ ایسی ہی ضرورت ہوئی اور کہیں چلی گئیں تو دن بہاڑ ہو جاتا تھا۔ کھانے کے وقت کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ جہاں کھانے کا وقت آیا کہ ہر کام ہو چھوڑ چھاڑ اُلٹے پاؤں چلی آتی تھیں اُن کے وقت پہ حاضر موجود۔ والد کے اواخر عمر میں رعشہ ہو گیا تھا وہ عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا تھا اور اس درجے نوبت پہنچ گئی تھی کہ وہ لکھنے سے معذور ہو گئے تھے اور خود اپنے ہاتھ سے کھا بھی نہیں سکتے تھے یہی نوالے بنا بنا کر کھلاتی تھیں۔ ایک بڑا بھاری واقعہ ایثار نفس کا میں تم کو سناؤں۔ تمھارا ایک بھائی منیر تھا جو سوا برس کا ہو کر گود خالی کر گیا۔ دو چار دن میں پلا پلایا موٹا تازہ بچہ ہیضے سے چٹ پٹ ہو گیا۔ یہ بھی اُن کے لیے جنت کا پروانہ تھا کیونکہ جن کے کمسن بچے گود خالی کر جاتے ہیں وہ اپنے والدین کو بخشوا کے اور جنت میں لے جاتے ہیں۔ صبح سویرے وہ سدھارا۔ مگر یہ حسب معمول ناشتہ لے کر گئیں۔ دل کو مضبوط تھامے رہیں۔ جب وہ ناشتہ کر چکے تب کہا۔ کیا کوئی ایسے تحمل ایسے استقلال کی مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ گھر میں مردہ پڑا ہو اور ماں کا کلیجہ نکل رہا ہو اور

خدمت شوہر۔ جیسے گئی تھیں ویسے ہی تھوڑی دیر میں واپس آگئیں۔ حالت کیفیت بیان خطبہ کرنا تھا نفس کی قربانی کرنا۔ دوسرے کا کام بنانا۔ مر گیا۔ چلا گیا۔ رخصت ہو گیا۔ ۱۲

وہ یوں اپنے آپ کو سنبھالے رہے - ماں کی مامتا یہ وقت اور ایسا
ضبط اللہ اکبر انہیں کا کام تھا - والد ہمیشہ چھوٹی دلہن کے سلیقے
حسنِ انتظام - ادب - لحاظ - قاعدے - خدمت گزاری کے مدّاح رہتے تھے
بلکہ بعض وقت میں نے سنا ہو کہ وہ فرطِ محبت پدری سے اُن کے
ہاتھ چوم لیتے تھے - تمہاری ماں روزہ نماز کی سختی سے پابند تھیں
قرآن شریف بڑی خوش الحانی لحنِ داؤدی میں پڑھا کرتی تھیں عورتیں
سنا کرتی تھیں - کبھی اُن کی پنج وقتہ نماز اور تلاوتِ کلام مجید
ناغہ نہیں ہوئی - گو چھوٹے بچے تھے مگر طہارت کا بہت خیال تھا -
معمول میں کبھی فرق نہ آیا - بسا اوقات وہ تہجد کی نماز بھی پڑھتی تھیں
اشراق اور چاشت کی نماز بھی پڑھا کرتی تھیں - گھر کے کسی کام میں
وہ بند نہ تھیں - کپڑوں کی کتر بیونت میں سینے سلانے میں بڑی مشّاق
تھیں - بہت کم کپڑے وہ باہر سلواتی تھیں بیشتر گھر میں خود سی لیا
کرتی تھیں - ٹانکا اُن کا بہت سڈول تھا - میں دیکھتا تھا کہ اُن کے

تعریف کیا کرتے تھے - باپ کی سی محبت کی جہات سے - اچھی آواز -
حضرت داؤد بڑے خوش آواز اور خوش گلو تھے - اچھی طرز اور خوش آوازی
سے پڑھنے کو لحنِ داؤدی کہتے ہیں - پڑھنا - پاک صاف رہنا - آدھی رات
کے بعد کی نماز - طلوع آفتاب کے بعد کی نماز - پہر دن چڑھے کی نماز - عاجز ۱۲

سامنے درزی کی سی دُکان پھیلی رہتی تھی - کھانے پکانے میں فرسٹ کلاس[1]
تھیں - گو خدا نے ہاتھ تلے ایک چھوڑ دو دو مائیں دی تھیں اور پکے
کام کے لیئے چھوکرے چھوکریاں الگ مگر اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا
شوق تھا - مامائیں جب گھر والی کو مستعد[2] پاتی ہیں تو وہ خود بھی [illegible]
ہو جاتی ہیں - ایک آدھ سالن وہ خود ضرور پکاتی تھیں اور یوں
بھی آب و نمک کی خبر رکھتی تھیں - کئی کئی دفعہ ہنڈیا کو جا کر دیکھتی تھیں
شوربا زیادہ ہے یا کم - گوشت برابر بھنا اور گلا ہے یا نہیں - پراٹھے
بیسنی روٹی - پرتھی[5] روٹی اُن کے ہاتھ کی بہت عمدہ پڑتی - پتلی
اور گول ہوتی تھی - حلوے - مربّے - اچار - کئی کئی قسم کی چٹنیاں
ہمیشہ لگا رکھتی تھیں کہ بچوں کا گھر تھا اور پھر آئے گئے کے
وقت بے وقت کام آتی تھیں - غرض جس کو گھر کہتے ہیں وہ تو
انھیں کے وقت میں تھا - اور اب جو تم دیکھتی ہو یہ گھر نہیں ہے صرف
مکان ہے اور مکان بھی بلا مکین[6] یعنی نہ وہ چہل پہل ہے نہ وہ رونق
جینے کو خدا کے فضل سے سب زندہ ہیں بلکہ اُن کے زمانِ حیات
سے آدمی ماشاء اللہ زیادہ ہی ہیں مگر اُن کی بات اُن کے ساتھ

---

[1] درجۂ اول - [2] کام پر متوجہ - [3] چونچال - [4] ہوشیار - [5] وہ روٹی جس کے اندر
چنے کی دال کا بھرتہ بھر کر پکاتے ہیں - [6] مکان میں رہنے والے - [7] بہار - نکما ہی ۱۲

گئی اور جگہ اُن کی ہمیشہ خالی ہے اور رہے گی۔ تم کو خیال ہوگا کہ گھر اور مکان یہ تو دونوں لفظ مترادف[1] اور ہم معنی[2] ہیں یہ آپا نے کیا انوکھی[3] بات کہی۔ آؤ بیٹی میں تمھیں سمجھاؤں کہ گھر اور مکان میں کیا فرق ہے۔ "دلی شہر میں عمارتوں کی کیا کمی ہے جس سڑک پر دیکھو جس محلے میں جاؤ عمارتوں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی چھوٹی ہے کوئی بڑی کوئی یک منزلہ ہے کوئی دو منزلہ۔ کوئی پختہ[4] ہے کوئی خام[5]۔ کوئی خوش وضع ہے کوئی بدقطع مگر دیکھنا یہ ہے کہ ساری کی ساری عمارتوں میں سے وہ مکان کتنے ہیں جن پر گھر کی تعریف صادق[6] آتی ہے۔ گھر اور مکان کہنے کو دونوں لفظ ہم معنی ہیں مگر یاد رکھو کہ گھر اور مکان میں وہی فرق ہے کہ جو ایک چٹیل[7] میدان اور پھلے پھولے باغ میں ہے۔ گھر والا اور گھر والی کے الفاظ تو سب جانتے ہیں کہ گھر والا میاں ہوا اور گھر والی بیوی لیکن اگر ہم گھر کی جگہ مکان والا اور مکان والی کہیں تو تم کیا سمجھو گی؟ یہی نا کہ مالکِ مکان۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھر بنانے کے لیئے میاں اور بیوی کا وجود[8] لازم[9] وملزوم ہے۔ اسی طرح "گھر آباد ہونا" ایک محاورہ ہے جس کا مفہوم شادی بیاہ

[1] ایک معنی ۔ [2] ایک معنی ۔ [3] عجیب ۔ نادر الوقوع ۔ [4] پکا ۔ [5] کچا ۔ [6] بات ٹھیک
اُترنا ۔ ویران ۔ [7] صاف سپاٹ جس میں درخت وغیرہ نہ ہوں ۔ [8] ہونا ۔ [9] ضرور ۔
مطلب ۔ ۱۲

ہو جاتا ہے۔ فلاں کا گھر آباد ہو گیا اس سے تم کیا سمجھو گی یہی نا کہ اُس کی
شادی ہو گئی لیکن اگر گھر آباد ہونے کی جگہ ہم کہیں فلاں کا مکان آباد
ہو گیا تو معنی بالکل پلٹ جائیں گے اور صرف یہی سمجھا جائے گا کہ کوئی
گھر خالی تھا اُس میں کرایہ دار آ گیا الحمد للہ خیر صلاح۔ تو گویا گھر کی آبادی
کی پہلی منزل شادی سے شروع ہوتی ہے اور جب میاں بیوی اُس میں
رہنے سہنے لگتے ہیں تو وہ مکان گھر بن جاتا ہے۔ اسی طرح گھر کا اجالا
اور گھر کا چراغ آل اولاد کو کہتے ہیں۔ شادی سے گھر تو یقیناً بن جاتا ہے
مگر اُس کی پوری رونق اولاد ہی سے ہوتی ہے۔ جس گھر میں بال بچے
نہیں وہ گھر تو ہے مگر مکمل گھر نہیں پھر اپنا گھر اولاد ہی سے ہوتا ہے۔ ایک
محاورہ اور سنو "گھر کا نام ڈبونا" اس کے معنی ہیں خاندانی عزت
کو برباد کرنا باپ دادا کی عزت کو بٹہ لگانا لیکن کسی زبان سے تم نے
"مکان ڈبونا" بھی سنا ہے اگر سنو تو سمجھو گی کہ وہ گھر طوفان میں غرق
ہو گیا۔ یہ صرف "گھر" ہی ہوتا ہے جس کا تعلق اپنی عزت یا ماں باپ
کی لاج اور خاندان سے ہے۔ اسی طرح میاں بیوی میں قطع تعلق
ہو جانے کو گھر کھونا یا گھر کا جاتا رہنا یا برباد ہو جانا کہتے ہیں۔ دیہات
میں لوگ پیار سے "گھر بسی" بھی سہاگن کو کہتے ہیں۔ گویا میاں بیوی

بٹا - عیب لگانا - [illegible] - ۱۲

سکا سنجوگ ٹوٹا اور گھر گیا۔ علاوہ بریں گھر دار ہونا۔ گھر دار کا نہ ہونا یہ محاورے
بھی ایسے ہیں جو پوری طرح پر ظاہر کرتے ہیں کہ گھر دراصل ہی کیا چیز ہے
گھر ہونا میاں بیوی کے نباہ اور حسن سلوک کا نام ہے اور گھر کا نہ ہونا
اس کے برعکس میاں بیوی کی اگر آپس میں نہ بنتی ہو تو وہ گھر گھر نہیں ورنہ
فی نفسہ گھر کوئی چیز نہیں۔ ان محاوروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مکان
اور گھر میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ مکان تو محض اینٹ پتھر کے
انبار کا نام ہے لیکن گھر کے معنوں میں بہت وسعت ہے۔ گھر کا تعلق
میاں بیوی اولاد اور کل خاندان سے ہے۔ اس کی ہستی اور بہبود
میاں بیوی کی موافقت سے ہے اس کی تباہی خاندان کی تباہی ہے
یاد رکھو کہ گھر کے وسیع مفہوم میں تمام خاندان کے تعلقات
خانہ داری اور ہر قسم کی گھریلو خوشیاں شامل ہیں۔ ایسی حالت
میں اگر ہم کسی سے یہ پوچھیں کہ ان سیکڑوں مکانوں میں گھر کتنا
ہے تو کیا ہمارا سوال پوچھنا بیجا ہوگا؟ انگلستان کا ایک مشہور و معروف
مصنف رسکن نامی ایک جگہ لکھتا ہے کہ مرد وسیع دنیا میں محنت و مشقت
کرتا ہے۔ اُس کو مصائب و امتحانات کی آگ میں سے گزرنا پڑتا ہے

ملاپ - موافقت - خلاف - الٹا - سلوک ہے - موافقت ہے - میل ملاپ
ہے - ڈھیر - گنجائش - گھر کی - پرائیویٹ - ۱۲

اُس کو ناکامیابیاں پیش آتی ہیں اور مقابلے کرنے پڑتے ہیں وہ
غلطیاں کرتا ہے مجروح ہوتا ہے یا مطیع بن جاتا ہے۔ کبھی وہ غلط رستہ
پر بھی گامزن ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ اُس کے جذبات کرخت ہو جاتے ہیں
لیکن عورت کو وہ ان تمام چیزوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اُس کے
گھر پر اُس کی بیوی حکومت کرتی ہے اور جب تک بیوی کی اپنی خطا نہ ہو
گھر میں کسی قسم کی غلطی۔ خطرے۔ لالچ یا کسی کشیدگی کا گزر نہیں ہوتا۔ یہ ہیں
گھر کے حقیقی معنے۔ گھر سکون و آرام کا مقام ہے اور نہ صرف نقصانات اور
مصائب سے محفوظ رہنے کے لیئے ایک جائے پناہ ہے بلکہ تمام قسم کے
خوف و تفکرات شک و شبہ اور لڑائی جھگڑوں سے امن کی جگہ ہے جس
گھر میں یہ بات نہیں تو وہ گھر ہی نہیں جہاں تک اس بیرونی زندگی کے
تفکرات دخل پاتے ہیں اور میاں بیوی بیرونی زندگی کی ناموافق اجنبی
اور دشمن صحبت کو اپنے دروازے کی چوکھٹ میں قدم رکھنے کی اجازت
دیتے ہیں یہ گھر نہیں رہتا بلکہ وہ صرف وسیع دنیا کا ایک خطہ ہو جاتا ہے جس پر
تم نے ایک چھت تو سایہ کے لیئے ڈال لی ہے اور اندر آگ روشن کر دی
ہے۔ جب تک یہ ایک مقدس مقام اور ایک پاک عبادت گاہ ہے اور اس کی

زخمی۔ تاج دار۔ چلتا ہے۔ سخت۔ لگاؤ۔ تناتنی۔ کھچش۔ کشادہ
پھیلا ہوا۔ شکر۔ بزرگ۔ ۱۲

چھت سکون و اطمینان کا ایسا سایہ ڈالتی ہے جیسے وہ پہاڑ جو ویران اور تپتے ہوئے ریگستان میں کھڑا ہو۔ اس کی آگ محبت اور شفقت کی ایسی روشنی پھیلاتی ہے جیسے روشنی کا وہ مینار جو طوفانی سمندر میں استادہ ہو۔ وہاں تک یہ گھر کے لقب کا استحقاق رکھتا ہے اور اس پر گھر کی پوری تعریف صادق آتی ہے۔ جہاں تک سلیقے مند بیوی کا گزر ہوگا وہ اس گھر کو اپنے ساتھ لائے گی۔ تاروں کی چھاؤں اس کے سر پر ہوگی۔ سرد اور اندھیری راتوں میں جگنوؤں کی ٹمٹماہٹ اس کی روشنی ہوگی لیکن جہاں کہیں بھی وہ موجود ہے گھر کا تمام لطف اور برکتیں اس کے دم کے ساتھ ہیں۔ ایک شریف عورت گھر کی چار دیواری کو زیادہ وسیع کر کے بے خانماں ہستیوں پر بھی ضیا گستری کرتی ہے خواہ اس کے گھر کی دیواریں رنگین دیواریں اور چھتیں خوبصورت چھتیں نہ ہوں"۔ مرد گھر کا بادشاہ ہے اور عورت اس چھوٹی سی سلطنت کی ملکہ یا وزیر با تدبیر۔ عورت کی حکومت توپ اور تلوار کے بل پر نہیں ہے بلکہ اس کے ہتھیار محض محبت۔ الفت عفو اور شفقت ہیں اور جو سلطنت بھی ان ہتیاروں سے کام لے اس کی جڑیں ایسی مضبوط ہو جاتی ہیں کہ کوئی قوت انھیں متزلزل نہیں کر سکتی

ا دل جمعی - ویران - گرم جلتے - ریتیلے میدان - منارہ - اونچا - کھڑا - خطاب
بام - سایہ - چمک - جن کے گھر نہ ہوں یعنی بے ٹھور ٹھکانے کے لوگ - سادگی برتنا -
آرام پہنچانا - مستحکم کرنا - ۱۳

لیکن قدرت نے جس سلطنت کا تاج عورت کے سر پر رکھا ہے عورت نے
نفرت اور حقارت سے اُسے پھینک دیا۔ گھر گھر جدھر دیکھو ناچاقی[1]
پھیلی ہوئی ہے۔ غور کرو کتنے گھر صحیح معنوں میں گھر کہلانے کے سزاوار[2]
ہیں ورنہ ہر جگہ ان کی حیثیت محض ایک سرائے کی سی ہے جس میں رات
گذارنا بھی دوبھر[3] ہو جاتا ہے۔ ان میں مخالفت اور کشیدگی اور بدعملی کی
حکومت ہے۔ طبیعتیں اور پریشانی کا دور دورہ ہے۔ میاں مشرق کو جاتا ہے
تو بیوی مغرب کو۔ دونوں کی سمت جدا۔ دونوں کا طرزِ عمل مغائر۔ یکسوئی
ہو تو کیسے اور رابطہ ہو تو کیوں کر۔ مرد دن بھر کے جھگڑے سے نپٹنے کے
بعد جب رات کو تھکا ماندہ گھر لوٹتا ہے تو اُس کو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ
توپ اور تلوار کی حکومت سے محبت اور شفقت کی سلطنت میں آگیا ہے بلکہ
اُلٹا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے چولھے میں سے نکل کر جہنم میں گر پڑا۔
اے کاش عورت کو اپنی ہستی کا احساس ہو۔ وہ دنیا میں اپنے مقام
اور درجے کو سمجھے۔ گھر کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے۔ اپنی
سلطنت کا تاج اپنے سر پر رکھے اور صحیح معنوں میں ملکہ بن جائے
اُس وقت یہ تمام ہستی کے تودے جو آج کل مکان سے زیادہ حیثیت
نہیں رکھتے محبت و الفت کے محل بن جائیں گے اور صحیح طور پر گھر

۱ نااتفاقی۔ ۲ قابل۔ مستحق۔ ۳ اجیرن۔ ۴ بار۔ ۵ عمل دخل۔ ۶ مرضی۔ ۷ جدا۔ الگ۔ ۸ برخلاف۔
[illegible] ۱۲

کہاں سٹکیں گے" - یہ گھر اور مکان کی لفظی بحث بطور جملہ معترضہ کے
تھی اب اصل بات کی طرف پھر رجوع کرتا ہوں - تمھاری ماں جس غرض
سے اس گھر میں لائی گئی تھیں اور جس توقع پر یہ سارا کھٹراگ بنایا گیا تھا
اور اوکھلی میں سر دینا گوارا کیا تھا اُس کے پورے ہونے کی کوئی
جھلک بھی نہ دکھلائی دیتی تھی - میری ماں کو سخت مایوسی کا سامنا تھا
اور ایک گونہ اُن کو انفعال اور ندامت بھی تھی اور مجھ پر بھی بے انتہا
بوچھاڑ طعن و تشنیع کی تھی جس کا میں مستحق تھا - یکے نقصانِ مایہ دوم
شماتت ہمسایہ - ان کے بھی علاج معالجے بہت کچھ ہوئے مگر کچھ
مفید نہ پڑے - تمھاری ماں بھی مایوس ہو گئیں اور ہم سب بھی سمجھ گئے
کہ یہ مفت کی بلا سر پڑی - گئے تھے نماز بخشوانے روزے گلے پڑے
چولھے میں سے نکلے بھاڑ میں پڑے - لگ گچھا - ٹیپ کی بات نہ تھی
تمھاری ماں بیچاری سہموں کی ماری گھلی جاتی تھیں تو دل کے
نہایت دل خراش طعنے سنتی تھیں اور خون کے سے گھونٹ پی پی کر رہ جاتی
تھیں - سوائے صبر و شکر اور اپنے خالق پر بھروسے کے اُف تک نہ کرتی

یہ مضمون اخبار تہذیب النسواں سے لیا گیا ہے - متوجہ ہوتا ہوں - واپس آتا ہوں - بکھیڑا - نخرا -
مصیبت اٹھانا - پرچھائیں - نا امیدی - ذرا سی - شرمندگی پشیمانی پچھتاوا - بے دیدگی
وہ دھاریں جو ہوا کے جھونکے سے اوپر آتی ہیں یعنی بھرمار - ایک تو اپنا نقصان ہے دوسرا ہمسائے کا ہنسنا
اختیار ہے - فکروں - خدشوں -

میری والدہ اسی تمنا میں مرگئیں مگر صورتِ حال نہ بدلنی تھی نہ بدلی۔ میرے باپ بھی اپنی جگہ چپ تھے گو بہو سے خوش تھے مگر اصل خوشی جس چیز کی ہو سکتی تھی جب وہی نہیں تو[1] ہیچ۔ مجھ سے زیادہ میری لاولدی[2] کا صدمہ میرے باپ کو تھا اُن دل بُجھ گیا[3] تھا۔ اُن کی کمر بیٹھ گئی تھی عقم[4] یعنی بانجھ پنے کا کلنک کا ٹیکہ میرے سر اچھی طرح تھُپ گیا[5] تھا کہ ایک چھوڑ دو دو بیویاں ہیں اور چوہے کا بچہ بھی پیدا نہ ہوا۔ میری بڑی بیوی جو پہلے ہی سے میری نرمی کا ناجائز استفادہ کرنے کی عادی تھیں اور شیر ہو گئیں اور ہوا ہی چاہیں۔ میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کہ تمھاری ماں نے کیا کیا وظیفے پڑھے۔ کیسے کیسے گنڈے تعویذ کیے۔ غرض تلے کی زمین اوپر کر ماری اور آخر کار ہار کر تھک کر مجبور اور مایوس ہو کر بیٹھ رہیں۔ مایوسی اور حرماں نصیبی کی گھنگھور گھٹا نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور جس سے سنو یہی کہتا تھا کہ توبہ توبہ کرو بس ان کے ہاں اولاد ہو چکی[6] غریب سیدانی پر طرح طرح کی پھبتیاں[7] اُڑتی تھیں غریب[8] کی جورو سب کی

[1] کچھ بھی نہیں۔ [2] بے اولادی۔ [3] امید کے منقطع ہو جانے سے دل کا سرد پڑ جانا۔ مغموم ہونا۔ [4] الزام۔ [5] لگا دیا گیا۔ ٹھیک طور پر دھر دیا گیا۔ [6] جہاں تک کوشش ممکن تھی کی۔ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ [7] گھر چکی۔ زور شور کی۔ [8] آوازے طعنے۔ [9] غریب آدمی کو جو چاہے ویلے۔ ۱۲

بھابی جس کے منہ میں جو آتا تھا بے[1] دھڑک کہہ بیٹھتا تھا۔ خود تمھاری پھپھی اللہ بخشے کہا کرتی تھیں کہ ان کی پنڈلیاں کچھ اس وضع کی ہیں کہ اگر ان کے ہاں اولاد ہو جائے تو میں ناک کٹوا لوں۔ مگر دنیا[2] بامید قائم۔ امید کے سہارے ہم دونوں جیتے تھے۔ ؎

کیا ہے وہ چیز ہمیشہ رہے جس سے دل شاد؟ | کیا ہے وہ چیز پڑے جس سے خوشی کی بنیاد؟
کون سی کشت[3] ہے وہ جو رہے شاداب[4] سدا؟ | لہلہاتا[5] رہے ہر فصل میں سبزہ جس کا

کون سا باغ ہے وہ جس میں خزاں کو نہ ہو بار[6]؟
کون سا باغ ہے وہ جس کی ہمیشہ ہو بہار؟

سبزۂ نوخاستہ[7] جس کا ہو خوش آتا جی کو | میوۂ تازہ سدا جس کا ہو بھاتا جی کو
باغ امید ہے وہ جس کی ہمیشہ ہے بہار | پھول پھل سے ہی لدے رہتے ہیں جس کے اشجار[8]

رنگ و بو اس کی ہر اک جائے نرالی[9] دیکھی
فیض سے اس کے کوئی جائے نہ خالی دیکھی

آس وہ شئے ہے جسے اصل مسرت کہیے | آس وہ شئے ہے جسے مایۂ[10] بہجت کہیے
آس وہ چیز ہے جس پر ہے بشاشت[11] کا مدار | زندگانی کی اگر پوچھو اسی سے ہے بہار

اس سے بڑھ کر نہیں ہر درد کا درماں[12] کوئی

---

۱ بے تامل۔ ۲ دنیا امید کے سہارے قائم ہے۔ جب تک سانس ہے آس ہے۔ ۳ کھیت۔ ۴ ہرا تازہ۔ ۵ رونق سے لہلہاتا ہرا بھرا۔ ۶ دخل۔ ۷ نئی اگی ہوئی ہریاول۔ فریفتہ کرنا۔ ۸ جمع شجر = درخت۔ ۹ عجیب انوکھی۔ ۱۰ خوشی کا سرمایہ۔ ۱۱ خوشی۔ ٹھکانہ۔ ۱۲ علاج۔ ۱۲

اس سے بہتر نہیں صحت کا نگہباں کوئی

ہوتی ہے ہجر[1] کے مارے کو تسلی اس سے | ہوتی ہے عاشق کے مارے کو تسلی اس سے
کٹھن[2] رستے ہیں ساتھی ہے کوئی اس کے سوا | نہ ادا[3] وقت میں حامی ہو کوئی اس کے سوا

مونس[4] و یار یہی ہوتی ہے تنہائی میں
سب کی غم خوار یہی ہوتی ہے تنہائی میں

اے مری خاطرِ[5] خستہ کی توانائی[6] فزا | اے مرے سینۂ غمناک[7] کی اندوہ[8] ربا
کامیابی کی نہیں تیرے سوا کوئی سبیل | راہِ[9] مقصد کی نہیں تیرے سوا کوئی دلیل

تو ہی جلوت[10] میں ہے دمساز[11] ہماری اے آس
تو ہی خلوت[12] میں ہے ہمراز[13] ہماری اے آس

ہم کو مایوس تو ہرگز نہیں ہونے دیتی | ہاتھ سے رشتۂ[14] مطلب نہیں چھٹنے دیتی
کامیابی کی دکھاتی ہے تو ہم کو تصویر | نامرادی سے بھی ہونے نہیں دیتی دلگیر[15]

بول[16] بالا ہے زمانے میں ترا اے امید
تو ہی پہنچاتی ہر اک کام میں ہے ہم کو نوید[17]

[1] جدائی - [2] سخت مشکل [3] مصیبت کے وقت - [4] حمایت کرنے والا - مددگار - [5] غم خوار - ہمدرد - [6] طاقت - [7] توانا ہوا دل - طاقت - قوت - [8] غم کے مٹانے والے - [9] رستہ - مطلب کے رستے کی [10] بھیڑ بھڑکا - [11] رفیق - [12] تنہائی - [13] بھیدی - [14] مطلب کی ڈوری یا باگ - [15] رنجیدہ [16] عروج - نام - [17] خوشخبری - ۱۲

تو ہمارے غم دل کی ہے ہٹانے والی　　تو ہمیں صورتِ شادی ہے دکھانے والی
چہرۂ صورتِ مقصد سے اٹھاتی ہے نقاب　　روئے مطلوب سے کر دیتی ہے برطرف حجاب

تجھ سے پاتے ہیں طبیعت میں بہت استقلال
حال آتا ہے نظر تجھ سے ہمیں استقبال

کوششیں کرتے ہیں ہر کام میں تکیے تیرے　　مدعا پاتے ہیں انجام میں بل پہ تیرے
تو دکھا دیتی ہے مقصد کی ہمیں تصویریں　　تو سجھا دیتی ہے پھر اس کے لیئے تدبیریں

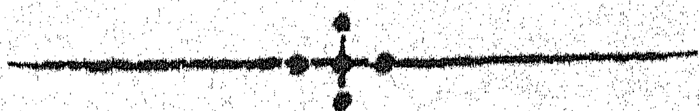
دل سے اس ماں کے کوئی اس کی خوشیاں پوچھے
منتیں مان کے بچے کو ہو پایا جس نے

کس کس انداز سے لیتی ہے بلائیں اس کی　　کس کس امید پہ جان اس پہ ہے قربان کرتی
بوسہ لیتی ہے کبھی اس کی جبیں کا خوش ہو　　دودھ پھر گود میں لے کر ہے پلاتی اس کو

کبھی گہوارے میں لے جا کے سلاتی ہے اسے
پھر اٹھا کر کبھی چھاتی سے لگاتی ہے اسے

پھر وہ اس کو ہر اک انداز سے لوری دیتی　　بھینی بھینی عجب آواز سے لوری دیتی

۱ بھلانے والی ـ ۲ ہٹا دینا ـ ۳ پردہ ـ ۴ مضبوطی ـ ۵ موجودہ زمانہ ـ ۶ آنے والا زمانہ ـ ۷ بھروسے ـ ۸ زور ـ ۹ پیشانی ـ ۱۰ بچے کے سلانے کا گیت ـ ۱۱ خوشگوار ـ ۱۲ میٹھی



گھٹنیوں چلنے لگا جب وہ ذرا لختِ جگر — رہتی ہے دُھن[1] میں اُسی کی وہ آٹھوں پہر

پھر تو وہ رستے میں ہے اُس کے بچھاتی آنکھیں

پاؤں اور گھٹنوں سے اُس کے ہے لگاتی آنکھیں

کبھی مال اُس پہ فدا کرتی ہے اور جان کبھی — واری[2] جاتی ہے کبھی ہوتی ہے قربان کبھی

جی کو خوش کرتی ہے اس شادیِ معصوم سے وہ — کرتی ہے سالگرہ اُس کی بڑی دھوم سے وہ

پورے کرتی ہے سبھی اپنے وہ دل کے ارماں

سارے کنبے کو بلاتی ہے گھر اپنے مہماں

دیکھتی ہے وہ پھر امید کی خوشیوں کی بہار — سو سو انداز سے کرتی ہے وہ بچے کا سنگار[3]

ہوتی جاتی ہے امیدوں کی خوشی بھی دو چند[4] — جوں جوں بڑھتا ہے اسی طرح وہ اُس کا فرزند

پھر وہ پڑھنے کے لیے رکھتی ہے تاکید مدام[5]

ہر طرح سے اُسے دیتی ہے ہمیشہ آرام

چھوٹی سی عمر میں یہ بچہ مرا قابل ہو جائے — کہتی ہے اُس کو خدا جلد ہی پروان چڑھائے[6]

کرتی ہے وہ بڑی جلدی سے پھر اُس کا بیاہ — جب وہ لکھ پڑھ کے ہوا نیکی بدی سے آگاہ[7]

ہوتی ہے باپ کو بھی گرچہ بہت سی ہی خوشی

پر کہاں اُس کو ہوا کرتی ہے ماں کی سی خوشی

([illegible])

۱ فکر - شغل - ۲ صدقے - ۳ بناؤ - آراستگی - ۴ سوگنی - ۵ ہمیشہ -
۶ بڑا کر بڑا ہو جائے - ۷ واقف ---۱۲

میری بیوی کو تلملی لگی ہوئی تھی یا یوں کہو کہ جان پر بنی ہوئی تھی وہ مایوسی
مایوسی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتی تھیں اُن کی آنکھ کا آنسو تھمتا نہ تھا
اُنھوں نے بلا میرے علم و اطلاع کے سینٹ سٹیفنز زنانہ ہاسپٹل
میں علاج شروع کیا بعد میں معلوم ہوا کہ کچھ آپریشن بھی ہوا ۔ غرض
کچھ بھلے دن آئے سوکھی کھیتی ہری بھری ہوئی ۔ قدرت خدا سے
وہ لہلہانے لگی ۔ لیکن یہاں مایوسی اس درجے چھائی ہوئی تھی کہ
واہمہ خیال بھی اس طرف نہ جاتا تھا ۔ ندامت اور شرم سے کوئی
مُنہ سے بھاپ نہ نکالتا تھا ۔ میم جو معالج تھیں وہ ابھی تک تذبذب میں تھیں
مگر میری بیوی نے کانوں کان کسی کو خبر نہ کی کیوں کہ اُن کو خود
اس امر کا یقین نہ تھا وہ اس شش و پنج میں تھیں کہ کہیں بادِ ہوائی بات
سے اُلٹی جگ ہنسائی نہ ہو ۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی جب
علاماتِ حمل بفضلہ تعالیٰ بخوبی ظاہر ہو گئیں تو پانچویں مہینے مجھے خبر ہوئی
وہ بھی نہ چھوٹی دلہن کی قلم سے بلکہ میم صاحب کے فیضانِ رقم سے

بے قراری ۔ اچھا سمجھتی تھیں ۔ عملِ جراحی ۔ اچھے ۔ چھڑکاو ۔ سینچنا ۔
مستولی ۔ واردِ حال ۔ بھول کر بھی دھیان نہ آتا تھا ۔ مطلق ذکر نہ کرتا تھا
علاج کرنے والی ۔ خوش ہو رہی تھی ۔ ذرا بھی ۔ تردد ۔ تذبذب ۔ تجربہ
کی جس کی اصل نہ ہو ۔ ناحق دنیا ہنسے ۔ ندامت ہو ۔ لکھنے کی برکت ۱۲

مجھے نسیم کا خط دیکھ کر ایک شادیٔ مرگ[1] ہوگئی - کہاں میں اور کہاں یہ بات
بار بار خط کو پڑھتا تھا اور میری حالت یہ تھی - ؎

بس کہ زیں مژدۂ جاں بخش بخود بالیدم ۔ غنچہ ساں در بر ما تنگ ہمی گشت قبائے

ڈاکٹر نسیم اور وہ بھی معالج اُس کی تحریر میرے لیئے کافی اطمینان (دستبلی) دہ ہونی چاہیئے تھی مگر دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے - خود چھوٹی دلہن سے تصدیق چاہی - بات سچی اور پکی نکلی - محنت کی راحت ملی مُنہ مانگی مراد پائی - جو بویا کرتا ہے وہی میوہ کھاتا ہے - پہاڑ کے اوجھل رائی - نسیم کا علاج ایک بہانہ تھا اُس کے فضل نسیم کا - بس خوشی کا کیا ٹھکانہ تھا - سارے کُنبے میں تعجب کے ساتھ خوشی پھیل گئی - میرے والد اپنی دیرینہ آرزو کے پورے ہونے سے جامے میں نہ سماتے تھے - اب بھی لوگ نہ چوکے کوئی کہتا تھا کہ پیٹ میں کوئی بلا سما گئی ہے ہو نہ ہو آسیب کا خلل ہے یا بلا کا دخل ہے - ایسوں کے ہاں بچہ ہو جائے تو بھلی چنگائی - خدا کو دیکھا نہیں عقل سے پہچانا یہ بھی ایک گپ اڑا دی ہے -

---

۱ یکایک کوئی بڑی خوشی پہنچتی ہے تو اُس کا اثر قلب پر بعض وقت دفعتہً ایسا پڑتا ہے کہ انسان برداشت نہیں کرسکتا اور مرنے کی سی حالت ہو جاتی ہے - چوں کہ میں اس خوش خبری سے اپنے آپ بڑھ رہا تھا - جس طرح کلی کا مُنہ بند ہوتا ہے اسی طرح میرے جسم پر مارے خوشی کے میری قبا (پوشاک) پھنس گئی تھی - یعنی میں خوشی سے

(باقی برصفحہ آئندہ)

مجھ کو خدشہ تھا کہ اکثر اسقاط بھی ہو جاتا ہے کہیں خدانخواستہ ایسا نہ ہو۔ طرح طرح کے وہم دل میں آتے تھے۔ بچے پیٹ میں بھی مرجاتے ہیں یا ہوتے ہی مرجاتے ہیں۔ خدا جانے کیا واقعہ پیش آئے۔ ناگاہ گزر گئے کے تو یہ دن آیا ہے اب نہیں معلوم کیا ہوتا ہے۔ غرض خدا خدا کر کے بحالتِ بیم و رجا یہ دن بخیر و خوبی ختم ہوئے۔ اس سے بڑھ کر میرے لیے اور کون سی خوشی ہونی ممکن تھی۔ میں بھی بہ حصولِ رخصتِ طویل پر لگا کر دلی پہنچا۔ انسان خلقۃً بڑا بے صبر اور جلدباز پیدا کیا گیا ہے۔

تکملہ نوٹ صفحہ گزشتہ ۔ بھول گیا۔ اطمینان دلانے والی۔ جو شخص دودھ سے جل جاتا ہے وہ ایسا ڈر جاتا ہے کہ چھاچھ کو بھی جو ٹھنڈی ہوتی ہے دودھ سمجھ کر پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ مراد انتہا درجے کی احتیاط سے ہے۔ جو انتظار کی زحمت اٹھاتا ہے یا تکلیف اٹھاتا ہے وہی راحت بھی پاتا ہے۔ ظاہراً بڑی مشکل مگر سچ پوچھو تو کچھ بھی نہیں۔ اسی مضمون کی فارسی کی ایک مثل ہے "کوہ کندن و موش برآوردن"۔ بڑی مہربانی۔ رحمت۔ خدا۔ پرانی خواہش۔ تمنا۔ باز نہ آئے۔ بھوت پریت۔ جنات کا اثر۔ تو انوکھی بات ہے افواہ۔ فضول بات۔ ۱۲

اندیشہ۔ تردد۔ فکر۔ پیٹ نکل جانا۔ گر جانا۔ خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ خطرہ اور امید۔ اچھی طرح۔ لمبی چھٹی۔ جلدی سے بھاگم بھاگ۔ مستعجل۔ جلدی کرنے والا ۱۲

ذرا سی نا امیدی میں آس توڑ بیٹھتا ہے اور ذرا سی خوشی میں اُچھل پڑتا ہے
خداوند تبارک و تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔ اور
وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ
الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا۔ میرے والد فرطِ محبت سے فرمایا کرتے تھے کہ
بشیر کے ہاں اگر ایک لڑکی بھی ہو جائے تو میں اُسے بھی سونے میں
تول دوں مگر میں دل ہی دل میں بیٹے کا آرزومند تھا کہ پہلونٹی کا تو
خدا لڑکا ہی دے۔ لڑکی بھی میرے ہاں سو لڑکوں سے بڑھ کر ہے مگر اتنی
امیدواری اور جانکاہی کے بعد پوری خوشی لڑکے ہی کی ہوگی۔ اللہ
تعالیٰ کے قربان جائیے کہ میری دلی مراد بر آئی اور خدا نے جیتا جاگتا بیٹا
دیا۔ جس کے آتے ہی گھر کی رونق ہی کچھ اور ہو گئی۔ چاروں طرف
سے مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی۔ خدا نے اُسے پروانۂ حیات عطا کیا
میرا منہ اس قابل کب تھا۔

بیٹے کی خوشی

بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نور ہے
ہے زندگی کا لطف تو دل کا سرور ہے

اور انسان بڑا جلد باز ہے۔ اور جب ہم انسان کو کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں
تو ہم سے منہ پھیر تا ہے اور پہلو تہی کرتا ہے اور جب اُس کو کوئی تکلیف
پہنچتی ہے تو آس توڑ بیٹھتا ہے۔ محبت کی بہتات۔ پہلا بچہ۔ مراد۔ پوری ہوئی۔
خوشی۔ لطف۔ ۱۲



Munzir, 10½ months

منذر (ساڑھے دس مہینے کا)

گھر میں اُسی کے دم سے ہے ہر سمت[1] روشنی
خوش قسمتی سے اس کو نشانی سمجھیے
اکبر بھی اس خیال سے کرتا ہے اتفاق
البتہ شرط یہ ہے کہ بیٹا ہو ہونہار
سنتا ہے دل لگا کے بزرگوں کی پند[5] کو
برتاؤ اس کا صدق و محبت سے ہے بھرا
افکارِ[8] والدین[9] میں ہے دل سے وہ شریک
راضی ہے اس میں باپ کی جو کچھ ہو مصلحت
رکھتا ہے خاندان کی عزت کا وہ خیال
کسبِ کمال[14] کی ہے شب و روز[15] اس کو دھن
لیکن جو ان صفات کا مطلق نہیں پتا

نازاں[2] ہے اُس پہ باپ تو ماں کو غرور ہے
کہتے ہیں سب خدا کے کرم کا ظہور[3] ہے
اُس کا بھی ہے یہ قول کہ ایسا ضرور ہے
مائل[4] ہے نیکیوں پہ بُرائی سے دُور ہے
وقتِ کلام لب پہ جناب و حضور ہے
اُس میں نہ ہے فریب نہ کچھ مکر[6] و زور ہے
ہمدرد ہے معین[10] ہے اہلِ شعور ہے
صابر ہے با ادب ہے عقیل[11] و غیور[12] ہے
نیکوں کا دوست صحبتِ بد سے نفور[13] ہے
علم و ہنر کے شوق کا دل میں وفور[16] ہے
اور پھر بھی ہے خوشی تو خوشی کا قصور ہے

(حضرت اکبر الہ آبادی)

دنوں خوب گہما گہمی اور چہل پہل رہی۔ والد مرحوم نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ لڑکے کا نام کیا تجویز کیا؟ میں نے دو نام سوچے ہیں ان میں سے جو تمھیں پسند ہو رکھو۔ سب سے پیارا اور موزوں نام تو بشیر ہے جو تصغیر ہے

۱ طرف - ۲ فخر کرنے والا - ۳ ظاہر ہونا - ۴ جھکا ہوا - ۵ نصیحت - ۶ مکر - فریب - ۷ دھوکا - ۸ فکر کی جمع ۹ ماں باپ دونوں - ۱۰ مددگار - ۱۱ صاحب عقل و دانش - ۱۲ غیرت مند - ۱۳ نفرت کرنے والا - ۱۴ کمال حاصل کرنا - ۱۵ رات دن - ۱۶ ولولہ - شوق - افراط - کثرت - ۱۲

بشیر کی لیکن کتنے لوگ ہیں جو اس کا صحیح تلفظ[ا] کر سکیں گے اور زبر زیر کون لگائے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ باپ بیٹے کا نام ایک ہی ہو جائے گا۔ دوسرا نام منذر ہے جو پیغمبر صاحب صلعم کا نام نامی ہے اور قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ[ب] اور میرے نام سے ملتا جلتا ہے۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ بسم اللہ آپ ہی نام پر موسوم کیجیے۔ والد اکثر اس کو مُنذرِ ابنِ مَاءِ السَّمَاءِ کہا کرتے تھے یعنی جس طرح بارش کا پانی نتھرا[ج] اور ستھرا اور بلا آمیزش[د] ہوتا ہے یہ بھی ویسا ہی شریف اور رحمتِ باری ہے۔ میں نے لڑکے کے ہوتے ہی اس خیال سے کہ تمھاری بڑی اماں کا دل سیلا نہ ہو بچے کو اُن کی گود میں ڈالنا چاہا مگر انھوں نے اس کو گوارا نہ کیا۔ میں نے اُن کی طبیعت کے خلاف اصرار مناسب نہ سمجھا۔ چھٹی۔ عقیقے اور چلّے تک مہمانوں کا تانتا لگا رہا۔ چوں کہ بہت آرزوؤں کے بعد خدا نے یہ دن دکھایا تھا۔ سارا کنبہ بلکہ وہ عزیز قریب بھی جو شہر کے باہر تھے سب سمٹ[ط] آئے تھے۔ جب سب بھیڑ چھٹ[ی] گئی اور گھر معمولی حالت پر آگیا تو ایک دن مجھے

ا بولنا۔ ب تم تو صرف (عذابِ خدا سے) لوگوں کو ڈرانے والے ہو اور ہر ایک قوم کا ایک نہ ایک ہدایت کرنے والا ہو گزرا ہے۔ ج نام رکھ دیجیے۔ د پاک صاف چھنا چھنایا۔ ہ بے میل۔ خالص۔ ط جمع ہو گئے تھے۔ اکٹھے ہو گئے تھے۔ ی ادھر اُدھر ہو گئی۔ ۱۲

والد نے بلایا اور فرمایا "بھائی بشیر! منذر کے ہونے میں تم نے عورتوں کے بہکائے میں آکر میں جانتا ہوں کہ بہت خرچ کر ڈالا۔ میں اس اسراف کو پسند نہیں کرتا مگر خیر تمھاری خوشی لیکن اس تقریب میں تمھارا جو کچھ بھی خرچ ہوا۔ خواہ وہ جائز ہو یا ناجائز (ناجائز خرچ سے بھانڈوں ڈومنیوں اور دیگر قسم کی فضولیات اور لہو ولعب سے مراد ہے) تم شوق سے مجھ سے لو۔ میں نے اس شفقتِ پدری کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ "اور یہ سب کس کا ہے۔ یہ بھی تو آپ ہی کا ہے"۔ وہ بخوشی کُل صرفہ دینے کو آمادہ تھے مگر میں نے نہ لیا کہ بات ایک ہی تھی اُن کا اور میرا روپیہ کچھ جدا تھوڑی تھا۔ گھی کہاں گیا کھچڑی میں اور کھچڑی کہاں گئی پیاروں کے پیٹ میں۔ میری وہی مثل ہوئی گُڑ کھاؤں گلگلوں سے پرہیز۔ آخر یہ گوشت پوست کس کا ہے۔ جو کچھ تم دیکھتی ہو یہ سب اُنھیں کی جوتیوں کا صدقہ ہے اور اُنھیں کی دعا کی برکت کا ثمرہ ہے وہ تم بھائی بہنوں کے لیئے کچھ بسکٹ یا مٹھائی لگا رکھتے تھے اور جب سب مل کر روز صبح کو اُن کے پاس سلام کو حاضر ہوا کرتے تھے تو تم کو کچھ نہ کچھ کھلایا کرتے تھے اور پیسے روپیئے بھی دیا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم لوگ حیدر آباد جارہے تھے چلتے وقت تم کو ایک ایک روپیہ

۱؎ فضول خرچی۔ کھیل کود۔ ۲؎ طیار ۳؎ اصل چیز سے پرہیز نہیں چھوٹی ہوئی چیز لینے میں تامل ۴؎ جسم بدن۔ یعنی جان و مال ۵؎ پھل ۱۲

انھوں نے دیا۔ میں بھی تمھارے ساتھ تھا میری طرف بھی ایک نہایت شفقت اور حسرت سے دیکھا (اور یہی آخری ملنا تھا) اور کچھ تامل کے بعد مجھے بھی ایک روپیہ دینے لگے اور کہا "میاں بشیر! بھلا تم کو ایک روپیہ کیا دوں۔ تم تو سو روپیے کو بھی الف خالی سمجھتے ہو۔ تم شاید اس کی قدر نہ کرو یا ممکن ہی کہ تم کو ناگوار ہو لیکن بیٹا! میرے نزدیک جیسے یہ دیچوں کی طرف اشارہ کر کے روپیے تم اور جو تم سو یہ" اور آب دیدہ ہوئے۔ میں نے اس روپیہ کو مان کا پان سمجھ کر اس قدر خوشی سے لیا کہ کوئی ہزار روپیے بھی مجھے دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی اور آج تک میرے دل پر اس کا اثر ہی۔ یہ روپیہ ویسا ہی تھا جیسے کوئین وکٹوریا نے کسی کو ایک ساورن دیا تھا جس کو اس نے بطور یادگار کے چوکھٹے میں جڑ کر گھر میں آویزاں کیا ہی اور اس کے خاندان میں یہ تبرک نسلاً بعد نسلٍ چلا آرہا ہی۔ اللہ اکبر۔ ایک وہ زمانہ تھا یا ایک آج ہی کہ نہ ماں رہی نہ باپ ہی رہے دسد رہے نام اللہ کا! نہ کوئی اس محبت سے دے گا نہ ہم لیں گے۔ اب میں دیکھتا ہی

آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ استحقاق کی بنا پر جو چیز دی جائے خواہ وہ تھوڑی ہی ہو مگر بڑی قدر کے قابل ہی۔ پونڈ۔ پندرہ روپیہ کی اشرفی جو اب دس کی ہی رہ گئی۔ برکت کی چیز۔ نسل در نسل۔ متوارث۔ ہمیشہ۔ ۱۲

تو میاں بشیر کے پیارے لقب سے پکارنے والا کوئی نہ رہا
اب جس کو دیکھو آپ جناب قبلہ و کعبہ کے سوائے بات نہیں کرتا۔ خدا
کی شان ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم بچے تھے ایک زمانہ وہ آیا کہ ہم بڈھے
ہو گئے۔ اب ہم ہی گھر کے سردھرے اور سب میں بڑے ہیں کَبُرَ
مَوْتُ الْکُبَرَاءِ۔ جہاں درخت نہیں وہاں ارنڈ ہی روکھ ہے

اک وقت تھا کہ ٹوٹتے تھے دانت دودھ کے + پھر یہ ہوا گزرنے لگی کھیل کود کے
اب حال یہ ہے عالم پیری میں اے ظفر + باقی نہیں حواس بھی گفت و شنود کے

افسوس! ماں باپ کی جیسی قدر کرنی چاہیئے ہم سے نہ ہو سکی
اور نہیں جانتے تھے یا جانتے تھے اور غفلت کا پردہ پڑا ہوا تھا
جس نے جاننے نہ دیا کہ ایک دن یہ نعمت ہم سے منتزع ہونے والی
ہے۔ قدرِ نعمت بعد زوال۔ قدر مردم بعد مردن۔ آج ہماری
آنکھیں اُن کو ڈھونڈتی اور اُن کی بے انتہا شفقتیں اور التفات بھی
مہربانیاں یاد آ کر خون کے آنسو رلاتی ہیں۔ کسی نے کیسی سچی بات

خاندان میں سب سے بڑے۔ بڑے لوگوں کے مر جانے سے ہمیں بڑے ہو گئے۔ جہاں کوئی درخت
میسر نہ آئے وہاں ارنڈ جیسا بے حقیقت درخت) ہی غنیمت ہوتا ہے یعنی نہ ہونے میں تھوڑی چیز بھی
بہت قدر کے قابل ہو جاتی ہے۔ بات چیت۔ چھن جانا۔ نعمت جب چھن جاتی ہے تو اس کی
قدر ہوتی ہے۔ انسان کی قدر مرنے کے بعد ہوتی ہے۔ بے حساب جس کی انتہا نہیں ۱۲

کبھی ہو کہ جس کے ماں باپ نہیں دنیا میں اُس کا چاہنے والا نہیں۔ اولاد کا ہونا تھا کہ چھوٹی دلہن کے دن پھر گئے۔ اُن کو جس غرض سے لائے تھے پوری ہوئی۔ بازی جیت لی۔ اُن کی قدر و منزلت دن دونی رات چوگنی بڑھنے لگی۔ اب کچھ سے ہو گئیں۔ یا عالمِ گمنامی میں پڑی تھیں یا اب ستارہ چمک گیا۔ جو اوازے توازے کستے اور ٹھکتی مار دیتے تھے اور نفرت کرتے تھے اب وہ بھی رام ہو گئے۔ لوگ ہوا کے ساتھی ہوتے ہیں جس کی ہوا بندھ جائے۔ انھیں میں ہزاروں کیڑے ڈالے جاتے تھے یا آج لاکھوں کی لال بن گئیں۔ پھر کیا وہ میرے ساتھ حیدر آباد بھی چلی گئیں اور اب کسی کو کوئی موقع و محل اعتراض کا بھی نہ تھا۔ غرض سچ پوچھو تو دس برس کے بعد اُن کی میری یک جائی ہوئی۔ ایک تھا سوا برس نہ گزرا تھا کہ مبشر پیدا ہوئے۔ جس کی پیدائش کی ایک نظم مولوی عبدالغفور صاحب شہباز کی لکھی ہوئی اتفاق سے ہاتھ لگ گئی ہو تمھیں سناتا ہوں کہ تم بھی خوش ہو۔

نظم

مُبشّر کا ہونا مُبارک مُبارک ۔۔۔ مکرّر یہ بیٹا مُبارک مُبارک

دن پھرے۔ دن گئے اچھے آئے۔ حالت بدل گئی۔ کس مپرسی کی حالت جب کوئی پوچھتا نہ تھا۔ طعن و تشنیع برخلاف۔ برگشتہ۔ ہموار۔ موافق۔ نرم پڑ جانا خوش اقبال ہونا۔ عیب نکالے جاتے تھے۔ سب کی پیاری راج دلاری ۱۲



Group of my children. Standing—myself & Safiyah. From right to left—Munzir, Mubashir, Bushra, Shahid and Siraj.

ے بچوں کا گروپ-(ایستادہ) میں اور صفیہ-(داھنی طرف سے بائیں طرف)
منذر-مبشر-بشری-شاہد-سراج-

خدا جانے کیسا ہو گورا کہ کالا ہو جس کیفیت[1] کا مبارک مبارک

نہ ہو کچھ ولیکن ملاحت تو ہوگی ملاحت کا پتلا مبارک مبارک

ضرور اُس کے مُنہ پر ذہانت بھی ہوگی ذہانت کا جلوہ مبارک مبارک

کبھی ہوگا ہنستا کبھی ہوگا روتا یہ ہنسنا یہ رونا مبارک مبارک

وہ حیرت نگاہوں میں وہ پتلیوں کا تحیّر[2] سے پھرنا مبارک مبارک

نہ سونا مگر سوتی صورت بنانا یہ بن بن کے سونا مبارک مبارک

مبارک نزاکت سے ہاتھوں کا بڑھنا وہ پاؤں کا چلنا مبارک مبارک

مبارک وہ اماں کو اماں سمجھنا ہمک[3] کر وہ آنا مبارک مبارک

وہ بند آنکھیں اور چین سے دودھ پینا وہ آرام پانا مبارک مبارک

مبارک وہ گودوں میں پلنا[4] ممو کی وہ ہر لحظہ[5] بڑھنا مبارک مبارک

ذرا گود میں لو تماشا تو دیکھو چلا وہ بچھیرا مبارک مبارک

مبارک شہباز[6] بھائی کو بیٹا تمھیں بھی ہو بھتیجا مبارک مبارک

اب یہی سلسلہ جاری رہا۔ تم سب بھائی بہنوں میں تقریباً سوا سوا برس کا فرق ہے۔ خدا کے فضل سے تم چار بھائی اور دو بہنیں ہو۔ ہاں صرف ایک لڑکا منیر گزر گیا جس کی امانت تھی اُس نے لے لی۔

[1] حالت۔ [2] حیرت۔ [3] اُچھل۔ [4] بڑھنا۔ [5] ہر گھڑی۔ [6] مولوی عبدالغفور صاحب شہباز پٹنے کے رہنے والے تھے جو اورنگ آباد کالج کے پروفیسر بعد ناظم تعلیمات ریاست بھوپال کے تھے۔ یہ میرے بچپنے کے دوست تھے بعد تمھاری رشتے کی خالہ ان سے منسوب ہوئیں اللہ مغفور کرے نہ خلاء ۱۲

تمھاری ماں کو اس کا بہت قلق تھا۔ میں اُن کو سمجھایا کرتا تھا کہ اُن کو
دیکھ دیکھ کر صبر کرو۔ ضرور نہیں کہ جتنے پھل درخت میں لگیں سب ہی پک جائیں
آم کو دیکھو کبھی منور[1] ہی کو پالا[2] مار جاتا ہے کبھی چھوٹی چھوٹی کیریاں آندھی
کے جھونکوں سے جھڑ جاتی ہیں کوئی گدرا[3] کر ٹھٹھر[4] جاتا ہے کچھ پختہ ہو کر اُترتے ہیں
بس انھیں کو سمجھو کہ پروان[5] چڑھے۔ ایک موٹی سی بات ہے کہ جو دیتا ہے
وہی لے بھی سکتا ہے۔ اولاد خدا کی امانت ہے۔ جن کی پرورش[6] ہمارے
سپرد[8] ہے اور اسی پرورش کی خاطر ماں باپ کو مامتا لگا دی ہے اگر مامتا
نہ ہوتی تو یہ کیڑے کیوں کر پلتے۔ جان و مال کا مالک خدا ہے۔ ہم اُس کے
ایجنٹ[9] ہیں جو پرورش پر مامور[10] ہیں۔ کیا کسی بینکر[11] کو حق ہے کہ وہ کسی کی
امانت عند الطلب[12] واپس نہ دے۔ کیا کسی مالی کو حق ہے کہ وہ مالکِ
باغ کے حکم پر نہ چلے۔ جس درخت کو مالک قطع[13] کرانا چاہے کیا مالی
اُس کی عدول حکمی[14] کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اس معاملے میں انسان تابع[15]
فرمانِ الٰہی ہے اور بے بس اور لاچار[16] ہے۔ میں نے حدیث شریف میں دیکھا ہے

[1] آم کا پھول۔ بور بھی بولتے ہیں۔ [3] گدرا۔ ادھ کچرا۔ پکنے کے قریب۔ [4] ٹھٹھر جانا۔ بڑھتے بڑھتے رُک جانا۔ [5] پوری پرورش پائی۔ مراد سے پلے۔ [6] پالنا۔ [8] حوالے۔ [9] کارپرداز۔ کارکن۔ [10] مقرر۔ [11] بینک والے۔ [12] مانگنے پر۔ [13] کٹوانا۔ [14] حکم نہ ماننا۔ [15] حکم ماننے والے۔ [16] یہ ترکیب غلط ہے ناچار صحیح ہے مگر زبان پر یونہی چڑھا ہوا ہے۔

کہ جب ملک الموت کسی بچے کی روح قبض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو ہم پر ماں باپ سے بدرجہا زیادہ شفیق اور مہربان ہے پوچھتا ہے کہ کہو اے ملک الموت کہ تو نے میرے بندے کے کلیجے کے ٹکڑے کی روح قبض کی۔ وہ عرض کرتا ہے کہ حضور کے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ پھر اُس نے کیا کہا؟ فرشتہ کچھ نہیں صبر و شکر کیا اور تیری حمد کی۔ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرماتا ہے کہ اُس کے لیئے جنت میں ایک محل بنا دیا جائے جس کا نام بَیتُ الحَمد ہوگا۔ سبحان اللہ! صبر و شکر کا کیا مرتبہ ہے۔ بے صبری سے جزع فزع۔ واویلا شانِ عبودیت کے بالکل خلاف ہے۔ رونا دھونا بالکل عبث ہے۔ جو جاتا ہے وہ پھر کر آتا نہیں تم چاہے لاکھ روؤ بیٹو۔

عرفی اگر بہ گریہ میسر شدے وصال　　صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

بندہ وہی ہے جو اپنے مالک کی مرضی کے تابع رہے۔ ہم اُسی میں خوش رہیں جس میں ہمارا مالک خوش ہے۔ اس موقع پر ایک اور روایت یاد آئی۔ ایک بزرگ کا ذکر ہے کہ وہ تارک الدنیا ہو گئے تھے۔ بیوی اُن کی حاملہ تھیں کہ وہ مسجد میں جا کر معتکف ہو گئے اور عبادت الٰہی میں ہمہ تن ایسے محو تھے کہ پھر پلٹ کر گھر وار کی خبر نہ لی تا آنکہ اُن کے مال

تعریف کا گھر۔ رونا پیٹنا۔ بے قراری کا اظہار۔ داد فریاد۔ بندہ ہونے کی شان کے خلاف۔ بے فائدہ۔ لاحاصل۔ عرفی ایک مشہور شاعر کا تخلص ہے۔ عرفی کہتا ہے کہ اگر رونے سے کوئی مل جایا کرتا (تو پھر کیا تھا) سو برس بھی ہم اُس کے ملنے کی آرزو میں رو سکتے تھے۔ دنیا

چھوڑ دینا۔ مسجد میں الگ بیٹھ جانا۔ بالکل۔ بے خود۔ یہاں تک کہ۔

لڑکا پیدا ہوا اور وہ جوان بھی ہو گیا جب بھی یہ سرشار[1] محبت الٰہی او صفر محو نہ ہوئے۔ قضائے[2] کردگار کہ وہ لڑکا بالکل اٹھتی جوانی میں مرگیا۔ آپ کو خبر دی گئی۔ آپ کسی سے بولتے چالتے نہ تھے عالم محویت میں تھے۔ خبر سنتے ہی آپ مسکرائے۔ لوگوں نے عرض کی یا حضرت یہ اظہار خوشی کا موقعہ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ میرے مولا کی مرضی پوری ہوئی اور یہی معنی رضینا[3] برضاء اللہ تعالیٰ کے ہیں کہ ہم نہ صرف زبان سے اظہار کریں بلکہ ہمارے ہر بن[4] مو سے صدائے رضامندی نکلے اور کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ آئے کہ نعوذ باللہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے ساتھ سختی یا بے انصافی کی۔ وہ رحمٰن و رحیم ہے سختی کیا معنی؟ وہ بڑا عدل و انصاف کرنے والا ہے بے انصافی اس کے دربار میں پھٹکا[5] نہیں کھاتی۔ ایسے خیالات فاسد شیطانی وسوسوں کے سوا کچھ نہیں ہیں جن سے ایمان ڈگمگا[6] جاتا ہے بے شک یہ بڑی آزمائش کا وقت ہے تم کو اس امتحان میں ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ ان بچوں کو دیکھو جو تمہارے آگے ہیں۔ تم کو روتے دھوتے دیکھ دیکھ کر ان کے ننھے ننھے دل کڑھتے[7] ہیں۔ ان کو دیکھو اور خدا کی

[1] مدہوش۔ [2] حکم خدا۔ [3] جو اللہ کی مرضی اسی پر ہم راضی۔ [4] رونگٹے رونگٹے سے۔ [5] پر نہیں مار سکتی۔ بار نہیں۔ دخل نہیں۔ [6] متزلزل ہوجانا۔ [7] رنجیدہ۔ ۱۲

نعمت کا شکر کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں بہت تھوڑے
شکر گزار ہیں اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو ہم تم پر زیادہ
نعمتیں نازل فرمائیں گے۔ اس رونے دھونے میں فائدہ تو کچھ بھی
نہیں۔ ہاں نقصان ضرور ہے۔ تم کام وہ کرو جس میں مالک کی خوشنودی
ہو اور ہماری عاقبت بھی درست ہو۔ اب سے دو تمہاری ماں
کے نکاح کو جب دس برس گزر گئے تو اُن کو بڑا کھٹکا تھا کہ مجھ سے
اولاد نہ ہوئی تو میں کدھر کی رہی۔ ان کی دادی جو بسا[1] بزرگ تھیں جب
ان کو افسردہ[2] دیکھتی تھیں کہا کرتی تھیں۔ "اے لڑکی ہوش میں آ۔ ابھی
کل دن کی رات۔ گھبرائی کیوں ہے۔ ہمارے ہاں کوئی بانجھ نہیں۔ ذرا
صبر کر۔ دیکھ تو سہی خدا نے چاہا کتنے بچے ہوتے ہیں کہ تیرے پالے
بھی نہ پالے بھی نہ پالے جائیں گے"۔ بزرگوں کا کہنا سچ ہوتا ہے۔ یہ
بات لفظ بلفظ[3] صحیح ہو گئی۔ تمہاری اماں کبھی میرے ساتھ رہتی تھیں
اور کبھی دلی میں۔ چوں کہ والد کی ضعیفی تھی اور گھر میں کوئی اور تھا نہیں
اس لیے اُن کو زیادہ تر دلی میں رہنا ناگزیر[4] تھا لیکن والد اپنی تکلیف
گوارا[5] کرتے اور اصرار کرتے تھے کہ تم اپنے بال بچوں کو اپنے پاس
رکھو۔ میری بہن آگئی تھیں اس لیے یہ حیدر آباد چلی گئیں اور اس گھر کی

---

۱ بہت بڑی ۔ ۲ رنجیدہ ۔ آزردہ ۔ ۳ بالکل ایک ایک لفظ ۔ ۴ سوائے اس کے علاج نہ تھا ۔ ۵ برداشت
سہار ۔ ۱۲

لی گئیں کہ پھر پلٹ کر آنا نصیب نہ ہوا اور وہیں پیوندِ خاک ہو گئیں ؎
اے بسا آرزو کہ خاک شدہ! — والد کو ہمارے جانے کے چند مہینے
بعد فالج ہوا میں آتا ہی رہا کہ وہ ختم بھی ہو گئے - یہ بڑا بھاری صدمہ ہوا
مگر سوائے صبر و شکر کے چارہ کیا تھا - اس کے چار مہینے بعد تمہاری
چھوٹی بہن صفیہ پیدا ہوئی جس کے سویں دن تمہاری ماں نے
قبر کا کونا بسایا اور تم سب کو جن میں ایک بھی سمجھ دار اور ہوشیار
نہ تھا روتا بلکتا چھوڑ گئیں - خدا کی اسی میں کچھ مصلحت تھی جس کے
سمجھنے سے محدود عقل کا بندہ بشر قاصر ہے - ؎

چلی ہوں چھوڑ کے ننھے پرندے آشیانے میں
کسی کا کون ہے ہمدرد اس رنج زمانے میں
قضا کو خاک ملے گا مرے مٹانے میں
نہیں ہے عذر مجھے تو یہاں سے جانے میں

نہیں ملال کہ میرا مآل کیا ہو گا
یہ فکر ہے مرے بچوں کا حال کیا ہو گا

جو میری گود سے دم بھر جدا نہ ہوتے تھے
جو میری آنکھ سے اوجھل ذرا نہ ہوتے تھے
میں اپنے بچوں پہ کس دن فدا نہ ہوتی تھی
جو رات آنکھوں میں کٹتی خفا نہ ہوتی تھی

ایسی بہت سی خواہشیں خاک میں رل گئیں - بے قراری سے رونا -
نپی تلی عقل - انسان مجبور ہے - رنج - انجام - آڑے - ۱۲





Safiyah as an infant

صفیہ (دودھ پیتی بچی)

ہر کون جو مرے نازوں پلے کو پالے گا
کوئی تو خاک سے گوہر اٹھا لے گا

تمھاری ماں کی موت مفاجات کی تھی جس کا مفصل حال تم نے **حسن معاشرت** میں پڑھا ہوگا۔ دس بجے شب کے میں اُن کو اچھا بھلا چھوڑ کے عیدِ رمضان کی چھٹیوں میں بہ ضرورت دلی روانہ ہوا کہ تمھارے دادا کے حسابات اُلجھے پڑے ہوئے تھے۔ میرے جانے کے کوئی دو گھنٹے بعد وہ ختم ہوگئیں جس کا سان گمان بھی نہ تھا۔ مجھے رستے میں تار ملا۔ دوسرے دن بعد العصر واپس پہنچا جسے زندہ چھوڑ گیا تھا اُس کا جنازہ گھر میں بھی نہیں قبرستان میں دیکھا اور تم سب سچ مچ کی **بنات النعش** تھیں جنازے کو لپٹی ہوئی

لو اُٹھ کے بیٹھو کہ بُشریٰ منانے آئی ہر — تمھارے منہ سے وہ دامن اُٹھانے آئی ہر
ادائے طفلی کوئی تو دکھانے آئی ہر — کہ ہنستی آتی ہر تم کو ہنسانے آئی ہر
وہ چل کے آئی ہر گھٹنوں پہ تھک گئی ہوگی
تمھارے پیار سے پھر اُس کی تازگی ہوگی

یکایک۔ اچانک۔ بالکل تن درست۔ بخیر۔ مستقل حالت میں۔ اُلٹے پلٹے۔ خیال۔ لاش کی بیٹیاں۔ اسے پلنگڑی اور سات سہیلیوں کا جھمکا بھی کہتے ہیں۔ چار ستارے پلنگڑی کی شکل کے ہیں جس کے نیچے تین ستارے اور ہیں یعنی جنازے کے ساتھ تین بیٹیاں ہیں یہ ساتوں ستارے قطب شمالی کے قریب ہیں۔ بہ ضرورت نام بدل دیا ہر۔ ۱۲

اُٹھا بھی لو کہ بہت بے قرار ہے بشریٰ
نگاہِ مہر کی امیدوار ہے بشریٰ
رہینِ سختیِ صد انتظار ہے بشریٰ
نہ چھوڑ جاؤ اسے شیر خوار ہے بشریٰ

پکارتی ہے تمھیں آج کس قرینے سے
اُبل کے دود ٹپکتا نہیں ہے سینے سے
(تمہید)

تم کو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ تمھاری ماں ہمیشہ ہمیشہ کو جدا ہو گئیں اور ایسی بچھڑ گئیں کہ اب قیامت تک ماں کی پیاری صورت کو ترسو گی اور نہ ملے گی جس وقت اُن کو سپردِ خاک کیا اور قبر میں لٹایا گویا اُن کی جوانی کو خاک میں ملایا اور کلیجے پر پتھر کی سل دھر کر باپ کی سل دھری۔ عمر اِج نا سمجھ تھا مگر تم نہ پوری نا سمجھ تھیں نہ سمجھ دار۔ چار برس کی بساط ہی کیا۔ مگر تمھاری ماں کو جب قبر کے تیرہ و تار گڑھے میں بند کر دیا یعنی وہ چاند نظروں سے چھپ گیا تو تم مچل گئیں اور چمٹنے کی بات بھی تھی کسی طرح قبر سے کھسکتی نہ تھیں۔ ایک تو اُن کی موت دوسرے ننھے ننھے نا سمجھ بچوں کی سنسناہٹ رہی۔ مجھ سخت جان کے کلیجے پر چھریاں چلا رہی تھی بڑی مشکل سے ضبط کر کے سمجھا بجھا کر پیار چمکار کر تم سب کو گھر لایا۔ بس گھر میں جو دفعۃً دار السرور سے دار المحن ہو گیا تھا۔ وہ گھر جو

بڑے انتظار سے مجبور۔ دودھ پیتی۔ جدا ہو گئیں۔ آرزو کرو گی
دفن کر دیا۔ اوقات۔ اندھیرے گھپ۔ بند کرنا۔ یکایک۔ خوشی کا گھر۔ رنج کا گھر ۱۲

گھر والی سے خالی اور تمھارا اللہ والی تھا۔

کسی کے خوف سے دل کھول کر رویا نہیں جاتا۔ چھپا لیتا ہوں دامن میں جو آنسو ٹپکتے ہیں۔ دونوں پیہ وہ تیرہ رہا کہ تم سب کو بلا ناغہ قبر پر لے جایا کرتا تھا۔ تمھاری بھولی بھولی باتوں سے جگر شق ہوتا تھا۔ تم کہتی تھیں اماں کو نکالو۔ میرا اماں اسی میں ہیں۔ اُن کو کیوں چھپا دیا۔ تم نہیں جانتی تھیں کہ مرنا کیا چیز ہے۔

جاگو اسے اٹھا لو سو کر اٹھی ہے بشریٰ ۔۔۔ کیوں خلافِ عادت رو کر اٹھی ہے بشریٰ
بیٹا اس طرح کیوں رو کر اٹھی ہے بشریٰ ۔۔۔ صبر و قرار شاید کھو کر اٹھی ہے بشریٰ
اس کو بھی غائبانہ معلوم ہو گیا ہے
خوابِ عدم میں تم ہو یا بخت سو گیا ہے
نظروں سے آہ کیا کیا حسرت ٹپک رہی ہے ۔۔۔ رہ رہ کے منہ تمھارا حیرت سے دیکھتی ہے
چہرے سے ہے نمایاں دل کی جو بے کلی ہے ۔۔۔ تیری تلاش اس کو اے مہرِ مادری ہے
وہ گود سے ہماری آخر مچل کے نکلی
جاتی ہے کس طرف کو گھٹنوں پہ چل کے نکلی
گھٹنوں پہ چل کے نکلی بیت کے پاس پہنچی ۔۔۔ ننھے سے آہ دل میں کچھ لے کے آس پہنچی

طریقہ۔ طور۔ دستور۔ ہر روز۔ پھٹتا۔ اوپری طور پر۔ موت کی نیند۔ نصیب برگشتہ ہو گیا ہے۔ برس۔ ظاہر۔ ماں کی محبت۔ ۱۲

کیا مطمئن سنبھالے ہوش و حواس پہنچی لیکن کچھ اس سے پہلے اس واے یاس پہنچی

کس کو پکارتی ہو منہ سے کفن اٹھا کر

منزل پہ ٹھنڈے ٹھنڈے پہنچے وہ لد لدا کر

جی بھر کے دیکھ لے تو منہ اپنی پیاری ماں کا موقع نہیں ہو بشریٰ یہ ہوں کا اور یاں کا

مطلب نہیں سمجھتی کیا تو مری فغاں کا ٹوٹا ہو ہاتھ تجھ پر بیداد آسماں کا

اب مانگتی ہو بشریٰ غوں غاں کی داد کس سے

کرتی ہو بھولے بھالے دل کو تو شاد کس سے

ان سرد چھاتیوں میں کیا دودھ ڈھونڈتی ہو پتھر میں موم کی تو تاثیر ڈھونڈتی ہو

اب شمع کشتہ میں کیا تنویر ڈھونڈتی ہو کیسے شکار ہائے تقدیر ڈھونڈتی ہو

مُردے کو اپنی ماں کے یہ پیار کر رہی ہو

مجھ سخت جاں پہ یارب کیا کیا گزر رہی ہو

(مرحوم)

اب تمہارے سب سے چھوٹے بھائی سراج کا حال سنو کل ڈھائی برس کی جان - روتا تھا - مچلتا تھا - ضد کرتا تھا کہ منیر کے اٹھ جانے سے یہی ماں سے ہر دم لپٹا رہتا تھا - یہ ماں کو دیوانہ وار کونے کونے ڈھونڈتا پھرتا تھا - تم سب ایک طرف اور وہ دس دن کی جان ایک طرف دفعتہً ماں کا دودھ بند ہو گیا - اناّ بھی ڈھونڈے ہی سے ملے گی

افسوس - فریاد - خوشی - اثر - خاصیت - بجھی ہوئی شمع - چمک - روشنی - ۱۲

اور ملتے ہی ملتے ملے گی ۔ ہم سب اپنی مصیبت میں گرفتار۔ چولھے میں آگ تک نہیں پڑی کھانے پینے کا کسے ہوش تھا غرض اس بیچاری کی کسی نے خبر نہ لی ۔ اوپرکا دودھ دیا وہ نہ پیا۔ گھر میں اور کوئی بچے والی عورت تھی نہیں جس کے دودھ کا سہارا ہوتا ۔ اڑتالیس گھنٹے کی تڑپ اور بے قراری کے بعد انا ملی مگر اللہ تعالیٰ نے انا بھی ایسی دی جس نے ماں کو بھلا دیا ۔ اُس نے اپنے پیٹ کے بچے کو بھی اس پر قربان کر دیا اور اُس وقت تک برابر دودھ پلاتی رہی جب تک کہ اُس کا بامراد دودھ چھٹا ۔ کس کو امید تھی کہ یہ ننھی ہتی نادان جان یوں پل جائے گی مگر پلوانے والا یوں پلواتا ہے۔ صدقے اُس کی خدائی کے خدا ار بہ حکمت بہ بندد درے ¹ کشاید بہ فضل و کرم دیگرے ۔ کیا تم کو اپنی ماں کی شکل یاد ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی یاد ہو اور اگر ہوگی بھی تو جیسے خواب و خیال ۔ اچھا میں تم کو تمھاری ماں سے ملتی جلتی ایک شکل دکھاؤں ۔ وہ تمھاری بہن صفیہ ہے جس نے اپنی ماں کی کوئی آن نہیں چھوڑی ۔ یا یوں سمجھو کہ تمھاری ماں خود تو چلی گئیں مگر اپنی ایک چھوٹی سی تصویر ہمارے آنسو پونچھنے کو چھوڑ گئیں ۔ گو زمانے نے سیّد زمانی کو صفحہ ہستی سے

¹ اس طرح ۔ اگر خدا کسی حکمت سے ایک رستہ بند کر دیتا ہے تو اپنی مہربانی سے دوسرا رستہ کھول دیتا ہے
مشابہ ۔ ع ۔ انداز ۔ ۱۲

مٹا دیا مگر اُن کی نشانیاں جو میری زندگی کا سہارا ہیں خدا کا شکر ہے کہ باقی ہیں خاص کر چھوٹے سکیل کی ستیہ زمانی یعنی صفیہ (جس کا نام تبرکاً[1] و تفاؤلاً[2] اُس کی دادی پر رکھا گیا ہے) کو دیکھ کر میرا غم کچھ غلط ہو جاتا ہے

ہمارے دیدۂ گریاں کو ابر سے کیا نسبت — وہ اک جھڑی میں تھم جاتا ہے یہ برسوں سے

کہا جاتا ہے کہ فِعلُ الحَکِیمِ لَا یَخلُو عَنِ الحِکمَۃِ یعنی حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حکیم سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔ تمھاری ماں کی قبل از وفات میں بھی کچھ حکمت الٰہی مضمر تھی جسے ہم نہیں جانتے مگر یاد رکھو اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسرًا و اِنَّ مَعَ العُسرِ یُسرًا۔ ہر مصیبت کے ساتھ راحت اور ہر راحت کے ساتھ مصیبت لگی ہوئی ہے۔ گل کے ساتھ خار اور خار کے ساتھ گل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

خدا دیتا ہے جن کو عیش اُن کو غم بھی ہوتے ہیں — جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

مصیبت کے امتحان میں جب بندہ پورا اترتا ہے تو اُس کی مثال ایسی سمجھو جیسے کھرا سونا جس کو ابھی تپا کر سنار نے نکالا ہو۔ غرض مصیبت کی کسوٹی پر کسے جانے کے بعد کھوٹا کھرا معلوم ہو جاتا ہے مصیبت کی

برکت کے طور پر۔ اچھی فال سمجھ کر۔ رکھو۔ رنگ۔ گرم کر کے ۔ ۱۲

سختیاں[1] جھیل[2] کر انسان کا دل نرم پڑ جاتا ہے[3] اور خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے اور دنیا اس کی نظروں میں ہیچ[4] معلوم دینے لگتی ہے اور وہ ادھر کی طرف سے ٹوٹ کر خدا سے جا ملتا ہے۔ ہر مصیبت آنے والی راحت یا بہتری کا پیش خیمہ[5] ہوتی ہے۔ تمہاری ماں کا سوم بھی نہ ہوا تھا کہ میں اول تعلقہ دار یعنی ضلع کا کلکٹر ہو گیا۔ چنانچہ ایک صاحب نے یہ شعر مجھے لکھا ۔ ۵

باپ کی لائی ترقی ماں کی مرگ ناگہاں ۔ جس کا پہلے سے نہ تھا دل میں ذرا وہم و گماں

عہدے کے ساتھ[6] تنخواہ کی بھی ترقی ہوئی۔ رنج و خوشی دونوں پہلو بہ پہلو[7] تھے مگر یہ صدمہ ایسا تھا کہ اس آرزوئے دیرینہ[8] کے پورے ہونے کی وہ خوشی نہ ہوئی جو ہونی چاہئے تھی اور کیوں کر ہوتی جب گھر کی گھر والی ہی نہ رہی ۵

کیا ان کا بگاڑے گی اجل آ کے شب وصل ۔ جو مرتے ہیں تم پر کہیں ڈرتے ہیں قضا سے

تمہاری ماں کو جس غرض سے ہم لوگ بیاہ لائے تھے یعنی اولاد کی تمنا وہ باحسن الوجوہ[9] پوری ہو گئی۔ خدا نے بیٹوں کی جگہ بیٹے اور بیٹیوں کی جگہ بیٹیاں دیں۔ ان کا جو مشن[10] تھا وہ پورا ہو گیا۔ جب وہ اپنا کام پورا کر چکیں یا یوں کہو کہ قادر مطلق ان کے ذریعے سے یہ کام کرا چکا تو

---

[1] سختیاں۔ [2] برداشت۔ [3] جھکنا۔ [4] بے حقیقت۔ [5] پہلے جو چیز آئے۔ [6] ساتھ ساتھ۔ [7] برابر برابر۔ [8] بہت دنوں کی خواہش۔ [9] اچھی طرح۔ [10] انگریزی۔ غرض و غایت کام

اُن کو اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا اور یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو بندے اپنے رب کے پیارے ہوتے ہیں وہ بہت جلد دنیا کے قیدخانے سے رہائی پاتے ہیں اور اپنے خالق سے جا ملتے ہیں۔ یہ وقت ایسا تھا کہ خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے کہ برسوں گزر گئے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اُن کی یاد اُسی طرح تازہ ہے جیسی کہ تھی۔

ہماری جان لے کر خارِ حسرت دل سے نکلے گا * یہ کانٹا چبھ گیا ہے وہ بڑی مشکل سے نکلے گا

یہ وقت میرے لیے بڑی ابتلا اور آزمایش کا تھا۔ سارے بچے نادان کوئی بڑا بوڑھا اُن کا سنبھالنے والا نہیں۔ گو میں نے تمھاری بڑی اماں کے قدموں پر ٹوپی رکھ دی اور بہ منت درخواست کی کہ اب سوکن کا جھگڑا ست گیا۔ اب تو ان بن ماں کے بچوں کو اپنی آغوش محبت میں لو مگر اُن کا دل نہ پسیجنا تھا نہ پسیجا۔ کس کی بکری اور کون ڈالے گھانس۔

خاک میں ہم کو ملا ہیں وہ جوں نقشِ قدم * زیر پا جن کے ہم آنکھیں ہیں بچھانے والے

یہ سارا بارِ گراں مجھ ناتوان کے سر پڑا۔ سنگ آمد و سخت آمد۔ بڑی مشکل مجھے سراج کی اور تمھاری سنبھال کی تھی کہ دونوں ماں کے

قرب۔ ہمسایہ۔ چھوٹ جاتے ہیں۔ امتحان۔ پھنسنا۔ مبتلا ہونا۔ گود۔ نرم پڑ جانا۔ کیسی بھی مصیبت ہو جا رو نا چار جھیلنی ہی پڑتی ہے۔ ۱۲

بچھڑ جانے سے مثلِ ماہیٔ بے آب بے کل تھے۔ لوگ یہ کہہ کہہ کر بہلا دیتے تھے کہ حکیم کے ہاں گئی ہیں اب آجائیں گی۔ یہ بات کچھ سچ تھی کچھ جھوٹ۔ سچ یوں تھی کہ وہ اُس حکیمِ مطلق کے حضور میں گئی ہیں جہاں سب دُکھوں کی شفا ہے اور جہاں رنج و غم پاس نہیں پھٹکتا اور جھوٹ یہ ہے کہ وہ ایسے مرض میں گرفتار تھیں کہ کوئی حاذق سے حاذق طبیب بھی اُس سے چھڑا نہیں سکتا۔ ع چوں قضا آید طبیب ابلہ شود۔ مگر بچوں کی تڑپ اور بے قراری دیکھی نہ جا سکتی تھی۔ موت کیا چیز ہے ان معصوموں کو خبر نہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ اُن کی ماں کو دفعتہً کون اُچک لے گیا۔ پہلے وہ گھڑی دو گھڑی کو جاتی تھیں پھر چلی آتی تھیں۔ یا الٰہی یہ جانا کیسا ہے کہ جس کے بعد آنا نہیں۔ یہ بچھڑنا کیسا ہے جس کے بعد ملنا نہیں۔ بارِ خدایا یہ کیسی جدائی ہے کہ صورت کو ترس جائیں مگر دکھائی نہ دے۔ مدتوں یہ آس لگائے رہے کہ اماں اب آتی ہیں جب آتی ہیں۔ گھر کا کونا کونا چھان مارا مگر ماں کا پتہ نہ پایا۔ ہر وقت دیوانہ وار ڈھونڈتے پھرتے۔ روتے مچلتے اور

بن پانی کی مچھلی۔ بے چین۔ حکیم کا ترجمہ عالم ہے اور جو علاج معالجہ کرتا ہے وہ در اصل طبیب ہے مگر معالج کو حکیم کہنے کا رواج پڑ گیا ہے۔ زیرک۔ دانا۔ معالج۔ جب قضا سر پر کھڑی ہوتی ہے تو طبیب کے بھی ہوش حواس جاتے رہتے ہیں اچھی اُلٹی ہی سوجھتی ہے۔ ڈھونڈتے دیوانوں کی طرح ۔۱۲

ضد کرتے تھے۔ ؏

ایک بچہ جس کی ماں کا ہو گیا تھا انتقال ۔۔۔ میرے پاس آیا کہیں سے روتا ہوا ایک دن

اور کہا رو کر کہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں ۔۔۔ کھانا تک کھایا نہیں ہے بھوکا گزرا ایک دن

چھوڑ کر کس کو خدا جانے کہاں جاتی ہیں ماں ۔۔۔ ہے بہت مشکل مجھے ملنے ماں کے بچھڑا ایک دن

تم سے مل جائے تو کہنا تجھ کو بھی جا سا لیے تھے ۔۔۔ یا چلی آئے وہاں سے رہ کے دو یا ایک دن

کیسی بستی ہے وہ کیسے گھر ہیں کیسے لوگ ہیں ۔۔۔ تو نے تو جا کر وہاں خط بھی نہ بھیجا ایک دن

پیار کرتی منہ دھلاتی کپڑے پہناتی تھی روز ۔۔۔ یوں جھگڑتے سے میں بچتا نہیں تھا ایک دن

کیوں چمکارے مجھے اور کون لے آغوش میں اب ۔۔۔ خواب میں بھی تو نے آ کر حال نہ پوچھا ایک دن

اپنے سینے سے کبھی اک دم جدا کرتی نہ تھی ۔۔۔ اب یہ تنہا لے کہیں کیسے چھوڑا ایک دن

اب نہیں کرنے کا ضد اب کچھ نہ مانگوں گا کبھی ۔۔۔ خستہ حالی پر مری آ رحم فرما ایک دن

اب نہیں رونے کا رونے سے خفا ہے تو اگر ۔۔۔ اچھی اماں! گود میں لے لے مجھے آ ایک دن

تجھ کو بن میرے وہاں کٹتے ہیں کیسے روز و شب ۔۔۔ مجھ کو بن تیرے یہاں ہے سو برس کا ایک دن

ای خدا ایسے یتیم و بے نوا پر فضل کر ۔۔۔ یہ دعا کی اور اکبر خوب رویا ایک دن

میں پھر نوکری کا پابند اور گھر یوں بند۔ کچہری سے دن بھر کا تھکا ماندہ آتا تو ان کی خدمت گزاری میں مصروف ہوتا۔ ان جگر گوشوں کو کس پر چھوڑ سکتا تھا اور چھوڑتا بھی تو تھا کون؟ دیکھوں تو میں اور نہ دیکھوں

۱ بد ون ۔ ۲ گزرتے ۔۔ ۱۲

تو میں ۔ سچ کہا ہے ۔ ع رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے ۔ ساری رات مجھے جاگتے گزرتی ہے ۔ کبھی تم کو چھاتی پر سلاتا ہوں تو کبھی سر ذرا کو بہلاتا ہوں ۔ نہ کوئی یار نہ مددگار نہ کوئی ہمدرد و غمگسار ۔ حق اللہ پاک ذات اللہ ۔

اٹھانے والا کسی میں کون تھا ۔ ہاں اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا ۔

ہاں تمھاری ماں کی پروردہ ایک چھوکری ہے ق جس کو تمھاری ماں نے جان کی برابر بنش اپنے بچوں کے پالا پوسا تھا وہ ایک ہمدم اور رفیق تھی ۔ کسی بچے کو وہ لیتی کسی کو میں ۔ اس طرح ساری ساری رات آنکھوں ہی آنکھوں میں کٹ جاتی ۔

خیالِ خواب کہاں تیرِ غم سے جلتے ہیں ۔ تمام رات پڑے کروٹیں بدلتے ہیں

بڑھی مدد اس آیا جس نے تم سب بھائی بہنوں کو تمھاری ماں کے رہتے بڑی شفقت سے پالا تھا ۔ تھی تو وہ بڑھیا مگر کام کاج میں جوانوں کو مات کرتی تھی وہ تمھاری ماں کو ایسا روتی تھی جیسے کوئی اپنی بیٹی کو روتا ہے اور تم سب پر اپنی جان قربان کرتی تھی ۔ میں ان دونوں کا شکر گزار ہوں کہ میرے پسینے کی جگہ یہ خون گرانے کو موجود ۔ بچوں پر صدقے واری ۔

دنیا میں اگر ڈھونڈھیے تو کیا نہیں ملتا ۔ پر چاہنے والا نہیں ملتا نہیں ملتا

پرورش کیا ۔ غم کی تکلیف ۔ جلن ۔ شکست دینا ۔ یعنی جوانوں سے بڑھ کر تھی ۱۲

بڑھی آیا تو نوکری میں رہ گئی - عمر بھر میری خدمت کرتی رہی گو اب میں اُس کی خدمت کرنی اپنی سعادت سمجھتا ہوں لیکن برقی[1] اُس کا شوہر دم کے ساتھ ہیں - یہ دونوں نوکر نہیں ہیں بلکہ اس گھر کے ممبر[1] ہیں - تم سب کو چاہیئے کہ ان کو کبھی نوکر کی حیثیت سے نہ دیکھنا - برقی کا تم پر بڑا حق ہے وہ تمھاری ماں کا لگایا ہوا درخت ہے اور وہ وہ درخت ہے جس کی چھاؤں میں تم بیٹھی ہو - احسان کا بدلہ احسان - اُس کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور جہاں تک ممکن ہو اُس سے حُسنِ سلوک[2] سے پیش آنا تمھارا فرض ہے اور یہی حال اُس کے شوہر کا ہے وہ بھی تمھاری پرورش میں ۵ سچا بائی کا حصہ دار ہے ۵

قدیمان[3] خود را بیفزائے قدر   کہ ہرگز نیاید ز پروردہ غدر

تم کو معلوم ہے اور تم دیکھ بھی رہے ہو کہ اس گھر کی برقی قوت برقی ہے جس کی قوت[4] سے یہ گھر چلتا ہے - گو تمھاری ماں کی طرح گھر نہ چلتا ہو اور چل بھی نہیں سکتا تو جہاں روکھ نہیں وہاں ارنڈ ہی روکھ - ع

گندم[5] اگر بہم نرسد جو غنیمت است - اندر کا کارخانہ اُس کے سپرد ہے اور باہر کی دیکھ بھال اُس کا شوہر کرتا ہے - میں تو برائے نام نگراں ہوں

---

[1] انگریزی - شخص - [2] اچھا برتاؤ - [3] قدیم لوگوں کی قدر بڑھاؤ (کیونکہ) اپنے پالے ہوئے سے کبھی نمک حرامی نہیں ہوتی - [4] انگریزی طاقت - [5] گیہوں نہ مل سکے تو جو ہی غنیمت ہے

تو بھی آپا کا سن اسّی سے متجاوز[۱] دکن چھوڑ کر دلی آ نہیں سکتی۔ چلنے پھرنے سے معذور۔ اگرچہ میں اُس کی خدمات کا کافی حق ادا کرنے سے قاصر ہوں مگر اُس کی خدمت کو حاضر ہوں اور یہ سلسلہ ان شاء اللہ اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ ہم دو میں سے ایک ختم ہو جائے۔ ننھی سی جان صفیہ کی مجھے فکر تھی کہ یہ کیونکر پلے گا مگر تمہاری فکر بیکار محض جو پروان چڑھانے والا اور جوان کرنے والا ہے اُسی نے بن ماں کی بچی کو اپنی رحمت سے پلوا دیا۔ انا وہ دی جس نے ماں کو بھلا دیا۔ تمہاری ماں نے جب سے گھر خالی کیا وہ گھر مجھے کاٹے کھاتا تھا۔ مکان کی رونق تو صرف مکین[۲] سے ہے۔ در و دیوار کونے کونے اور چپے چپے[۳] سے اُن کی صدا[۴] ہر دم کانوں میں چلی آتی تھی مگر صورت نظر نہ آتی تھی۔ ؏

تنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی ٭ جب کوئی بھولا صدا کانوں میں آئی آپ کی
آپ کی جانے بلا کیوں کر کٹی فرقت کی رات ٭ دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپ کی

یہی گھر جو راحت کدہ[۵] تھا اب غم کدہ ہو گیا۔ یہی باغ جو کبھی پُر بہار تھا اب پُر خار تھا۔ بسا بسایا گھر چشم زدن[۶] میں اُجڑ بچڑ گیا۔ چھوٹے چھوٹے

---

[۱] اوپر ہی اوپر۔ [۲] مکان میں رہنے والا۔ صاحب خانہ۔ [۳] ذرا سی جگہ۔ [۴] آواز۔ [۵] آرام کی جگہ۔ [۶] پلک جھپکاتے ہی۔ آناً فاناً۔ ۱۲

بچوں کو لے کر اس گھر میں رہنا جہاں ہر وقت اُن کی یاد تازہ ہوتی رہتی ناممکن تھا۔ میں نے نقلِ[۱] مکان کا مصمم ارادہ کر لیا۔ یہ مشکل بھی میرے مشکل کشا[۲] نے آسان کی کہ بہ ترقی **عثمان آباد** کا تبادلہ ہوا۔ اضلاع میں ساری عمر کاٹی۔ مفصلات[۳] کی زندگی سے دل گھبرا گیا تھا۔ بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں کچھ دنوں رہنے کی مدت سے تمنا تھی۔ وہ بھی میرے کارساز[۴] نے پوری کی۔ ایک سال تو طاعون کے وبال میں کٹا دوسرے سال یہ سانحہ پیش آیا اب وہی حیدرآباد کاٹے کھاتا تھا۔ غرض حیدرآباد چھوٹا اور کیا ہی بری طرح چھوٹا۔ ٥

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے ✤ بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے
نکلنا خلد[۵] سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن ✤ بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے
محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا ✤ اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

عثمان آباد میں کوئی برس ڈیڑھ برس رہا وہاں سے اپنی خواہش سے ریل کا مقام دیکھ کر رائچور آیا کہ یہاں انگریزی تعلیم کا انتظام اچھا تھا۔ تین برس یہاں کانٹوں کے بستر پر کاٹے اور پنشن لے کر اپنے گھر آ گئے۔ تمھاری ماں کی مٹی حیدرآباد کی تھی وہ وہاں رہیں اور ہم یہاں نہ ہم وہاں جا سکتے ہیں نہ وہ یہاں آ سکتی ہیں۔ ٥

---

۱ مکان بدلنا ۲ مشکلوں کا حل کرنے والا ۳ شہر کے علاوہ دوسرے مقامات ۴ کام بنانے والا یعنی خدا ۵ بہشت ۱۲

ہاں دور بیٹھے فاتحہ اور ایصال ثواب جہاں تک ہو سکتا ہی کیئے چلے جاتے ہیں ؎

تا سحر وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانے کی خاک

یاد رکھو کہ سب سے عمدہ جوہر عورت کا مرد کی خوشنودی ہی سو وہ اُن کو حاصل تھی بوجہ اتم - حدیث شریف میں آیا ہی کہ جس عورت کا خاوند اُس سے راضی ہو وہ سنّے کھٹکے جنت میں جائے گی - دوسری خوش نصیبی عورت کے لیئے اولاد ہی جس عورت کا پلّہ بھاری ہوتا اور نیو گڑ جاتی ہی یہ تمنا بھی بوجہ احسن پوری ہوئی - تیسرے جس کسی عورت کا معصوم بچہ مرجاتا ہی وہ ماں باپ کی بخشش کا باعث ہوتا ہی یہ درجہ بھی ملا - مرگِ مفاجات اور زچگی کی حالت کی موت بھی درجہ شہادت کا رکھتی ہی یہ سب باتیں اُن کو ملیں - پھر رمضان المبارک کا مہینہ جس میں دوزخ کے دروازے بند اور جنت کے پٹ کھلے رہتے ہیں ایسے مہینے میں بھاگوانوں ہی کا بلاوا آتا ہی - اس پر اور ایک اضافہ رحمتِ یزدانی کا یہ ہوا کہ ستائیسویں تاریخ شبِ قدر جو ہزاروں راتوں سے بہتر رات ہی اُن کو نصیب ہوئی - یہ سب باتیں اُن کے جنتی ہونے کی ہیں اور پھر نماز روزے کی سختی سے پابند گنجینہ و

صبح تک - پوری طرح - بے تامل - مرتبہ - بنیاد - خوش نصیبوں - طلب - خدا کی مہربانی - ۱۲

غرض نیک دل ۔ نیک ذات ۔ خوش سیرت خوش صفات ۔ بظاہر حال تو اس خالقِ حقیقی کے فضل و کرم سے امید کی جاتی ہے کہ یہاں بھی اُن کی اچھی گزری اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں اس سے بھی زیادہ اچھی گزرے گی ! ۵

غم دنیا مخور کہ بیہودہ است ۔۔۔ ہیچ کس در جہاں نیاسودہ است

غم دیں خور کہ غم غمِ دین است ۔۔۔ ہمہ غمہا فرودتر زین است

خدا اُن کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہم سب کو اس صدمے کے برداشت کی طاقت اور صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین

خلاصہ یہ کہ وہ دنیا سے ایسی سُبک گئیں کہ اُن کو اپنے مرنے کی بھی خبر نہیں ۔ نہ کسی کے چھوٹنے کا رنج ۔ نہ بیماری نہ دکھ نہ تیمار داری کا احسان ۔ نہ سکرات کی تکلیف نہ مکروہات کا خیال نہ دنیا کے چھوٹنے کا ملال ۔ ۵

بست و ہفتم از مہِ رمضان شریف ۔۔۔ ماند با اہلِ جہاں خوش حال ہم

کرد عشا ایں جا و صبح در جناں ۔۔۔ ہست فرخ بنگر و اعمال ہم

مگر ہاں پس ماندوں کو تڑپتا چھوڑ گئیں گھر اداغ جدائی کا دے گئیں

دنیا کا غم کھانا فضول ہے کہ دنیا خود بیہودہ ہے بھلا دنیا میں آرام کون ہے ۔ غم کھاؤ تو دین کا کہ اس کے آگے سارے غم ہیچ ہیں ۔ ہر حال میں ۔ اٹھانے ۔ اچھا صبر ہلکی ۔ موت کی تکلیف ۔ ۲۷ رمضان تک دنیا میں اچھی رہیں ۔ عشاء دنیا میں پڑھی اور صبح جنت میں (سبحان اللہ) کیا اچھے اعمال ہیں ۔ جو لوگ رہ گئے ۔ ۱۲

خوشیاں گئیں ہم کو رُلا گئیں - وہ چین سے ہیں اور ہم نے چین وہ آرام سے ہیں اور ہم مبتلائے رنج و آلام -

کسی کے مرگ پر ای دل نہ کیجے چشم تر ہرگز۔ بہت سارو اُن پر جو اس پہ مر بیٹھیں جس طرح کہ دنیا کی کسی خوشی کو قیام اور ثبات نہیں - اسی طرح یہاں کے غم و آلام بھی فانی اور چند روزہ ہیں - کیا خوب کہا ہے کسی نے پہ کہاوت صحیح ہے کہ مرتے کے ساتھ کوئی مرتا نہیں ہاں مرنے والا اپنی جان سے جاتا ہے" اور پرولے رو پیٹ کر بھلے چنگے ہو جاتے ہیں۔ اگر غم و الم کا وہی اشتداد رہتا جیسا کہ پہلے شاک میں ہوتا ہے تو کاہے کو کوئی دنیا میں رہتا بستا ایک کے ساتھ دس مرتے اور دنیا تباہ ہو جاتی مگر غفلت کا کچھ ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ آج مرے کل دوسرا دن سب بھول بسر جاتے ہیں اور اگر بھول بسر نہ بھی جائیں تو اس غم میں یوماً فیوماً کمی تو ضرور ہوتی جاتی ہے اور وہ سنائے قراری اور جھبن جو شروع شروع میں ہوتی ہے باقی نہیں رہتی اور آخر سہارا ہو جاتی ہے اور اسی کو کہتے ہیں صبر آ گیا تمھاری ماں کی موت واقعی میرے لیئے ایک بہت بڑی مصیبت تھی اُن کا دفعتہً مرجانا ایک بڑا بھاری شاک تھا۔ کسی عورت کا ننھے ننھے بچے چھوڑ کر مرجانا ایسا واقعہ ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی متاثر

الم کی صبح ہے - یہ بھی گزر جائے گی - مثل ہے - انگریزی صدمہ - کیوں کر تکلیف مضاعف کا اثر پڑتا ہو - ۱۲

ہو جاتے ہیں نہ کہ جس پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا ہو۔ پہلے تو ملازمت کی بیڑی ہی پھر ملازمت بھی ریاست کی گو وہ کیسی ہی منتظم کیوں نہ ہو مگر پھر بھی شخصی اور جمہوری حکومت میں بڑا فرق ہے۔ بادشاہ تک ہر کہ و مہ کی رسائی نہیں

در میر و وزیر و سلطاں را — بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب — ایں گریبانش گیرد آں دامن

اور جن تک بہ مشکل رسائی ہے اُن کا دماغ نہیں ملتا۔ گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔ سگ باش و برادر خورد مباش۔ وہ نوکری نہیں چاہتے بلکہ غلامی چاہتے ہیں۔ اُن کا راضی رکھنا اور سانپ کا کھلانا برابر۔ اُن کی دربار داری اور مزاج دانی کارے دارد۔ اُن کی خوشنودی کا گر جھوٹی تعریف اور رذیل خوشامد۔ کہنا وہ جو دل میں نہ ہو۔

اگر شہ روز را گوید شب ہست ایں — بباید گفت اینک ماہ و پرویں

اپنی مرضی کو جائز و ناجائز اُن کے تابع رکھنا یعنی اپنے کانشنس کو پامال کرنا کچھ آسان کام نہیں۔ چھوٹے موٹے عہدوں میں چنداں

غم کا پہاڑ یعنی بے انتہا غم۔ زنجیر یعنی قید۔ ایک شخص واحد کی۔ ہر کہ و مہ۔ کئی کی مل کر۔ چھوٹا بڑا۔ پوچھ۔ بڑے بڑے لوگوں وزیروں اور بادشاہوں کی ڈیوڑھی تک بلا وسیلے رسائی نہیں ہو سکتی۔ جب کسی خستہ حال کو کتے اور چوبدار دیکھ لیتے ہیں تو کوئی گریبان پر ہاتھ ڈال دیتا ہے اور کوئی دامن پکڑ لیتا ہے۔ بات نہیں کرتے۔ قیام نہیں

(باقی بصفحہ آئندہ)

قباحت نہیں۔ بڑے بڑے عہدوں میں بڑی بڑی مشکلات اور ذمّے داریاں ہیں۔ ع جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے۔ ضلع کی حکومت ایک سر و ہزار سودا۔ حاکم ضلع اور تحصیلدار دو ہی اگزیکیوٹو عہدہ دار ہیں۔ ایک ضلع کے سیاہ سفید کا مالک دوسرا تعلقے کا۔ ان دو عہدوں میں مدار المہام سلطنت کی سی جامعیت ہے۔ کل محکمے اور ہر شعبہ اُس کے ماتحت۔ دوسرے عہدہ دار محض رسائل اور مسائل کے مالک ہیں یعنی وہ صرف احکام کی تبلیغ کرنے والے یا نگراں ہیں اُن پر ذاتی ذمّے داری کا بوجھ نہیں۔ ضلع کی حکومت ایک سمجھ دار شخص کے لیے جو خدا سے ڈرتا اور اپنے فرائض کی ادائی کا خواستگار ہو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں اُس کے پیش نظر ہوں لوہے کے چنے

تکملہ نوٹ صفحہ گزشتہ۔ چھوٹے بھائی کی وقعت نہیں اس سے تو کتا بہتر ہے۔ بڑا کام ہے۔ حکمت۔ اگر بادشاہ دن کو رات کہے تو ہاں میں ہاں ملانی چاہیے بلکہ اس کی تصدیق میں تارے بھی بتلا دو کہ چاند ہے اور وہ پروین۔ اسی طرح کی ایک نقل مشہور ہے کہ کسی امیر نے بینگن کی تعریف کی مصاحب نے کہا سبحان اللہ کیا بات ہے سب ترکاریوں سے افضل کہ اس کے سر پر تاج ہے۔ پھر کسی موقع پر اسی امیر نے بینگن کی مذمت کی کہ بچالے اور بادی ہوتے ہیں پھر کیا دیر تھی مصاحب نے سیکڑوں کیڑے ڈالنے شروع کیے۔ امیر تاڑ گیا کہا کہ تم بھی عجب خوشامدی آدمی ہو ابھی کل کی بات ہے کہ تم تعریف کر رہے تھے یا آج برائی۔ مصاحب نے کہا حضور! میں آپ کا نوکر ہوں کہ بینگن کا۔ ایقان یقین۔ ایمان
۱۵ برباد۔ 16 اتنی۔ ۱۲ صفحہ ھذا۔ کار کنندہ۔ وزیر۔ ہنر کاری۔ شارع۔

چھپانا ہے۔ مجھ کو ہمیشہ کام کی دُھن رہی ۔ دن بھر ابھی ہیں ایسا اُٹھ جاتا تھا کہ سر کھجانے کی فرصت نہ ملتی تھی ۔ رہی رات وہ گھر کے دھندے

بکھیڑوں میں کٹتی تھی غرض چین جو کہو وہ نہ دن کو تھا نہ رات کو۔ ۵

یاں فکرِ معیشت ہے وہاں غدغۂ حشر آسودگی خرقیست یہاں ہے نہ وہاں ہے

دنیا میں کون سُکھی ہے جو میں اپنے دُکھی ہونے کی شکایت کروں۔ ۵

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں ۔ موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

مجھے ہمیشہ یہ خیال رہا کہ خلق اللہ کے ایک گروہ کثیر کی فلاح و بہبودی

اُن کی تقدیروں کا فیصلہ خدائے قدیر اور قادرِ مطلق نے مجھ ناتوان کے

دستِ قدرت میں دیا ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کا حق میرے ہاتھ سے

مارا جائے اور میں مواخذہ میں دھر لیا جاؤں اور آٹے کے ساتھ

گھن بھی پس جائے تو دنیا اور دین دونوں غارت ! دوہا۔

تلسی آہ غریب کی کبھی سہی نہ جائے ہوئے چام کی پھونک سے لوہا بھسم بنائے

تکملۂ نوٹ صفحہ گزشتہ ۔ خدا ترس تربیت ۔ پہنچانا ۔ دیکھ بھال کرنے والے

طلب گار مستحق ۔ اللہ کے حقوق ۔ بندوں کے حق ۔ مدِ نظر ۔ سامنے ۔ مشکل کام ۔

صرف مطلق ۔ کام ۔ خدشہ ۔ آرام ۔ چین ۔ ایک بات ہے ۔ ایک بڑا گروہ ۔ بہتری

کمزور ۔ اختیار ۔ پکڑ ۔ باز پرس ۔ کسی کا بے سبب مبتلائے مصیبت ہو جانا ۔ تلسی داس

ایک بڑا خدا پرست فقیر ہو گیا ہے ۔ اس کے دوہے بہت زبان زدِ خاص و عام ہیں چنانچہ

(باقی بصفحہ آئندہ)

یہ بندہ عاجز اپنے مالک حقیقی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ تہائی صدی کی ملازمت میں کبھی مگر کبھی میں نے دیدہ و دانستہ بالقصد بے انصافی نہیں کی نہ کسی کی سعی سفارش سے دب کر کسی حق دار کا حق تلف کیا۔ گو اس اک نگھے طرز کی بدولت میں گرفتار مصیبت و آلام رہا مگر میرے دل نے کبھی مجھے ملامت نہیں کی اور یوں بندہ بشر ہوں بھول چوک کا معاف کرنے والا خدا ہے۔ دوہا۔

چلتی چکی دیکھ کر دیا کبیرا روئے دو پاٹن کے بیچ میں ثابت بچا نہ کوئے

تمھاری بڑی اماں نے چالیس برس کا ساتھ چھوڑ دیا اور مجھے منجھ دھار میں چھوڑ دلی چلی آئیں۔ گو مجھ کو اُن سے جہاں تک تم لوگوں کا تعلق تھا کوئی مدد نہ ملتی تھی تاہم گھر تو کھلا ہوا تھا۔ اب میں بالکل بے یار و مددگار رہ گیا۔ س

تکملہ نوٹ صفحہ گزشتہ۔ اُنھوں نے اپنی نسبت یہ دوہا کہا ہے۔ تلسی تلسی سب کہیں اور تلسی بن کی گھاس پھر کر یا بھئی رگھناتھ کی جو ہو گئے تلسی داس۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ تلسی ایک خوشبودار پودا ہے۔ خداوند تعالیٰ کا فضل ہوا تو وہ تلسی داس بن گئے۔ اصل دوہے کا مطلب یہ ہے کہ غریب کی آہ خالی نہیں جاتی۔ دیکھو دھونکنی کو کہ مردہ کھال ہے مگر وہ بے جان چیز بھی لوہے جیسی سخت چیز کو بھی پھونک ڈالتی ہے۔ ۱۲ صدی سو برس کی ہوتی ہے اُس کا تیسرا حصہ۔ جان بوجھ کر۔ ارادے سے۔ عمداً۔ کوشش۔ یک رخے۔ سب سے تو بھی۔ ۱۲

اب میں جو دنیا میں تو پریشاں نہیں کوئی — جب میں نہ رہوں گا تو مری یاد رہے گی

اس تنا تنی کے اسباب کچھ ایسے ناگفتہ بہ ہیں کہ "اپنا گھٹنا کھولیے اور آپ ہی لاج مریے لاج" - میں نہیں چاہتا کہ تم کو ایک ایسی بات کی تفصیل بتاؤں جس کا تعلق تم سے نہیں یا یہ کہ تمھارے لیئے ایک بُری مثال قائم کروں - جب سے میری شادی ہوئی مجھے یاد نہیں کہ وہ اس طول طویل مدت میں کبھی مجھ سے جدا ہوئی ہوں لیکن اب تو مجھ پر دُہری مار پڑی ایک مر کر چھٹیں دوسری زندہ چھٹیں ؎

غمہائے مردہ در دلِ ما زندہ شد است — گویا شبِ فراقِ تو روزِ قیامت است

اس سے تم کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ خدانخواستہ قطع تعلق ہوگیا - بھلا نعوذ باللہ شریعت میں ایسا کہیں ہو سکتا ہے - نہیں نہیں یہ وہی مثل ہوئی تم روٹھے ہم چھوٹے ؎

تمھیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی — چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

گو وہ پہلی سی دلی صفائی نہ ہو مگر ملنا جلنا اب بھی بدستور ہے - کسی بات میں اپنی دانست میں میں کمی نہیں کرتا اور انشاء اللہ مرتے دم تک نہ کروں گا ؎

کہتے تو ہو یوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا — یہ کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا

پوچھنے والا - کشمکش - رکاوٹ - کہنے کے قابل نہیں - شرم - لمبی چوڑی - مردہ غم میرے دل میں تازہ ہو گئے ہیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمھاری جدائی کی شب گویا قیامت کا دن ہے - چھوڑنا - ناراض ہوئے - نزدیک - ۱۲

تمھاری ماں مجھے زندہ درگور کر گئیں۔ مجھے کہیں کا نہ رکھا۔ میرا وہ دل نہ رہا وہ بات نہ رہی۔ زندہ ہوں۔ کھاتا ہوں۔ پیتا ہوں۔ چلتا ہوں۔ پھرتا ہوں۔ تن درست ہوں۔ توانا ہوں۔ غرض سب کچھ کرتا ہوں گھٹتا نہیں۔ مرا نہیں۔ مگر دل کی خبر خدا کو ہے۔ دل ضرور مر گیا۔ بظاہر زندہ ہوں مگر در اصل مردہ۔ بلکہ مردے سے بدتر۔ دل میں نہ ولولہ ہے نہ امنگ ہے اور پھر عمر کا بھی یہی تقاضا ہے۔ عروج نہیں زوال ہے۔ باقی

میں غالب گو عمر بھر میں آیا　　　دم ہونٹوں پہ میرا اس سفر میں آیا
پیری نے کچھ اس طرح گھسیٹا مجھ کو　　　جو زلف میں خم تھا وہ کمر میں آیا

چار سال کٹے اور کیا ہی بری طرح کٹے۔ تم سب کو سمیٹے بیٹھا رہا۔ جب کبھی آیندہ کا خیال آجاتا تھا کہ یا الٰہی کیا ہوگا اور کیا ہونے والا ہے تو نیند اچاٹ ہو جاتی تھی اور اختر شماری میں ساری رات گزر جاتی تھی واقعات درحقیقت اتنے خطرناک ثابت نہیں ہوتے جتنا کہ اُن کی پیش بندی اور وہم میں انسان گھلتا ہے۔ پہلے میرا یہ خیال تھا گو وہ ایک خیال موہوم تھا کہ اصلی ماں نہ رہیں تو نقلی ماں تم کو آغوش محبت میں لے لیں گی۔ یتیموں پر اُن کو ترس ضرور آئے گا۔ مگر۔ ع۔

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

---

۱ زندہ بچے پر قبر۔ ۲ طاقت ور۔ ۳ کمر جھکنا۔ ۴ گھٹنا۔ ۵ گھسیٹے کھینچے۔ ۶ نیند نہ آنا۔ ۷ تارے گننے۔ ۸ انتظام آیندہ
۹ ڈر۔ ۱۰ ایسا خیال جس کی بنیاد نہیں۔ ۱۱ یہ برا خیال ہی خیال ہے جو نا ممکن ہے اور جنون کی حد کو پہنچا ہوا ہے۔ ۱۲

وہاں وہی تنہا تھا۔ بلکہ مع شیٔ زائد۔ کیوں کہ اب کوئی حریف اور
مدِ مقابل نہ تھا۔ میدان خس و خاشاک سے صاف تھا۔ چاہیئے تھا کہ
وہ ٹھنک جاتیں۔ بگڑی کو بناتیں۔ اس اُجڑے گھر کو بساتیں اور
تم کو چھاتی سے لگاتیں مگر رسّی جلتے جل گئی پر بل نہ گیا۔ خیر اس قضیۂ
نا مرضیہ کو یہیں کا یہیں چھوڑو۔ گوشتِ خر و دندانِ سگ۔ جب تک
بابری طرح جیسا بھی اُن کا جی چاہا رہیں۔ بیوی تھیں اور وہ بھی بیاہتا۔ اُن کا
حق مقدم تھا۔ گذر گیا رہا۔ اُن کے جانے سے اور بھی وحشت بڑھنے لگی
مجھ سے ممکن نہ تھا کہ دن بھر تم کو کلیجے سے لگائے رکھتا۔ کچہری کے
علاوہ دَورہ بھی تھا اور وہ بھی طویل چھ مہینے کا۔ دورے پر تو مجھے
جانا ہی پڑتا تھا مگر مسلسل نہیں۔ ہفتہ دو ہفتہ بیس دن حد اکیس البتہ باہر رہا
پھر دو چار دن کو چلا آیا۔ تم کو دیکھ لیا جان میں جان آگئی۔ یہی تمھاری
حالت ماں کی جدائی تم کو بھولی نہ تھی اور نہ ایسی جلد بھول سکتی تھی۔
تمھارا دل چاہتا تھا کہ باپ سارے دن تمھارے سینے سے لگا بیٹھا
رہے ایک منٹ کو بھی نظر سے اوجھل نہ ہو اور نوکری کا تقاضا تھا کہ

کوشش۔ بلکہ کچھ زیادہ۔ مقابل۔ کوڑے کرکٹ۔ ناپسند معاملے۔ گدھے کا
گوشت کتے ہی کے لائق ہوتا ہے۔ اسی موقع پر جیسی روح ویسے فرشتے بھی
بولتے ہیں۔ ہر وقت پاس رہنا۔ ۱۲

آٹھ برس میرے غیاب میں سارا دارومدار[1] نوکروں پر تھا جن میں دردمند
کم اور خودغرض زیادہ۔ سچ ماننا اور یقین جاننا کہ میں نے باپ کے
علاوہ تمہارے لیئے ماں کا بھی کام کیا ہے اور میری دلی تمنا ہے کہ جہاں تک
قوتِ بشری[2] سے ممکن ہے اور جب تک میرے دم میں دم ہے تمہارے
ننھے ننھے دلوں کی تکلیف کو اپنے اوپر لے لوں اور کسی طرح تمہارا
دل میلا[3] نہ ہو۔ کوئی بات عملاً[4] یا فعلاً ایسی نہ ہو جس سے تم اپنی ماں کی
کمی کو محسوس کرو۔ مگر فطرتِ انسانی اس کے خلاف ہے۔ ماں ماں ہی
ہے اور باپ باپ ہی۔ باپ لاکھ جتن[5] کرے ماں کا پورا قائم مقام یا
نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ چھوٹے بچوں کے سروں پر سے ماں کا سایہ
اٹھ جانا ایک بڑی حرماں نصیبی[6] ہے جس کا احساس قدم قدم پر ہوتا ہے
اور تا زیست[7] رہے گا۔ یہ مرض لاعلاج[8] ہے۔ اس کے کاٹے کا منتر نہیں
مگر ماں باپ اگر دل پہ لے تو ماں کی نقل اور نقل بھی ناقص بن سکتا ہے
لیکن نقل نقل ہی ہے اور اصل اصل ہی ہے ع اصل و نقل[11] میں فرق ہے بڑا
اے مرنے والی گھر کی ملکہ! کل تک تیرا نام زندہ تھا۔ اگر تو اپنے

---

[1] انحصار۔ بھروسہ۔ [2] انسان کی طاقت۔ [3] آزردہ۔ [4] کرنے یا ارادے سے۔ [5] کوشش۔ تدبیر۔ [6] بدنصیبی۔ [7] زندگی بھر۔ [8] جس بیماری کا علاج نہ ہو سکے۔ [10] تکلیف کا علاج۔ [11] اصل اور نقل میں بڑا فرق ہے۔ ۱۲

ندماں نصیب شوہر کی سچی ہمدرد اور رفیق زندگی تھی تو تو اپنے پیارے بچوں کی دل سوز اور جاں نثار ماں تھی کل تک تو اپنے معصوم جگر پاروں کو اپنے سینے سے لگائے پہلوؤں میں چھپائے بڑے امن چین سے مگن بیٹھی تھی۔ لیکن آہ! تجھ کو کیا خبر تھی کہ تیری حیات کا پیمانہ اور عمر کا جام لبریز ہو چکا ہے۔ ع پیمانہ بھر چکا ہے چھلکنے دیر ہے۔ عنقریب تیرے رشتۂ حیات کو مقراضِ اجل کاٹ دے گی۔ ؎

واں قاقم و حریر پہ چلتی ہیں قینچیاں ؏ یاں جامۂ حیات کی قطع و برید ہے

اور تو اپنے ننھے ننھے لختِ جگر دل کے ٹکڑوں کو اس دنیا میں تن تنہا روتا بلکتا چھوڑ کر ایسی جگہ چلی جائے گی جہاں سے پھر کوئی آتا نہیں ؎ حالِ عدم نہ کچھ کھلا گرچہ ہے رفتگاں ہے کیا۔ کوئی حقیقت آن کے کہتا نہیں بھلی بری آخر وہ وقت آ پہنچا کہ اور کیسا اچانک آیا کہ جس سے کوئی زبردست سے زبردست قوت بھی نہ بچا سکی۔ آخر تو نے اپنی جانِ شیریں اُس مالک حقیقی کے حوالے کی جس نے تجھے پیدا کیا تھا۔ او موت! او بے رحم موت! تو نے اس غریب کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ اپنے پیارے

ٹکڑوں۔ پہلوؤں۔ خوش چین سے۔ بھر چکنا۔ کناروں تک بھری ہوئی چیز سے گر جانا۔ زندگی کا تعلق۔ موت کی قینچی۔ قاقم اور حریر دو نرم ریشمی کپڑے ہیں۔ کتر بیونت۔ جانے والوں۔ یکایک۔ ۱۲

بچوں کو ایک نظر دیکھ تو لیتی اور کم سے کم ایک آدھ کلمہ تسلی کا کہہ جاتی ہونٹ ہلے مگر منہ سے کچھ نہ نکلا۔ زبان تھی مگر بند۔ آنکھیں تھیں مگر پتھرائی ہوئی۔ تو چپ چاپ دنیا سے سدھار گئی۔ ۵

کرو نہ دیر جہاں میں جہاں سے آئے چلو ۔۔۔ یہاں گمانِ خطر ہے قدم بڑھائے چلو
یہاں فریبِ نشیب و فراز اکثر ہے ۔۔۔ خدا کے واسطے اتنا نہ منہ اٹھائے چلو
شکستہ پا ہوں کہیں ساتھ سے نہ رہ جاؤں ۔۔۔ مجھے بھی ہاتھ ذرا دوستوں لگائے چلو
ہمیشہ ملکِ عدم کے بنے رہو سفری ۔۔۔ اُدھر سے لینے کو پیکِ قضا جب آئے چلو
اِدھر اُدھر کہیں پھر کر ترا رہ جانا ہے ۔۔۔ سمندِ عمر رواں کو ذرا دبائے چلو
ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے ۔۔۔ وہاں کی بگڑی ہوئی کچھ یہیں بنائے چلو
عدم میں تم سو گے دردِ جگر کو اے تسلیم ۔۔۔ جو ہو سکے کوئی سینے پہ تیر کھائے چلو

آہ آہ وہ کم بخت سخت جاں شوہر کیوں نہ زندہ در گور ہو جس کا رفیقِ زندگی یوں چٹ پٹ ہو جائے ہم سب کا رونا تو ایک معمولی رونا ہے۔ اصلی رونا اُن معصوموں کا ہے جن کو داغِ یتیمی لگ گیا۔ وہ داغ ایسا ہے جو کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا۔ آہ اس غم و الم کا اندازہ کچھ وہی معصوم بھول سے بچے کر سکتے ہیں جن پر یہ کڑی پڑی ہو۔

---

۱ ساکن۔ ٹھیری ہوئی۔ جب کہ پتلیوں میں گردش نہ رہے۔ ۲ سر پیچ اونچ۔ ۳ عاجز درماندہ۔ لفظی معنے پاؤں ٹوٹے ہوئے۔ ۴ مدد کرنا۔ ۵ قاصد۔ ۶ قزاقا۔ ۷ گھوڑا۔ ۸ عاقبت۔ ۹ دنیا۔
۱۲

رہیں گے دوسرے عزیز قریب جن میں کا ایک حرماں نصیب شوہر بھی ہے
سب اچھے نام سے ہو جائیں گے۔ اے میرے پالن ہار[۱]۔ یہ بچے تیری
امانت ہیں۔ تو ان کے ننھے ننھے معصوم دلوں کو تقویت[۲] اور تسلی دے
کہ تیرے سوائے کسی کی تسلی و تشفی سے ان کا کمھلایا ہوا دل ہرا
نہیں ہو سکتا۔ ؏

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا — تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا
مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح — تو کب تک مرے منہ کو دھوتا رہے گا
مرے دل نے وہ نالہ پیدا کیا ہے — جرس[۳] کے بھی جو ہوش کھوتا رہے گا
بس اے میرؔ مژگاں[۴] سے پونچھ آنسوؤں کو — تو کب تک یہ موتی پروتا رہے گا
میں وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں — جسے ابر ہر سال روتا رہے گا

جب تمہاری پھوپی اماں کی سرد مہری[۵] اس حد کو پہنچی اور تمہاری حالت بدستور
رہی تو اکثر یہ خیال ستانے لگا کہ زندگی موت کا بھروسہ نہیں کس کی ہے
اور کس کی رہ جائے گی۔ ؏

کہتا ہے میرا امیرؔ یاں تیرا کون ہے — دو دن کا ہے بسیرا[۶] پھر آتا کون ہے

موت بھی ایک ایسی چیز ہے کہ گو اس کا کوئی وقت مقرر نہیں مگر آئے گی
ضرور۔ جس نے ماں کا پیٹ دیکھا وہ قبر کا گڑھا[۷] ضرور دیکھے گا۔ کوئی

---
۱ پالنے والا۔ ۲ طاقت مضبوطی ۳ گھنٹہ ۴ پلک۔ ۵ بے پروائی۔ ۶ عارضی مسکن ۷ شگاف

آگے کوئی پیچھے کوئی آج کوئی کل۔ تمھاری ماں جوان تھیں۔ زچگی کی خدوش حالت ہے جیسے کہ تیں جینا اور مرنا برابر۔ سچ کہتی ہیں۔ وہ پار اُتر گئی تھیں۔ آخر دیکھو نشوؔنما ہو گئیں۔ دس بجے رات کو صفیہ کو دودھ پلایا۔ اور پر والے تو اوپر والے خود اُن کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ گھڑی بھر کی بھی مہلت نہیں موت سر پر کھڑی ہے۔ میں تو زمانے کا لیل و نہار خوب دیکھ چکا۔ سرد و گرم زمانے کا مزہ خوب چکھ چکا۔ اب چل چلاؤ کا وقت آن لگا۔ بہت گئی تھوڑی رہی۔ عمر طبیعی کو پہنچ چکا۔ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ زندگی اگر کچھ باقی بھی ہے تو۔ ع۔ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند۔ میری آنکھ بند ہو گئی تو تم کو کون سمیٹے گا۔ تم سب ہر وقت دوسروں کے محتاج اور دست نگر ہو۔ نہ تم میں سے کوئی کسی قابل نہ اور کوئی بڑا بوڑھا یا سرپرست۔ ددھیال ننھیال سب جگہ سناٹا ہی سناٹا ہے۔ اس قسم کے افکار بھی خدع نفس ہیں۔ ہوتا وہی ہے جو مقدر میں لکھا ہوتا ہے مگر انسان اپنی طرف سے تدبیر کرنے سے نہیں چوکتا ع۔ تدبیر کند بندہ و تقدیر زند خندہ۔ غرض یہ کہ ایک گھر والی کی

راتدن۔ اگر رہی بھی تو صرف ایک رات دوسری رات رہنے والی نہیں۔ عارضی چند روزہ ویرانہ۔ عالم تنہائی۔ دل کا مکر۔ انسان تدبیر کرتا ہے اور تقدیر اُس پر ہنستی ہے ۱۲

ضرورت مجھ کو بشدت محسوس ہونے لگی اور قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ گھر بلا عورت کے چل نہیں سکتا ۔ حقیقت میں یہ عمر میری نکاح کی نہ تھی ۔ میری تمنا تو یہ تھی کہ تمھارے بیاہ بارات رچاؤں مگر تم سب بچے نادان ۔ جب لوگوں کو میرا رجحان اس طرف معلوم ہوا ۔ پیغام کئی جگہ سے آئے ۔ میں نے ہامی نہ بھری ۔ اب نہ حُسن درکار تھا نہ جوان دُلہن کا طلبگار اب تو صرف ایک نقلی ماں کی ضرورت تھی جوان بچوں کو بھلا وہ اپنا تو کیوں سمجھنے لگی خیر نرا بچہ ہی سمجھ کر پسیجے اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو محبت بچوں کی اُن کی ماں کی زندگی میں ہوتی ہے ماں کے اُٹھ جانے کے بعد ویسی نہیں رہتی ۔ جب تک غم تازہ ہے محبت بھی زوروں پر رہتی ہے ۔ جہاں غم مدھم پڑا محبت بھی رفو چکر ہوئی اور کہیں باپ دوسری عورت لے آیا تو رہی سہی محبت بھی ندارد باپ نئی نویلی دُلہن کی طرف جھک جاتا ہے اور بچے سنے چاروں کی جان غضب میں آجاتی ہے ۔ سوتیلی ماں کا سلوک ہمیشہ برا ہوتا ہے ۔ سوکن کے بچوں کو وہ قہر آلودہ نگاہوں سے دیکھتی ہے ۔ مثل مشہور ہے کہ سوت اچھی سوتیلے بُرے ۔ سوکن کا جلاپا ایک دفعہ کا ہوتا ہے اور یہ ہر وقت کا

رغبت ۔ میلان ۔ ہاں کرنا اور حامی کے معنی حمایت کرنے والا ۔ مانند ۔ کم زور ۔ کم ۔ غائب ۔ رخصت ۔ لاڈلی ۔ ارمان چونچلوں کی ۔ غضبناک ۱۲

عذاب جان ہے۔ باپ کی توجہ ایسے وقت میں بٹ جاتی ہے جب کہ اُس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ذرا اُبھری محبت اگر رہی بھی تو سوتیلی ماں کی ہر وقت کی لگائی بجھائی اور اُس سے ملیامیٹ کر دیتی ہے اور یہ وقت ایسا ہوتا ہے کہ ذرا سی جھڑکی ذرا سی گھرکی ذرا سی سختی کہ ادنیٰ انسانی اور عدم توجہی بھی اُن پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہتی کیوں کہ اُن کے دل غم زدہ ہوتے ہیں ذرا سی ٹھیس اُن کے نازک شیشۂ دل کو چکنا چور کرنے کو کافی ہے۔ وہ ڈھونڈتے ہیں ماں کی چاہت اور یہاں دیکھو تو یہ قباحت ۔ ؏

نہ چھیڑ تو ہمیں دل دکھائے ہوئے ہیں　　جدائی کے صدمے اُٹھائے ہوئے ہیں

اب چاہے اسے لوگ میری خواہش نفسانی پر محمول کر کے اسے جھوٹی کہانی اور بات بنانی سمجھیں یا امر واقعی۔ لیکن میں کم سے کم تمھارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ امر واقعی یہی تھا جو میں نے لکھا اور صاف بات یہ ہے کہ غم کا بھی اب وہ اشتداد باقی نہ رہا تھا۔ اُدھر سے خیال بٹا تو یہ واہمہ بڑھا۔ دیوانہ را ہوئے بس است۔ میں تو پہلے ہی

---

۱ تقسیم ہو جانا۔ ۲ تھوڑی سی۔ ۳ شکایت کرنا چغلی کھانا۔ ۴ غارت۔ برباد۔ تباہ۔ ۵ ڈانٹ۔ ۶ یہاں تک کہ۔ ۷ خلش۔ ۸ پارہ پارہ۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ ۹ محبت۔ ۱۰ خرابی۔ ۱۱ ڈالنا۔ رکھنا۔ حوالہ دینا۔ ۱۲ اصلی بات۔ ۱۳ دیوانے کو بس کوئی بات مل جانی شرط ہے پھر اسی کی رٹ یا لو لگ جاتی ہے۔ ۱۲

نکاح کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتا تھا۔ لیکن غیروں کا اصرار سمجھو یا اپنی مرضی۔ کچھ بھی ہو نکاح ہوا پر ہوا۔ نکاح نہ ہوتا تو تم سب کہاں سے آتے اس گھر کی رونق کیوں کر ہوتی۔ میں نکاح کر کے خوب مزہ چکھ چکا تھا۔ اب کھائی تو کھائی اب کھاؤں تو رام دہائی۔ لیکن غرض سے نکاح کیا تھا وہ خدا نے پوری کی اور ساری تکلیفیں راحت سے مبدل ہو گئیں۔ خلقتِ انسانی کی اصل غرض و غایت توفیر نسلِ انسانی ہی ہے نہیں تو پھر زندگی سے کیا کار۔ تمہاری ماں کے مرنے کے بعد ہرگز میرا ارادہ اور نکاح کا نہ تھا۔ کیوں کہ ایسی بیوی مل نہیں سکتی تھی لیکن ضرورتوں نے ایسا تنگ پکڑا کہ کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی آخر بہت دنوں کے تجربے اور غور اور خوض اور صلاح مشورے کے بعد بجز اس کے مفر نہ دیکھا کہ نکاح تو کرنا ہی پڑے گا آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں۔ یہ تھے وہ خیالات جو ایک مدت سے میرے دماغ میں گونج رہے تھے اور جو مجھے ازدواج کی دہلیز سے پس پا کرتے تھے میری زندگی کا مقصد اب صرف اولاد کی پرورش تھی نہ کہ کچھ اور۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ میں نے تم کو کس طرح پالا اور پرورش

بالکل انکار کرنا۔ رام کی قسم۔ بدل جانا۔ انسان کی نسل کو بڑھانا۔ پھیلانا۔ جائے فرار۔ بچاؤ۔ پھر نا۔ پیچھے ہٹنا۔ شادی بیاہ۔ باز رکھنا۔ روکنا۔ ۱۲

کیا اور کس طرح دھونی رمائے بیٹھا رہا۔ تم کو معلوم ہے کہ تمھارے
تینوں بڑے بھائی صغر سنی سے میرے ساتھ ساتھ تھے۔ ماں تمھاری
کاٹے کوسوں دلّی میں اور یہ دکن میں۔ یہ ایک اوپری سی بات ہے کہ
ننھے ننھے بچے ماں سے الگ تھے یہ حقیقت نفس الامری ہے اس سے
انکار کون کرسکتا ہے۔ ان لوگوں کو ساتھ رکھنے کی دو وجہیں تھیں ایک
یہ کہ مجھے بھی ان کے بغیر چین نہ تھا کہ بڑھاپے میں یہ دن نصیب ہوا تھا
دوسرے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال پیش نظر تھا۔ دلّی میں لاڈ
پیار میں برباد ہوں گے میری آنکھوں کے سامنے ہر طرح کی دیکھ ریکھ
رہے گی۔ اس میں شک نہیں کہ تمھاری ماں کو بھی اولاد کی بڑی لگن
تھی۔ ماں سے زیادہ جو چاہے پھاپھا کٹنی کہلائے مگر وہ بہت سمجھ دار
تھیں والد کا بڑھاپا تھا اُن کو کس پر چھوڑتیں۔ ایسے وقت میں
اُن کی خدمت نہ کرنا بڑی خود غرضی اور احسان فراموشی تھی کہ انھوں
(خدمات کا بھول جانا ۱۲)
نے ہمیں پالا پرورش کیا اور اس قابل کیا اور جب اُن کا وقت آیا
تو ہم کنّی کاٹ گئے۔ چھوٹی دلہن تمامی تعلقات پر والد کی خدمت گزاری
مقدم سمجھتی تھیں اور یہ اُن کی سعادت مندی تھی لہذا انھوں نے

---

۱ جس طرح فقیر دھونی لگا کر ایک مقام پر جم جاتا ہے کسی بات کی مداومت کر لینا۔ کسی کے نام پر بیٹھ جانا۔ ۲ بہت دور۔ ۳ خلاف توقع جو دل کو نہ لگے۔ ۴ بے خبر گیری۔ ۵ جو ماں سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ ۶ کترا جانا بچ کر نکل جانا ۱۲

اپنے جگر گوشوں کی جدائی گوارا کی اور والد کی خاطر دلی میں رہ پڑیں۔
بچوں کی تعلیم و تربیت کا بھی زمانہ تھا آخرکار یہ تن سمجھوتا ہوا کہ بڑا
لڑکا منذر زبیر سے ساتھ ہوا پھر دوسرے پھیرے میں مبشر
بھی ساتھ لگ لیا کہ منذر اکیلا گھبراتا تھا لیکن مبشر صرف ریل کے
شوق میں چلا گیا اُسے اتنی بھی سمجھ نہ تھی کہ کتنی دور جانا ہے اور کب
آؤں گا وہ سمجھتا تھا کہ چند گھنٹوں میں چلا آؤں گا اسی واسطے
وہ رستے میں مچل گیا مگر خیر سمجھا بجھا کر میں اُسے لے گیا کہ رستے سے
واپس کرنا ممکن نہ تھا۔ پھر ان کی دیکھا دیکھی شاہد بھی میرے
ساتھ ہو لیئے۔ اسی کو بھیڑیا چال کہتے ہیں اور بچوں میں اس کا مادہ
بہت ہوتا ہے کہ ایک ریس دوسرا کرتا ہے۔ صرف تم اور تمھارا چھوٹا بھائی
سراج جو شیر خوار تھا ماں کے پاس رہے جو مرتے دم تک جدا نہ ہوئے
ان بچوں کو ساتھ رکھنا اور ماں کے اثر کو کم کرنا کچھ آسان کام نہ تھا مگر
درحقیقت ایسا ہوا کہ میں ہر طرح کی نازبرداری کرتا اور پڑھاتا بھی تھا۔
مگر میرا پڑھانا سختی اور مار دھاڑ کا نہ تھا بلکہ شفقت اور پیار کا۔ پڑھنا
خوش دلی کا تھا۔ کھیل کھیل میں جب موقع ملا کچھ بتادیا۔ زبانی کچھ بتلادیا۔
رات کو لے کر لیٹا گنتی اور پہاڑے سکھائے کچھ اچھی اچھی کہانیاں سنائیں

بھیڑ بھیڑیا بیوقوف جانور ہوتا ہے جدھر ایک چلی سب چلیں۔ بے سوچے سمجھے محض معمر دوں کی دیکھا دیکھی کسی کام کے کرنے کو بھیڑیا چال کہتے ہیں۔ ۱۲

پھر ان سے سنیں۔ باتوں ہی باتوں میں ان کی عمر کی بساط سے زیادہ کر دیا مگر سب سے مقدم اور ہر وقت یہ خیال رہا کہ دل اُچاٹ[1] نہ ہو اور پڑھنا بار[2] نہ ہو۔ جتنی سکت[3] تھی اتنا بوجھ ڈالا۔ یہی وجہ تھی کہ برس برس ڈیڑھ ڈیڑھ برس ماں سے جدا رہتے اور دلّی جانے کا نام بھی نہ لیتے اور اپنی ماں کی بہ نسبت مجھ سے زیادہ مانوس تھے۔ لوگ دیکھ دیکھ کر ہٹکتے[4] بھی تھے کہ ان ذرا ذرا سے بچوں کو ماں سے چھڑا[5] دیا ان کا دل کیا کہتا ہوگا مگر اب معلوم ہوا کہ اس میں بھی حکمتِ الٰہی یہ مضمر[6] تھی کہ ماں تمھاری دنیا میں چند روزہ مہمان تھیں پہلے ہی سے خداوند تعالیٰ نے تعلقات کو ضعیف کر دیا تھا اور بچے مجھ سے لگ گئے[7] تھے ورنہ خدا جانے کیا حشر[8] ہوتا۔ میں اُن باپوں میں نہیں کہ آنکھیں ہوئیں چار دل میں آیا پیار۔ آنکھیں ہوئیں اوٹ دل میں آئی کھوٹ۔ اولاد کے ساتھ جتنی محبت مجھ کو بہ حیثیت ایک باپ ہونے کے ہونی چاہیئے وہ تو تھی ہی تمھاری ماں کی محبت کا حصہ بھی مجھ میں مل کر تمھاری محبت ڈبل ہو گئی۔ ہر شخص اپنی حالت اپنی اخلاقی اور تمدنی قوت تصمیم[9] ارادہ مستقل مزاجی کا خود بہترین جج[10] ہے وہ خوب جانتا ہے کہ میں کتنے پانی میں[11] ہوں۔ مجھے اپنی ذات

---

۱ بد دل۔ ۲ بوجھ ناگوار خاطر ۳ طاقت۔ برداشت۔ ۴ ہٹکنا۔ اعتراض کرنا ۵ جدا کر دیا ۶ پوشیدہ چھپی ہوئی۔ مخفی۔ ۷ مانوس ہو گئے تھے۔ ۸ انجام۔ مآلِ کار۔ ۹ پکے ارادے کی قوت ۱۰ انگریزی۔ منصف۔ ۱۱ میری اصلی حالت کیا ہے۔ ۱۲

کامل بھروسہ تھا اور احتساب نفس کے امتحان میں پورا اُترتا تھا کہ میں اگر نکاح کر لیوں تو دنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے ممکن نہیں کہ تمھاری محبت میں رتی برابر فرق آجائے۔ ع یہ وہ نشے نہیں جنھیں ترشی اتار دے مجھے اپنی طرف سے تو پورا اطمینان تھا لیکن اس میں خدشہ آنے والی کی طرف سے تھا کہ خدا جانے کیسی ملے اور کیسی نبھے۔ میں ہر طرح کا خطرہ خود تو جھیل سکتا تھا لیکن اگر تم سے برتاؤ اچھا نہ رہا تو ایک تازہ مصیبت گلے پڑی۔ گئے تھے نماز بخشوانے اور روزے گلے پڑے تلاش تھی تو ایسی عورت کی جو تم سے ہل مل کے رہے محبت نہ کرے تو خیر۔ بیر بھی نہ کرے۔ ع۔ مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں۔ مگر ہماری سوسائٹی کے لحاظ سے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ پہلے ہی اس طرف سے اطمینان حاصل ہو جائے پیٹ میں کسی کے کون گھسا ہوا ہے۔ ع۔ کہ خبث نفس نگر دو بسالہا معلوم۔ ایسی

اپنے دل سے محاسبہ کرنا کہ یہ کام اچھا ہے یا برا۔ شمہ برابر۔ ذرا سا بھی۔ کھٹائی سے نشہ اُتر جاتا ہے۔ میرا نشہ ایسا عارضی نہیں جو کھٹائی وترشی سے اُتر جائے یعنی اپنے قول فعل کا بڑا پکا ہوں۔ نبھے۔ گزرے۔ اٹھا سکتا تھا۔ برداشت کر سکتا تھا۔ مدارات طرز عمل۔ ایسے ہی موقع پر یہ مثل بھی بولی جاتی ہے۔ بخشو بی بلی مرغا لنڈورا ہی بھلا۔ عداوت بغض بھلائی کی تو بھلا تم سے کیا امید اگر تم سے تکلیف نہ پہنچے یہ بھی غنیمت ہے۔ دل کی خباثت کا پتہ برسوں میں بھی نہیں چلتا۔ ۱۲

خدا کی نیک بندی کون ملے گی جو ان بچوں کو سنبھال لے۔ حیدر آباد میں لکھنؤ کے ایک شریف متوسط الحال شخص تھے اُن کی لڑکی سے سلسلہ جنبانی ہوئی۔ مراتب ابتدائی طے ہو گئے۔ بات کی پخت و پز ہو گئی کہ دفعتہً خواب میں بشارت ہوئی۔ جب کسی بات کی دُھن لگی ہوتی ہے تو خواب میں بھی وہی نظر آتا ہے جس کا خیال دن میں رہتا ہے۔ وہ بشارت یہ تھی کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں "کدھر بھٹک رہا ہے۔ کیوں نیت کو ڈانواڈول کر رہا ہے۔ بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈورا۔ فلاں جگہ کر۔ کاہے کی ہیچ میچ لگا رکھی ہے"۔ آنکھ کھلی تو دل بھی ٹھکا کہ ہاں بات تو ٹھیک ہے

ع۔ شکر صد شکر ملی قفلِ مسرت کی کلید۔ حیدر آباد کی بات کا فوراً جواب دے دیا اور جو جگہ اُن بزرگ نے بتائی تھی وہ وہی ہے جہاں میرا عقد ہوا۔ یہ پہلے بھی اس بات کا ذکر ایک دفعہ آ چکا تھا مگر۔

ع۔ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مکانے دارد۔ اُس وقت کہ غم تازہ

بیچ کی راس۔ نہ امیر نہ غریب۔ بات اُٹھانی۔ تحریک کرنی۔ چھوٹی موٹی باتیں جن سے پہل کی جاتی ہے۔ تصفیہ ہو گئے۔ پکی۔ مستحکم۔ پریشان۔ جو ایک بات پر نہ ٹھیرے۔ کوئی چیز ہو تو پاس مگر اُسے ڈھونڈ رہے ہوں دُور۔ فارسی میں ایسے موقع پر
ع۔ یار در خانہ و ما گرد جہاں می گردیم۔ بولتے ہیں۔ تامل۔ پس و پیش۔ ڈھارس بندھی۔ کنجی۔ بات ٹھور ٹھکا کی کہنی چاہیئے۔ ہر بات کے لیئے ایک مناسب موقع ہوتا ہے۔ ۱۲

اور زخم ہرا تھا تیر سا لگا ۔

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

مگر اب مٹّن چاہے مُنڈیا ہلائے کا معاملہ تھا ۔ دل میں سمائی تھی ۔ یہ کوئی غیر نہ تھیں ۔ عزیزداری بھی قریب کی تھی ۔ پردہ نہ تھا ۔ میں اُن کو اور وہ مجھ کو جانتی بوجھتی تھیں ۔ بظاہر نیک مزاج خلیق ۔ بامروت ۔ ملنسار ۔ عمر کی اچھی لکھی پڑھی ۔ وہ ساری باتیں جن کی مجھے ضرورت تھی ان میں سو دتھیں ۔ دیکھنے میں کوئی خرابی سوائے اس کے نہ تھی کہ ہم شہری وہ دیہاتی ۔ مگر اب دیہات بھی کوڑدہ نہیں رہے ۔ یہ بات کچھ ایسی سدِّ راہ نہ تھی ۔ تمھاری ماں کی زندگی میں جب جب ہمارا جانا ان کے ہاں ہوا وہ تم سب سے محبت کرتی تھیں ۔ تم بھی اُن سے مانوس تھے ۔ اندھا کیا چاہے دو آنکھیں ۔ ایک تردد تھا تو اس بات کا کہ مدتوں سے سلسلۂ مراسلت بند تھا کہ میں اپنی پریشانی میں گرفتار تھا ۔ ممکن ہو کہ اُن کی شادی کہیں اور ہو گئی ہو کہ پیغام سلام کئی جگہ سے تھے ۔ خارجی طور پر ٹوہ لی معلوم ہوا کہ ابھی کہیں بات کا قرار داد نہیں ہوا ۔ تب میں نے دو خط لکھے ایک اُن کے والد ماجد کو دوسرا

اٹکھیلیاں تماشہ ۔ کِلیل ۔ اندر سے دل چاہ رہا ہی مگر ظاہر داری کو انکار کر رہے ہیں ۔

وہ گاؤں جو شاہ راہ سے ہٹ کر بالکل ایک کونے میں ۔ ٹوہ ۔ اوپری سُن گن یا خبر لینا ۔ بھتہ چلانا ۔ ۱۲

خود اُن کو۔ بادی النظر میں براہ راست تکلّم کرنا اپنے معاملے پر
ہماری طرزِ معاشرت میں ثقاہت سے گری ہوئی خیال کی جاتی ہے مگر
چوں کہ ہماری عزیزداری تھی اور وہ بھی قریب کی کہ میری سگی بھتیجی زاد
بہن کی لڑکی تھیں اور مجھ سے اُن سے ایک عرصے سے خط و کتابت
تھی گویا کوئی مغائرت یا اجنبیت نہ تھی تو میرے خیال میں ایسی خاص
حالت میں اُن کا مخاطب کرنا کوئی قابلِ اعتراض بات نہ تھی کیوں کہ
یہ اہم معاملہ اُن کی ذات کا تھا نہ کسی اَور کا۔ میں اپنی حالت کا
پوشیدہ رکھنا خلافِ دیانت سمجھتا تھا۔ میری عمر، میری ضرورت
میرے بچوں کا حال جتا دینا بہت ضرور تھا۔ میں نے جو خط اُن کو
لکھا تھا اُس کی پوری عبارت تو مجھے اس وقت یاد نہیں مگر ہاں
کچھ اس طرح کی باتیں تھیں کہ جو ضرورت مجھے اس تحریک پر آمادہ
کرتی ہے وہ کسی قسم کا شوق یا ولولہ نہیں ہے بلکہ ایک شدید ضرورت
ہے۔ تم جانتی ہو کہ میں اپنے بچوں کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں
کہ دنیا میں مجھے ان کے سوا دیکھنا ہی کیا ہے۔ اگر تم میں کچھ انسانی
ہمدردی کا مادہ ہے اور تم ان بچوں کو سنبھال سکتی ہو یعنی ان کی
ماں بننا قبول کرتی ہو اور اس طرح میری تکلیف کو کم کر سکتی ہو تو

---

۱ ظاہر میں۔ ۲ علی الاعلان۔ ۳ متانت۔ ۴ ایڈریس کرنا۔ ۵ کلام کرنا۔ ۶ پردے میں۔

اپنی آمادگی و رضامندی کا اظہار کرو۔ تم کو بخوبی معلوم ہے کہ یہ بچے کس چاؤ چوچلے اور ارمانوں کے ہیں اور اپنی ماں کے کیسے لاڈلے تھے اور یہ وہی بچے ہیں جن کی ماں ہر وقت ان کو گود میں لیے اور کندھوں پر چڑھائے رکھتی تھی۔ چھاتی پر سلاتی۔ اگر یہ ضد کرتے تو تمام تمام رات اپنی نیند حرام کر کے ان کو لیے ایک ٹانگ پھرتی۔ ایسی دل سوز جان چھڑکنے والی ماں کے بچھڑ جانے سے ان کو جتنا بھی غم اور قلق ہو تھوڑا ہے۔ ماں کی نہوت سے ان کے ننھے ننھے دل کمھلائے ہوئے ہیں اور ان کی ساری آرزوئیں خاک میں مل گئی ہیں۔ اگر ان کے آنسو کوئی پونچھ سکتا ہے اور ان کے زخم دل کی دوا کوئی ہو سکتا ہے تو وہ تم ہو اور صرف تم ہی ہو کیوں کہ نادان بچے کی تسلی و تشفی کچھ عورتیں ہی خوب کر سکتی ہیں اور پھر تم میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ تم بچوں کو جانتی ہو اور وہ تم کو پہچانتے ہیں۔ پھر بچے بھی کچھ غیر نہیں آخر تم سے بھی قرابت رکھتے ہیں کیا اچھا ہو کہ وہ قرابت اور قریب کی ہو جائے۔ دیکھو اس سرائے فانی میں ہزاروں ہی آئے اور ہزاروں ہی چلے گئے نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے نہ ہمیشہ رہے گا اگر تم ان بن ماں کے بچوں پر ترس کھا کر رحم کرو گی۔ محبت اور دلجوئی سے ان کا دل ہاتھ میں

آمادگی۔ طیاری۔ ارمان۔ لاڈ۔ تمنا۔ بہت سختی اٹھانا۔ عدم موجودگی۔ دل ہاتھ میں لینا۔ تسلی دینا۔ خیال رکھنا۔ وہی بات کرنا جو دوسرے کا دل چاہے۔ دوسرے کے دل کو اپنے بس میں کر لینا۔ قابو حاصل کرنا ۱۲

رہو گی تو تم دنیا میں خوش رہو گی اور مجھے بھی اپنے طرزِ عمل سے خوش رکھو گی اور عاقبت میں اس ایثارِ نفس[1] کا ثواب پاؤ گی سو الگ۔ ان بچوں کی پیشانی پر ان کی ماں بوسے دیا کرتی تھی۔ چٹا چٹ بلائیں لیا کرتی تھی۔ صدقے واری جاتی تھی۔ شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرتی تھی۔ آج یہ نازوں کے پالے اس محبت کو ترسے اور اپنی ماں کو پھڑکتے ہیں مگر ان کو وہ پیاری اور موہنی[2] صورت نظر نہیں آتی۔ تم ان کی ماں کا نعم البدل بننے کی کوشش کرو وغیرہ وغیرہ۔ گو تمھاری خالہ حسبِ ضرورت نوشت و خواند[3] پر قادر ہیں مگر زمانے کی [illegible] انھوں نے کچھ جواب نہیں دیا اور میں نے اُن کے سکوت کو "نیم رضا" سمجھ لیا لیکن اُن کے والد صاحب نے کچھ توقف[5] کے بعد تشفی بخش جواب دیا۔ میری دردناک حالت سے وہ بھی متاثر ہوئے خصوصاً بچوں کی پریشانی اور میری حیرانی سے اُن کا دل بھی کڑھا انھوں نے نہ صرف میری درخواست بہ طیبِ خاطر[6] منظور کی بلکہ بہت کچھ میری ہمدردی اور دل جوئی کی۔ ادھر سے اطمینان ہوا میں ...

---

۱ اپنے نفس پر دوسروں کی خاطر جبر کرنا۔ تکلیف اٹھانا۔ دوسروں کو راحت و آرام پہنچانا۔ ۲ پچھڑی۔ دل فریب۔ ۳ لکھنا پڑھنا۔ ۴ یہ ترکیب غلط ہے فارسی کے لفظ پر الف لام نہیں آسکتا مگر غلط العام فصیح۔ ۵ مہلت۔ عرصے۔ ۶ خوشی سے۔ ۱۲

گرت پور گیا اور بلا کسی زینت رسم کے نکاح ہوا اور تمھاری خالہ کو اپنے ساتھ لے آیا۔ اگر میں تمھاری خالہ کی اس بارے میں کچھ مدح سرائی کروں کہ اُنھوں نے ایک حد تک میری توقعات کو پورا کیا اور اس امتحان میں وہ پوری اُتریں تو شاید لوگ کہیں کہ "بڈھے کی جورو گلے کا ڈھولنا"۔ میں اس کا فیصلہ تم بچوں ہی کی رائے پر چھوڑتا مناسب سمجھتا ہوں کہ آیا تمھارے ساتھ اُن کا سلوک ہمدردانہ اور مشفقانہ ہے یا سوکناپے کا معاندانہ؟ ۔ کیا تم نے کبھی کوئی تیر میری یا جلی کٹی بات دیکھی ہے؟ ۔ ان سے یا ماں کے سوا کسی اور سے یہ توقع رکھنا کہ محبت کی وہ قدرتی لہر پیدا ہو جائے ۔ بالکل ایک نئے جا خواہش اور خلافِ فطرتِ انسانی مطالبہ ہے۔ تم اسی کو غنیمت سمجھو کہ وہ تمھاری بہی خواہ ہیں بدخواہ نہیں اُن کی طبیعت صلح کل واقع ہوئی ہے۔ بیر کا اُن میں نام نہیں تمھاری خالہ کو بھی اللہ نے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں دی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ اُن کے پیٹ کی اولاد ہے یعنی اُن کے جزو بدن ہیں۔ فطرتِ انسانی بدلی نہیں جا سکتی تم چاہو کہ چاہت میں دونوں برابر ہوں ع ۔

تعریف کرنا۔ امیدوں۔ بڈھا آدمی اپنی جورو کو بہت عزیز رکھتا ہے گلے کا تعویذ بنا لیتا ہے۔ موج۔ خواہش طلب۔ بہتری چاہنے والا۔ بُرائی چاہنے والا بدن کا ٹکڑا حصہ محبت۔ ۱۲

ایک خواہش ہے عبث ایک تمنا ہے سود ہے لیکن میں تم میں اور اُن میں کوئی ممیز فرق بھی نہیں دیکھتا۔ جو تم سو وہ اور جو وہ سو تم۔ تم بھی ٹھنڈے دل سے غور کرو اور سچ سچ کہو کہ کیا تم کو اپنی خالہ کی ویسی ہی محبت ہے جیسی کہ اپنی سگی ماں کی تھی؟ اور جب یہ نہیں تو وہ کیوں یعنی جو تم نہیں کر سکتیں دوسروں سے ویسا سلوک کیوں چاہتی ہو؟ آنچہ بر خود نپسندی بر دیگرے مپسند۔ تمہاری خالہ خوب جانتی ہیں کہ میں اس معاملے میں اُن کی ذرا سی بھی بے اعتنائی کا کبھی روادار نہیں اور چونکہ وہ سمجھدار ہیں تا بہ مقدور تم سب کو خوش رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ تمہاری خالہ دیہات کی رہنے والی ضرور ہیں تو ہم خود اصل نسل اور ہڈی ہڈی کے دیہاتی ہیں۔ ہمیں شہری ہونے کا کبھی دعویٰ ہی نہیں کیا گیا ہم وہیں کی یہ بھی۔ دیہات اور قصبات میں بھی اب وہ اگلے سے گندہ ناتراشی نہیں رہے تہذیب کی روشنی کا چمکارا وہاں بھی جا پہنچا ہے گو دلی جیسا نہ ہو مگر ہے ضرور۔ تعلیم کا بھی چرچا ہے سینا پرونا۔ پکانا ریندھنا۔ جو گھر کی بہو بیٹیوں کا کام دھندا ہے جیسا دلی والیوں کو آتا ہے ان کو بھی آتا ہے اور ان کو ہی کیا سب شریف زادیوں کو

---

۱ بے فائدہ۔ فضول۔ ۲ لاحاصل۔ ۳ نمایاں۔ ظاہر۔ ۴ جو بات خود ناپسند کرو دوسروں کے لئے وہ کیوں پسند ہو۔ ۵ بے پروائی۔ ۶ متحمل۔ ۷ جہاں تک ہو سکتا ہے۔ ۸ بے ڈول۔ ۹ چمک۔ ۱۲

کو آتا ہے۔ ممکن ہے کہ دلّی والیاں زیادہ سلیقہ مند ہوں اور دیہاتی اور قصباتی
کم۔ مگر یہ کوئی ہیٹی شخصی اور برائے نام ہے نہ بطور عام۔ دلّی والیوں کو بالطبع
بیرونجات کی عورتوں سے نوک جھوک رہتی ہے۔ دلّی والیاں اپنے سامنے
کسی کو خاطر میں لاتی ہی نہیں۔ یہ مغایرت اور اجنبیت ضرور قابل افسوس
ہے لیکن ہمارے گھر میں یہ تفرقہ غیر محسوس ہے کہ سرے سے گھر میں کوئی
اور ہے ہی نہیں۔ نہ ساس نہ نند نہ بھاوج نہ اور کوئی بڑا بوڑھا جو کسی بات
کی گرفت کرے نہ سوکن کا دغدغہ۔ گو تمھاری بڑی امّاں کا اب وہ طنطنہ
نہیں رہا کیوں کہ ان پر بھی مصائب و آلام کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ باپ پہلے
مرے ماں اب۔ کوئی سگا بھائی بہن نہیں۔ خلیرے بھائی ہیں۔ سو
آج کل سگے بھائی بہنوں کو نہیں پوچھتے خلیرے کسے اپنی جگہ مرے
اولاد ان کے نہیں۔ ایک لڑکا لے پالا تھا وہ بھی آوارہ نکل گیا۔
لے دے کے ایک شوہر رہ گیا وہ بھی سانجھے کی ہنڈیا چوراہے
میں پھوٹتی ہے۔ تمھاری والدہ کے وقت میں بھی گھر کچاکچ بھرا ہوا تھا
ساس سسرے۔ نند سبھی تھے اور سب سے بڑھ کر تمھاری بڑی اماں
اب انھوں نے بھی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی کہ۔ ع۔

خاص کر۔ باہر والیوں۔ چھیڑ چھاڑ پر خاش۔ بگڑے۔ زور شور۔ بدالواتر
خدائی خوار۔ مشترک۔ ملی جلی۔ ادپٹک۔ لبالب۔ اپنا کارخانہ الگ کر لیا ۱۲

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را۔ کسی تقریب میں مہمان داخل آن نکلیں تو آن نکلیں۔ کہاں وہ کشمکش اور کہاں یہ سنّاٹا کہ دم اُٹھا جاتا ہے تمھاری ماں کے ایسے جن مشکلات کا سامنا تھا اب اُس کا پاسنگ بھی نہیں۔ یہیں تھے آئے گئے وار کرنے سے نہیں چوکتے۔
کوئی کہتا ہے کہ "میاں کا دل ہاتھ میں لینے کو یہ ڈھونگ بنا رکھا ہے خاک بھی بچوں کی خبر نہیں لیتیں۔ ساری باتیں دکھاوے کی ہیں تو مُنہ دیکھے کی خوشامد"۔ میں کہتا ہوں خیر دکھاوا ہی سہی ہم تو اب کسی کو دکھاوے کی بھی محبت کرتے نہیں دیکھتے سچ کہو بشیری کیا تم ان کو اُسی نگاہ سے دیکھتی ہو جیسے اپنی ماں کو دیکھتی تھیں اگر اس کا جواب تمھارے پاس اثبات میں ہے تو سراسر غلط اور اگر نفی میں ہے تو بالکل سچ۔ پھر جب تم ان کو ماں کی برابر کا درجہ نہیں دے سکتیں تو یہ بھی نو مہینے پیٹ میں رکھنے اور دو برس دودھ پلانے کی محبت تمھارے لیئے کہاں سے اور کیوں لاسکتی ہیں اور وہ اگر اس کا دعویٰ کریں تو وہ بھی جھوٹ۔ جب اصل نہ ہو تو کیا کریں مجبوراً نقل ہی سے کام چلاتے ہیں۔ پیدل گھسٹنے سے تو چھکڑا ہی بہتر

اپ بھلے اپنا کوتا بھلا ہے ذرا سا فرق۔ ترازو کی اونچ نیچ خفیف سی حالت۔ جو بات اصلی نہ ہو۔ تماشہ۔ ۱۲

کہ منزل[1] رساں تو ہے۔ غرض دنیا کو کسی شکل چین نہیں۔ کوئی کچھ الزام دھرتا ہے کوئی کچھ۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ بڑی بات یہ ہے کہ دلی والوں کی نظروں میں کوئی سماتا ہی نہیں۔ گاؤں والوں کی کاٹ[2] پر وہ ہمیشہ تلے[3] رہتے ہیں ؎

نیش[4] عقرب نہ از پئے کین است   مقتضائے طبیعتش این است

لیکن ہم کو کسی کے کہنے سننے سے کیا غرض ہم کو اپنے کام سے کام یاد رکھو کہ "با[5] ادب با نصیب بے ادب بے نصیب"۔ تم اپنی خالہ کو کون کہتا ہے کہ سچ مچ کی ماں سمجھو مگر نقلی ماں یعنی ماں کا قائم مقام تو سمجھو یعنی جس پوزیشن کی وہ در اصل مستحق ہیں۔ جھکنے سے کے ساتھ ہر کوئی جھکتا ہے وہ بھی ضرور تم کو پیار کی نگاہ سے دیکھتی رہیں گی اور وہی برتاؤ کریں گی جو اپنے پیٹ کی اولاد سے کرتی ہیں۔ ؎

جھکے آپ سے اس سے جھک جائیے   رکے آپ سے اس سے رک جائیے

جو عورتیں سوتیلی ماں کہہ کہہ کر تم کو ابھارتی اور تمھارے دلوں میں بدظنی اور مغائرت[1] پیدا کرنا چاہتی ہیں وہ تمھاری بدخواہ ہیں

---

[1] ٹھکانے پر پہونچا دینے والی۔ [2] توڑ۔ [3] مخالفت۔ آمادہ۔ [4] بچھو کچھ عداوت سے ڈنک نہیں مارتا بلکہ اس کی طبیعت یوں ہی واقع ہوئی ہے۔ [5] جو ادب کرتا ہے وہ خوش نصیب ہوتا ہے اور جو ادب نہیں کرتا وہ بدنصیب۔ [1] برائی چیتنے والی۔ ۱۲

یاد رکھو کہ تمھاری ماں تو اب کسی کے پیدا کیے پیدا ہو نہیں سکتیں - اب یہ تم سب کے ہاتھ ہے کہ اس خالی جگہ کو اپنی خالہ کی ذات سے گو وہ ذاتِ ناقص ہی کیوں نہ ہو [1]پُر کر و یا نہ کرو - اُس جگہ کو بالکل خالی رکھنے سے کیا یہ بہتر نہیں کہ وہ جگہ پر کر دی جائے - ساری نہ ملے تو خیر آدھی ہی سہی - سارا جاتا دیکھیے تو آدھا دیجے بانٹ - ۵

کیا کہوں حالِ دردِ [2]پنہانی　　وقت [3]کوتاہ و قصہ [4]طولانی
عیشِ دنیا سے ہو گیا دل سرد　　دیکھ کر رنگِ عالمِ فانی
کچھ نہیں [5]جُز طلسمِ خواب و خیال　　[6]گوشۂ فقر و بزمِ سلطانی
ہے سراسر فریب و وہم و گماں　　[7]تاجِ فغفور و تختِ خاقانی
ایک دھوکا ہے [8]لحنِ داؤدی　　اک تماشہ ہے [9]حُسنِ کنعانی
نہ کروں [10]تشنگی سے [11]تر لبِ خشک　　چشمۂ خضر کا ہو گر پانی
لوں نہ اک [12]مشتِ خاک کے بدلے　　گر ملے [13]خاتمِ سلیمانی
بحرِ ہستی [14]بجز [15]سراب نہیں　　چشمۂ زندگی میں [16]آب نہیں

[1] بھرنا - [2] پوشیدہ - [3] مخفی - تھوڑا - [4] لمبا - [5] سوائے - [6] فقیری کا کونا اور بادشاہ کی مجلس - [7] بالکل بادشاہ کا تاج اور بادشاہ کا تخت - [8] دل کش آواز - [9] کنعان کی خوب صورتی - [10] پیاس - [11] سوکھے ہونٹ - [12] خاک کی مٹھی - [13] حضرت سلیمان کی انگوٹھی - [14] سوائے دھوکے - [15] سراب کے اصلی معنے شور زمین جو دھوپ میں چمک کر دور سے ایسی نظر آئے کہ گویا وہاں پانی ہے، حقیقت میں وہاں پانی نہیں ہوتا - [16] پانی - ۱۲

کچھ نہیں فرق باغ و زنداں[1] میں — آج بلبل نہیں گلستاں میں

شہر سارا بنا ہے بیتِ حزن[2] — آج یوسف نہیں جو کنعاں میں

ختم تھی اک زباں پہ شیرینی — ڈھونڈتے کیا ہو سیب و رماں[3] میں

ختم[4] تھی اک بیاں پہ رنگینی — کیا دھرا ہے عقیق و مرجاں[5] میں

لبِ جادو بیاں ہوا خاموش — گوشِ گل[6] وا ہے کیوں گلستاں میں

گوشِ معنی شنو[7] ہوا بے کار — مرغ[8] کیوں نعرہ زن[9] ہے بستاں میں

وہ گیا جس سے بزم[10] روشن تھی — شمع جلتی ہے کیوں شبستاں[11] میں

نہ رہا جس سے تھا فروغِ نظر[12] — سرمہ بنتا ہے کیوں صفاہاں میں

ماہِ کامل میں آ گئی ظلمت[13] — آبِ حیواں[14] پہ چھا گئی ظلمت

دوسرا باب — کچھ تمھارا حال

گر خوئے تو چوں عارضِ نیکوئے تو باشد[15] — حاشا کہ کسے را گلہ خوئے تو باشد

---

۱ قید خانے - ۲ غم کا گھر - ۳ انار - ۴ یاقوت - ۵ مونگا - ۶ پھول کے کان باغ میں کیوں کھلے ہوئے ہیں - ۷ مطلب کی سننے والا - ۸ پرندہ - ۹ شور کرنے والا یعنی باغ میں جانور کیوں شور مچا رہے ہیں - ۱۰ مجلس - ۱۱ خلوت خانہ - ۱۲ نظر کی بہار - ۱۳ اندھیرا - ۱۴ وہ پانی جس کے پینے سے آدمی ہمیشہ ہمیشہ کو زندہ رہے - ۱۵ جیسی تمھاری شکل اچھی ہے اگر ایسے ہی تمھارے عادات اور اطوار بھی ہوں تو پھر کیا مجال کہ کوئی تمھارا گلہ کر سکے - ۱۲

تم نے کبھی اس بات پر بھی غور کی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیوں پیدا کیا ؟ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اصل مقصود انسان کی تخلیق سے یہ ہے کہ وہ اپنے خالق کی عبادت کرے ۔ ۵

فانی ہر ایک چیز ہے فانی جہان ہے ؛ مقصود اس فنا سے مگر امتحان ہے

اب جاننا چاہیئے کہ عبادت کی غرض اور غائیت کیا ہے ۔ ہماری عبادت سے تو خدائے تعالیٰ رتی برابر فائدہ نہیں بلکہ اصلی غرض اُس سے ہمارا ہی تزکیۂ نفس ہے اور اصل عبادت یہ ہے کہ انسان صفات باری تعالیٰ کی طرف توجہ کرے اور اپنے آپ میں وہ صفاتِ حسنہ پیدا کرنے کی کوشش کرے جس کی بدولت اُسے باری تعالیٰ سے تقرّب حاصل ہو ۔ صفاتِ حسنہ باری تعالیٰ کی غیر محدود اور لاانتہا ہیں اور انسان کو دیکھو تو وہ ایک محدود ذات ہے جس قدر انسان صفاتِ حسنہ میں ترقی کرے گا اُتنا ہی وہ خدا کا پیارا بندہ ہوگا ۔ دنیا آرام و آسایش کی جگہ نہیں بلکہ دار المحن ہے اور اسی واسطے

---

۱ ہم نے جن اور انسان کو نہیں پیدا کیا مگر صرف اس لیئے کہ وہ ہماری عبادت کریں ۔ ۲ جسے قیام نہیں ۔ جانے والی ۔ فنا ہونے والی ۔ ۳ مطلب ۔ ۴ ذرا سی بھی ۔ ۵ دل کی پاکی ۔ ۶ اچھی صفتیں ۔ ۷ نزدیکی ۔ ۸ جس کی حد نہیں ۔ ۹ جس کی انتہا نہیں ۔ ۱۰ غم کا گھر ۔ ۱۲

کہا گیا ہے کہ اَلدُّنیَا سِجنُ المُؤمِنِ وَجَنَّۃُ الکَافِرِ۔ یہاں کی تمام چیزیں فانی ہیں نہ خوشی کو ثبات ہے نہ رنج کو قیام۔ جس طرح یہاں کی خوشیاں دھوکے کی ٹٹی اور چند روزہ ہیں اُسی طرح یہاں کے رنج و آلام و مصائب عارضی ہیں۔ یہ بندھی بات ہے کہ ہر مصیبت کے بعد راحت ہے۔

عیش ہو جس کا نتیجہ وہ مصیبت اچھی　　جس کا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

اور جب ہم جانتے ہیں کہ وَمَا مِن مُصِیبَۃٍ اِلَّا بِاِذنِ اللّٰہِ تو مصیبت میں سنئے صبری کرنا شانِ عبودیت کے بالکل خلاف ہے ہم کو ہر مصیبت پر یہ سمجھ کر صبر کرنا چاہیئے کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے حکم کے سوا ہو نہیں سکتا ہم کو مصیبت کو ہمت اور استقلال سے انگیز کرنا چاہیئے۔ کہ ایک ذرہ بھی اُس کی مرضی کے بدون ہل نہیں سکتا۔ دنیا میں ہم کو سدا رہنا نہیں بلکہ یہ ایک سرائے ہے جس میں ہمارا مقام چند روزہ ہے۔ دنیا میں ہم محض طیاری آخرت کے لیئے بھیجے گئے ہیں۔

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے　　اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

کوئی شبہ نہیں کہ اَلدُّنیَا مَزرَعَۃُ الاٰخِرَۃِ۔ ہم کو چاہیئے کہ

دنیا مسلمانوں کے لیئے قیدخانہ ہے اور کافروں کے لیئے جنت۔ بے اذن خدا کوئی آفت (یعنی) نہیں آیا کرتی۔ بندہ ہونے کی حیثیت۔ برداشت۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی جیسا یہاں بوؤ گے ویساں کاٹو گے۔ ۱۲

ہم ہر آن دعا کرتے رہیں کہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ - دنیا میں ساری چیزیں سوائے موت کے غیر یقینی ہیں - موت ہی ایک ایسی یقینی چیز ہے جس کے دیر سویر آنے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں - اس لیئے موت کا خیال ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیئے -

جب تک جیئے جیئے اجل آئی تو مر رہے
ہر دم خیال موت کا پیش نظر رہے
دنیا وطن نہیں ہے کہ آئے پسر رہے
رہ رو ہمیشہ چاہیئے باندھے کمر رہے

آئے ہیں ہم جہاں میں تو جانا ضرور ہے
سارا ہی قافلہ سر راہ مرور ہے

اس چند روزہ زندگی میں ہم کو اپنی دائمی زندگی کے لیئے پوری طرح طیاری کر لینی چاہیئے کہ وہاں کے امتحان میں جو بڑا سخت ہے پورے اتریں - اللہ تعالیٰ جل وعلا شانہٗ نے مرد اور عورت دو جنسیں پیدا کی ہیں - عورت کو مرد کی تسلی اور دل بہلانے کے لیئے پیدا کیا ہے دنیا کی گاڑی دونوں ہی بل گھسیٹتے ہیں - آج کل کے تہذیب یافتہ مرد اور عورت دونوں کو مساوات کا درجہ دینا چاہتے ہیں - یہ افراط

ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا - جن کا یقین نہیں - تاخیر یا تعجیل آج نہیں کل ہے چلنے والا یعنی مسافر - پھیل گیئے - چل چلاؤ - کوچ - مستقل ہمیشہ کی - برابری - زیادتی - ۱۲

اور جو ایک کو آسمان پر چڑھا دیتے ہیں اور دوسرے کو زمین میں دھنسا دیتے ہیں یہ تفریط ہے - دونوں اکسٹریمسٹ ہیں - کچھ شک نہیں کہ دونوں کے مدارج میں صریح تفاوت ہے مگر وہ تفاوت ایسا نہیں کہ ایک کو بالکل گرا دے اور دوسرے کو بالکل چڑھا دے بلکہ اُس کی مثال دائیں اور بائیں ہاتھ کی سی ہے یا یہ کہ دو آنکھیں ہیں - مرد پہلے پیدا کیا ہے اور عورت بعد میں ہے - مردوں کا درجہ ہر اعتبار سے عورتوں سے بڑھا ہوا ہے - اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ - اس آیت میں خدا نے مردوں کو قوّام یعنی حکمران ہونے کے دو سبب بیان فرمائے ہیں - ایک مردوں کی فضیلت مطلقہ عورتوں پر - لیکن وجہ فضیلت بیان نہیں فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ مطلقاً مرد مطلقاً عورت پر فضیلت اور برتری رکھتا ہے اور یہ فضیلت خلقی رکھتا ہے اس قسم کی جیسے انسان کی فضیلت جانوروں پر - گھوڑا اگرچہ وہ نجد عرب کا ہو یا وہ کاب کی نسل مستند کا ہو تاہم اُس پر انسان کو فضیلت ہے خواہ وہ حبشی یا وحشی یا گونڈ یا بھیل ہی

کمی - انتہا پسند - اس کی ضد ماڈرٹ یعنی اعتدال پسند ہیں - فرق - مرد عورتوں کے سر دھرے ہیں (اس کے دو سبب ہیں ایک) یہ کہ (آدمیوں میں) اللہ نے بعض (یعنی مردوں) کو بعض (یعنی عورتوں) پر (دل کی مضبوطی اور جسمانی توانائی میں) برتری دی ہے اور (دوسرا) سبب یہ کہ مردوں نے (عورتوں پر) اپنا مال خرچ کیا ہے - عام برتری بڑائی - بزرگی - بزرگی کے سبب اصلی - پیدائشی - عرب میں ایک ملک ہے جہاں کا گھوڑا مشہور ہوتا ہے - اسٹریلیا کے گھوڑے مشہور ہیں اور وہ کاب کہلاتے ہیں - معتبر نسل کا - گونڈ اور بھیل دکن کی جنگلی قومیں ہیں - ۱۲

کیوں نہ ہو۔ دوسرا سبب عورتوں پر مردوں کے حکمراں ہونے کا
فرمایا بِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں
یعنی مہر دیتے ہیں اور اُن کے نان و نفقے کا بار اُٹھاتے ہیں۔ اور
ایک جگہ ارشاد ہوا ہے وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى۔ جب کہ باری تعالیٰ
عز اسمہٗ خود افراد انسانی کے مدارج کی تفریق صاف صاف بتلا دی ہے
تو اس تفریق کو مساوات سے بدلنا چاہتے ہیں وہ صریح غلطی پر ہیں
پس دنیا میں آرام و آسایش کی زندگی جب ہی بسر ہو سکتی ہے کہ
ہر شخص اپنی اپنی جگہ اپنے مراتب اور پوزیشن کو بخوبی سمجھ کر حدود مقررہ
کے اندر رہے۔ اگر انگریزی تعلیم نے عورتوں کو یہ سبق دیا ہے کہ
وہ مردوں کے ٹکر کی ہیں تو اُن کو غلط رہنمائی کی ہے۔ عورتوں کو
قطعی طور پر اس بات کو ذہن نشین کر لینا لازم ہے کہ وہ بالنسبۃ مردوں
سے کم ہیں۔ مگر ایک چھوٹی سی سلطنت ہے جس کا مطلق العنان
بادشاہ مرد ہے اور وزیر عورت اور جب دونوں اپنی اپنی پوزیشن
سے واقف ہو جائیں گے اور اپنی مقررہ حدود سے سر مو تجاوز
نہ کریں گے تو ممکن نہیں کہ کسی قسم کی کشمکش یا بدمزگی پھیلے۔ اس میں
شک نہیں اور تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ملکِ عرب میں
لڑکیوں کو بہت گرا دیا تھا اور عرب لوگ لڑکی پیدا ہونے کو اپنی ہتک

---

۱ روٹی کپڑے۔ ۲ بوجھ۔ ۳ اور لڑکا لڑکی کی طرح (گیا گزرا) نہیں ہوتا۔ ۴ برابری
۵ بال برابر یعنی ذرا بھی۔ ۶ بڑھنا۔ ۷ تنا تنی کھینچا تانی۔ ۸ مدد۔ ۱۲

ذلت سمجھتے تھے - وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ اور اُن کی بے رحمی اور تنفّر اس درجے پہنچ گئی تھی کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے - وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ - مذہبِ اسلام نے مرد و زن کی اس غیر منصفانہ تفریق کو مٹا دیا - ہندوستان میں راجپوتوں میں اب تک لڑکیوں کے مار ڈالنے کا دستور تھا اور انسدادِ دختر کشی کا ایک محکمہ انھیں معصوموں کی جان کی حفاظت کے لیے مقرر تھا - غرض لڑکیوں کا قتل حکومت کے زور سے مسدود کیا گیا - گورنمنٹ علانیہ قتل کو روک سکتی ہے لیکن دلوں کی نفرت کو کون دور کر سکتا ہے - دلوں کا حال سوائے خدا کے کون جان سکتا ہے -

اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی خوش خبری دی جائے تو (مارے رنج کے) اُس کا مُنہ کالا پڑ جائے اور (زہر کے سے گھونٹ) پی کر رہ جائے - لوگوں سے بیٹی کی عار کے مارے جس کے پیدا ہونے کی اُس کو خوش خبری دی گئی ہے چھپا چھپا پھرے (اور دل میں منصوبے سوچے کہ) آیا (اس) ذلت پر بیٹی کو لیے رہے یا اُس کو مٹی میں گاڑ دے - دیکھو تو (خدا کے بارے میں ان لوگوں کی) کیا بُری رائے ہے - پھٹکنا - بگڑنا - نفرت - بیزاری - ناپسندیدگی - اور جب وقت لڑکی سے جو زندہ درگور کر دی گئی تھی پوچھا جائے کہ کس قصور کے بدلے میں ماری گئی - بیٹیوں کے مار ڈالنے کی روک تھام - بے گناہوں - بند - ظاہرا - کھلم کھلا - ۱۲

حاکمِ ظاہری کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ نفسوں میں کیا خباثت پوشیدہ ہے۔ دنیاوی حاکم صرف حالت ظاہری پر حکم لگا سکتا ہے اور یہ خدا ہی کی شان ہے کہ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ[۱]

اب اگر لڑکیاں کھلے خزانے قتل نہیں کی جاسکتیں تو دنیا میں ناخواندہ مہمان ضرور ہیں۔ والدین تو والدین لڑکی کی آمد سن کر کنبے قبیلے والوں بلکہ ہمسایوں تک کے منہ لٹک جاتے ہیں اور آثار ملال ان کے چہروں سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ۵

آتی ہو اکثر بے طلب دنیا میں جب آتی ہو تم　　پر موہنی سے اپنی یاں گھر گھر میں چھا جاتی ہو تم

بیٹا محض دولت سمجھا جاتا ہے اور بیٹی کوڑا کرکٹ۔ لیکن غور سے دیکھو تو نہ بیٹے میں کوئی سرخاب کا پر لگا ہوا ہے نہ بیٹی کے ساتھ کوئی شاخسانہ[۲] ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ بیٹے سے نام چلتا ہے اور بیٹی پرائے گھر کا دھن ہے۔ نام چلنے کی جو کہو تو نام چلتا بھی ہے اور نہیں بھی بعض دفعہ بیٹے ناک بھی جڑ سے کٹوا دیتے ہیں۔ دونوں ہی باتیں ہیں اگر لڑکا اچھا اور سعادت مند نکلا تو باپ کا نام روشن کرے گا اور اگر برا نکلا تو ماں باپ کی زندگی تلخ کر دے گا۔ طرح طرح کی تکلیفیں دے گا۔ لاکھوں ارمانوں سے خدا رکھے ماشاءاللہ جوان ہوئے۔ پر پرزے درست کیے تو آوارگی کے پیچھے سیکھے۔ ذرا کہا سنا یا اونچ نیچ سمجھائی بس گھر سے نکلنے

---

۱ چھپا ہوا۔ خدا آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان بھیدوں کو بھی جو دلوں کے سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ آنکھوں کی چوری سے مراد نگاہ بد یا آنکھ کے اشارے ہیں۔ ۲ بدشگونی
۳ جڑ سے کھو۔ ۱۲

مارنے مرنے پر اُدھار کھائے بیٹھے - ماں ہے کہ ہر بات کی دَبُو دَبُو
کرتی ہے - ڈرتی ہے کہ کہیں باپ کے کان تک خبر نہ پہنچ جائے ورنہ خدا
جانے کیا غضب توڑ ڈالیں گے - ــہ

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے
زبان ہلانے کا حکم نہیں - دم نہ مارو شکر گزارو - خدا جانے کہاں کہاں
یہ خدائی خوار جھک مارتا اور کس کس در کی خاک چھانتا باپ دادا کی
ناک کٹواتا پڑا پھرتا ہے - ایسوں ہی کو کہتے ہیں کہ ولی کے گھر شیطان
پیدا ہوا - پڑھنا لکھنا سب بالائے طاق - مڈل فیل کی ڈگری پا چکے
مڈل فیل کے ساتھ ہمت بھی فیل - اب اور کیا پڑھیں گے - بس بہت
پڑھا - آخر پڑھنے کی کوئی حد بھی - یا ساری عمر پڑھتے اور طوطے کی طرح
رٹتے ہی جائیں - آدمی نہ ہوا گھن چکر ہوا - جوانی دیوانی - بری صحبت
کا اثر بال یہ کہ بناؤ سنگھار گلے کا ہار ہوا - عطر تیل پھلیل میں بسائے
کان میں شمامۃ العنبر کا پھویا نمایاں طور پر اڑا - گہرا دنبالے دار سرمہ
آنکھوں میں ڈٹا - صبح کی نماز قضا - مگر ڈاڑھی صفا - حمام کی محتاجی
نہیں - آندھی جائے مینہ جائے مگر ڈاڑھی ضرور گھٹے - کیا مجال

انگریزی (ڈ) ساکن ہے مگر عوام ڈال کو متحرک و مفتوح بولتے ہیں - فیل ہے ناکامیاب
پہلے یہ امتحان شرط ملازمت تھا اب اشیاء کی گرانی کے ساتھ علم کی گرانی بھی ہو گئی
اب انٹرنس یا میٹریکیولیشن پر دار و مدار آ کر ٹھیرا ہے اور یہی ایل ایل و نہا ہے تو بی - اے
پر جا کر دم لے تو عجب نہیں - ایک قسم کا عطر ہے جس کا جزو غالب عنبر ہے جس کو سب سونگھ سکیں ۱۲

کہ کھونٹی خوردبین سے بھی نظر آجائے ۔ مونچھ نئے فیشن کے موافق دونوں سرے پر قینچ ۔ عین مین لنڈوری گلہری کی پونچھ ۔ سر پر کے پٹھے بڑے نازو نعم کے پلے ۔ مانگ نکلی ۔ پٹیاں جھکی گوندے جمی کیا مجال ایک بال تو جگہ سے ٹلے جگہ یا اوپر نیچے ہو جائے ۔ بل ہم نکالیں گے سن اے موج ہوا بل تیرا ۔ اُس کی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہوں گے اے کاش بالوں کی باقاعدگی سے نصف باقاعدگی بھی اِن کے دوسرے کاموں میں ہوتی ۔ اُن میں تو وہ تہ و بالا اور ابتری کہ دیدہ نہ شنیدہ سر ہوتیا کے خوشبودار تیل سے چک بچک کیا معنی یوں سمجھو کہ بالوں کی کیاری میں تیل کی آبیاری ہے ۔ کلے میں پان کی گلوری ٹھنسی ۔ ہونٹوں پر سرخی کی دھڑی جمی ۔ آڑا پھنسا ہوا پائجامہ جس میں نصف ساق چوڑیوں سے جکڑی ہوئی ۔ موریاں تنگی رزق سے زیادہ تنگ ۔ سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکل جانا آسان مگر پاؤں کا اس تنگنائے پارچے میں داخل ہونا ایک مہم بے پایاں لاہور کا ریشمی لچھا اترتے ہوئے رنگ کا گپھے دار کلابتونی ہرے کا ازاربند لٹکتا ہوا ۔ پاجامے کے ساتھ عزت کو بھی تھامے ہوئے چکن کا کڑھا ہوا کرتہ ۔ اوپر سے تن زیب کا پھنسا ہوا انگرکھا جس کے اندر سے کرتے کے بیل بوٹے جھلک رہے ہیں گویا ابر سیاہ

---

۱ پر کترے ہوئے ۔ ۲ بے دُم کی ۔ ۳ دُم ۔ ۴ گڑ بڑ ۔ بے ترتیبی ۔ ۵ نہ دیکھی نہ سنی ۔ ۶ بھرا ہوا

افراط سے ۔ ۷ تہ ۔ ۸ پنڈلی ۔ ۹ ٹکڑے ۔ ۱۰ رستے ۔ ۱۱ نہایت حد جس کا ٹھکانا نہ ہو ۔ ۱۲ ...

میں تار سے - انگرکھے پر کامدانی دلیل ہمہ دانی - گردسنجاف اُس پر گٹاؤ
کی سیل - کنٹھی میں لال ڈورا - بندان کے بیاکا نہ ہباؤ کی طرح جوب
کھلے ہوئے - تاکہ چوڑی اور بھری بھری چھاتی پر ملمع کے زنجیر دار
بٹن نظر آئیں - بانکی دو پلیا دو انگل کی ٹوپی - اول ہی چھوٹی ہوتی
اُس پر چھنی چپاتی سکڑی سکڑائی آپ کے فرقِ مبارک پر اس طرح
براج رہی ہے جیسے شملے پر وائسرائے - ٹوپی پیچھے ہٹی - سامنے
دو انگل مانگ کھلی - وصلی کی سلیم شاہی کامدار جوتی - جیسے سونے
کا ڈلا - بہت باریک ریشمی پھول دار موزے پاؤں میں ایسے پھنسے
جیسے انگوٹھی میں نگینہ یا دل میں کینہ - ہاتھوں میں انگوٹھی چھلے
گلے میں ایک نازک سی زنجیر جس میں شمشیر نما خلال اور کان ڈوئی
گوشمالی کے لیئے آویزاں - آنکھوں پر بے ضرورت رول گولڈ کی
کمانی کی عینک چڑھی - دو آنکھوں کی چار نیں جب بھی آنکھیں
نہ کھلیں - ہاتھ میں چاندی کی موٹھ کی بید کی پتلی سی چھڑی - بائیں
کلائی پر رسٹ واچ بندھی - دست درازی کی روک تھام مگر یہاں
اس کا کیا کام - جیسے گھڑی گھڑی ضرورت بے ضرورت دیکھتے ہیں
نہ وقت دیکھنے کو کہ وقت کی ان کو ضرورت ہی نہیں بلکہ گھڑی بھی ایک
زیور تھا اپنے سجانے اور دوسروں کو دکھانے کے لیئے - غرض چھیلا

---

۱ چوڑی گوٹ - ۲ حوصلہ ہمت جرات - ۳ پورے - ۴ ٹیڑھی - ۵ چھوٹا اور مرجھایا - ۶ وہ جوتی جس کا تلا
بہت صاف ہلکا اور نازک ہو جسکی ضد ادھوڑی استر ہے - ۷ لاابالی بے پروا - شوقین - ۱۲

پڑے پھرتے ہیں۔ مفت کی روٹیاں توڑنا۔ کھانا اور غرّانا گلچھرے اُڑاتا۔ ع نمک خوردی نمک داں راشکستی۔ انھیں کی شان میں وارد ہے۔ گھنٹوں اپنے آپ کو آئینے کے سامنے تولتے ہیں کبھی بال سنوارتے ہیں۔ جو کسی خاطر تلے نہیں جمتے۔ کبھی ٹوپی کو آگے کو جھکاتے ہیں تو ماتھا تنگ ہوا جاتا ہے جس سے دل تنگ ہوتا ہے۔ کبھی پیچھے ہٹاتے ہیں تو فراخ پیشانی پر مسکراتے ہیں یہ ٹوپی کیا ہوئی گویا ریل ہوئی کہ آگے بھی چلتی ہے اور پیچھے بھی ہٹتی ہے یا بندر کے ہاتھ کا ناریل ہوا کہ کسی کل قرار نہیں۔ خدا خدا کر کے ٹوپی کی طرف سے اطمینان ہوا بڑی مہم سر ہوئی۔ انگریز جرمنی پر فتح پاکر اتنی بغلیں نہ بجاتے ہوں گے جتنے یہ ٹوپی کے سدھ ہونے پر اُچھلے کودے۔ اب مُنہ کی باری آئی کبھی سیدھا بناتے ہیں کبھی ترچھا۔ کبھی زبان باہر نکالتے ہیں تو کبھی اندر یا یوں سمجھیے کہ آئینے کے سامنے بندر۔ یونیورسٹی کا ممتحن بی۔ اے کے پرچے بھی اس جانچ تول سے نہ دیکھتا ہوگا جیسے یہ اپنے ہونٹوں کی اقلیدسی شکلوں کو دیکھتے اور اپنی مراد پر رنگ جھے جاتے ہیں اور خود ہی فیصلہ کرتے ہیں کہ کون سا انداز دل کش ہے۔ ۵

جس ہنڈیا میں کھائیں اُسی میں چھید کریں۔ نمک حرام۔ احسان فراموش۔ کہا گیا ہے۔ چوڑی چکلی خوش ہونا۔ درست ٹھیک۔ دار العلم جہاں سے ڈگریاں ملتی ہیں۔ اقلیدس ایک حکیم کا نام ہے جس نے شکلوں کا علم ایجاد کیا ہے۔ جسے جیاٹری کہتے ہیں فریفتہ

شوق ہے دل میں بہت اور پاس اک پائی نہیں　اس لیئے تصویر جاناں ہم نے کھنچوائی نہیں

دل میں سمجھتے اور خوش ہوتے ہیں کہ میں بھی کچھ ہوں - ۹

اک کام اور بھی ہے اگر مجھ سے بن پڑے　ہر پھیر کے اپنے آپ پہ صدقے ہوا کروں

چلتے ہیں تو اٹھلاتے ہوئے - خراماں خراماں مستانہ چال - قدم دھرتے ہیں تول تول کر - قدم گو زمین پر ہے مگر سر نخوت تکبر اور خود پسندی سے آسمان پر ہے - ہر قدم ہر بات ہر حرکت ہر جنبش ہر عشوہ وانداز معشوقانہ سے اہلِ دل کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ کیسا رعنا جوان اور کیسا البیلا خوش رو خوش وضع اور خوش قطع انسان ہے - جن کو اپنے ہی بناؤ سنگھار سے سیری نہ ہو اُن کو دوسروں کی طرف توجہ کرنے کا کب موقع ملتا ہے - ادھر سے فرصت ہو تو بیوی کو دیکھیں - یہ خود لاکھ معشوقوں کے ایک معشوق ہیں - ان کی خریدار شہد پر کی مکھیاں بہت ہیں - بھلا ان کی نظر میں بیوی اور وہ بھی مُنہ ماری سادی سی - سودی گھر کی ہونٹی جس کی آنکھ اُٹھنی بھی مشکل ہے کیا خاک سما سکتی ہے - ۹

الٹوں گرا دماغ کہ پرسد ز باغباں　بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد

اس وضع قطع کے بنانے سنوارنے - سج دھج درست کرنے کو کم سے کم دو گھنٹے صبح اور دو گھنٹے شام چاہئیں - اب ذرا گھر کا مشغلہ سُنیئے -

---

اینڈتے مچلتے - ناز و انداز سے معشوقانہ چال - نادر - ان جیسا کوئی نہیں ہیچ کس دیگرے نیست بھلا کسے پڑی ہے کہ سارے تمبے کی اتنی پوچھ گچھ کرے کہ بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سُنا اور صبا نے کیا کیا - طرز - وضع - ۱۲

گھنڈیوں میں تو گھڑوں پانی سے منہ دھلتا ہے۔ خوش بو دار منجن ہے۔ طرح طرح کے صابن ہیں۔ بیسن ہے۔ دھوئی تلی کی پھولوں میں بسائی ہوئی کھلی ہے۔ کنگھی ہے۔ برش ہے۔ تولیہ ہے اور سب سے بڑھ کر وہ دغاباز آئینہ ہے جو ان کے عیوب کو بھی بنا سنوار کر پیش کرتا ہے۔ ؎

از قضا آئینۂ چینی شکست　　خوب شد اسباب خود بینی شکست

تولیے سے بار بار منہ رگڑا جا رہا ہے مگر رنگ جوں کا توں برقرار۔ رگڑائی اور چھلائی سے بھلا کہیں کالے گورے ہوئے ہیں ع

ایں خیال است و محال است و جنوں۔ صفائی ہے کہ کسی طرح ختم نہیں ہوتی۔ گھر میں گئے دو چار آڑی ٹیڑھی باتیں بڑھیا ماں کو سنائیں وہ شہد کے سے گھونٹ پی کر رہ گئیں۔ اپنی عزت اپنے ہاتھ ایک بول کر کون دس سنے۔ کچھ بہن کو ڈانٹا ڈپٹا۔ چھوٹے بھائی کا کان مروڑ ایک چپت رسید کی۔ بڑبڑاتے کڑکڑاتے ناشتہ زہر مار کیا۔ باہر بیٹھک میں تشریف لائے۔ جہاں پہلے ہی سے اخوان الشیاطین بگڑے نواب کے برآمد ہونے کے منتظر بیٹھے تھے آپ مسند پر تکیئے سے لگ کر بیٹھے۔ نوکر نے لا کر سامنے زیرانداز بچھا پیچوان لگا دیا۔ جس میں سے لکھنؤ کے خمیرے کی بو چوطرف

---

[1] قضا جو آئی تو آئینہ ٹوٹ گیا۔ اس کم بخت کا ٹوٹنا ہی اچھا ہوا کہ اپنے آپ کو تولنے کا ذریعہ تو گیا۔ نہ آئینہ ہوگا نہ منہ دیکھا جائے گا۔ [2] یہ تیرا خیال ہی محال ہے اور خبط ہے۔ [3] شہد سے۔ لنگارے۔ بھائی کی شکل میں شیطان۔ صحبت بد ۱۲

پھیل کر دور دور تک مشامِ جان کو معطر کر رہی ہے۔ مسند کے کنارے
چاندی کا خاصدان گلوریوں سے ٹھسا ٹھس بھرا اوپر کی تُتی میں
رامپور کا خوشبودار زردہ ایک ڈبیہ میں چھوٹی الائچیاں۔ دوسری
میں مشک[1] آمیز ست۔ اسی کے پاس مراد آباد کا منجھا با صاف
ستھرا اُگال دان ہے۔ پان چبائیے گلوری پہ گلوری۔ تاش۔ گنجفہ۔ شطرنج
چوسر۔ ڈرافٹ[5]۔ کھیل کی کیا چیز ہے جو موجود۔ اگر شطرنج میں لگ گئے
تو ایسے لگے کہ پھر سر نہ اٹھایا اور دوپہر کر دی کھانے تک کی خبر نہیں
ماما آتی ہے پردے کے پاس سے جھانک کر اُلٹے پاؤں پھر جاتی
ہے۔ کھانا پڑا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ میاں اپنے آپے[2] میں ہوں تو اُٹھیں
وہ شطرنج میں ایسے گتھے ہیں کہ دنیا و مافیہا[3] سے بے خبر۔ کبھی
ستار چھڑ گیا تو پھر کیا ٹھکانا۔ بینڈ۔ زمزمہ۔ لہرا۔ گت۔ بول بج رہے
ہیں۔ ہر گت کے ساتھ کھونٹیاں مروڑی اور ستار ملایا جا رہا ہے۔ راج
لرز کبھی اُتارے جاتے ہیں کبھی چڑھائے بڑی دیر میں جا کر
کہیں دونوں ملے۔ ایسا پنچم کی کھونٹی کبھی کسی جا رہی ہے کبھی ڈھیلی
کی جا رہی ہے۔ مگر وہ سُر سے میل نہیں کھاتا لیکن اُستاد نے بڑے
اُتار چڑھاؤ کے بعد ستار کو ملا کر ہی چھوڑا۔ پردے اوپر نیچے سرکا کر
ٹھاٹ بدلا جا رہا ہے۔ پنچم اور بہاگ کے سُر لگ رہے ہیں۔ سیدھی
اُلٹی مضراب سب ہی رنگ ہیں۔ طبلہ الگ کھڑک رہا ہے تھاپ پہ تھاپ

---

۱ مشک ملا ہوا۔ ۲ اپنے حال میں۔ ہوش و حواس بجا و درست۔ ۳ دنیا میں کیا ہو رہا ہے ۱۲
۵ ہندوستانی بارہ کنکرے کی طرح کا ایک انگریزی کھیل ہے۔ ۱۲

پڑ رہی ہے۔ تال سُر میں پورے۔ سم سے باخبر۔ خالی بھری کا لحاظ۔ ذرا سُر سے نہ ملے سُر ہوا کہ ہتوڑی سے بایاں درست کیا گیا۔ آٹا لگایا گیا ہارمونیم ایک بگڑے شریف زادے چھیڑ رہے ہیں[1] ٹھیکا دوسرے صاحب جھوم جھوم کر لگا رہے ہیں بڑی دیر اور کاوش کے بعد ستار ہارمونیم اور طبلے کے سُر جا کر ملے ادھر ساز ٹھیک ہو رہا تھا ادھر انہیں میں سے کوئی صاحب ٹپہ۔ ٹھُمری۔ دادرا۔ دھرپد۔ ترانہ۔ نانک کی چیزیں اپنے خیال میں بیٹھے سُروں میں گا کر لوگوں کو رجھا رہے ہیں[2] داد پر داد[3] پا رہے ہیں۔ ایک دوسرے صاحب بیٹھے سُروں میں گنگنا رہے ہیں۔ کوئی تال دے رہا ہے۔ کوئی الاپ رہا ہے۔ اتار چڑھاؤ گٹکری۔ مُرکی۔ اونچے نیچے سُروں میں رطب۔ گندھار کی داد دے رہا ہے۔ بھیرویں چھڑ رہی ہے۔ یہاں تک کہ اسی طوفان بے تمیزی میں آدھا دن غارت ہوا دوپہر ہوئی۔ سارنگ۔ بیلچی بروے کی نوبت آئی۔ رات ہوئی تو پھر کیا ٹھکانا۔ دن تو اللہ تعالیٰ نے کام کاج کے لیئے بنایا ہے۔ جو کام کاج ہوا وہ آپ نے دیکھ ہی لیا اب رات آئی ع رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے۔ باقاعدہ جلسہ شروع ہو گیا۔ عطائی[4] برخاست سپردائی[5] آئے۔ کوئی گویئے کہیں سے بھٹکے بھٹکائے[6] واجد علی شاہ کے نام لیوا[7] خاں صاحب

[1] کوشش۔ فکر۔ [2] مفتون۔ مائل۔ [3] تعریف۔ واہ وا۔ [4] غیر پیشہ ور۔ نوسکھیا
[5] پیشہ ور سازندہ۔ [6] پھرتے پھراتے۔ بھولے بھالے۔ [7] تاراج۔ ہتو شل۔ کلمہ گو۔ ۱۲

لکھنؤ کی طرف سے پھرتے پھراتے بگڑے نواب کا نام سن کر ان کے یہاں آ نکلے
ہیں وہ اپنے جوہر دکھا رہے ہیں گلا پھاڑ پھاڑ کر گا رہے ہیں۔
اتنا لوگ اُن کے گانے سے خوش نہیں ہوتے جتنا وہ خود محظوظ
ہوتے ہیں۔ وہ اپنے کو تان سین کا باوا ہی سمجھتے ہیں مگر
واقعی بات یہ ہے کہ ایک گانے والا ہے اور طاؤس اور بین خوب
بجاتا ہے۔ نواب کو باڑھ پر رکھ لینا کون سی بڑی بات تھی۔ دو چار
بڑھاوے چڑھا دیئے وہ رام ہو گئے۔ اُونگھتے کو ٹھیلتے کا
بہانہ۔ منہ سے نکلنے کی دیر تھی اشارہ پاتے اُنھیں میں سے ایک صاحب
سر پر پاؤں رکھ کر دوڑے اور چشم زدن میں چاوڑی سے ایک
طوائف کو بڑی لمبی چوڑی انٹروڈکشن کے بعد لوا لائے۔ اب
باقاعدہ محفل رقص و سرود جم گئی یا یوں کہو کہ رت جگا ہو گیا۔
ٹھٹھے پر ٹھٹھے اُڑ رہے ہیں۔ گلوریوں پر گلوریاں کھائی جا رہی ہیں
ساغر و مینا کا بھی کچھ دَور چھپے چھپائے ہے جمائیوں پر جمائیاں آ رہی
ہیں مگر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اونگھ رہے ہیں جھونٹے کھا رہے ہیں
مگر جمے ہوئے ہیں۔ اگر کسی نے اُوپری دل سے اپنی قدر بڑھانے کو

ایک بڑے مشہور گویئے کا نام ہے جس کا نام سنتے ہی گویئے کان پکڑ لیتے ہیں۔
تعریف کر کے پھسلا دینا۔ ہموار ہو گئے۔ جلدی۔ فوراً۔ دلّی کا ایک بازار ہے جس میں
بازاری عورتیں حسن فروشی کرتی ہیں۔ (انگریزی) تقریب۔ تعارف۔ تمہید۔
ناچ گانا۔ پیالہ اور صراحی یعنی شراب اُڑنے لگی۔ ۱۲

کہا بھئی کہ رات بہت آ گئی۔ بھئی ہمیں تو نیند آ رہی ہے ہم تو چلتے۔ کہ دوسروں
نے دو دو چار قسمیں اپنے سر اور جان کی دے دلا کر انھیں پکڑ پکڑا کر
بٹھا لیا وہ پہلے ہی کب جا رہے تھے یہ صرف نخرے تھے بیٹھ گئے اور
ان کے حساب اب نئے سرے سے جلسہ شروع ہوا۔ گانا چھوڑ
لوگ ان کی طرف جھک پڑے کہ انھوں نے آدابِ جلسے کے خلاف
کھنڈت ڈالی۔ سیکڑوں قسم کے آوازے توازے کسنے لگے۔ وہ خود بھکڑ
شرم چہ کُتّی است کہ پیشِ مرداں بیاید اُنھوں نے بھی بے نقط سنائیں
یہ شورش فرو ہوئی تو طوائف کی طرف رُخ ہوا۔ اُس کا گاتے گاتے
پہلے ہی گلا پڑ گیا تھا مگر ان کی فرمائشوں کا تار نہیں ٹوٹتا۔ کچھ تعریفِ بے سُرا
اُس کا حوصلہ بڑھا رہی ہے کچھ ان کا اصرارِ بے جا اُسے تھکائے ہوئے ہے
غرض شام کلیان۔ دیس۔ کھماچ۔ بہاگ۔ سورٹھ۔ سوہنی۔ سُن کرجی
نہ بھرا۔ کہروا نچوایا۔ بھیرویں کی زبردست فرمائش ہوئی۔ بھیرویں کی
ٹھمری ختم نہ ہونے پائی تھی کہ سندھ بھیرویں کی فرمائش ہوئی۔ کوئی گلے
کی طرف متوجہ ہے تو کوئی زٹ پر لٹو ہے۔ نوبت بہ ایں جا رسید کہ پو پھٹی اور
اُجالا ہو گیا۔ جب ان لوگوں کا خدا خدا کر کے منہ کالا ہوا رباعی

متوجہ۔ رخنہ۔ رکاوٹ۔ طعنے دینے۔ کرنے۔ فضول گو۔ بیہودہ مذاق کرنے والے
شرم کون سی کتیا ہے جو مردوں کے سامنے آئے۔ یعنی گالیاں۔ رکیک یا معیوب
گڑبڑ۔ کم ہوئی۔ منہ دیکھے کی تعریف۔ تعریفِ غیر واجب۔ بتاتا۔ فریفتہ
مفتون۔ آخرکار۔ انجامِ کار۔ یہاں تک۔ صبح کا اُجالا ہوتے ہی۔ ۱۲

کی طاعتِ نفس ہیں بہت عمر بسر | انجام کی رکھی نہ جوانی میں خبر
کیفیتِ شب اُٹھا چکے **حالی** | مجلس کرو برخاست ہلو وقتِ سحر

نواب صاحب رات بھر کے جاگے بدست جو پڑ کر سوئے تو ایسے سوئے جیسے مردہ۔ مرین وہ دنیا سے بے خبر۔ دن چڑھ آیا مگر آنکھ نہ کھلی۔ اگر کوئی اُٹھانے جاتا ہے تو لپک کر اُس کی ٹانگ لیتے ہیں۔ خدا خدا کرکے کوئی دس بجے یہ خانہ خراب خوابِ استراحت۔ نہیں۔ خوابِ لعنت و ملامت سے بیدار ہوا مگر بخت اب بھی خفتہ تھا۔ ٥

خاک ہوئے پامال ہوئے برباد ہوئے سب محو ہوگئے | اور شدائدِ عشق کی رہ کے کیونکر ہم ہموار ہوئے

اس کی آورگی نے گھر کا دیوالہ نکال دیا۔ بیٹا کیا تھا گھر میں گھونس لگ گئی ساری خیر و برکت اُڑ پڑ گئی۔ مالِ مفت دلِ بے رحم۔ ماں کو کھنگ کر دیا۔ رحمن جوڑے پلی پلی شیطان لڑھائے کُپّا۔ آخر کہاں تک کوئی دبے جائے۔ ہاتھ کھینچا تو برخوردار بلند اقبال نے دست درازی شروع کی۔ کچھ دھینگا مشتی سے کچھ زبردستی اُٹھا کچھ چوری چھپے لے بھاگے۔

آرام کی نیند۔ بیدار۔ مفت کا مال اور دل بے رحم کا۔ جو مال بے زحمت ملتا ہے اُسے خوب دل کھول کے بے دردی سے اُڑایا جاتا ہے۔ مفلس۔ قلاش۔ ایسا خالی کہ ہاتھ میں پیسہ نہ رہے۔ جمع کرنے والا قطرہ قطرہ فراہم کرے اور لڑھانے یعنی ضائع و برباد کرنے والا سارے کا سارا ایک دم میں ضائع کر دے۔ دھینگا زوری۔ جبر۔ دھکے یا سختی یا جُل دے کر لینا۔ ۱۲

چوری کا پیکا پڑ گیا - گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے - آج یہ گم کل وہ غائب -
ماں کے گہنے کا صندوقچہ لے اُڑے - بازار میں گوٹے کروا لیے -
ماں کے چوتڑوں پر پیار کٹ گئی - کئی مہینے بعد خبر ہوئی - سر پیٹ لیا
صاحبزادے نے سنا افیون کھالی - افیون تو وہ یوں بھی کھاتے تھے
مگر اب زیادہ کھالی - جان کے لالے پڑ گئے - وقت پر خبر ہو گئی - نئے جیا
تھے اور ابھی رسوائی اور باقی تھی لوٹ پیٹ کر بھر کھڑے ہو گئے
بات بات پر نکل جانے کا ڈراوا - بڈھا ڈرائے مرنے سے جوان ڈرائے
بھاگنے سے ع خوئے بدرا بہانہ بسیار - دوست احباب نے
خوب گلچھرے اُڑائے - رات گئے کبھی گھر میں آئے کبھی نہ آئے -
ماں ہے کہ ممتا کی ماری راہ دیکھتے دیکھتے وہیں تختوں پر پڑ رہتی ہے -
جب سواری آئی دسترخوان بچھا روٹی کھلائی - ان کو کھانے کو
تر نوالہ چاہیئے اوروں کے لیئے کچھ ہو یا نہ ہو کوئی مرے یا جیئے
مگر ان کے لیئے سب کچھ ہو - لوگوں نے صلاح دی کہ لڑکا ہاتھ سے
نکلا جاتا ہے اسے کہیں اٹکا دو - چھپا چھپ بات تلاش ہوئی جھٹ
منگنی پٹ بیاہ - غیر کی لڑکی کی بھلی چنگی جان کو وبال میں لا ڈالا -
سخت عذاب میں پھنسایا - ان کو ٹھیرا بازاری عورتوں کا لپکا -
گھر کی بہو بیٹی ان کی خاطر تلے کیوں آنے لگی - یہ نسخہ بھی نے کار گیا

عادت بد - گھر کے حال سے جو واقف ہوتا ہے جب وہ بگڑتا ہے تو جو کچھ نہ کر بیٹھے کم ہے -
کم داموں پر دے ڈالنا - کسی بات کی کانوں کان خبر نہ ہونا - جیسے بری عادت پڑ جاتی ہے اُسے
سیکڑوں بہانے مل جاتے ہیں اور بات بات پر حیلہ حوالہ کرنے کی لت پڑ جاتی ہے - حسرت اٹھانا ۱۲

میاں کو خبر نہیں کہ بیوی کدھر ہے۔ ان کی جانے بلا کہ اُس نیک بخت پر کیا گزر رہی ہے۔ اپنی تقدیر پر آٹھ آٹھ آنسو روتی ہے۔ مگر کر کیا سکتی ہے۔ صبر و شکر سے دل مسوسے ارمان اور آرزوؤں کو دبائے گم سُم بیٹھی ہے۔ نہ مُنہ سے بولتی ہے نہ سر سے کھیلتی ہے۔ ایک حیرت کی پتلی ہے یا حرمان و یاس کی زندہ تصویر ہے۔ میاں کیا مجال کہ کبھی بھولے سے بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھے ماں سب کچھ دیکھتی تھی اور پی جاتی تھی باپ سے چھپاتی تھی۔ شکایت کس کی کرے بیٹے کی! توبہ توبہ بھلا ماں سے ایسا ہو سکتا ہے لیکن ایسی باتیں کہیں چھپتی ہیں۔ شیطان کوٹھے پر چڑھ کر پکارتا ہے اور خدا ایسوں کو رسوا کرتا ہے ع نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔ باپ کے کانوں تک پوست کندہ حالات پہنچے۔ خون کے سے گھونٹ پی کر رہ گیا جوان بیٹا کیا مُنہ لگے۔ اگر خم ٹھوک کر سامنے کھڑا ہو جائے تو باپ کی کیا رہ جائے۔ اپنی عزّت اپنے ہاتھ ہے۔ سُنی کی اَن سُنی کر دی کہ دو بدو کہنے سُننے سے ذرا سی آڑ اور تھوڑا سا لحاظ جو باقی ہے وہ بھی اُٹھ جائے گا

جا بجا کرتے ہیں چرچے تری بدوضعی کا | دو کہیں چار کہیں پانچ کہیں سات کہیں
فہم پر تیری ہنسی آتی ہے مجھ کو آزاد | چھوٹتی ہی نہیں کہتا ہے تری باتیں کہیں

یہ سیلانی جیوڑے مونچھوں پر تاؤ دیتے اور مزے کرتے ہیں۔ دنیا و مافیہا سے بے فکر۔ آج تماشے میں گئے ہیں رات بھر غائب۔ ناچ مجرے

بے اختیار رہے۔ مارے۔ خاموش۔ ناکامی اور نا امیدی۔ کچھ نخرا تے جو بات کی جاوہ کب چھپ سکتی ہے۔ دراصل مثل بلا کم وکاست۔ کھُلنا۔ ظاہر ہونا۔ سیر تماشے کے شائق۔ ۱۲

میں مصروف - کل تھیٹر میں جانے کی طیاری ہے - کبھی بائیسکوپ کا
نظارہ ہے - کبھی قطب صاحب کی سیر گشت ہے نہ بغرض زیارت بلکہ تفریح طبع
کے لیئے سیاحت - تو کبھی اوکھلے کی سیر - جدھر مُنہ اُٹھایا ان کے حواری
لے گئے بس اُدھر ہی کے ہو لیئے - پیسہ مفت کا - خرچ بے ٹھور ٹھکانے
مفت خورہ دوستوں - گھر پھونک تماشہ دیکھنے والوں کی کیا کمی - کیا
کوئی ایسی طول طویل فہرست لڑکیوں کی بداطواری اور تکلیف دہی کی
بھی پیش کی جاسکتی ہے؟ کبھی نہیں - ہرگز نہیں - نہ ان کی وہ خاطر
مدارات ہے جو لڑکوں کی ہوتی ہے - نہ یہ بیچاریاں ہاتھ پاؤں ہلا سکتی
ماں کے ساتھ کام کاج سے دم بھر کی فرصت نہیں - پکاؤ ریندھو
کھلاؤ پلاؤ - چھوٹے بھائی بہنوں کو لادے لادے پھرو - نہلاؤ دھلاؤ
سیو پروؤ - غرض سارے گھر کا کام دھام کرو - مگر پھر بھی کسی کے
بھاتو یں نہیں - ماما کو عذر ہے اس کو نہیں - ماں کی خدمت تو کسی
حساب میں نہیں باپ اور بھائیوں کی آؤبھگت سے فرصت نہیں
کسی کا کُرتہ سی رہی ہے تو کسی کا پاجامہ - کسی کا پھٹا اُدھڑا درست کر رہی ہے
کسی کا مُنہ دُھلا رہی ہے - کسی کو نہلا رہی ہے - کسی کے کپڑے بدلوا رہی ہے
کسی کی تیمارداری میں مصروف ہے - خلاصہ یہ کہ بے زبان بن دام مول
کی لونڈی ہے - بے تنخواہ کی نوکر ہے - مگر پھر بھی قدر نہیں - بازار سے
کچھ سودا آئے - پہلے بھائی جان کا حصّہ - گھر میں کوئی چیز اچھی پکے

وہ تماشہ جس میں تصویریں متحرک دکھائی دیتی ہیں - حضرت عیسیٰ کے اصحاب مجازاً مدد دینے والے
بے موقع - خاطر میں ٹھیکے نہیں آتا - مزاج داری - خاطر داری - ۱۲

بھائی جان کے لیئے۔ سالن نکلے تو اوپر کا گھی گھی کا تار بھائی کے لیئے نیچے کی تلچھٹ ان کے لیئے۔ میکے میں تو ان منہ ماریوں کے ساتھ یہ سلوک ہے کہ ہر ایک کا منہ دیکھتی رہتی ہیں کہ اب کوئی کیا کہتا ہے جیسا پہنا دیا پہن لیا۔ جو کھلا دیا کھا لیا۔ ہر حال میں صابر و شاکر۔ نہ جھک جھک نہ بک بک۔ جو چیز ہاتھ اٹھا کر دیدی صبر و شکر سے لے لی۔ نہ دی تو زور نہیں جبر نہیں۔ ضد نہیں ہٹ نہیں کیوں کہ سہرے سے حق نہیں۔ یہ حالت تو رہی ان کی جب تک کہ وہ میکے میں ہیں۔ سسرال میں کیا گت بنے گی یہ جانیں اور ان کا نصیب۔ ماں باپ جنم کے ساتھی ہیں کرم کا کوئی ساتھی نہیں۔ لڑکیاں خدا کی امانت ہیں وہ بھی چند روزہ دوسرے گھر جانے والی ہیں اس لیئے بجائے نفرت کے ان سے زیادہ محبت۔ دل دہی اور نرمی کا برتاؤ ہونا چاہیئے کہ مہمان و اخلاق ہیں

سہ آج رہیں کل ہوں گی بدا مہمانوں سے کاہے کو لڑیئے۔

میں اس خیال کا آدمی ہوں کہ لڑکا اور لڑکی دونوں میرے نزدیک برابر اور میری دو آنکھیں ہیں۔ میرے دونوں بیٹے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک آنکھ میں لہر بہر دوسری میں خدا کا قہر یا یک بام و دو ہوا۔ والدین پرورش اولاد پر مامور من اللہ ہیں جس میں تفریق مرد و زن کی نہیں ح

بدا — لگا دے نیچے بیٹھا ہوا حصہ — اصل لفظ وداع ہے۔ یہ لفظ پدا بھی ہیں۔ یہ بھاشا زبان ہے جس میں ع نہیں ہوتی اسی وجہ سے لڑیئے لکھا ہے میں دونوں باتوں میں خوش محبت کی موج۔ کو سمجھا ایک اور ہوا ئیوع یعنی دو طرح کا سلوک ایک سے اچھا دوسرے سے برا۔ اللہ کے حکم سے متعین ہیں ۱۲

تم چوں کہ تین بھائیوں پر ہوئیں اس سبب سے تمھارے پیدا ہونے کی خوشی کسی طرح لڑکے کے پیدا ہونے سے کم نہیں ہوئی بلکہ ایک اعتبار سے زیادہ ہی ہوئی کہ جو چیز نہ تھی یعنی بیٹی وہ بھی خدا نے اپنے فضل وکرم سے دی۔ ایک عجیب بات ہے کہ ہمارے ہاں جو رحمتِ الٰہی بچوں کی شکل میں وارد[1] ہوتی ہے وہ اپنا رزق اپنے ساتھ لے کر آتی ہے۔ اس فضلِ پروردگار سے کچھ میں ہی متمتع نہیں ہوا بلکہ اوپر سے ہوتی آئی ہے تمھارے دادا صاحب مرحوم کا بھی یہی حال تھا وہ پہلے مدارس کے ڈپٹی انسپکٹر تھے میرے پیدا ہوتے ہی تحصیل دار ہوئے اور اسی طرح اولاد جوں جوں ہوتی گئی اُن کے مدارج یوماً فیوماً بڑھتے گئے تمھارے بھائیوں نے بھی جب جب دنیا میں قدم دھرا یعنی عدم سے وجود میں آئے کچھ نہ کچھ مزید نعمت[2] اپنے ساتھ لائے۔ منذر کے وقت میں میں سوم تعلقہ دار سے دوم تعلقہ دار ہوا۔ بشیر اور شاہد کے وقت میں میرا ایک ایک گریڈ[3] بڑھا مگر تم تو ماشاء اللہ جستم جستم پیدا ہوئیں، وہ پوتڑوں[4] کی امیر ہو خدا تم کو اسی طرح دنیا اور دین میں پھولتا پھلتا رکھے[5] یعنی عین اُسی دن جب کہ تم پیدا ہوئیں میں اول درجے کا مستقل دوم تعلقہ دار ہوا تمھارے دادا کو بھی تمھارے ہونے کی بڑی خوشی ہوئی اُنھوں نے سنتے ہی یہاں سو روپئے تمھارے کپڑوں کے لئے بھیجے اور جب تم اصل[6] چلنے پھرنے اور چڑ غنے[7] لگیں تو اپنی پیاری پیاری اور بھولی بھولی باتوں سے

---

[1] آتی۔ آترتی ہے۔ [2] اور نعمت۔ [3] درجہ۔ [4] اصل نسل۔ خوش حال۔ [5] ٹھیک۔ [6] چڑیا کے بچے جب پہلے پہل [7] بھوں بھوں کرنے لگتے ہیں۔ بولنے کا آغاز۔ ۱۲

سب کا دل ہو نے لگیں تو تمہارے دادا ہنستے جاتے اور اکثر کہا کرتے تھے "بشیرا! تم کو اس بہاڑ کی بھی کچھ فکر ہے جو اُٹھ رہا ہے" بعض وقت تم کو گود میں بٹھا کر یہ بھی تمہاری ماں سے کہا کرتے تھے کہ "اگر میں زندہ رہا تو اس کا بیاہ میں رچاؤں گا"۔ اور کچھ شک نہیں کہ وہ کرتے اور خوب دل کھول کر کرتے۔ مگر دنیا میں کسی کے ماں باپ سدا زندہ نہیں رہے موت سب کے ساتھ بندھی ہوئی بات ہے۔ زبردست سے زبردست قوت بھی اس وقتِ سفر کو منٹ بھر بھی کھسکا نہیں سکتی۔ یہ اس عدالت العالیہ کا سمن ہے جس کے ہاں پیشی نہیں بدلتی۔ یہ وہ وارنٹ ہے جس کی گرفت سے کوئی معتبر سے معتبر ضمانت بھی نہیں بچا سکتی۔ جس نے ماں کا پیٹ دیکھا ہے وہ قبر کا گڑھا ضرور دیکھے گا اور لاکھ جتن کرو قبر کی رات تو قبر میں ہی بسر ہوگی۔

زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے

غرض یہ کہ اُن کی حیاتِ مستعار نے وفا نہ کی اور جب تم کوئی چار برس کی تھیں کہ انھوں نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ گو اُنھوں نے اچھی عمر پائی مگر کتنی بھی عمر ہو ماں باپ کا سایہ اولاد کے سر سے اُٹھ جانا ایک بڑی مصیبت ہے اور جس دن یہ گئے یوں سمجھو کہ اسی دن سے ہم نے دنیا سنبھالی۔

صبر رخصت ہوا سنتے ہی ترا عزمِ سفر تم نکل بھاگے ہم ابھی چھوٹ گیا

دل میں محبت کا جوش پیدا کرنا۔ محمل نامہ طبی۔ تدبیر کرنے ٹھیر نا۔ رہنا۔ چند روزہ زندگی۔ ۱۲

نہ سہی پر تجھے دکھلاؤں گا اپنی پرواز گر قفس سے ترے صیاد کبھی چھوٹ گیا

مختصر یہ کہ تمھاری پرورش ہونے لگی - میں تمھارے پیدا ہوتے ہی
ایک لمبے دورے پر چلا گیا اور کوئی دو مہینے بعد واپس آیا سے

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں

تمھاری ماں نے خدا اُن کو غریق رحمت کرے میرے آنے کی سُن کر
ایک بڑا تماشہ کیا کہ تمھارے ساتھ کوئی ایک دو دن کی ہیر پھیر سے
ایک اور لڑکی ہمارے پڑوس میں کسی غریب کے ہاں ہوئی تھی
اُسے بُلا نہلا دھلا تمھارے اچھے اچھے کپڑے اور جو کچھ زیور
تمھارا تھا پہنا بنا سنوار ایک صاف ستھرے ننھیں نہالچے میں
لٹا پنگوڑے میں لٹا دیا - جب میں آیا تو جھٹ نہالچے سمیت اُسے
میری گود میں ڈال دیا - میں تم کو کوئی چھ سات دن کا چھوڑ کر گیا تھا
اور اب تم تھیں دو مہینے کی - میں نے بڑی خوشی سے آغوشِ محبت
میں لیا - جولائی کا پلہ اُٹھا کر دیکھا تو خلاف توقع رنگ سنولا گیا تھا
چھوٹے بچے جلدی جلدی رنگ بدلتے ہی ہیں میں سمجھا کہ رنگ بدل گیا
ہوگا مگر ایسا بھی کیا بدلنا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی - آخر مجھ سے نہ رہا گیا
میں نے چند را کر پوچھا - ائیں یہ کیسی ہوگئی ؟ یہ بات سُن کر تمھاری
ماں مسکرائیں اور کہا ہاں دیکھو نا لڑکی کیسی کالی ہوگئی مجھے بھی

سرگردانی سے کسی تدبیر سے چھٹکارا نہیں ہوتا - فرق - آ گے نہ ایک بھی
قرب - کلوتس پیدا ہوگئی - متحیر ہو کر - بطور تجاہل عارفانہ پوچھنے کی - ۱۲

تعجب ہے مگر ننھے بچوں کا یہی حال ہوتا ہے۔ گھنٹوں میں بڑھتے اور منٹوں میں رنگ بدلتے ہیں۔ میرے حاشیۂ خیال میں بھی نہ تھا کہ انھوں نے چالاکی کر کے بچی کو بدل دیا ہوگا مگر دل کچھ خوش نہ ہوا اور دھکڑ پکڑ ہو رہا تھا۔ تمھاری ماں میرے تیور دیکھ رہی تھیں اور بہ مشکل ہنسی کو ضبط کر رہی تھیں۔ معاً مجھے خیال آیا کہ پیدایش کے وقت تمھاری پنڈلی پر گھٹنے سے ذرا نیچے ایک لہسن تھا لاؤ اُسے تو دیکھوں۔ جب لہسن نظر نہ پڑا تب میرا ماتھا ٹھنکا اور میں سمجھ گیا کہ ہو نہ ہو دال میں کچھ کالا ہے اور انھوں نے یہ چال چلی ہے کہ بچی کو بدل کر میرا امتحان کرتی ہیں کہ دیکھوں پہچانتے بھی ہیں یا دھوکے میں آجاتے ہیں۔

میں۔ واہ واہ چہ خوش! کبھی بھی یہ ہماری بچی نہیں ہے اور فوراً اُٹھا بچہ فرش پر ڈال دیا۔ تب تو تمھاری ماں خوب ہنسیں اور دوڑی دوڑی جا دوسرے کمرے میں سے تم کو لے آئیں۔ دیکھتے ہی میری آنکھیں کھل گئیں کہ ہاں یہ میری بچی بے شک ہے۔ میں بھی تو کہوں ایسی کیا بات ہے کہ اُس بچی پر مجھے ذرا بھی پیار نہ آیا۔ دیر تک اس کی ہنسی رہی بات گئی گزری ہوئی۔ ایک دوسرا پر لطف واقعہ بھی قابل تذکرہ ہے۔ میں اوپر لکھ آیا ہوں کہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَا مُنِعَ۔

۱ تردد کی حالت میں تھا۔ ۲ طرز۔ انداز۔ ۳ مسّے کی طرح کا چپٹا دھبہ۔ ۴ فکر ہوئی صبر غنیمت ہوا۔ ۵ کوئی بات ضرور ہے۔ ۶ خوش ہونا۔ ۷ انسان کی عادت میں دل میں محبت کا جوش ہے کہ منع کرو اُدبدا کر وہی کرتا ہے۔ ۱۲

انسان کی طبیعت جدّت پسند واقع ہوئی ہے۔ ایک ہی قسم کی حالت سے خواہ وہ کیسی ہی عمدہ کیوں نہ ہو اُکتا جاتا ہے۔ لڑکے ہوں تو لڑکیوں کی تمنّا کرتا ہے اور لڑکیاں ہوں تو لڑکوں کے لیئے سر دُھنتا ہے۔ قرآن شریف میں جو قصّہ حضرت موسیٰؑ اور قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے مَنّ و سلویٰ اُترنے کا ہے وہ فطرت انسانی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ خدا فرماتا ہے "اور ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا اور تم پر منّ و سلویٰ بھی اُتارا" رات کو جو اوس پڑتی تو ترنجبین کی طرح کی کوئی چیز میٹھی جنگلی درختوں کے پتّوں پر جم جاتی وہی "مَنّ" تھی۔ اُسے کھرچ لاتے اور فیرینی کی جگہ کھاتے اور "سلویٰ" بٹیر کی قسم کا ایک جانور تھا۔ رات کو جہاں بنی اسرائیل کا پڑاؤ پڑتا یہ جانور آپ سے آپ آس پاس جمع ہو جاتے۔ یہ اُن کو بھون کر کباب بناتے مگر ایک ہی طرح کی غذا روز روز کھاتے کھاتے اُن کا دل اُکتا گیا اور بے اختیار پکار اُٹھے۔ "(اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب تم نے (موسیٰ سے) کہا کہ اے موسیٰؑ ہم سے تو ایک کھانے پر نہیں رہا جاتا تو آپ ہمارے لیئے اپنے پروردگار سے دعا کیجیئے کہ زمین سے جو چیزیں اُگتی ہیں یعنی ترکاری اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز (مَنّ و سلویٰ کی جگہ) ہمارے لیئے پیدا کرے۔ موسیٰ نے کہا کہ جو چیز بہتر ہے کیا تم اس کے بدلے میں ایسی چیز لینی چاہتے ہو جو گھٹیا ہے" بجنسہ یہی حال ہمارے خاندان کا تھا لڑکے تو خدا رکھے ماشاء اللہ ایک چھوڑ تین تین تھے مگر لڑکی ایک بھی تھی

تازگی پسند۔ نئی بات کی شائق۔ آرزو اور تمنّا کرتا۔ کم درجے کی۔ ۱۲

تمھارے پیدا ہونے سے یہ کمی بھی خدا نے پوری کر دی۔ ہمارے گھر کے سب
والے خصوصاً میری بھانجی **اصغری بیگم** جو ایک نہایت خوش رو
اور خوش خو لڑکی ہے۔ گو وہ پھیلا پھیلا کر لڑکی ہونے کی دعائیں مانگا کرتی تھیں
کیوں کہ اُن کے تین لڑکے تھے اور اُن کی منشا تھی کہ ماموں کے ہاں
لڑکی ہو تو میں لوں۔ تمھارے پیدا ہوتے وقت حُسنِ اتفاق سے
وہ موجود تھیں۔ تم کو دیکھ کر اُچھل پڑیں کہ مُنہ مانگی مُراد ملی اور ننگے پاؤں
دوڑی میرے پاس آئیں۔ خوشی کے مارے اُن کی باچھیں کھلی جاتی
تھیں کہ خدا نے یہ دن دکھایا۔ وہیں سے چیختی چلاتی آئیں کہ "ماموں!
لڑکی ہوئی! خدا مبارک کرے"۔ اُنھوں نے حسبِ رواج ٹھیکرے
میں کچھ ڈالنا چاہا کہ لڑکی اپنی ہو جائے۔ یہ بھی عورتوں کی ایک رسم
ہے کہ لڑکی جو قدیم زمانے میں کسی کونڈے یا ٹھیکرے میں نہایا کرتی
تھی جس کی جگہ اب طشت یا ٹب ہوتا ہے) اُس میں روپیہ اشرفی حسبِ
حیثیت ڈال دیتے تھے۔ جس کے معنے یہ ہوتے تھے کہ لڑکی ہماری
ہو چکی۔ میں تو اس طرزِ عمل کو نہ صرف قبل از وقت بلکہ لغو سمجھتا ہوں
کی آمدی و کی پیر شدی۔ ابھی کس نے دیکھا کہ یہ کیڑے جوان ہوں گے
اور جوان بھی ہو جائیں تو کیسے نکلیں گے۔ چوں کہ مجھے اپنی بھانجی
کی دل شکنی منظور نہ تھی لہٰذا میں نے بہت پس و پیش اور تامل
کے بعد باز رکھا۔ جس سے اُس وقت تو غالباً وہ کچھ کبیدہ خاطر سی ہو گئیں

۱- آتے دیر نہیں ہوئی کہ بُرائی بھی لگ گئی۔ ۲- آزردگی۔ ۳- سوچ بچار۔ ۴- آزردہ سی ہو گئی۔ ۱۲

بعد کو میں نے اُنھیں اونچ نیچ سمجھا کر ہموار کر لیا۔ لڑکی بھی سمجھ دار اور بات تھی واجبی مان گئیں۔ اسی طرح سے تمھاری مانگ کئی جگہ سے ہوئی مگر جب اصغری کی نہ چلی تو ایرے غیرے کس شمار قطار میں تھے اس قسم کے خیالی خواب اسی حد پر ختم ہو گئے۔ پانی کے آگے پاڑ باندھنا یہی کہلاتا ہے۔ میں بچپنے کی شادی کے بالکل خلاف ہوں وہ نرے گڈے گڑیا کا بیاہ یا محض بازیچۂ اطفال ہوتا ہے۔ لڑکے لڑکیوں کو ایسے بے وقت ازدواجی زندگی کی گاڑی میں جوت دینا جب کہ اُن میں اس بارِ گراں کے کھینچنے کی سکت نہیں ہوتی ایک ایسے بوجھ اور ذمے داری کا اُن پر لاد دینا ہے جو دھرا جائے نہ اُٹھایا جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "بچوں کی شادی ماں باپ کی خوشی۔ جوانوں کی شادی دولھا دلہن کی خوشی" یہ بالکل صحیح ہے۔ لڑکیوں کی شادی ایسے وقت میں کر دینا کہ وہ خود کم سن ہوں سراسر ظلم ہے۔ بچپنے کی شادی سے اُن کے نمو میں فرق آ جاتا ہے ٹھٹھر جاتی ہیں۔ قبل از وقت اولاد ہو جانے سے اُن کی تندرستی معرضِ خطر میں پڑ جاتی ہے اور وہ قسم قسم کے ناگفتہ بہ عوارض نسوانی میں ایسی مبتلا ہو جاتی ہیں کہ موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتی ہیں۔

وقوعہ سے پہلے انتظام کرنا اور اسی موقع پر سوت نہ کپاس کولہو سے لٹھم لٹھا بھی بولتے ہیں۔ بچوں کا کھیل۔ بھاری بوجھ۔ قوت۔ طاقت۔ بڑھنے۔ سکڑ
خطرے کی حالت میں۔ جن کا نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ عارضے کی جمع یعنی بیماریاں ۱۲

اولاد نحیف الجثہ اور کم زور پیدا ہوتی ہے۔ غرض وہ ایسے وقت میں ماں بن جاتی ہیں کہ بلحاظِ نشو ونما اور قوائے جسمانی کے اُن میں طاقت ماں بننے کی نہیں ہوتی۔ شادی کا ٹھیک وقت کیا ہے وہ خود نیچر اور اُٹھان بتلا دیتا ہے کہ اب سن وسال میں پختگی آگئی۔ لڑکیوں میں ایسی کھلی علامتیں اور جسمانی تبدیلیاں ظاہر ہوجاتی ہیں جو محتاج بیان نہیں۔ تم اعتراض کروگی کہ باوجود ان سب باتوں کے بھی آپ نے بھائیوں کی شادی کم سنی میں کردی۔ تمھارا اعتراض بالکل حق بجانب اور سچا ہے لیکن یاد رکھو کہ ہر کلیئے میں استثنا ضرور ہوتا ہے۔ ع

نہ ہو جائے مرکب تو اں تاختن　　　که جاہا سپر باید انداختن

اَلضَّرُوْرَتُ تُبِيْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ یعنی ضرورتوں کے لحاظ سے ممنوعات بھی جائز ہوجاتے ہیں۔ اگر میرے دنیا جہان کی طرح شادی ہوتے ہی اولاد ہوجاتی اور یہ جھمیلا نہ پڑتا تو آج کو میں دادا اور نانا دونوں ہوتا مگر اب تو میں اسی کو بسا غنیمت سمجھتا ہوں کہ خیر باپ تو بن گیا گو بدیر بنا اور دنیا بہ امید قائم اگر زندگی کچھ دنوں اور وفا کرے تو اب بھی اس کے فضل وکرم سے دادا اور نانا بننا کچھ دور نہیں ہاں تو اولاد میرے بدیر ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ تجھے میرے سارے کے سارے

ڈیل ڈول کی کم زور۔ بڑھنا پرورش پانا۔ فطرت۔ طبیعت۔ ڈیل ڈول۔ ظاہری نشانیاں۔ ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جاسکتا بہت سے موقع ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہاں ڈھال بھی ٹیک دینی پڑتی ہے۔ بکھیڑا۔ الجھن۔ دقت۔ بہت غنیمت۔ ۱۲

چھوٹے اور میں معمولی باپوں کے مقابلے میں مُسن و مُعمر ہو گیا۔ لوگوں کے بھائی ہوتے ہیں جو برادر بہ جاں برابر[1] قوتِ بازو کہلاتے ہیں مجھ بد نصیب کو یہ بھی نہیں جانتا کہ بھائی کس کو کہتے ہیں اور وہ کیسی نعمت ہوتی ہے بھائی ہوئے تو کئی مگر باقی ایک بھی نہیں۔ بس میرے بعد سناٹا ہی سناٹا ہے کوئی نظر نہیں آتا جو ان کار ہائے سترگ[2] کو انجام دے سکے اور ظاہر ہے کہ میں زندگی کی بہ نسبت موت سے زیادہ قریب ہوں۔ رباعی

پیری کی بلائے ناگہاں آئی ہے
رخصت کے لیئے عمرِ رواں آئی ہے
مُرجھا گئیں اُوجؔ دل کی کلیاں افسوس
کیا باغ جوانی میں خزاں آئی ہے

میں چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے اور جو کچھ ہونا ہے میرے سامنے ہی ہو جائے۔ آپ کاج مہا کاج[3]۔ کیا یہ وجہ معقول اور یہ مجبوری سچی مجبوری نہیں اور اسی مجبوری سے مجھے تمھارے بھائیوں کی شادیاں کم عمری میں کرنی پڑیں ورنہ مجھے کچھ شوق نہ تھا کہ ان نادان اور ناسمجھ بہوؤں کو لاؤں اور ان کو پالوں پرورش کروں اور پڑھاؤں لکھاؤں یعنی یہ کہ جانور سے آدمی بناؤں کیا یہ زر دادن[4] و دردِ سر خریدن نہیں۔ مگر مجبوری سب کچھ کراتی ہے اور جس پر آن پڑتی ہے وہی خوب جانتا ہے۔ قدرِ مصیبت[5] کسے داند کہ بہ مصیبتے گرفتار آید۔ یہی لڑکیوں کی شادی وہ اور بات ہے اُن کی حالت جدا ہے۔ لڑکوں کی

---

[1] جان کی برابر بھائی۔ [2] بڑے بھاری کام۔ [3] اپنا کیا ہوا کام ہی بڑا کام ہوتا ہے۔ [4] پیسہ لگانا اور تکلیف اٹھانا۔ [5] مصیبت کی قدر وہی خوب جانتا ہے جو مصیبت میں پھنس جائے۔ ۱۲

قبل از وقت شادی سے کوئی نقصان نہیں مگر لڑکیوں کا قبل از وقت بیاہ دینا بہت خرابیاں لاتا ہے۔ تم شروع ہی سے ماشاء اللہ تیز دار اور ذہین ہو۔ ابھی تم تین ہی برس کی تھیں کہ تم اپنی ماں کو ٹوک بیٹھی تھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ تمھاری ماں کسی تقریب سے شام کو گھر واپس آئیں اور وقت تنگ ہو جانے سے اپنے کپڑے بڑھا کر ویسے ہی الگنی پر ڈال دیئے کہ صبح کو سینت کر رکھ دوں گی۔ تم بے اختیار بول اٹھیں۔ "اماں بی ایسے جھم جھم کے کپڑوں کو تم نے یوں ڈال دیا یہ تو ملاپ (خراب) ہو جائیں گے۔ پھر ایک دفعہ روپیہ ٹھن کر آیا پیسے بن گئے تمھاری ماں نے صندوقچے میں ڈال دیئے اور غالباً تم اس سے پہلے گھر سے کھوٹے پیسوں کا کچھ جھگڑا سن چکی ہو گی اور بات خیال میں ہو گی۔ تم نے کہا۔ "اماں بی! تم نے پیسے بن گنے رکھ دیئے ایسا نہ ہو کہ کم ہوں یا کھوٹے ہوں تو پھر کون بدلے گا لاؤ میں گنوں۔ (حالانکہ اس وقت تک تمھیں دس تک بھی گنتی نہیں آتی تھی)۔ اس سے تمھاری کرید اور جودتِ طبع کا پتہ چلتا تھا۔ تمھاری تعلیم کا مسئلہ میرے لیئے ایک اہم معاملہ تھا۔ تمھاری ذہانت متقاضی تھی کہ تم کو بہتر سے بہتر تعلیم دلائی جائے اور اس سے بے اعتنائی کرنا تمھارے قوائے ذہنی اور دماغی کو نکما و معطل کر

۱ اُٹھا رکھنا – حفاظت – احتیاط۔ ۲ ردپیہ ٹھنانا محاورہ ہے باہر والے ٹرانا اور دکن میں خوردہ کرانا کہتے ہیں۔ ۳ تلاش، تفتیش، تفحص، چلبلاپن، طبیعت کی تیزی۔ ۱۲



Bushra and her governess

بشریٰ اور اُس کی گورنس

کرنا تھا۔ تم ابھی پورے چار برس کی نہ تھیں کہ تمھاری ماں نے تمھیں حرف شناسی شروع کرا دی تھی۔ سلیٹ پر تم کیڑے مکوڑے بنانے لگی تھیں۔ گنتی بھی سو تک کچی پکی تھی۔ پہاڑے بھی پانچ چھ تک ذہن نشین تھے۔ ماں کی دیکھا دیکھی نماز میں بھی تم شریک ہو جاتی تھیں اپنے ننھے ننھے ہاتھوں اور توتلی زبان سے دعا بھی مانگتی تھیں۔ الحمد بھی آخر تک پڑھ لیتی تھیں۔ یہ کل کائنات تھی اُس تعلیم کی جو تم اپنی ماں سے پا سکیں۔ جس طرح میں تمھارے بھائیوں کو پڑھا چکا تھا اب تمھیں بھی پڑھانا پڑا۔ تمھاری تعلیم و تربیت کے لئے ایک بیش قرار ماہوار کی گورنس رکھنی پڑی جو چار برس رہی۔ اُس کے رہنے سے اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ تم لوگوں نے علاوہ نشست و برخاست کے طریقوں۔ کھانے پینے کے آداب کے انگریزی صحیح تلفظ اور بول چال میں خوب ترقی کی اور رہی سہی کور کسر کانونٹ سکول میں نکل گئی جس میں اوڑھنا بچھونا انگریزی ہی انگریزی ہے۔ گورنس کی صحبت میں تم نے کئی اچھی باتیں سیکھیں جس سے ایک باقاعدہ بنیاد پڑ گئی لیکن باقاعدہ تعلیم کا زمانہ اب آ رہا تھا جس کی نوعیت پر تمھاری آیندہ زندگی کا دار و مدار تھا۔ نری گھر کی پڑھائی سے کام نہیں چلتا جب تک کسی مدرسے میں داخل ہو کر باقاعدہ طریقے پر اکتساب علم نہ کیا جائے۔ پہلے زمانہ اور تھا اور اب اور ہے۔ اب

لکیریں۔ مرکب۔ ساری موجودات۔ پونجی۔ ذخیرہ۔ معقول تنخواہ۔ مشاہرہ۔ اتالیق کی مؤنث
حصول علم۔ علم کی کمائی ۔ ۱۲

صرف اردو پڑھ لینے اور ٹیڑھے میڑھے بدخط اور بداملا لکھ لینے سے
کام نہیں چلتا۔ لیکن زیادہ پڑھانے سے اب بھی لوگ کنیاتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ لڑکی کو کیا نوکری کرانی ہے بس پڑھ چکی جتنا بہو بیٹیوں کو پڑھنا چاہیے
اب زمانے نے اس قدر ترقی کی ہے کہ معمولی شُدبُد کسی شمار قطار میں
نہیں۔ رہی نوکری کرنی یہ بڑی تنگ خیالی ہے تعلیم کے مقاصد میں
سے ایک حصولِ ملازمت بھی ایک مقصد ہے لیکن تعلیم کا انحصار اسی
تنگ دائرے میں نہیں ہے۔ دراصل تعلیم سے ایک کورے آدمی کو
گھڑ گھڑا کر ایک اچھا آدمی بنانا مقصود ہے اور یہ بات بدون تعلیم کے
ہو نہیں سکتی۔ جاہل آدمی کی تو خدا کے ہاں بھی مٹی پلید ہے ع کہ
بے علم نتواں خدا را شناخت۔ تعلیم ہی سے انسان کے کل قوائے
عقلی و دماغی نشو و نما پاتے ہیں اور درجہ تکمیل کو پہنچتے ہیں اور فیضان
تعلیم کا مفید اثر نہ صرف نوکری میں ظاہر ہوتا ہے بلکہ ہر کام میں اس کا
چمتکار دیکھ لو۔ یعنی ایک کام جو ان پڑھ اُجڈ جاہل کرتا ہے ممکن ہے کہ
وہ اتفاق سے ٹھیک اُتر آئے جس طرح سے کہ اناڑی کا نشانہ بھی
کبھی ٹھیک بیٹھ جاتا ہے لیکن اسی کام کو ایک تعلیم یافتہ باقاعدہ طور پر
اور بدرجہا بہتر انصرام دے سکتا ہے۔ اب ہماری سوشل حالت مراتب ابتدائی

آمادہ نہیں ہوتے۔ ہٹ جانا۔ کترا جانا۔ واقفیت۔ گنتی اور حساب۔ عار۔
ذلت۔ بے وقعتی۔ بدون علم کے خدا کی پہچان بھی نہیں ہوسکتی۔ اکھڑ۔ جاہل
شخص۔ انجام دینا۔ کرنا۔ تمدن۔ میل جول۔ گھر داری۔ ۱۲

سے بڑھ گئی ہے یعنی یہ بحث نہیں رہی کہ عورتوں کو تعلیم دلانا یا نہ دلانا بحث طلب امر ہو۔ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے لیکن تعلیم کا معیار[۲] بھی زمانے کی رفتار کے ساتھ بڑھ گیا ہے۔ انگریزی تعلیم بھی اس سبب سے ضروری ہو گئی ہے کہ اس کا ڈیما[۳]نڈ لڑکیوں کا جہاں کہیں بھی نصیب کھلے ضرور ہے کہ لڑکا تعلیم یافتہ ملے اور وہ اپنی زندگی کی شریک اپنے ہی جیسی لڑکی چاہے گا اور یہ خواہش اس کی بجا ہوگی نہ کہ بے جا۔ اچھے شوہر کے لیے اچھی بیوی چاہیے جس کی ضرورت ہے اسی اتنی تعلیم والی چاہیے جو شوہر کے سامنے وہ ہیٹی[۴] نہ رہے۔ دنیوی تعلیم بدون دینی تعلیم کے مکمل نہیں ہو سکتی۔ مذہب خود اعلیٰ درجے کا مصلح[۵] ہے۔ مذہب سے بڑھ کر بھلائی برائی کو تیل پانی کی طرح جدا کر کے بتلانے والی کوئی چیز نہیں۔ اعلیٰ درجے کی اخلاقی تعلیم سوشل لیف[۶] کے نکات کیا چیز ہے جو مذہب میں نہیں۔ مذہب ہی انسان کو انسان بناتا ہے۔ ؎

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے گویا اپنے خدا کو پہچانا **دوہا**۔

روم روم میں رمِ[۸]ت ہے رام رام رمارام ٭ رام بسے من مندر میں تیں رووے بنا رام

---

[۱] جس پر اتفاق کر لیا گیا ہو [۲] سٹینڈرڈ۔ وجہ۔ حد۔ (انگریزی) [۳] مانگ۔ طلب۔ خواہش [۴] کم رتبہ۔ گری ہوئی پست [۵] اصلاح کرنے والا [۶] طرز زندگی [۷] باریکیاں [۸] خدا ہر ہر رونگٹے میں بسا ہوا ہے۔ خدا تو میرے دل میں رہا ہے اور میں خدا کی تلاش میں مضطرب ہوں ؏ یار در خانہ و ما گرد جہاں می گردیم۔ ؎ مسجد کو توڑ ڈالیے ٭ کعبے کو ڈھائیے ٭ دل کو نہ توڑیئے کہ خدا کا مقام ہے۔ ۱۲

ساری نیکیوں کا نچوڑ مذہب ہی۔ بڑی نیکی یہ ہی کہ جہاں تک ہو سکے ہم
بھلائی کریں۔ ہمارے ہاتھ سے کسی کا دل نہ دُکھے۔ **دوھا۔**
تُلسی یا سنسار میں لوگ ہنسیں تو روئے کرنی ایسی کر چلو کہ پاچھے ہنسی نہ ہوئے[1]
دنیا اور دین کا چولی دامن کا ساتھ ہی۔ دنیا ہمارا عارضی ٹھکانا ہی اور
عاقبت میں سدا سدا کو رہنا ہی۔ مذہبی تعلیم کی جڑ کلام الٰہی ہی۔ جس طرح
اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات میں برتری حاصل ہی اُسی طرح اُس کا
کلام پاک سب کلاموں میں اعلیٰ اور افضل ہی۔ بے سمجھے قرآن کا پڑھنا
گو عبادت کے لحاظ سے مفید ہو مگر سمجھنے اور احکام الٰہی پر عمل کرنے
کے لیئے اُس کا سمجھنا ازبس ضرور ہی۔ تم نے قرآن مجید کا ترجمہ سبقاً سبقاً
مجھ سے پڑھا ہی۔ ایک دفعہ کا پڑھنا کام نہیں آتا۔ ہمیشہ اُس کا ورد
رکھو۔ یہ صفت قرآن شریف ہی میں ہی کہ جو ڈھونڈو سو پاؤ۔ جتنے
ضروری مسائل ہیں سب اُس میں موجود۔ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ۔
اللہ کی کتاب ہمارے لیئے بالکل کافی ہی۔ میری رائے میں تم اپنے
دادا کی کتاب **الحقوق والفرائض** غور سے پڑھ لو تو تمھاری
مذہبی معلومات بہت پکی ہو جائے گی۔ علاوہ ان امور کے مردوں سے
بھی زیادہ ایک کام عورتوں سے مخصوص ہی۔ یعنی **انتظام خانہ داری**

[1] تُلسی داس کہتے ہیں کہ اس عالم دنیا میں لوگ ہنس رہے ہیں اور تو رو رہا ہی زندگی
میں ایسا کچھ کر جاؤ کہ بعد میں حرف گیری کا موقع نہ ملے ؏ گندم از گندم بروید
جو زجو۔ از مکافات عمل غافل مشو۔ [2] وہ ساتھ جو چھوٹ نہ سکے۔ ۱۲

جوڑی ٹیڑھی کھیر ہے - خانہ داری کے لیئے سینا پرونا - پکانا ریندھنا دو شعبے بڑے اہم ہیں - انسان یہ نہ سمجھے کہ گلی گلی درزی موجود ہیں کون اپنی آنکھوں کا تیل نکالے جس کی ناک پر ٹکا دھر دیا سلوا لیا - رہا پکانا کون چولہا جھونکے پیسہ سلامت رہے ماما ئیں ایک چھوڑ دس موجود یہ سب کام چوری کے ڈھنگ ہیں - میں کہتا ہوں وہ عورت عورت نہیں جس میں یہ گن نہیں - اس کے علم کو لے کر کیا ہم چاٹیں جب گھر وا با ہی اوندھا جائے - ؎

نہ محقق بود نہ دانشمند ۔ چار پایہ بر او کتابے چند

اپنی تراش خراش - اپنی کتر بیونت اپنی سلائی کی بات ہی کچھ اور ہے - جیسا دل چاہا سیا اور جیسا دل چاہا پہنا - دوسرے کی محتاجی اچھی یا اپنی دست کاری - مشغلے کا مشغلہ اور کام کا کام - اگر یہ ہنر کسی عورت کے ہاتھ میں نہیں تو پھر وہ بیٹھے ادھڑے کی ایک کھونپ بھی نہ بھر سکے گی اور بالکل دوسروں کی محتاج ہو جائے گی - اب پکانے ریندھنے کے دوسرے مرحلے کو لو - بے شک ماما پکا لے گی بلکہ تم کو نوالے بنا بنا کر کھلا بھی دے گی - مگر تم کو اس سے بھی آسان نسخہ بتا دوں کہ ہلدی لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا ہو - وہ

سخت محنت کرنا - دیدہ ریزی - مزدوری دے دی سچار پیسے خرچ کر دیئے - گھر کا نظم ہی بگڑ جائے انتظام چوپٹ ہو جائے ابتری پھیل جائے - ایسا شخص کسی بات میں بھی پورا نہیں اترتا تو وہ کھلی تنگی تہ کو پہنچے نہ عقل مند ہی اس مثال ایک لدو بیل کی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہو ہے تھوڑا سا سی دینا - ۱۲

یہ کہ بازار سے پکا پکایا منگالو۔ بڑے شہروں میں ہر طرح کا کھانا عمدہ سے عمدہ ملتا ہے مگر بازار کے کھانے اور گھر کے کھانے میں وہی فرق ہے جو بازاری اور گھر ہلو چیز میں ہوتا ہے اسی طرح ماما کی ہنڈیا اور گھروالی کی ہنڈیا میں آسمان زمین کا فرق ہے۔ یاد رکھو کہ ماما بھی جب ہی کام بیچ جب وہ جان لے کہ ہاں بیوی میری محتاج نہیں۔ جیسے گھوڑا سوار کو پہچانتا ہے ایسے ہی نوکر مالک کو جانتا ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ ماما ایک ذریعہ ہو پکانے کا یعنی تم کہتی جاؤ بتلاتی جاؤ اور وہ کرتی جائے مگر باورچیخانے کی دیکھ ریکھ رہے تمہارے ہی ہاتھ میں یعنی اونٹ کی نکیل تمہارے دستِ قدرت میں رہنی چاہیئے۔ ماما کی ناز برداری اور محتاجی سے اپنے ہاتھ میں ایک ہنر پڑا رہنا بہت بہتر ہے کہ داشتہ آید بکار گرچہ بود زہر مار۔ ع

حقا[۱] کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است　　رفتن بپائمردیِ ہمسایہ در بہشت

ماما کسی وقت ہوئی اور کبھی نہ ہوئی یا بیمار ہی پڑ گئی تو چولھے میں آگ بھی نہ جلے گی اور جس کے ہاتھ میں ہنر پڑا ہوگا وہ کسی موقع پر بند[۲] نہ رہے گا۔

---

[۱] قسم خدا کی کہ ہمسائے کے بھروسے پر بہشت میں جانا دوزخ کے عذاب کی برابر ہے۔ یعنی کسی احسان اٹھا کر کامیاب ہونا کوئی خوشی کی بات نہیں۔ کام وہ ہے جو اپنی قوتِ بازو سے کیا جائے۔ جو غیرت مند ہیں وہ احسان کا بوجھ اٹھانا کب گوارا کرتے ہیں۔ [۲] نہ رکے گا۔ ع زہر بھی کسی نہ کسی وقت کام آجاتا ہے[۱۲]

تیسرا باب - کچھ کام کی باتیں

ضائع نہ کیجیے سخنِ آب دار کو یہ گوہرِ یگانہ سزاوارِ گوش ہے

تمہاری تعلیم لکھنے پڑھنے اور دنیا کی کار برآری کے اعتبار سے معمولی طبقۂ نسواں سے اب بھی زیادہ ہے اور یوں علم وہ چیز ہے جس کی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ دل سیر ہوتا ہے۔ اس کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اتنے دنوں کی پڑھائی لکھائی سے تمہارے دل میں تعلیم کا حقیقی شوق اور چسکا اور چاٹ پیدا نہیں کی تو کچھ بھی نہ ہوا۔ ایسا پڑھنا تو مارے باندھے کا پڑھنا ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ بچوں کو شروع شروع پڑھنا بہت کٹھن معلوم دیتا ہے جیسا کہ ہر کام ابتدا میں مشکل ہوتا ہے اور پھر تو لوہے کے چنے چبانا ہے۔ مبتدی کو واقعی بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے جیسا کہ ایک بچہ وہ جب چلنا سیکھتا ہے تو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور گر گر پڑتا ہے۔ چوٹیں بھی لگتی ہیں۔ سر بھی پھوٹتا ہے مگر چلے جاتا ہے اور آخر کار چلنا کیسا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو دوڑا دوڑا پھرنے لگتا ہے یہی حال حصولِ علم کا ہے۔ ہوشیار استاد بچے کا دل ہاتھ میں لیے رہتا ہے محبت پیار اور شفقت سے سمجھا کر پڑھاتا ہے کیوں کہ بچے کا دل اگر اُچاٹ ہو جائے یا پڑھنے کی طرف سے ڈر بیٹھ جائے تو جانو کہ بس وہ پڑھ بھی چکا۔ بدشوق کا پڑھنا اور بھی مشکل ہے۔ جب کچھ دنوں بعد

کام چلانے - جبراً - زبردستی - مشکل - توسیکھ - ہٹ جائے - نہ لگے - ۱۲

بچہ چل نکلتا ہے اور وہ مزے مزے کی کہانیاں اور دل چسپ باتیں پڑھنے
اور سمجھنے لگتا ہے تو اُس کو خود شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ تم ماشاء اللہ تعلیم
کے مراتب ابتدائی سے مدتیں ہوئیں نکل گئیں اور اب تمھارا شمار[1]
ایڈوانسڈ ریڈرز[2] میں ہے۔ اردو لکھنے پڑھنے پر بخوبی قادر ہو
فارسی کی استعداد گو ابھی کم ہے مگر شوق اگر ہو تو اس کی تکمیل[3] کے
لیئے تمھارے آگے ابھی کافی وقت ہے اور اس وقت کو غنیمت سمجھو
انگریزی تم اتنی جانتی ہو کہ شاید اس کی تم کو ضرورت بھی نہ پڑے گی مگر
علم شئے بہ از جہل شئے[4]۔ آج نہیں تو کل وہ وقت آئے گا اور اب آیا کا آیا
کہ تمھارے سن و سال کے لحاظ سے مجبوراً تم کو مدرسہ چھوڑنا پڑے گا
مگر مدرسہ چھوڑنے کے معنے خدا کے واسطے تعلیم کا چھوڑنا کہیں نہ سمجھنا
مشغلۂ علمی کا جاری رکھنا تمھارے شوق پر موقوف ہے۔ جن لوگوں
کو کتب بینی[5] کی عادت پڑ جاتی ہے وہ کتاب جیسی سہیلی کو ہمیشہ پیش نظر
رکھتے ہیں اور اپنی استعداد اور معلومات کو یوماً فیوماً بڑھاتے رہتے ہیں
عمدہ عمدہ نئی نئی کتابیں پڑھتے اور اخبار بینی[6] سے اپنی معلومات کو
اپ ٹو ڈیٹ[7] رکھتے ہیں۔ کتاب ہی ایک وہ چیز ہے جس کی سیر سے
کبھی دل سیر[8] نہیں ہوتا۔ کتاب ہی وہ چیز ہے جس سے ہم بڑے بڑے علماء
اور فضلاء اور تجربہ کار لوگوں سے ہم کلام[9] ہو سکتے ہیں۔ جن سے

---

[1] گنتی - [2] پڑھا ہوا۔ پڑھنے والا - [3] پورا کرنے - [4] کسی چیز کا جاننا (کسی حال میں بھی) نہ جاننے سے بہتر ہے - [5] کتابیں دیکھنا - [6] اخبار دیکھنا - [7] آج تک - [8] بھرتا - [9] باتیں کر سکتے ہیں

یوں ملنا اور بات کرنا محال ہے۔ ہاں یاد رکھو کہ عشقیہ ناول کبھی نہ پڑھنا۔ پڑھتے وقت ان میں دل ضرور لگتا ہے۔ مگر ان کی تعلیم کا زہر آلود اثر اخلاق کی خرابی اور دین و دنیا کھونے والا ایک بھلے مانس کو لچا شہدا۔ آوارہ منش بناتا ہے۔ جس کا اثر غیر محسوس پر دل پر نقش ہوتا ہے اور مٹائے نہیں مٹتا بلکہ عملاً ظاہر ہونے لگتا ہے اور پھر افیون کی سی لت پڑ جاتی ہے کہ ان کے آگے جن میں سراسر جھوٹ ہی جھوٹ خلاف قیاس باتیں اور زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں اور بے حیائی بے شرمی۔ فحش اور یاجی پنے کے شرمناک قصوں کے سوائے اور کچھ بھی نہیں۔ ناول پڑھنے والوں کا دوسری علمی اور اخلاقی۔ مذہبی اور کتب سیر میں دل نہیں لگتا۔ لیٹ ریڈنگ کے بعد یہ کتابیں دماغ کو جو تخیل پسند ہو گیا ہے شاق گزرتی ہیں اور ان کو پھیکی سلٹے لذت معلوم دینے لگتی ہیں۔ لہٰذا ہرگز اپنے مذاق سلیم کو دیدہ و دانستہ نہ بگاڑو۔ تم کہو گی کہ ہم کو کیسے پہچان ہو کہ کون کتاب اچھی ہے اور کون سی نکمی اس کی بڑی پہچان اُس کے مصنف

زہریلا۔ بدچلن۔ نامعلوم۔ جم جاتا۔ بُری عادت دل سے بات بنا لینا۔ خلاف قیاس باتیں بیان کرنا جن کا جوڑ نہ ملے۔ تاریخ اور سفرنامے اور سوانح عمری وغیرہ۔ وہ پڑھنا جس سے طبیعت پر بار نہ پڑے۔ خیالی باتوں کا عادی۔ ناگوار سخت۔ سلٹے لطف۔ سلٹے مزہ۔ جان بوجھ کر۔ کا ننا

کا نام ہے جس طرح بڑے بڑے نامور مصنفوں کی زبان فحش اور یا وہ گوئی سے آلودہ نہیں اُن کا کلام بھی ان عیوب سے پاک وصاف ہے کتاب ہے کیا چیز؟ کتاب اُس مصنف کے وہی خیالات ہیں جو اُس کے دماغ میں گونجتے رہتے اور آخر کار قلم سے مترشح ہو کر کاغذ پر ثبت ہو جاتے ہیں۔ مقدس اور متبرک نام کہلانے کی وہی کتاب مستحق ہے جس کے پڑھنے کے بعد ہم کو کچھ فائدہ پونہچے۔ کوئی عمدہ اثر ہو اور جس کتاب میں یہ نہیں وہ پڑھنے کے قابل نہیں اُس کو چھونا سانپ بچھو سے کھیلنا ہے۔ نثر کے علاوہ نظم میں بہت دل لگتا ہے کہ اس میں ایک قسم کا ترنم یعنی دُھن اور راگ داری ہے۔ گلِ بکاولی۔ بدر منیر۔ اندر سبھا۔ واسوختِ امانت اور اسی طرح کی ہزارہا نظمیں ہیں جو کاغذ میں لپٹے ہوئے سانپ بچھو یا بم کے پھٹنے والے گولے ہیں۔ نظمیں پڑھو مولنا حالی۔ علامہ شبلی اور اپنے دادا کی اور اسی طرح کے اور مشہور شعرا کی مثلاً ڈاکٹر اقبال۔ لسان العصر اکبر الہ آبادی وغیرہ وغیرہ۔ ان کی نظمیں پڑھنے کے قابل ہیں جن میں پند و نصائح کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں اور جن کا ایک ایک لفظ جواہرات میں تولنے کے قابل ہے۔ پڑھو تو دل باغ باغ ہو جائے۔ کچھ نہ کچھ فائدہ کوئی نہ کوئی عمدہ بات ہاتھ آئے۔ نظم کا پہلا رنگ ڈھنگ ذلیل اور فحش حُسن پرستی۔ معشوق کی ایسی جھوٹی تعریف کہ اُس شکل کا معشوق اگر

فضول بکواس۔ جمے جاتے۔ ۱۲

ہمارے سامنے آجائے تو ہم ڈر کر بھاگ جائیں مثلاً بالوں کی لٹیں لڑکی جتائیں ہوں۔ کمر کا پتہ نہ ہو۔ سچ کہنا ایسی کوئی عورت تم دیکھو تو ڈر جاؤ یا نہیں۔ مردوں کی تعریف پر اتریں تو دنیا بھر کی خوبیاں اُس میں بھردیں۔ حاتم سے زیادہ تخیّر۔ رستم سے زیادہ بہادر۔ حضرت یوسف سے زیادہ خوب صورت۔ شجاعت سخاوت۔ دلیری۔ داد و دہش۔ حسن کوئی خوبی نہیں جوان کے ممدوح میں نہ ہو۔ آدمی نہ ہوا صفاتِ حسنہ کا پورٹ مینٹو ہوا۔ بھلا ایسا آدمی کہیں دیکھنے میں آیا ہے جس میں دنیا بھر کی خوبیاں موجود ہوں۔ وہ آدمی تو نہ ہوا فرشتہ ہوا بلکہ فرشتے سے بھی بڑھ گیا جھوٹی خوشامد۔ فرضی اور جھوٹے خیالات ایسے کہ وہم و گمان کی رسائی بھی وہاں تک نہ ہو۔ بات وہ کہیں گے جو دھری جائے نہ اٹھائی جائے۔ آسمان پھاڑ کر تھگلی لگانا انھیں کا کام ہے۔ مبالغہ ایسا کہ رائی کو پہاڑ۔ تیل کا بیل اور پر کا کوا بنا دیں۔ بس یہ تھی پرانی شاعری۔ مولانا حالی ہی وہ پہلے بزرگ تھے جنھوں نے طرز جدید کی بنا ڈالی اور شاعری کو ان تمام عیوب سے پاک صاف کیا۔ ان کی نظمیں فصاحت بلاغت روانی بندشِ مضمون بلند اور عالی خیالات اخلاقی خوبیوں میں لاجواب ہیں اور اسی واسطے پڑھنے کے قابل ہیں کہ ہمارے حال کی کچھ نہ کچھ اصلاح ان سے ہوتی ہے۔ دل

خیرات کرنے والا۔ دینے دلانے والا۔ جس کی تعریف کی جاتی ہے۔ جیبی صندوق۔ تھے پونچھ کے پیوند۔ ۱۲

گندگیوں سے پاک ہوتا ہے۔ بہت سے قصائد نعتیہ اور نظمیں بھی بڑی قدر کے قابل ہیں جیسے محسن کاکوروی یا غلام امام شہید الہ آبادی کے قصائد کہ پڑھنے اور سُنانے کے قابل ہیں جو مذہبی خیالات کا سچا فوٹو ہیں۔ اس قسم کی نظموں کے کئی مجموعے لوگوں نے جمع کیے ہیں جو بہترین انتخاب اور عطر مجموعہ ہیں۔ جن کے پڑھنے سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ میر انیس اور مرزا دبیر کے مراثی اردو لٹریچر کا بہترین نمونہ ہیں ان کے کلام کو اگر مُلہم من اللہ کہیں تو بجا ہے۔ دوسرا کوئی ایسا قادر الکلام اور شیدائے اہلِ بیتِ رسولِ انام کا کلام نہیں ہے اور آیندہ بھی امید نہیں کہ پیدا ہو۔ ان دونوں صاحبوں کا کلام بہت ہے جو ایک سے ایک بڑھ کر فصاحت و بلاغت اور نظم کی خوبی کی کان ہے یہ دونوں صاحب اپنے فن میں ایسے گزرے ہیں کہ جن کی نظیر نہیں دیوانوں میں ذوق۔ غالب۔ داغ۔ کے دیوان بھی حُسنِ کلام کے اعتبار سے دیکھنے کے قابل ہیں۔ آج کل مسٹر الیاس برنی نے دریا کو کوزے میں بند کرنا شروع کیا ہے۔ یہ کام بہت بڑا ہے لیکن جتنا کچھ اُنھوں نے کیا اور جو کر رہے ہیں بہت خوب ہے۔ اُنھوں نے معارفِ ملت۔ جذباتِ فطرت۔ مناظرِ قدرت۔ تین تفریقیں کر کے چھوٹی چھوٹی کتابوں کا ایک نئے طرز کا سلسلہ شروع کیا ہے جس میں چُن چُن کر اعلیٰ درجے کے نامور شعرا کی ہر رنگ کی بہتر سے بہتر شُستہ اور پاکیزہ

اللہ کی طرف سے الہام کی گئی۔ جس کو لکھنے میں بڑی دست گاہ ہو۔ ۱۲

نظموں کا عطر کھینچا ہے ۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اس میں شک نہیں کہ اردو لٹریچر کی نظموں کا ایک ایسا گلدستہ مرتب ہو جائے گا جس کی مہک سارے ہندوستان میں پھیل جائے گی عشقیہ غزلیں ۔ گیت ٹھمریاں ۔ واسوخت مثنویاں پڑھنا شریف بہو بیٹیوں تو ہیں ہی بھگا توبہ توبہ شریف مردوں کا کام بھی نہیں ہے کہ ان ناپاک کتابوں کو ہاتھ لگائے ۔ اپنے اوقات ضائع ہونے کے علاوہ گنہگار بھی بنے ۔ انسان کی زندگی دیکھو تو ایسی کون سی لمبی چوڑی ہے بچپنے اور بڑھاپے کا زمانہ نکال دو تو بسا کرکے بیس برس ملتے ہیں وہ بھی کسی کو ملے کسی کو یہ بھی نہیں پس کیا یہ مختصر زمانہ اس قابل ہے کہ ہم اسے یوں رائگاں کریں اور جب ہم کو اچھی اچھی کتابوں ہی کے پڑھنے کی کافی مہلت نہیں ہے تو وا ئی برحال ان کے جو اس بیچ تلے زمانے کو ایسی مزخرفات میں ضائع کریں ۔ تمہارے پاس سکول کی کتابوں کے علاوہ جو کتابیں اب موجود ہیں وہ کافی ذخیرہ ہے بشرطیکہ پڑھو اور پڑھنے کی طرح پڑھو ۔ گھانس نہ کاٹو ۔ پڑھو اور ہضم کرو یعنی سمجھ کر پڑھو اور عمل کرو ۔ کسی کتاب کو لیٹر سٹیر گنتی گنانے کو پڑھ لینا کہ یہ کہنے کو ہو جائے کہ میں نے اتنی کتابیں پڑھیں اس کچھ فائدہ نہیں ایسا پڑھنا پڑھنا نہیں ہے بلکہ کتاب کا نگلنا ہے اور

معشوقہ کے غم میں عاشق کی بے قراری اور تڑپن کا بیان ۔ تلف کرنا ۔ ضائع کرنا ۔ برباد کرنا ۔ افسوس ۔ واہیات خرافات ۔ گڑبڑ سے نلے سمجھے بوجھے ۔ ۱۲

ایسا سطحی نقش فور اچھی دیرپا نہیں ہوتا بلکہ بہت جلد مٹ جاتا ہی - جو کتاب غور سے پڑھی جاتی ہی اور اُس کا مضمون ڈائی جسٹ[1] کیا جاتا ہی اُسی کا شمار پڑھنے میں ہی - جو کتابیں تم کو پسند ہوں اور تمھارے مذاق کی ہوں شوق سے میرے کتب خانے سے لو اور اگر یہ چاہو کہ اپنے ہی نام کی ہوں تو دل کھول کر جو کتاب چاہو منگاؤ مگر مجھ سے مشورہ کر کے کہ میرا مشورہ تمھارے حق میں یقیناً بہتر اور مفید ہوگا زنانے اخبار اور بعض بعض رسالے بھی اچھے ہیں اُن کو پڑھا کرو مثلاً تہذیب نسواں - عصمت خاتون - شریف بی بی - وغیرہ وغیرہ ایک آدھ انگریزی اخبار بھی مطالعے میں رکھو کہ تمھاری انگریزی کی استعداد گھٹنے نہ پائے - میرے خیال میں ٹیمز آف انڈیا سب سے بہتر اخبار ہی جو ہفتہ بھر پڑھنے کو کافی ہی اور اُس میں عمدہ عمدہ تصویریں بھی



ہوتی ہیں -

کون کہتا ہی کہ تعلیم زناں خوب نہیں | ایک ہی بات فقط کہنی ہی یاں کہنے کو
دو انھیں شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم | قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

(اکبر)

عورتوں کی تعلیم کے متعلق اب وہ لوگ بھی جو بڑے تعلیم کے حامی تھے صدائے احتجاج بلند کرنے لگے - مولوی سید ممتاز علی صاحب کا وہ مضمون جو ۳ رجولائی سنہ ۱۹۲۰ء کے تہذیب نسواں میں کیا تعلیم نسواں ترقی کر رہی ہی کی سرخی سے چھپا ہی چوں کہ ہمقوں

(۱) انگریزی) ہضم کرنا یعنی اچھے طور سے سمجھ کر پڑھنا - جگت کی آواز - ۱۲

سے چھپا ہے تجربہ کار کی قلم سے نکلا ہے غور سے پڑھنے کے قابل ہے اور وہ یہ ہے :- ”آج تہذیب نسواں کو جاری ہوئے بائیس برس ہو گئے اور ان بائیس برس کی سرکاری رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زنانہ مدارس کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اور لڑکیوں کی تعداد میں خاصی ترقی ہے۔ اس پر وہ لوگ جو صرف ظاہری نمائش سے خوش ہو جایا کرتے ہیں۔ خوش ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ تعلیم نسواں میں واقعی ترقی ہو رہی ہے۔ مگر ہم اس ترقی تعداد کے ساتھ دو اور باتیں بھی دیکھتے ہیں۔ جو بہت افسوس ناک ہیں۔ اوّل یہ کہ گو تعلیم پانے والی لڑکیوں کی تعداد میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر درجۂ تعلیم میں کچھ ترقی نہیں اور ہے تو بالکل برائے نام۔ دوم یہ کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں میں تعلیم نے اچھا اثر پیدا نہیں کیا۔ یہ دونوں باتیں امر واقعی ہیں جس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا۔ مستورات کا درجۂ تعلیم ایک حدِ خاص تک منحصر رہی ہے۔ اس سے آگے وہ نہیں پڑھتی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم جس غرض سے لڑکیوں کو تعلیم دینا چاہتے ہیں یعنی اس مطلب کے لیئے کہ وہ اپنے فرائض کو زیادہ خوبی و خوش اسلوبی سے ادا کرنے لگیں۔ وہ غرض اتنی اور اس قسم کی تعلیم سے حاصل نہیں ہوتی ضرور ہے کہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لیئے تعلیم کی مقدار اور نوعیت دونوں کو بدلا جائے۔ دوسرا امر بھی روز بروز عیاں ہوتا جاتا ہے تعلیم یافتہ

---

۱ کچھ بھی نہیں ہے نام گنانے کو۔ ۲ اچھی طرح۔ ۳ قسم۔ ۴ ظاہر۔ ۱۲

لڑکیوں میں تعلیم بجائے نیک اور مفید[1] اثر پیدا کرنے کے برا اور مضر[2] اثر پیدا کر رہی ہے۔ تعلیم یافتہ لڑکیاں عموماً مغرور۔ گستاخ۔ آرام طلب نکمی اور بیمار پائی جاتی ہیں۔ جس قدر بیماریاں تعلیم یافتہ لڑکیوں میں پائی جاتی ہیں اُس قدر نا تعلیم یافتہ لڑکیوں میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک یہ کہ وہ گھر کے کام کاج کو ہاتھ نہیں لگاتیں اور نکمے[3] رہنے کی وجہ سے چلنا پھرنا بہت کم ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان کاموں کے سوا ہمارے گھروں میں لڑکیوں کے لیئے کوئی ورزش کا سامان نہیں ہے اس لیئے آرام طلبی سے وہ عموماً بیمار رہتی ہیں۔ اندریں صورت[4] سرکاری سالانہ رپورٹوں میں محض یہ دیکھ کر کہ زنانہ مدارس کی تعداد یوماً فیوماً[5] بڑھ رہی ہیں بہت خوش ہونا نہیں چاہیئے بلکہ دوسری جانب دو خرابیاں ساتھ ساتھ ترقی پا رہی ہیں انہیں دیکھ کر لڑکیوں کی موجودہ حالت پر کڑھنا[6] اور ان خرابیوں کے رفع کرنے کی تدابیر سوچنا چاہیئے۔ بیمار کے سامنے بہت بوتلیں اور شیشیاں دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحت بہت ترقی کر رہی ہے تا وقتیکہ اصل صحت میں ترقی نہ ہو۔ اسی طرح محض مدارس کی زیادتی اور دروس کی ترقی سے جو ذریعہ ہے لڑکیوں کی اخلاقی و معاشرتی اصلاح کا اور اس لیئے ان کی مثال ویسی ہی ہے جیسی بیمار اور بوتلوں کی۔ یہ نتیجہ نکالنا کہ لڑکیوں کی علمی حالت ترقی پر ہے۔ غلط استدلال[7] ہے۔ جو لوگ لڑکیوں کی تعلیم اور

---

۱ فائدہ مند۔ ۲ نقصان دہ۔ ۳ بے کار۔ ۴ اس حال میں۔ ۵ روز بروز۔ ۶ افسوس کرنا۔ ۷ غلط نتیجہ پکڑنا۔ ۱۲

اصلاحِ معاشرت میں دل سے سچی ترقی کے خواہاں ہیں انھیں جلد
ان خرابیوں سے متنبہ ہونا اور ان کا تدارک کرنا اور ان کی تعلیم کو
درست راہ پر ڈالنے کا انتظام کرنا چاہیئے ورنہ یہ خرابیاں چند سال
میں گھروں میں فتنہ و فساد کا ایک طوفانِ عظیم برپا کر دیں گی۔ یہ بھی
میں کہتا ہوں کہ تعلیم فرائض کی ادائی سکھلاتی ہے یا تغافل اور بے اعتنائی۔
تعلیم صفتِ انکسار پیدا کرنے اور اپنے آپ کو سب سے کم تر سمجھنے کا
نام ہے یا نخوت اور تکبر کا۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تعلیم یافتہ
عورتیں شوہروں کی مساوات کا دعویٰ کرنے لگتی ہیں اور ایک گھر
میں دو شخص مساوی الرتبہ حکومت نہیں کر سکتے۔ دو بادشاہ در
اقلیمے نمی گنجند۔ اس لیئے تعلیم یافتہ گھرانوں کے مقابلے میں نا تعلیم یافتہ
گھرانے زیادہ مطمئن حالت میں ہیں اور اس طرح روز جوتیوں میں
دال نہیں بٹتی۔ اگر واقعی انگریزی تعلیم نے یا محض تعلیم نے ایسا
اُلٹا اثر دکھایا ہے تو ہمارا اس تعلیم کو دور ہی سے سلام ہے۔ رہنے دو
بی بلی مرغا لنڈورا ہی بھلا۔ مگر میرا خیال اس کے خلاف ہے میں اس
آزادی اور بیباکی کو تعلیم کا اثر نہیں سمجھتا بلکہ تعلیم کا نقص اور ایک گونہ
ناتجربہ کاری اور کوتاہ اندیشی کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں
کم پڑھی لکھی عورتیں بہ مقابلے اَن پڑھوں کے اپنے حقوق اور ذمہ داریوں
سے زیادہ واقف ہو جاتی ہیں اس وجہ سے وہ اپنی پوزیشن کی حق بجانب

۱ خبردار ۔ چوکس ۔ ۲ علاج تدبیر ۔ ۳ غفلت کرنا ۔ بے پروائی ۔ ۴ غرور ۔ مزاج دار ۔ ۵ ایک سلطنت
میں دو بادشاہوں کا گزارا نہیں ہو سکتا ۔ ۶ مختصر سا ۔ ۷ فضیحت ۔ رسوائی ۔ ۸ بے دم کا ۔ ناسمجھی ۔ ۹ انگریزی

طلب گار ہوتی ہیں وہ اُس ذلّت کو کبھی گوارا نہیں کرسکتیں جو بالعموم
عورتوں کے ساتھ برتی جاتی ہے عورتوں کو نہ صرف ناقص العقل[1] بلکہ سرے
سے انسان ہی نہیں سمجھا جاتا اور اُلٹی چھُری[2] سے مرد حلال کرنے کو
آمادہ ہوجاتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ بیوی باندی میں فرق نہ کیا جائے
کوئی وجہ نہیں کہ عورت پیر کی جوتی سمجھی جائے۔ سارا جھگڑا اور سارا
فساد اسی کا ہے کہ عورتوں کی وہ قدر نہیں کی جاتی جس کی وہ در حقیقت
مستحق ہیں۔ اُن کو سوسائٹی[3] میں وہ مرتبہ نہیں دیا جاتا جو اُن کا حق ہے
ضرور ہے کہ تعلیم سے ان کی آنکھیں کھُلیں یہ جان جائیں کہ ہمارا مرتبہ کیا ہے
اور ہم کو رکھا کس حال میں ہے بس تعلیم سے ضرور ہے کہ ایک قسم کا
سیلف رسپکٹ[4] اور خودداری ضرور ایک حد تک آجاتی ہے۔ ایسا احساس
ایک قسم کی ترقی اور قعرِ جہالت[5] سے اُبھرنے کی نشانی ہے۔ پس جس
عورت میں یہ صفت پیدا ہوجائے وہ تعریف وستایش کے قابل ہے
نہ لعنت اور ملامت کی سزاوار کیونکہ جو شخص اپنی اصلی اور روا بھی
وقعت اور پوزیشن کو نہ جانے جس کا وہ جوازاً مستحق ہے یا جانے
اور طلب نہ کرے وہ دوسروں کا مرتبہ شناس اور اُن کے حقوق
کا قدر شناس[6] کب ہوسکتا ہے۔ یہ امر بلاشک وشبہ ماننا پڑے گا
کہ مردوں کو ضرور عورتوں پر ایک قسم کی برتری ہے اور وہ بہت سے

---

[1] بھونڈی عقل۔ کم عقل۔ ادھوری سمجھ۔ [2] ظلم توڑنے۔ [3] برادری۔ [4] انگریزی
خودداری۔ اپنی عزت آپ کرنا۔ [5] جہالت کے گڑھے۔ [6] قدردان۔ ۱۲

معاملات زندگی میں مردوں کی دست نگر ہیں۔ میرے خیال میں سارے خرابیاں مرد وزن کے حدود مقررہ سے تجاوز کا نتیجہ ہے۔ مرد جس جس اُبھرتے اور ترقی کرتے جاتے ہیں عورتوں کو وہ دباتے اور گراتے جاتے ہیں۔ منہ سے دعویٰ ہے کہ ہم عورتوں کے حالات کی بہتری کے کوشاں ہیں مگر دل سے یہ چاہتے ہیں کہ عورت ذلیل ہو جائے۔ پڑھی لکھی عورت ممکن نہیں ہے کہ اپنے کو اتنا گرا دے ہاں جو جاہل ہے اُسے جس کل چاہو نچا لو اُس بیچاری کو خبر ہی نہیں کہ دنیا میں عورت ذات بھی کسی کام کی ہے اور سوائے پیٹ بھر لینے اور موٹا جھوٹا پہن لینے اور بچوں کی ماماگری کرنے کے دنیا کی کسی اور چیز میں اُس کا حصہ ہے بھی یا نہیں۔ لیڈی فرانسس بالفور نے معاشرتی زندگی کے تنزل پر جو خیالات قلمبند کیئے ہیں اُن کا لب لباب یہ ہے کہ "ترقی نسواں کا سب سے بڑا دشمن عورت کا ہر کام میں حصہ لینا ہے اور اس سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اپنے حقیقی فرائض کے دائرے سے باہر نہ ہو جائے" اس باب میں میری ذاتی رائے یہ ہے کہ عورت اپنے کام پرائیوٹ طور پر انجام دے نہ کہ پبلک طریقے پر۔ میں دونوں اصناف کو مساوات کے درجے میں سمجھتا ہوں۔ ہر جنس

محتاج مغلوب۔ ۵ یہ مضمون عفت المسلمات مصنفہ علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ ادام اللہ اقبالہا والیۂ بھوپال کی کتاب لاجواب سے اخذ کیا گیا ہے جو رسالہ افادہ مئی سنہ ۱۹۲۰ء میں چھپا ہے۔ ئے کے طور پر۔ ۵ عام طور پر قسمیں۔ ۱۲

ایک دوسرے پر فضیلت رکھتی ہے کوئی کسی سے کم نہیں لیکن با ایں ہمہ ان میں جو فرق خلقی طور پر رکھے گئے ہیں وہ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتے وہ مثل خدائی احکام کے غیر متزلزل ہیں اور جن کو کوئی بدل نہیں سکتا دنیا میں مرد کو بہت کام کرنے ہیں اور عورت کو بھی کام کرنے ہیں بلکہ مرد سے کچھ زیادہ ہی لیکن مرد عورت کا کام نہیں کر سکتے اور نہ عورت مرد کا کام کر سکتی ہے۔ زمانہ حال کا ایک اہل قلم لکھتا ہے کہ "دنیا کے کاموں میں پلیٹ فارم یا شکار گاہوں میں خانقاہوں میں تفریح گاہوں میں عورتیں اعزاز کے لیئے کوشاں ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ گھر کا کاج کون دیکھے گا؟ بچوں کو کون پالے گا اور عورتوں کے تمام (مخصوص) کام کون کرے گا؟ ایک وفادار بیوی ایک (چاہنے والی) بہن ایک (جان فدا کرنے والی) ماں کی جگہ کون لے گا جو ان تمام رشتے داریوں کو ایمان داری سے انجام دے جیسا کہ عورتوں کو چاہیئے۔ وہ کون سی عورت ہے جو ان تمام فرائض کے ادا کرنے کے بعد اتنا وقت بچا لے گی کہ قومی پلیٹ فارموں اور شکار گاہوں میں جھک سکے۔ زمانہ حال کی چند رایوں کے خلاف میری رائے ہے کہ بیس تا بائیس برس (اور ہندوستان میں سولہ تا اٹھارہ برس) کی عمر کے بعد عورت کا قدرتی فرض اُس کی ازدواجی زندگی ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اور کوئی کام دنیا میں کرنا ہی نہیں چاہیئے۔

---

۱ جن میں ردّ و بدل نہ ہو سکے۔ ۲ لفظی معنے چبوترے کے ہیں۔ مراد میدان سے ہے ۳ کوشش کرنا۔ بیاہی ہوئی گزران۔ ۱۲

ازدواجی زندگی سے پہلے اور اس کے بعد عورت کا خاص کام تیمارداری ہے۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا جن کی یہ رائے ہے کہ عورت کو ہر پیشہ سکھانا چاہئے میں کسی پیشے کو بھی عورت کے لئے سوزوں نہیں سمجھتا۔ چاہے وہ کیسی قدر تو انا اور تیز کیوں نہ ہو۔ میں اپنے اصول میں صرف ایک استثنا اُن عورتوں کا کروں گا جو ہندوستان میں ہندوستان کی پردہ نشین عورتوں کے لئے لیڈی ڈاکٹر بنتی ہیں۔ امریکہ کی زندگی نے مجھے سکھا دیا ہے کہ کسی پیشہ ور عورت سے ملنا مجھے کسی قدر ناگوار خاطر ہوتا ہے۔ مجھے اس میں شک نہیں کہ بعض عورتیں پیشے اختیار کر سکتی ہیں لیکن میری رائے میں مردوں کے مقابلے میں اگر وہ اصلی دائرۂ نسوان سے باہر ہو جاتی ہیں اور میں نہیں مانتا کہ ہم کو کچھ بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ عورتیں کوئی پیشہ اختیار کریں۔ اگر عورتیں مردوں کے مقابلے میں کھڑی ہو جائیں تو آگے چل کر ان کو نیست ہونا پڑے گا اور مردوں کے مصائب کی فہرست میں جو اول ہی سے زبردست ہیں اور اضافہ ہو جائے گا۔ قدرت نے ان کو جسمانی اور دماغی کاموں کے لیے

بیمار کی دیکھ ریکھ یعنی خبرگیری۔ جدا کرنا۔ محسوب کرنا۔ عورتوں کے حلقے۔ میری رائے میں ایسے پیشے جو گھر کے اندر بیٹھ کر یا مردوں سے آزادانہ میل جول کے بغیر اختیار کیئے جا سکتے ہیں ان میں کوئی ہرج نہیں جیسے سلائی۔ گوٹا بننا۔ خوش نویسی۔ جلد سازی استانی گری وغیرہ۔ رہا نرس کا کام وہ علاوہ خلق اللہ کو فیضان پہنچانے کے یوں بھی اپنی اولاد کی پرورش کے لیئے ایک امر ضروری ہے۔ (یہ نوٹ جناب بیگم صاحبہ ممدوحہ کا ہے) ۱۲

مرد کی طرح نہیں بنایا ہے اور وہ لوگ اس بات سے بخوبی واقف ہیں جو عورت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اور اس جنس سے محبت رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ مناسب وقت پر خود اس (عورت) کو بھی آگاہ کر دیں چند مثالیں اس اصول کے خلاف بھی ملیں گی لیکن وہ مستثنیات ہیں جو کلیہ کو ثابت کرتی ہیں۔ علم سیکھو عقل صاف کرو زندہ اور مردہ زبانیں جانو تاریخ اور ریاضی پڑھو۔ اگر تمھارے امکان میں ہے۔ مگر مرد تم کو صاف کہہ رہے ہیں کہ گھر کے کام کا عملی علم بھی تم کو ہونا ضرور ہے۔ صرف کتاب کا کیڑا ہو جانا تمھارے لئے موزوں نہیں ہے۔ عورتیں ہی عورتوں کے کام کرتی ہیں۔ کوئی مرد تو کرے گا نہیں بہتر ہے کہ کتابوں کو اس وقت تک نہ چھوؤ جب تک کہ یہ کام تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔ ہم پوچھتے ہیں گھر میں کون رہے گا؟ گھر کے کام کا ساتھی کون بنے گا؟ مرد تو اپنے کام سے باہر جائے گا عورت کو گھر میں ٹھیرنا چاہیئے۔ میں کہتا ہوں ذرا اتنا سوچو کہ مرد باہر کے کام سے گھر واپس آتا ہے لیکن اس کی زندگی کی ساتھی اپنی کتابوں کے مطالعے میں مشغول ہے اور اپنی دنیا الگ بنا رکھی ہے نہ گھر کے کام سے غرض نہ گھر والوں کے آرام کا خیال۔ اگر تم کو کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہے تو ہاتھ اور انگلیوں سے کام لینا بھی سیکھنا چاہیئے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تم ہمیشہ موزے بنتی رہو زردوزی میں مصروف رہو بلکہ تم کو ان کے بنانے اور مرمت کرنے کا

ہنر بھی سیکھنا ضروری ہے کیوں کہ یہی عورت کا ہنر ہے اور تمھاری اعلیٰ تعلیم کے یہ معنے نہ ہونے چاہئیں کہ فیشن سیکھو یا ایسا انوکھا لباس پہنو جیسا دوسری عورتیں نہ پہنتی ہوں۔ اپنے ہنروں کو پوشیدہ رکھنے کا ہنر سیکھو اور خاموش مطالعہ پر قانع رہو۔ اگر عورتیں مردوں کا کام انجام دیں اور اُن کے مشاغل اختیار کرنے لگیں تو جو نتائج نکلیں گے اُن سے مردوں کے لیئے مجھے بڑا خطرہ ہے"

جولس سیمان کہتا ہے "عورت کو چاہیئے کہ عورت رہے۔ ہاں بیشک عورت کو چاہیئے کہ عورت رہے۔ اسی میں اُس کے لیئے فلاح ہے اور یہی وہ صفت ہے جو اُس کو سعادت کی منزل تک پونہچا سکتی ہے قدرت کا یہ قانون ہے اور قدرت کی یہ ہدایت ہے اس لیئے جس قدر عورت اُس سے قریب ہوگی اُس کی حقیقی قدر و منزلت بڑھتی گی اور جس قدر دور ہوگی اُس کے مصائب ترقی کریں گے۔

بعض فلاسفر انسانی زندگی کو مکروہ اور پاکیزگی سے خالی کہتے ہیں مگر میں کہتا ہوں انسانی زندگی دل فریب پاک اور نہایت پاکیزہ ہے اگر ہر مرد اور ہر عورت اپنے اُن مدارج سے واقف ہو جائے جو قدرت نے اُس کے لیئے قرار دیئے ہیں اور اپنے اُن فرائض کو ادا کرے جو قدرت نے اُس کے متعلق کر دیئے ہیں۔ جو عورت اپنے گھر کے باہر دنیا کے مشاغل میں شریک ہوتی ہے اس میں شک نہیں کہ وہ ایک عامل بسیط کا فرض انجام دیتی ہے مگر افسوس ہے کہ عورت نہیں رہتی

بڑے پیمانے پر کام کرنے والی۔ ۱۲

لارڈ بائیرن انگلستان کے بڑے پائے کا شاعر کہتا ہے "اگر کوئی مطالعہ کرنے والا اس بات کو سوچے کہ قدمائے یونان کے زمانے میں عورتوں کی وہی حالت تھی جس کو عقل تسلیم کرتی تھی اور اگر تم موجودہ حالت کو معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرونِ وسطیٰ کی بُرائی میں سے کوئی بُرائی ایسی نہ ہوگی جو اس زمانے میں موجود نہ پائی جاتی ہو اور یہ حالات طبیعت کے بالکل خلاف ہیں۔ اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو میں یہی کہوں گا کہ عورتوں کے ضروری مشاغل یہ ہونے چاہئیں کہ وہ اپنے خانہ داری کے کاموں کو اچھی طرح انجام دیں اور کھانا پکانے اور لباس وغیرہ میں اچھا سلیقہ پیدا کریں اور ان کے لئے پردہ ایک ضروری چیز ہے تاکہ یہ اس کے ذریعے سے اپنے کو دوسروں کے میل جول سے محفوظ رکھ سکیں"۔　　فاضل پرفیسر فریرو لکھتا ہے کہ "یورپ میں بہت سی عورتیں ایسی پائی جاتی ہیں جنھوں نے مردوں کے سے کام کرنے کے باعث شادی بیاہ کو ترک کر دیا ہے۔ ان عورتوں کو عورت اور مردوں کے سوا ایک تیسری جنس کا نمونہ کہنا چاہیئے کیونکہ ان کو مردوں سے تو جسمانی ترکیب اور طبیعت میں یکساں نہ ہونے کی وجہ سے مشابہت نہیں ہے اور عورتیں اس لئے نہیں ہیں کہ اپنے طبعی فرائض ادا نہیں کر سکتیں"۔

نظم

تعلیم عورتوں کو بھی ہی ضرور ہے　　لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے

مرتب۔ قرونِ اولیٰ پہلے قدیم زمانے کے لوگ اور قرونِ وسطیٰ درمیانی زمانے کے لوگ
رقسیم۔ ۱۲

حسنِ معاشرت میں سراسر فتور ہے | اور اس میں والدین کا بے شک قصور ہے
ان پر یہ فرض ہے کہ کریں کچھ نہ بند و بست | چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شاد و مست
لیکن ضرور ہے کہ مناسب ہو تربیت | جس سے برادری میں بڑھے قدر و منزلت
آزادیاں مزاج میں آئیں نہ تمکنت | ہو وہ طریق جس میں ہو نیکی و مصلحت
ہر چند ہو علومِ ضروری کی عالمہ | شوہر کی ہو مرید تو بچوں کی خادمہ
مذہب کے جو اصول ہیں اس کو بتائے جائیں | باقاعدہ طریقِ پرستش سکھائے جائیں
اوہام جو غلط ہوں وہ دل سے مٹائے جائیں | سکے خدا کے نام کے دل میں بٹھائے جائیں
عصیاں سے محترز ہو خدا سے ڈرا کرے | اور حسنِ عاقبت کی ہمیشہ دعا کرے
تعلیم خوب ہو تو نہ آئے گی دام میں | خالق پہ لو لگائے گی وہ اپنے کام میں
خیرات سے ہی ہو گی غرض خاص و عام میں | اس کو سکھایا جائے یہ واضح کلام میں
اچھا برا جو کچھ ہے خدا ہی کے ہاتھ ہے | نیکی اگر کرے گی تو فطرت بھی ساتھ ہے
تعلیم ہو حساب کی بھی واجبات سے | دیوار پر نشان تو ہیں واہیات سے
یہ کیا کہ زیادہ گن نہ سکے پانچ سات سے | لازم ہے کام لے وہ قلم اور دوات سے
گھر کا حساب سیکھ لے خوب آپ جوڑنا | اچھا نہیں ہے غیر پہ یہ کام چھوڑنا
کھانا پکانا جب نہیں آتا تو کیا مزا | جوہر ہے عورتوں کے لیے یہ بہت بڑا
لندن کے بھی رسالوں میں میں نے یہی پڑھا | سلیقے سے رکھنا چاہیے لیڈی کو سلسلا
وقت آ پڑے تو کار سے گزری میں بھی عذر کیا | گھر کے لیے طعام پزی میں بھی عذر کیا

۱ نقص - ۲ غرور - ۳ عبادت - ۴ وہم کی جمع - ۵ گناہ - ۶ پرہیز کرے - ۷ بیچے - ۸ صفائی - ۹ کھلے طور پر - ۱۰ باورچی خانہ - ۱۱ کھانا پکانا - ۱۲

سینا پرونا عورتوں کا خاص ہی ہنر
درزی کی چوریوں سے حفاظت پہ ہو نظر

عورت کے دل میں شوق ہو اس بات کا اگر
کپڑوں سے بچے جاتے ہیں گل کی طرح سنور

کسب معاش کو بھی یہ فن ہی کبھی مفید
اک شغل بھی ہو دل کے بہلنے کی بھی آڑ

سب سے زیادہ فکر ہے صحت کی لازمی
صحت نہیں درست تو بے کار زندگی

کھانے بھی بے ضرر ہوں صفا ہو لباس میں
آفت ہی ہو جو گھر کی صفائی میں کچھ کمی

تعلیم کی ضرورت ابھی اور اک قدم بڑھیں
صحت کی حفظ کے جو قواعد ہیں وہ پڑھیں

پبلک میں کیا ضرور کہ جا کر تنی رہو
تقلید مغربی پہ عبث کیوں تلی رہو

دانا نے وصف یہ ہو تو دل سے غنی رہو
پڑھ لکھ کے اپنے گھر ہی میں بیوی بنی رہو

مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے
مغرب کے ناز و رقص کا اسکول اور ہے

دنیا میں لذتیں ہیں نمایش ہے شان ہے
ان کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے

اکبر سے بھی سنو کہ جو اس کا بیان ہے
دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے

حد سے جو بڑھ گیا تو ہے اس کا عمل خراب
آج اس کا خوش نما ہے مگر ہوگا کل خراب

تعلیم عورتوں کی ضروری ہے آج کل
دے علم استری سے ہے آرام میں خلل

گھر بیٹھے وہ اڑاتی ہیں بے فائدہ زٹل
کیا جانے وہ کہاں ہے عطارد کہاں زحل

شوہر گریجوایٹ ہو گردوں کی چھت پہ ہے
گگری لیے ہوئے یہ کوئیں کی جگت پہ ہے

آراستہ - روزی کمانا - اڑی ہی - تلی - دیکھنے والے یعنی خدا - مراد یورپ سے ہے - طرز و روش - مراد ہندوستان سے ہے - ناچ - عورت - ہندی لفظ ہے - آرام میں خرابی پڑتی ہے - فضول بکواس - دونوں تاروں کے نام ہیں - یونیورسٹی کی ڈگری پائے ہوئے - جیسے بی - اے - ایم - اے - آسمان یعنی سے باتیں کرتا ہے - گھلیا - منڈیر - ۱۲

بٹوے[۱] کی گو کہ جانتی ہے بیونت اور کتر | لیکن نہیں ہے اُس کو بھی ہیک پہ نظر

چیزیں نئی جو نکلی ہیں ہے اُن سے بے خبر | تعلیم ہو تو ذہن میں پیدا ہوں بال و پر[۲]

تعلیم ہی سے ہوتا ہے انسان آدمی | تعلیم سے تو بنتا ہے حیوان آدمی

(حضرت اکبر الہ آبادی)

تمھاری تعلیم جس قدر بھی ہے دنیوی اور دینی ضروریات کو کافی اور وافی ہے۔ تم کو تعلیم دلانا میرے بس کی بات تھی سینا پرونا پکانا ریندھنا اگر مجھے آتا ہوتا تو اُس سے بھی دریغ نہ کرتا مگر یہ کام مردوں کا نہیں عورتوں کا ہے یا صاف یہ نہ کہوں کہ ماں کا ہے۔ لیکن ماں کا پیدا کر دینا میرے بس سے باہر یہی سبب ہے کہ تم ان دونوں فنوں میں اتنی ترقی نہیں کرسکیں جتنی کہ پڑھنے لکھنے میں کی ہے۔ بریں ہمہ میری خانہ نشینی کے بعد جب سے تم اپنے وطن دہلی میں آئیں میں نے تم کو اس طرف توجہ دلائی۔ حق ہمسائے میں کسی نے بن ماں کی بچی سمجھ کر تم کو کچھ بتا دیا یہ بھی غنیمت ہے کہ تم سینے لگیں۔ اچھے بُرے کی تمیز جیسی چاہیے مجھے نہیں مگر آنکھیں رکھتا ہوں دیکھ سکتا ہوں کہ تمھارا ٹانکا سُجل[۳] ہے۔ گو تم کو سینے میں پوری مہارت نہ ہو لیکن کتر بیونت میں اس سے بھی کم ہے مگر مدرسے کی تعلیم اس نقص کی تکمیل کر دے گی۔ اب رہا کھانا پکانا وہ ہنڈکلھیا کے مشغلے کی بدولت تم کو خاصہ آگیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ جب تم اپنا گھر آپ کرو گی اور قدم قدم پر ان باتوں کی شدید ضرورت محسوس ہو گی اور مدرسہ کی تعلیم سے تم کو فرصت ملے گی

[۱] روپیے رکھنے کا بٹوا۔ [۲] یعنی کچھ بات پیدا ہو نتیجہ نکلے۔ [۳] درست۔ ۱۲

تو اس کمی کو بوجہ احسن پورا کر لوگی اور جب یہ دونوں باتیں تم کو آجائیں گی تب ہی میں جانوں گا تم میں گھر چلانے کی پوری قابلیت پیدا ہوئی۔ اب میں تم کو روزمرہ کی چند ضروری اور موٹی موٹی باتیں بتلاتا ہوں۔ گو بہت سی باتیں تم جانتی ہو مگر جب یہ نصائح ایک باپ اپنی چہیتی بیٹی کو کتاب کے پیرایہ میں کر رہا ہے اور تمہارے ساتھ دوسری لڑکیوں کا بھلا بھی منظور ہے اور لڑکیوں کی معلومات کو وسیع کرنا مدنظر ہے تو ضرور ہوا کہ وہ باتیں جو لڑکیوں کو آئے دن پیش آتی رہتی ہیں بتلائی جائیں۔ تم ماشاءاللہ اب ہوشیار اور سمجھ دار اور زمانے کے نیک و بد سے کچھ کچھ واقف ہو چلی ہو۔ وہ دن قریب ہے کہ ہم نہ ہوں گے تم کو دنیا خود سنبھالنی پڑے گی

رباعی

دل الفتِ دنیا سے ہٹا جاتا ہے غفلت میں ہر اک سال کٹا جاتا ہے
سب کہتے ہیں کہ عمر ہوتی ہے دراز بڑھتا نہیں سن بلکہ گھٹا جاتا ہے

ماں باپ کا کیا مرتبہ ہے اور کیا ادب لحاظ ہے اس سے تم واقف ہو۔ ماں باپ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں جو محبت ان کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے وہ دوسرے کو کب ہو سکتی ہے۔ خود رنج و تکلیف اٹھاتے ہیں مگر اولاد کو آسائش سے رکھتے ہیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں اُسے کیسی حفاظت سے رکھتی ہے۔ دن بھر گود میں لیئے لیئے پھرتی ہے رات کو آپ جاگتی ہے اور اُسے تھپک تھپک کر سُلاتی ہے۔ اُس کے رونے سے بے چین ہو جاتی ہے

مسکرا دیتا ہے تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ کھیلنا کھلانا۔ نہلانا دھلانا۔ کپڑے بدلنا۔ ہر طرح بچے کے آرام کا خیال رکھنا اس کا دن رات کا شغل ہے۔ اگر دس نوکر بھی رکھے جائیں تو وہ اتنی خدمت نہیں کر سکتے جو ایک اکیلی ماں کرتی ہے۔ جب لڑکا ذرا بڑا ہو جاتا ہے تو بیوی کا پیچھا بلکہ میاں بٹاتا ہے۔ انگلی پکڑ کر پھر اسے باہر لے جاتا ہے۔ کچھ سودا دلواتا ہے۔ بچہ گھر میں آکر اپنی چاٹ سے مزے لے لے کر کھاتا ہے۔ جب بچہ کچھ اور بڑا ہوتا ہے تو لکھاتا پڑھاتا ہے۔ ادب قاعدہ سکھاتا ہے۔ ہر دم اسی فکر میں رہتا ہے کہ میرا لڑکا ایسا اٹھے کہ میرا نام روشن کرے۔ کوئی عادت ایسی نہ پڑ جائے جس سے لوگ نام[1] دھریں۔ کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے بدنامی ہو۔ بچوں کو بھی لازم ہے کہ ماں باپ کے سائے کو خدا کا سایہ خیال کریں۔ ان کے حکموں کو جان و دل سے مانیں۔ جس بات کو کہیں اس کی فوراً تعمیل کریں اور یہی سمجھیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں ہماری بھلائی کے لئے کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں ہمارے ہی فائدے کے لئے کرتے ہیں۔ ماں باپ کی فرماں برداری سے صرف یہ مطلب نہیں کہ جب تم ان کے سامنے ہو ان کے حکموں کی تعمیل کرو اور جب وہ تمہاری نظر سے غائب ہوں تو ان کا خیال نہ رکھو یہ بڑی غلطی ہے۔ انہیں حاضر و غائب یکساں سمجھو اور ہر وقت ان کے خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہو۔ بعض بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ماں باپ کے

[1] عیب لگائیں۔ مطعون ہوں۔ ۱۲

سامنے تو بھیگی بلّی بنے رہتے ہیں اور جہاں وہ اِدھر اُدھر ہوئے اور اُنھوں نے طرح طرح کی شرارتیں کرنی شروع کیں۔ کہیں بہن بھائیوں کو ستاتے ہیں۔ کہیں نوکروں کا دم ناک میں کرتے ہیں۔ بازار جاتے ہیں تو دکان داروں کو تنگ کرتے ہیں۔ مدرسے میں اپنے ہم جماعتوں سے بات بات پر جھگڑتے ہیں۔ ماں باپ ان کی حرکتوں سے تنگ آ کر ہمیشہ نالاں۔ ایسے بچے ماں باپ کے لیئے شرم کا باعث ہوتے ہیں اُن کا نام بدنام کرتے ہیں اور اپنی زندگی خراب و برباد کرتے ہیں سو الگ۔ ماں باپ ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ اُن کی اولاد خراب ہو یا اُن کو کوئی نام دھرے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت اچھی اچھی صلاحیں اور مشورے دیتے رہتے ہیں۔ بُری باتوں سے روکتے اور ہر دم اسی دھن میں لگے رہتے ہیں کہ ہماری اولاد نیک بخت اور سعادت مند اُٹھے۔ پس سعادت مند اولاد کا بھی یہی فرض ہے کہ اپنے والدین کی صلاح اور مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں جو کچھ وہ کہیں اُسے کان دھر کے سنیں اور اُس پر عمل کریں" (عبداللہ خاں صاحب تھوڑی تبدیل کے ساتھ)۔ ماں باپ کا ادب نہ صرف اخلاقی فرض ہے بلکہ مذہبی فریضہ بھی ہے جس کی سخت تاکید قرآنِ شریف میں آئی ہے۔ اُن کی اطاعت اور فرماں برداری۔ اُن کا ادب لحاظ۔ تعظیم و تکریم اور ہمہ تن اپنے آپ کو اُن کے اختیار میں چھوڑ دینا سعادت مند اولاد کا فرض اولین ہے۔

مسکین۔ غریب۔ بھتما لئے۔

جس طرح اُنھوں نے شفقت - محبت اور محنت سے تم کو پالا ہر اُس کا معاوضہ ناممکن ہر - ایک ذرا سا معاوضہ اُن کی خدمت گزاری ہر جس کو بہت خوش دلی سے کرنا چاہیئے اور اسے ایک طرح کی عبادت سمجھو ابھی تم نہیں جانتیں اور اس کا صحیح صحیح اندازہ نہیں کر سکتیں کہ ماں باپ کو اولاد کے ساتھ کس درجے محبت ہوتی ہر - ع قدرِ باباں آں زماں دانی کہ خود بابا شوی - یعنی اس کی قدر تم کو اُس وقت معلوم ہوگی کہ جب اصل خیر سے تم خود ماں بنوگی اور اے کاش ہماری زندگی میں وہ دن آئے!

رباعی

اعضا کو بھی قابو میں نہیں پاتے ہیں — اُٹھتے تو نہ جانے کہ کدھر جاتے ہیں
پیری میں ہلا سر تو اجل نے یہ کہا — تو ہم کو بلاتی ہر تو ہم آتے ہیں

انسان جس قدر زیادہ مدّت تک دنیا میں رہتا ہر اُتنا ہی وہ دنیا کے نشیب و فراز سے واقف اور پختہ تجربہ کار ہوتا اور معاملات دنیوی میں منجھ جاتا ہر پس ماں باپ کا کہنا مانو اور اُن کے آگے تسلیم خم و کیوں کہ وہ دنیا کو تم سے زیادہ برت چکے ہیں اور جو کہیں گے سنجی تُلی بات کہیں گے گو وہ بات تم کو بادی النظر میں نادرست ہی کیوں نہ معلوم ہو - ماں باپ کے بعد بھائی بہنوں کا مرتبہ ہر - بڑا بھائی چوں کہ اکبر خاندان ہوتا ہر باپ کی جگہ ہوتا ہر اُس کا ادب باپ کے برابر لازم ہر گو عمر میں ایسا تفاوت نہ ہو - بزرگی بعقل است نہ بسال توانگری بدل است نہ بمال[۱]

---

[۱] ظاہر میں - عمر بڑی ہونے سے بزرگی نہیں آتی بلکہ اصلی بزرگی عقل کی بدولت میسر ہوتی ہر - امیر دل سے ہوتا ہر نہ کہ مال سے - ۱۲

بڑوں کا ادب ملحوظ رکھو اور چھوٹوں پر شفقت کی نظر رکھو۔ بھائی بہنوں میں لڑنا بھڑنا کمینوں اور سفلوں کی عادت ہے۔ چھٹپنے کی آئے دن کی لڑائی بھڑائی آگے چل کر خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی مخالفتیں گو اس وقت ہم کو طفلانہ حرکات اور بے اصل نظر آتی ہیں مگر اس وقت کی کدورت اور مغائرت آئندہ بڑےپنے میں عداوت سے بدل جاتی ہے۔ یہ نصیحت کچھ تمھارے ہی لیئے مخصوص نہیں کہ تم خود بڑی بہن ہو اس وجہ سے بجائے ماں کے ہو جو تم سے چھوٹے ہیں ان پر تمھارا ادب فرض ہے جیسا کہ تم کو اپنے بڑوں کا۔ لڑکیوں کا کچھ عجب حال ہے جس گھر میں وہ پیدا ہوتی پرورش پاتی اور جوان ہوتی ہیں وہ گھر تو اُن کا ہوتا نہیں بلکہ ان سب مراتب ابتدائی کے طے ہونے کے بعد اُن کو ایک نئی دنیا میں جانا ہوتا ہے اور ایک اجنبی گھر اُن کو ملتا ہے اور وہی گھر اُن کا اصلی گھر اور دوامی مسکن ہوتا ہے پہلے گھر کا نام میکا ہے اور دوسرے کا سسرال۔ ان دونوں گھروں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میکے میں تمھاری ہر ادا کو پسندیدگی کی اور نظر استحسان سے دیکھنے والے اور تم کو دل سے چاہنے والے اور تمھاری قدر و منزلت کرنے والے کثرت سے موجود ہوتے ہیں جن کو تمھاری بُری بات بھی بھلی لگتی ہے جو نہ ناگوار خاطر ہوتی ہے نہ اکھرتی ہے۔ قدم قدم پر اللہ آمین منائی جاتی ہے۔ تمھارے قدموں تلے آنکھیں بچھائی جاتی ہیں

پسندیدگی کی نگاہ سے۔ گراں معلوم ہونا۔ خیر خیر۔ خاطر تواضع کرنا۔ ۱۲

لیکن دوسرا گھر وہ ہے جس میں تم نے اس سے پہلے کبھی قدم نہیں رکھا
اور جس سے تم بالکل ناواقف ہو۔ تمھیں خبر نہیں کہ وہاں کا کیا دستور ہے
اور کیا طریقہ ہے۔ اُس گھر میں جو لوگ بستے ہیں وہ کس مزاج کے ہیں
اُن کی طرز و روش اور خو بو کیا ہے اور کچھ نہیں معلوم کہ وہ تم سے کس طرح
پیش آتے ہیں اور کیا افتاد پڑتی ہے۔ میں اپنے خیال میں میکے کو
مدرسہ اور سسرال کو **دار الامتحان** سمجھتا ہوں یعنی میکے
میں جو کچھ تم نے ہنر سلیقہ حاصل کیا ہے سسرال میں اُس کا امتحان
نہ صرف تحریری یا تقریری بلکہ پراکٹیکل یعنی عملی امتحان ہوتا ہے۔
لڑکیوں کی زندگی میں سب سے زیادہ نازک وقت یہی **تبدیلِ**
مکان کا ہے اور اسی تبدیل مکان کو **شادی بیاہ** کہتے ہیں۔
اس نئے مکان کو **خانۂ شادی یا خانۂ بربادی** بنانا
تمھارے طرز عمل پر موقوف ہے اور اس کا بنانا بگاڑنا بالکل تمھارے
ہاتھ میں ہے۔ اگر تم نے اسے سنوارا تو ساری عمر آرام چین تمھارے
ساتھ اگر خدانخواستہ بگاڑا تو ساری عمر گرفتار مصیبت و آلام رہو گی
جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اب یہیں سے فیصلہ کر لو کہ تم کس قسم کے
گھر میں رہنا چاہتی ہو۔ اس گھر میں یوں تو بہت سے لوگ رہتے ہیں
لیکن قوی تعلق والے جن سے تم کو ہر دم کا سابقہ ہے وہ صرف
ساس۔ سسر۔ نندیں۔ بھاوجیں۔ ہوتی ہیں اور ہاں سب سے زیادہ

(۱) رہتے یا آباد ہیں۔ (۲) کیفیت حال۔ چال چلن۔ (۳) خصلت۔ عادت۔ (۴) موقع۔ محل۔

تعلق اور دانت کاٹی روٹی انھیں اجنبیوں میں سے ایک ایسے
شخص سے ہونے والی ہے جو تمھارا **دولھا یا شوہر یا مالک یا سرتاج**
کہلاتا ہے۔ تم کو سمجھنا چاہیئے کہ دراصل تم اُس کے ہاتھ بک گئی ہو
گو بردہ فروشی اب موقوف ہے مگر نیک اور سمجھ دار بیویاں اپنے آپ کو
میاں کی **لونڈی** ہی سمجھتی ہیں اور جو لونڈی سمجھتی ہیں وہی راج
بھی کرتی ہیں ؎ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد ٭ ہر کہ خود را دید او محروم شد۔
دوسری قوموں کی ازدواجی حالت سے ہم کو کیا واسطہ۔ رہیں جھونپڑے
میں اور خواب دیکھیں محلوں کے ع تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
ہم مسلمانوں کی طرز زندگی کمی تعلیم اور پردے کی وجہ سے اوروں سے
بہت مختلف ہے۔ باہر کی پھرنے والی عورتوں کی بات ہی کچھ اَور ہے
جن کے چار دیدے ہوتے ہیں وہ البتہ مردوں کی برابر سرابھتی ہیں
وہ مردوں کے سر چڑھیں تو چڑھ سکتی ہیں یہاں تو وہی مثال ہے
کہ سر کا اُترا بال۔ جب تک سر پر ہے سر پر ہے جب اُترا خدا جانے اُس کا
کیا حال ہوا۔ ہاں تو ہم کو اپنی حالت دیکھنی چاہیئے کہ ہم کتنے پانی
میں ہیں۔ جو عورت گھر کی چار دیواری کے اندر بند ہو۔ جسے کچھ خبر
نہ ہو کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ جو گولر کے بھنگوں کی طرح ساری دنیا
اُسی کو سمجھتی ہے۔ جس کی بڑی پرواز **ڈولی** ہے وہ بھی چو طرف سے بند

کاٹی دوستی۔ لونڈی غلام بنچنا۔ جو خدمت کرتا ہے اُسی کی عزت ہوتی ہے اور جس نے
اپنے آپ کو دیکھا بس رہ گیا۔ دوسرے کی گزار بسر کر۔ چالاک۔ کس حالت میں ہیں ۱۲

پیٹی پیٹائی۔ بندھی بندھائی۔ گٹھڑی مٹھڑی کی طرح جکڑی جکڑائی۔ وہ بھی ضرورت شدید کے وقت اس محلے سے اٹھ اس محلے میں چند قدم پر چلا جانا ہی بڑا کمال ہوا اس کو پرائے گھر کی کیا خبر ہو پہلے تم سمجھ لو اور اچھی طرح سے جان لو کہ سسرال کا گھر گویا کسوٹی ہی جس پر تمھاری ہر بات کس کر دیکھی جائے گی۔ وہاں بھلائی کے دیکھنے والے اور قدر کرنے والے کم اور برائی کے چمکانے والے اس سرے سے اُس سرے تک ہیں۔ **ف**

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد ۔۔۔ عیب نماید ہنرش درنظر
گر ہنرے داری وصد گونہ عیب ۔۔۔ دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر

سسروں کو بہوؤں سے براہ راست بہت کم تعلق رہتا ہی اور یہی حال دیور۔ جیٹھ اور نندوئیوں کا ہی البتہ ساس کا سابقہ بڑا گہرا سابقہ ہی اسی کے ساتھ نند بھاوجوں کا مرحلہ بڑا کٹھن ہی ساس اکثر عمر کے اعتبار سے ادھیڑ ہوتی ہی وہ لاتے تو بہو کو بڑے ارمان اور چونچلوں سے لاتی ہی مگر چار ہی دن میں بات کچھ کی کچھ ہوجاتی ہی جس کی بڑی وجہ دونوں کی غلط فہمی ہی اور غلط فہمی کا لازمی نتیجہ ہی کشیدگی تعلقات۔ ماں جب اپنے بیٹے کو نئی دلہن کی طرف جھکا ہوا پاتی ہی جو ایک فطرتی بات ہی تو اُس کے دل میں ایک قسم

ف برا چیتنے والا خدا کرے کہ اندھا ہوجائے کہ اُس دکم بخت کے نزدیک ہنر بھی عیب نظر آتا ہی اور دوست کا یہ حال ہی کہ تم میں سو قسم کے عیب بھی ہوں تو ہوں مگر اُس کی نگاہ تمھارے ہنر ہی پر پڑے گی خواہ وہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔ نوجوان نہ پوری بڑھی بنیں ہیں۔ مرکاوٹ۔ ۱۲

کا رشک پیدا ہونا ضرور ہے۔ بہو جب میاں کو ماں کا کلمہ پڑھتے دیکھتی ہے
تو اپنی جگہ رک جاتی ہے۔ اس طرح دونوں کے دلوں میں بل پڑ جاتا ہے
اس کشمکش میں نند بھاوجوں کو اپنی تیزی طبع اور زبان کی طراری
دکھانے کا اچھا موقع ہاتھ آتا ہے۔ ساس گو تمہارے لیئے اجنبی ہے
مگر یاد رکھو کہ وہ تمہارے دولہا کی ماں ہے تو ہے تم کو بھی ساس کا
ویسا ہی پاس ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے جیسا کہ اپنی سگی ماں کا کرتیں
ساس اور ماں میں ذرا فرق نہ سمجھنا اسی طرح نند بھاوجوں کو اپنی
بہنیں سمجھو۔ گو سسرال والے نکتہ چینی اور بات بات کی گرفت کریں
اور لگائی بجھائی میں مشاق ہوں مگر تم کو ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے
اور اپنے دل پر جبر کرو مگر ان کا دل ہاتھ میں لیئے رہو کہ واجبی یا ناواجبی
کسی قسم کا ان کو موقع نہ ملے۔ ایک چپ سو بلاؤں کو ٹالتی ہے۔ ۵

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زباں ایک دی کان دو

تحمل اور برداشت کا نسخہ وہ اکسیر ہے کہ کوئی کیسا ہی بدمزاج اور
دریدہ دہن ہو مگر ڈگ ڈال دیتا ہے۔ تالی جب بجے گی دو ہاتھ سے
نہ کہ ایک ہاتھ سے۔ تھوڑے دنوں کے لیئے اگر تم اپنا پتا نکال کر
پھینک دوگی اور ان کے دلوں کو اپنی برداشت اور تحمل سے اپنی
مٹھی میں لے لوگی تو تمہارا سکہ بیٹھ جائے گا اور بیڑا پار ہے اور جو نہیں

---

۱ تیزی۔ روانی۔ ۲ اوپری۔ غیر مانوس۔ ۳ بات بات پر عیب لگانا۔ ۴ یکدم منہ پھٹ ہم کہنا۔ ۵ بہت
ہو جاتا ہے۔ دب جاتا ہے۔ ۶ برداشت کی خو ڈالو۔ سہار کرنے لگو۔ ۷ قابو میں لے لو۔ ۱۲

نوشتی خوار ہے ۔ جب تم نئی نئی اس گھر میں جاؤ گی تو طیار رہو کہ تمھاری
ہر بات کی ٹوہ[1] لی جائے گی ۔ مزاج کیسا ہے ۔ کسی سے ترش رو[2] تو
نہیں ہوتی ۔ جلد باز اور غصیلی تو نہیں ہے ۔ نشست برخاست[3] کا کیا طریقہ
ہے ۔ دن بھر کیا کیا کرتی ہے ۔ کھاتی کس طرح ہے ۔ سوتی کس طرح ۔
بات چیت کا کیا ڈھنگ ہے ۔ ٹکڑا توڑ کر ہاتھ میں دے دیتی ہے[4] یا سوچ سمجھ کر
بولتی ہے ۔ غرض کوئی بات نہیں جس کی پرچول نہ کی جائے ۔ ایسی چھان بین[5]
اور حرف گیری کو صبر و تحمل سے برداشت کرو ۔ نئے آدمی کی یوں ہی
ٹٹول[6] ہوا کرتی ہے ۔ تم بھی اپنی آنکھیں کھلی[7] رکھو اس نئے گھر کا طریقہ
یہاں کے لوگوں کی خو بو دیکھو ۔ ان کی طرز معاشرت اور مزاج سے
واقفیت حاصل کرو ۔ تیل[8] دیکھو تیل کی دھار دیکھو ۔ ان کے دل میں
گھر کرو ان سے میل جول بڑھاؤ ۔ اپنی مرضی کو ان کا تابع بناؤ
جو یہ کہیں وہ کرو مختصر یہ کہ ان کے رنگ میں رنگ جاؤ میکے کے آرام
و آسایش کو بالکل بھول جاؤ ۔ ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
اب تم کو اس گھر میں رہنا اور بسنا ہے ۔ تم نے سنا ہوگا کہ بیاہی بیٹی
پڑوسن داخل بیاہ کے بعد لڑکیوں کا تعلق میکے سے خود بخود رفتہ رفتہ
ضعیف و مضمحل[9] ہوتا جاتا ہے اور چوں کہ زندگی بھر تمھیں اسی گھر میں
رہنا ہے اور انھیں لوگوں میں زندگی کے دن تیر کرنے[10] ہیں لہٰذا یہاں کے

---

[1] پرچول کی جائے گی ۔ [2] روکھائی ۔ [3] طرز ۔ انداز ۔ [4] سخت جواب دینا ۔ [5] جستجو ۔ تلاش ۔
[6] تلاش ۔ [7] ہوشیار اور خبردار رہو ۔ [8] تامل اور برداشت سے کام لو ۔ [9] کم زور ، مرجھایا ہوا ۔
[10] گزارنا ۔ ۱۲

چلن پر چلو - دنیا میں انسان یا کسی کا ہو رہے یا کسی کو اپنا کرلے -
تم دونوں باتیں کرلو اپنی سسرال کی ہو رہو اور سسرال والوں کو اپنا
کرلو۔ ہے آرزو کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں   سر زیر بار منت درباں[1] کیئے ہوئے -
اس میں شک نہیں کہ دفعتہً ایسی تبدیلی حالت لڑکیوں کے لیئے بڑے
سخت امتحان کا وقت ہے اور امتحان کا نام بُرا - عِنْدَ الْاِمْتِحَانِ
يُكْرَمُ الرَّجُلُ اَوْ يُهَانُ[2] - لیکن جو سمجھدار لڑکیاں ہیں وہ اپنے
آپ کو اس نئی لطیف[3] کا خوگر بنا لیتی ہیں - بے شک جس گھر میں تم
چھوٹی سے بڑی ہوئیں نادان سے دانا بنیں - جہاں تمھاری ماں
بھائی اور بہنیں ہیں جن کو تم نے آنکھ کھول کر دیکھا ہے اور جن کی آغوش
محبت میں تم پلی ہو اُن کی محبت تمھارے دل سے کیسے زائل[4] ہو سکتی
ہے لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ تم سسرال میں اپنا دل نہ لگاؤ اور
اُٹھاؤ چولھا بنی رہو - ہر وقت میکے اور میکے والوں کی یاد میں بے قرار
رہو - اگر تم ایسا کروگی تو تمھاری سسرال والے اور خود تمھارا شوہر
یہ خیال کریں گے کہ سسرال کو تم اپنا گھر نہیں سمجھتیں ابھی تو تم کو میکے کی
تسبیح لگی رہتی ہے - یہ خیال اگر ابتدا سے جڑ پکڑ گیا تو پہلی بنا[9] بگاڑ
کی یہی ہوگی - ساس اور نندوں کو تم سے کس طرح پیش آنا چاہیئے

[1] دربان کے احسان سے سر جھکائے ہوئے - [2] ممنون - امتحان میں یا تو
انسان کی توقیر بڑھتی ہے یا پھسڈی رہ جاتا ہے - [3] زندگی - عادی - [5] مٹ سکتی ہے
کم ہو سکتی ہے - [7] غیر مستقل - ہر وقت خیال لگا رہنا - جم گیا - [9] بنیاد - ۱۲

ہمارے بحث سے خارج ہے ہم نے ساری خدائی کا ٹھیکہ نہیں لیا ہے
اُن کے فرائض کی پابجائی اُن کے ذمّے ہے اور تمھاری تمھارے سر
رہی) اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی - کہنے کو ساسیں کہتی ہیں کہ بہو بیٹی میں
کچھ فرق نہیں اور اسی طرح سے بہویں ساس کو **امّاں جان**
بڑے آہنگ کر پکارتی ہیں مگر یہ سب منہ کی کہن ہے نہ بہو بیٹی ہے نہ ساس
ماں سمجھو تو سب کچھ اور نہ سمجھو تو کچھ بھی نہیں - خیر ساسیں بہوؤں کو
بیٹی کی طرح نہ سمجھیں تو معذور ہیں کہ پیٹ کی ممتا کہاں سے لائیں
اور اسی طرح بہویں ساس کو ماں نہ سمجھیں کہ ماں کی بات کسی اور
میں کہاں مگر ساس کو بہو کی محبت اور بہو کو ساس کی عزت کا خیال
رہے تو اس زمانے میں اتنا بھی غنیمت ہے - خدا توفیق نیک دے
کہ طرفین کی صحبت برآری کی صورت پیدا ہو - لڑکی جب وداع ہوتی ہے
تو بڑی بوڑھیاں اُدبدا کر دو باتوں کی بڑی تاکید کرتی ہیں - ایک
شرم دوسرے کم کھانے کی - حیا بے شک جزو ایمان ہے جس میں
حیا نہیں میں کہتا ہوں کہ وہ انسان نہیں مگر شرم شرم میں فرق ہے
سچی اور جھوٹی شرم میں فرق ضرور ہے - شرم کی چیز ضرور قابلِ شرم ہے
نری آنکھیں بند کر لینے اور رستہ ٹٹول کر چلنے یا بھوکے مرنے کا نام
شرم نہیں ہے - خدا نے ایک چھوڑ دو دو آنکھیں دی ہیں - انکھیاں

---

۱ پورا کرنا - ۲ اُس انداز سے جس سے بڑی محبت ٹپکے - ۳ کہاوت - کہنا - ۴ مجبور -
۵ دونوں طرف - ۶ سازگاری - موافقت - ۷ خاص کر - ضرور - ۸ ڈھونڈ - ۱۲

بڑی نعمت ہیں اور پیٹ کی دوزخ سب کے ساتھ لگا دی ہے۔ یہ
پیٹ کی بلا نہ ہوتی تو دنیا میں کوئی کسی کا دست نگر اور محتاج نہ ہوتا
شرم اس بات کی ہے کہ بے حیائی یا چھچھلے پن کا کوئی کام ایسا نہ کرو کہ
لوگ نام دھریں۔ زبان درازی اور بد کلامی نہ کرو۔ کسی سے لڑو جھگڑو
نہیں۔ بول بولو تو میٹھے۔ بڑوں کا ادب لحاظ رکھو۔ چھوٹوں سے
محبت شفقت سے پیش آؤ۔ آئے گئے سے خلق ملنساری عجز و
انکسار سے پیش آؤ۔ اب رہا نہ کھانا یہ عورتوں کا نرا بہانہ ہے۔ بھلا
کھانا بھی ایسی چیز ہے جو کسی سے چھٹ جائے۔ ایک وقت نہ کھاؤ گی
دو وقت نہ کھاؤ گی تیسرے وقت تو کھاؤ گی پر ضرور کھاؤ گی لیکن
اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ ایک دم ممتلا بالطبع ہو جاؤ ایک روٹی کے
چار نوالے چٹ کر جاؤ۔ لحاظ تو ہر بات میں اچھا ہے۔ کھاؤ کہ کھانا
شرط زندگی ہے۔ بھوکا مرنا اور اپنے آپ کو فاقے پر فاقے کر کے
کمزور کر دینا داخل شرم نہیں مگر چٹورپن بھی نہ کرو۔ جو سامنے
رکھ دیا کھا لیا اور خدا کا شکر کیا۔ رفتہ رفتہ گھر کے کام کاج میں حسب
موقعہ ہاتھ بٹانے لگو۔ کام کا کام اور دل کا بہلاوا اٹھاتے بیٹھتے
مینکے کی طرح نہ کرنا دل چاہا تو سب کچھ کیا نہ چاہا تو ہل کے پانی تک
نہ پیا۔ وہاں تم کام کرنے پر مجبور نہ تھیں کام کرنا یا نہ کرنا تمہاری
خوشی اور مرضی پر موقوف تھا۔ وہاں کا کام محض اختیاری تھا جا کیا

ظرف۔ خالی۔ بے تکلف۔ شریک ہو جاؤ۔ دوسرے کے کام کا کچھ حصہ اپنے ذمے لے لو۔ شفقت میں پیار

چاہیے نہ کیا مگر میاں کا کام فرائض خانہ داری کا جزو اعظم ہے جسے پابندی
اور خوش دلی سے وقت مقررہ پر کرنا چاہیئے۔ کبھی کام سے نہ ہچکچانا نہ
اڑپچی دل سے کوئی کام کرنا۔ مارے باندھے اور بددلی کا کام اول تو
خراب ہوتا ہے اور پھر نام دھرا جائے گا سو الگ۔ کبھی اپنے میاں سے
کسی چیز کی فرمایش نہ کرنا کہ فرمایش کرنے والا نظروں سے گر جاتا ہے۔ شوہر
اپنی محبت سے جو لا دے سر آنکھوں سے لو۔ تھوڑے دیئے کو بہت
سمجھو۔ ان کا پان بھی بہت ہوتا ہے۔ شوہر کو خود تمہاری ضروریات
کی خبر ہے اگر وہ بے خبر ہے تو ایسے بے خبر سے منہ پھوڑ کر مانگنا شرم و عار
ہے۔ کبھی اپنے شوہر سے حد درجے کی بے تکلفی یا ٹھٹھا مذاق نہ کرنا
کہ ہنسی کا گھر پھنسی تم نے سنا ہوگا۔ جو شخص مذاق کا عادی ہوتا ہے
وہ چھچھورا سمجھا جاتا ہے اَلْمِزَاحُ فِی الْکَلَامِ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ۔
عربی میں ایک مثل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بہت کھلنے کا انجام
نفرت ہے۔ خود داری کو ہاتھ سے کبھی جانے نہ دو۔ تہذیب اور
شائستگی پاسِ ادب و حفظِ مراتب کا خیال ہر حال میں رکھو۔ ع
گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی۔ تم پر چاہے چھری چل جائے مگر
کبھی اپنے میاں پر گھر الگ کرنے کے لیئے زور نہ ڈالنا۔ نادان
لڑکیاں ساس کے جائز دباؤ اور نگرانی سے اکتا کر میاں کو ابھار کر

بدلے احسن سے تامل نہ کرنا۔ محض دکھاوے کی غرض سے کام کو دل نہ چاہے۔ زبردستی۔ بے غیرتی سے طلب کرنا
بالکل چیت میں دل لگی ایسی ہونی چاہیئے جیسے کھانے میں نمک یعنی بہت بے تکلف ہونا ٹھیک
نہیں۔ [illegible] گھل مل جانا۔ جو لوگوں کے رتبے کا لحاظ نہیں کرتا وہ زندیق یعنی کافر یا لامذہب ہے۔

اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنانی چاہتی ہیں تاکہ وہاں خود مختار رہیں۔ جس الگ گھر اور خود مختاری پر تمہاری رال ٹپک رہی ہے ذرا صبر کرو وہ وقت دیر سویر ایک نہ ایک دن خود بخود آنے والا ہے کہ نہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔ کسی کے ساس سسر ہمیشہ زندہ نہیں رہے۔ فطرت اس گھر کو تمہارے حوالے کرنے والی ہے۔ مگر تب جب کہ اُس کا مناسب وقت آئے گا نہ کہ قبل از وقت۔ ممکن ہے کہ تم اس ارادے میں کامیاب ہو جاؤ اور ناتجربہ کار شوہر کو اپنی راہ پر لگا لو مگر غور کرو کہ ساس تم کو گھر بسانے کو لائی تھی یا گھر اجاڑنے کو۔ سبحان اللہ کیا بہو تشریف لائیں کہ بیٹے کو بھی اُجاڑ کر لے گئیں ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔ ہمارے سماج کی حالت انگریزوں سے بہت مختلف ہے اُن کے ہاں میاں بیوی میں شادی سے پہلے ہی ربط و ضبط ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ ایک بازاری سودا ہے پسند ہوا لیا ناپسند ہوا نہ لیا۔ ٹھیکرے اُٹھیرے بدلائی ہوتی رہتی ہے۔ عورت دس بیس نہیں سو پچاس میں سے چن کر۔ دیکھ کر۔ پرکھ کر۔ ٹھوک بجا کر اپنا شوہر چن لیتی ہے۔ اسی طرح مرد سارے جہان کی خاک چھان مارتا ہے درجنوں لڑکیوں کو اندھیرے اُجالے ٹٹول لیتا ہے۔ ایک کو چھوڑتا دوسری سے جوڑتا ہے۔ چاروں کھونٹ کھوند مارتا ہے جب کہیں جا کر ایک ٹھیک بیٹھتا ہے۔ یہاں کا باوا آدم ہی

دل للچا رہا ہے۔ آہن بہ آہن کوفتن۔ جیسا سوال ویسا جواب یعنی جیسے وہ ویسے وہ بھی یہ بھی۔ یعنی چاروں طرف تلاش کر چکتا ہے۔ دستور۔ طریقہ۔ رواج۔ ۱۲

کچھ اور ہی اور ہمارا نرالا[1] طور ہے۔ یہاں دولھا دُلہن ایک دوسرے کی عادات و اطوار تو بہ توبہ شکل صورت سے بھی آشنا نہیں نہ دولھا دُلہن کو پہچانے نہ دُلہن دولھا کو جانے۔ ملنا جلنا تو کجا پرندہ پر نہیں مار سکتا ؎ تا توانم بہ کسے روئے تو دیدن ندہم ٭ گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم۔ چار بھلے مانسوں نے توکلاً علی اللہ[2] ایک کا پلہ دوسرے سے باندھ دیا چاؤ چھٹی ہوئی۔ تم جانو تمھارا کام۔ بات ٹھیر گئی یا بہت ہوا تو نکاح ہو گیا اب اور زیادہ گہرا پردہ ہو گیا۔ مرد تو مرد عورت کو بھی اُس گھر میں بار نہیں کیا مجال کہ کوئی دُلہن کی جھلک تو دیکھ لے یہ وجہ ہے جو تمھارا ازدواجی تعلق ایک اجنبیِ محض سے کر دیا جاتا ہے جہاں سوائے تقدیر کے عقل یا تدبیر کو دخل نہیں۔ تم نہیں جانتیں کہ تمھارا دولھا کالا ہے یا گورا۔ خوش مزاج ہے یا بد مزاج اور طرفہ یہ کہ وہ حضرت بھی کورے ہیں۔ دولھا کا ظاہری حال تو چھپ نہیں سکتا لڑکی والے دیکھ بھال کر ہی لیتے ہیں۔ ظاہر حال سے جب اطمینان ہوتا ہے جب ہی ہاں کرتے ہیں مگر لڑکے والوں بے چاروں کی بڑی خرابی ہے وہ ظاہر حال سے بھی بے خبر اُن کا دار و مدار محض توکل پر ہے اور یہی سچا توکل ہے۔ لیکن اس توکل ہی میں ہزاروں

عجیب[1]۔ انوکھا۔ اللہ[2] پر بھروسہ کرکے۔ جہاں[3] تک ہو سکے تجھے کسی اور کو دیکھنے نہ دوں بلکہ یہاں تک کہ کان میں بھی تیری بات پڑنے نہ دوں۔ پرچھائیں۔ اُچٹتی ہوئی نظر۔ ۱۲

لاکھوں گھر آباد ہیں اور کہیں بگاڑ بھی ہے۔ کسی کو ٹھنگن ہیچ اور کسی کو آن ہیچ یہ اپنی اپنی تقدیر ہے جہاں انسان کا کاٹھو نہیں چلتا۔

دنیا میں رنج و راحت توام ہیں ۵

رنج و راحت جہاں میں توام ہے   کہیں راحت ہے اور کہیں غم ہے

ہر پھول کے ساتھ کانٹا ضرور ہے۔ یہ تو دنیا کا لیل و نہار ہے۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ سازگاری موقوف ہے تعارف سابقہ پر۔ ہرگز نہیں۔ آدمی بڑا گہرا ہے۔ اس کا خبثِ نفس برسوں تک معلوم نہیں ہوتا ظاہری اور سوپرفیشل (سطحی) دیکھ بھال بالکل فضول ہے۔ کیا ممکن ہے کہ ہم کسی کا چہرہ مہرہ دیکھ کر اس کے دلی خیالات اور جذبات سے واقفیت حاصل کر لیتے ہیں ۵

بہر دستے نباید داد دست   اے بسا ابلیس آدم روے ہست

اگر ایسا ہوتا تو انگریزوں کے ٹھنچے ٹھٹے۔ چھینے چھناۓ۔ کھلے ملے جوڑوں میں کبھی جھگڑا بکھیڑا نہ پڑتا مگر ان میں ہم سے بڑھ کر طوفان بے تمیزی برپا ہے۔ اخباروں میں دیکھو آئے دن چخم چخا طلاق اور خلع کے مقدمات کی بھرمار رہتی ہے بلکہ نہایت شرمناک حالات زن و شو کی بد اخلاقی اور سفاکی کے درج ہوتے رہتے ہیں جن کو

ایک بات کسی کو سازگار اور موافق ہوتی ہے اور وہی دوسرے کو نہیں ہوتی۔ کام نہیں نکلتا۔
برابر۔ ساتھ ساتھ۔ اصل معنی جوڑواں کے ہیں۔ رات دن یعنی حال طریقہ۔ موافقت۔
پہلے سے جان پہچان پر۔ ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دے دینا ٹھیک نہیں۔ اس لیے کہ شیطان بھی
انسان کی شکل میں ہوتے ہیں علیحدگی۔ عورت جو مرد کو چھوڑ دے۔ کثرت۔ خوں ریزی۔

سن کر کانوں میں انگلیاں دینے کے سوائے چارہ نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان کیسے ہی سوشل حالت میں پست ہوں۔ ہر اعتبار سے سڑیل اور بیٹھے ہوں مگر اس عروج سے تو ہماری پستی ہی ہزاروں درجے بہتر ہے کہ ایسے واقعات سے ہماری سوسائٹی بالکل مبرّا ہے۔ سسرال کی روح رواں وہ ذات ہے جس سے تمہارا پلّہ باندھا گیا ہے یعنی جس کے ہاتھ میں ہاتھ تمہارے والدین نے پکڑا دیا ہے اور جو تمہارا شوہر قرار پایا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے بہ لحاظ قوائے جسمانی اور مرتبے کے مردوں کو عورتوں پر برتری دی ہے کیوں کہ وہ تمہارے متکفّل اور محافظ ہیں۔ یورپ میں عورتیں خود کما کھاتی ہیں کوئی ایسا پیشہ نہیں جو ان پر بند ہو برخلاف اس کے کہ ہندوستان میں عورتوں کے ہاتھ پاؤں بالکل بندھے ہوئے ہیں وہ مردوں کی ہاتھ اٹھائی ہوئی روٹی کھاتی ہیں۔ عورت کی زندگی کی کامیابی اور ناکامیابی دونوں کا دارومدار اس شخص کے دستِ قدرت میں ہے جو شوہر کہلاتا ہے۔ گو لڑکی اپنے میکے کی طرف سے کیسی ہی خوش حال ہو، مال دار ہو، جہیز کے اٹم سٹم لائی ہو لیکن پھر بھی شوہر کی خبر گیری نہیں بلکہ دست گیری کی قدم قدم پر محتاج ہے۔ میری رائے میں وہ بالذات کوئی مکمل وجود انسانی نہیں جب تک شوہر کا ادغام اس میں نہ ہو تب تک تکمیل ناممکن ہے

پاک صاف۔ بری۔ خبر گیر۔ ذمہ دار۔ جوڑا الگ جانے۔ ۱۲

خواہ وہ امیر ابن امیر یا بادشاہ ہی کی بیٹی کیوں نہ ہو۔ ہر حال میں عورت درماندہ اور محتاج امداد شوہر ہے۔ انگریزی میں عورت کو وُومن کہتے ہیں (Woman) جو در اصل ووٗمَن (Woeman) ہے یعنی باعثِ ہلاکتِ انسان۔ عورت سے انسان کے پاؤں میں بیڑی پڑجاتی ہے اور وہ بالکل کچا[1] ہوجاتا ہے اس وجہ سے کہ مرد کو اپنے سوا اپنی عورت اور عورت کے ساتھ بال بچوں کی خبر گیری کا بارِ عظیم بھی اُٹھانا ناگزیر ہے۔ انگریز زن پرست کہلاتے ہیں اُن کا مقولہ ہے کہ جس قوم میں عورت کی عزت نہیں وہ قوم خود عزت کے قابل نہیں۔ یہ مقولہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور ہم بھی اس کے قائل ہیں۔ جس نے اپنا جان ومال۔ اپنی ناموس ہمارے ہاتھ میں دے دی ہو۔ جو بالکل بے بس اور ہمارے بس میں ہو حیف[2] ہے ہم پر اگر ہم اُس کی نازبرداری نہ کریں اور اُسے کسی قسم کی تکلیف پہونچائیں۔ ایسے لوگ مرد کہلانے کے مستحق نہیں وہ مرد کی گرد کو بھی نہیں پہنچتے۔ دیکھو لکڑی پانی سے پرورش پاتی ہے یہی وجہ ہے کہ پانی اُسے نہیں ڈبوتا۔ جو اپنی کہلائے اور ہمارے نام پر بک جائے اُس کی ہم قدر نہ کریں تو دنیا میں مُنہ دکھلانے کی جگہ نہ رہے گی۔ انگریزی میں عورت کو بٹر سکس (Better sex) یعنی بہتر جنس کہتے ہیں اور بیوی کو بٹر ہاف (Better half)

[1] دوٗن ہمت پست۔ [2] افسوس۔ ۱۲

یعنی بہتر نصف لیکن ساتھ ہی اس کے سٹرانگر (Stronger) اور ویکر سکس (Weaker) کی بھی پخ لگی ہوئی ہے جب وہ اپنی عورتوں کو جو تم سے ہر بات میں بڑھی چڑھی ہیں کم زور جنس اور مردوں کو طاقت ور جنس کہتے ہیں تو ساری بحث مردوں اور عورتوں کے مرتبے کی یہیں ختم ہو جاتی ہے۔ ضعیف اور زور آور کا مقابلہ کیا۔ خواہ وہ ضعف جسمانی ہو یا ضعف روحانی ؎

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

گورے منہ کی بیویوں کا یہ حال ہے تو ہماری بہو بیٹیوں کی کیا مجال ہے کہ دعوی ہم سری کا خیال بھی دل میں لائیں۔ ہماری عورتیں نقص تعلیم اور نقص جسمانی کی وجہ سے ایسی ہیں کہ ناک پکڑنے سے اُن کا دم نکلتا ہے وہ بلا مرد کے سہارا لگائے کب کھسک سکتی ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو جتنا کم زور ہے اُتنا ہی وہ دوسرے کے بل بوتے پر تکیہ کرے گا اور اُتنا ہی وہ دنیا کی گاڑی کو گھسیٹنے میں مجبور ہے طاقت ور دم دار بیل ایک ذرا سی ٹھکاری پہ اپنے دم خم کے بل دنیا کی دلدل سے نکل جاتا ہے اور کم زور یا تو وہیں پھنس جاتا ہے یا ساتھی کے سہارے افتاں و خیزاں نکل آتا ہے۔ شوہر کا رتبہ کیسا ہے اور اُس کا کیا ادب لحاظ ہے۔ عورتیں اس اہم معاملے کے اندازہ

مشکل - روک - جس کسی نے طاقت ور سے پنجہ لڑایا ہے ضرور ہے کہ وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچائے - یعنی زبردست سے مقابلہ کرنے کا نتیجہ ہمیشہ زک ہوتی ہے -
طاقت پر بھروسہ کرے گا - اشارہ - ٹھوکا - زور - کھینچنا پڑتا - کسی نہ کسی طرح - ۱۲

کرنے میں سخت غلطی کرتی ہیں۔ قطع نظر احکام مذہبی کے جس کا لُبِّ لُباب یہ ہے کہ اگر خداوند تعالٰی کے سوائے کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو وہ صرف شوہر ہی کو ہوتا نہ کسی اور کو۔ اب بتلاؤ اس سے بڑھ کر کیا مرتبہ ہوگا اور شوہر اگر خدائی دعویٰ کرے تو کیا بےجا ہے۔ مختصر یہ کہ خاوند خداوند مجازی ہے۔ یہ تو مذہبی حکم ہوا۔ دنیاوی اعتبار سے بھی وہ فرد جس کی شرکت بدون تمہاری گزران محال ہے یا اس کی مثال یوں لو کہ جل کی مچھلی ہو اور شوہر پانی۔ پانی بن مچھلی کب جی سکتی ہے۔ پس شک نہیں کہ وہ بڑی قدر و منزلت کا مستحق ہے۔ ہندوؤں کی عورتیں مذہبًا مامور ہیں کہ شوہر کی پرستش کریں۔ وہ صبح اٹھ کر شوہر کے چرن (قدم) دھوتی ہیں اور اسی کو قدم دھو دھو کر پینا کہتے ہیں۔ عورت ایک نامکمل عدد کا کسراتی حصہ ہے۔ بالذّات ناقص۔ نامکمل جب تک مرد کا جوڑ لگا کر اس کا تکملہ نہ کیا جائے وہ پورا عدد بن نہیں سکتی تم تو حساب مجھ سے زیادہ جانتی ہو یہ پر ابلم اگر یوں ٹھیری۔

(۱) عورت + مرد = ۱ (۲) عورت - مرد = صفر

شادی ہونے کے بعد چوں کہ نیا نیا تعلق ہوتا ہے دولھا بہن کی طرف ضرورت سے زیادہ ملتفت ہوتا ہے کے تو اُم پُرانے

خلاصہ۔ ماحصل۔ مطلب۔ جو حقیقی یعنی سچ مچ کا نہ ہو۔ پانی۔ بدون بدون پورا۔ ٹکڑا۔ در اصل ادھورا۔ بھرتی۔ تکملہ۔ شکل حسابی۔ متوجہ پرانی چیز کے مقابلے میں نئی چیز کی ہمیشہ قدر ہوتی ہے۔ ۱۲

کے تین دام - بھولی بھالی لڑکیاں اس پر ریجھ[1] جاتی ہیں - اُن کو نہیں معلوم کہ اس حالت کو قیام نہیں سریع الزوال[2] ہے - **سبز باغ** نری دھوکے[3] کی ٹٹی ہے جیسے خزاں[4] کا ڈر ہے - یا یوں سمجھو کہ یہ ایک نئے رنگ کی شوخی ہے جس کی چمک اور بھڑک جاکر اصلی حالت جو قائم رہنے والی ہے دیر سویر نمودار ہوگی پر ہوگی - یہ دودھ کا سا اُبال ہے ادھر آیا اُدھر گیا - بادی چھنٹ چھنٹا کر جو حالت رہ جائے وہی پکی مستقل اور دیرپا حالت ہے - لڑکیاں جب دولھا کو اپنے پر مفتون پاتی ہیں تو وہ ادبا کر خود کھنچنے لگتی ہیں - ایک کہاوت مشہور ہے کہ کسی غریب کا کھیت ایک گدھی روز چر جایا کرتی تھی وہ بےچارہ ہنکاتے ہنکاتے اور مارتے مارتے عاجز آگیا وہ کسی طرح آنا نہ چھوڑتی تھی - ایک صاحب نے صلاح بتلائی کہ میاں اتنا کیوں پریشان ہوتے ہو - میں ایک چٹکلا[5] بتلاتا ہوں پھر یہ گدھی تمھارے کھیت میں قدم دھرے تو مجھے پوچھنا - وہ چٹکلا یہ ہے کہ تم اس کے کان میں یہ اتھر پھونک دو کہ **میں تجھ پر عاشق ہوں** پھر دیکھو کیا ہوتا ہے - کسان نے یہی کیا اُس دن سے **گدھی نے کھیت کھانا چھوڑ دیا** اور یہ کہاوت آج تک زبان زد خاص وعام ہوگئی - ہے تو یہ مذاق مگر دل لگتی بات ضرور ہے - جو لڑکیاں

---

۱ فریفتہ - مفتون - ۲ جلدی گھٹ جانے والی - ۳ ڈھوکے کی چیز - ۴ متعلقہ کی گرنا - پت جھڑ - ۵ لطیفہ - چلتی ہوئی بات - نشتر ۱۲

اس عارضی آؤ بھگت پر بھول جاتی ہیں وہ راہِ راست بھول جاتی ہیں
اُن کی رُکاوٹ ایک بڑی بھاری حماقت ہے۔ دولھا جب اپنی محبت
کا عکس دُلہن کے آئینۂ دل میں نہیں پاتا اور وہ اپنی محبت کی
پرچھائیں[1] وہاں نہیں دیکھتا تو وہ بھی کشیدہ خاطر[2] ہو جاتا ہے اور نہیں
پہلے جوش و خروش کا اُبال تلچھٹ اور دُرد کی شکل اختیار کر کے
دردِ دینے لگتا ہے دوہا[3] ساجن وہ دن کون تھے جب سُکھ سے لاگی ریت
دُکھ دیا بنا رے بھیئے یہ کون دیس کی ریت ۔ تم کو چاہیئے کہ اس بات
کی دل سے کوشش کرو کہ جوں جوں ازدواجی تعلق پُرانا ہوتا جائے
ووں ووں محبت بڑھتی اور مستحکم ہوتی جائے۔ وہ سیمنٹ[4]
کی مثال ہو کہ جوں جوں پتہ برسے وہ درز کو اور مضبوط پکڑے ۔
چاہیئے یہ کہ جو بنیاد محبت کی پڑی ہے وہ ریت کے ڈھگار[5] پر نہ ہو بلکہ
پختہ چٹان پر ہو محبت کی پینگ ہمیشہ بڑھتی رہے وہ کسی حال
میں گھٹنے نہ پائے بلکہ جوں جوں جوڑی گھس بس کر پُرانی ہو دونوں
ایک دوسرے کے ہم خیال ہوتے جائیں اور محبت کے سرمایئے
میں ہر نیا دن ۔ ہر نیا مہینا اور ہر نیا سال کچھ نہ کچھ اضافہ اور
پائداری ہی پیدا کرے اور ایک دن وہ آئے کہ دونوں ایک

[1] پرچھائیں ۔ [2] رنجیدہ ۔ تنگا ہوا ۔ [3] اے ساجن (شوہر) وہ بھی کوئی دن تھے جب ہم میں چین سے محبت تھی اب تکلیف دے کر جدا ہو گئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ یہ کس ملک کا دستور ہے ۔ [4] ایک مسالا جو چیز کی درزوں میں بھر جاتا ہے جس سے چھکا بند ہو جاتا ہے ۔ [5] ڈھیر ۔ ۱۲

جان دو قالب ہو جائیں دوہا[۱] ہم تم ایک ہیں اور
کہن سنن کو دو ٭ من کو من سے تولیئے تو دو من کبھو نہ ہو۔ جو
میاں بیوی جلدی گھل مل جاتے ہیں یا شیر و شکر ہو جاتے ہیں وہ
جس قدر جلد ملتے ہیں اُسی قدر جلد دودھ کی طرح پھٹ[۲] بھی جاتے ہیں
اور اُن کا کافوری جوش کافور کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے
اُڑ جاتا ہے۔ جو محبت اور یگانگت بہ تدریج بڑھائی جاتی ہے وہ اس
دنیا کے جھولے میں ہمیشہ خوش و خرم جھولتے اور پھلتے پھولتے
رہتے ہیں۔ انھیں کے واسطے سدا بہار ہے۔ جلد سے لگاوٹ
ہو جانا جلد بے لطفی کا باعث ہوتا ہے۔ ہم نے عورتوں کو کہتے سنا ہے
کہ "اوئی! نوج دو روپے صدقے میں اُتاری تھی وہ کون سر ہوندی
بیوی ہو گی جو میاں کو میاں نہ سمجھتی ہو اور میاں کی قدر نہ جانتی ہو
لو بوا! میاں بھی کوئی ایسی چیز ہے کہ کوئی اُس کی بے قدری کرے
توبہ! توبہ!!" لیکن کہنے اور کر کے دکھانے میں بڑا فرق ہے ہاتھی
کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ زبان سے تو یہ کچھ
گوہر فشانی ہے معلوم ہوتا ہے کہ پھول جھڑ رہے ہیں مگر دل میں کچھ
اور ہی ہے۔ دل زبان سے ہم زبان نہیں عمل دیکھو تو کچھ اور ہی ہے
سچی بات[۳] سنئے لاگ یہ ہے کہ شوہر کی وقعت جیسی کہ ہونی چاہیئے کرناورنا

---

۱ یعنی شوہر ہم تم دیکھنے میں الگ الگ ہیں مگر در حقیقت ایک ہی ہیں جس طرح من بھر وزن کو
من بھر رکھ کر تولو تو وہ دو من کبھی نہیں ہو سکتا بلکہ ایک ہی من رہے گا۔ ۲ دودھ کا بگڑ جانا
۳ سیدھی بات جس میں کچھ پیچ نہ ہو۔ ۱۲

کوئی بھی نہیں - محض زبان ہلا دینے سے کچھ کام نہیں چلتا - سو گز
واروں گز بھر نہ پھاڑوں - یہیں گوئے وہیں میدان - تم کو اپنے عمل
اپنے قول کا ثبوت دینا چاہیئے - جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں تمہاری
ہر بات - تمہاری ہر ادا - تمہارے ہر فعل سے خلوص ثابت ہو - تم کو ہر آن
ہر لمحہ ہر گھڑی جاگتے سوتے اٹھتے بیٹھتے اپنے شوہر کی خوشنودی کی دُھن لگی رہے
اور اس رنگ میں ایسی رنگ جاؤ کہ تمہارا شوہر بھی بے اختیار بول اٹھے
کہ ہاں ہمچو من دیگرے نیست - واقعی بیوی کے دل میں میرے سوا
اور میری برابر کسی کی سمائی نہیں - ضرور ہے کہ شوہر کے دل میں یہ
خیال جم جائے کہ تم کو سچے دل سے اُس کی پروا ہے اور ہر وقت
تم اُس کی خیر مناتی اور سچے دل سے اُس کو چاہتی ہو - اور اُس کی
خوشنودی کو سب امور پر مقدم رکھتی ہو اور تم کو اپنے شوہر کو آرام
و آسایش پہونچانے میں نہ صرف ولی مسرت ہوتی ہے بلکہ شوہر
کے رضا مند رکھنے میں جو کچھ بھی دشواریاں ہوں سب راحتیں ہیں
انسان اینٹوں کی طرح سے ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے نہیں ہیں
آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر جیسی ہماری صورتیں مختلف ہیں

کہنا بہت اور کرنا کچھ بھی نہیں - یہی گیند اور یہی میدان - اسی موقع پر
"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے" بھی بولتے ہیں - یعنی ابھی امتحان کر لو یا آزما لو - اپنے
کہے کو پورا کر دکھانا - بہت بکواس کرنے والے کرتے کچھ بھی نہیں "تھوتا چنا باجے
گھنا" - مجھ جیسا کوئی اور نہیں - انسان انسان میں فرق ہے کوئی اچھا ہے کوئی برا - ۱۲

ایسے ہی ہمارے خیالات بھی مختلف ہیں۔ یہی باعث ہے کہ ایک ہی ملک کے لوگ۔ خواہش، اطوار، عادات اور خیالات کے لحاظ سے شکل وشباہت کی نسبت آپس میں زیادہ مختلف ہوتے ہیں اور ملک ملک کے باشندوں میں تو باہمی اختلاف اور بھی زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے خیالات اور جذبات ہماری امیدیں اور ارادے ہمارے اوضاع واطوار اور ملک والوں سے بالکل جدا ہوتے ہیں اور سدا ایسا ہی ہوتا رہے گا جب تک کہ ملکوں کے مقامی حالات اور نیز صورتیں مختلف ہیں اُس وقت تک لوگوں کی اغراض تعلقات اور عادات بھی جدا جدا ہی رہیں گے۔ کیوں کہ جیسے شکل وشباہت کے اختلاف سے انسان مجبور ہے ویسے ہی طبیعت اور خیالات کے اختلاف میں بھی معذور ہے۔ نہ وہ اس کے اختیار کا نہ یہ اُس کے بس کا۔ پس جب اس اختلاف کا ہونا ضرور ہے اور انسان اس میں مجبور ہے تو ہمیں لازم ہے کہ ہم ایسے شخصوں کے ساتھ جو ہمارے ہم خیال ہوں اور نہ ہمارا رویہ رکھتے ہوں فیاضانہ تحمل سے پیش آنے کی خو ڈالیں تاہم اس خیال سے کہ وہ اپنے خیال میں کیسے راسخ الاعتقاد ہیں ہمیں اُن کے ساتھ اچھا ہی سلوک کرنا اور اُن کی عقیدت کی داد دینی واجب ہے اور اسی اعلیٰ خوبی کا نام حلم ہے یا یوں کہو کہ ایسے لوگوں سے بحسنِ سلوک پیش آنا

عادت۔ ہیکے گنیاں کے۔ تعریف کرنی چاہیئے۔ ۱۲

جس سے ہمارا اختلاف رائے ہو یا جن کے طریق کو ہم پسند نہ کرتے ہوں اعلیٰ درجے کی اخلاقی خوبی ہے۔ اگر ہمارا کسی کے ساتھ کسی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو ہم کو چاہیئے کہ اپنے دل میں صرف اتنا ہی سمجھ لیں کہ ہمارا اور اس شخص کا ان باتوں میں اختلاف ہے اور بس نہیں یہ بات طے ہو گئی۔ یہ ہم خوب یاد رکھیں کہ جس طرح ہم اوروں کے خیالات کی غلطیاں ثابت کرتے ہیں اسی طرح اور لوگ ہمارے خیالات کی غلطیاں بھی ثابت کر سکتے ہیں اور واقعی ہم سے ایسی غلطیاں سرزد[1] بھی ہو سکتی ہیں اور ہم پر ایسے ہی نقص[2] عائد ہو سکتے ہیں۔ پس اس صورت میں ہم بھی اوروں کے تحمل اور ہمدردی کے محتاج ہیں۔ پروفیسر بلیکی لکھتا ہے کہ ہر فرد بشر کو لازم ہے کہ وہ ہمدردی کے تنگ حلقے میں بند رہ کر اوروں سے بے وجہ نفرت اور تعصب نہ کرے۔ لیکن راستی شعار نفرت کرنے والا سرد مہر دوست سے اچھا ہوتا ہے پر کسی سے نفرت کرنی ہی بہتر ہے چنانچہ نیک آدمی حتی الوسع[3] اپنے محدود خیالات کو وسعت دینے اور لوگوں کے ان فرقوں کی خوبیوں کو جن سے ان کا طبعی اختلاف ہے جا سمجھنے کی کوشش کیا کرتے ہیں پس ہم اپنے ہم جنسوں کے بزرگ فرقوں اور گروہوں کی [illegible] مذمت کرنے میں دل نہ لگاؤ۔ اس قسم کی باتیں بظاہر تو بھلی معلوم ہوں

[1] ہو جاتی ہیں۔ [2] عیب لگائے جا سکتے ہیں۔ [3] جہاں تک ہو سکے۔ وہ برائی جس میں مشغول بھی ہو۔ بتانا۔ ۱۲

مگر حقیقت میں کم ظرفی کی باتیں ہیں اور اس سبب سے کسی شخص
کو اپنے دل میں جگہ دینے سے انکار نہ کرو کہ ساری دنیا اُس کے
خلاف ہے یا وہ شخص ایسے فریق کا ہے جس سے ہر فرد بشر متنفر
ہے - اگر سب لوگ اُسے بُرا کہتے ہیں اور بعض صورتوں میں
اکثر بڑے بڑے بزرگ آدمیوں کو سب بُرا ہی کہا کرتے ہیں
تو اس صورت میں تمہاری مشفقانہ رائے کی اُسے اور بھی
زیادہ احتیاج ہے - یہ مسئلہ پاکیزگی اور دانائی سے خالی ہے یہ
توقع کرنا کہ ہر شخص ہماری ہی طرح ہر بات کو سوچے سمجھے گا
بیوقوفی میں داخل ہے - اور لوگ ہماری طرح اُس وقت
سوچیں سمجھیں گے جب اُن کے پاس بھی وجوہ ہوں جو
ہمارے پاس ہیں اور وہ وجوہ اُن پر ویسا ہی اثر بھی کریں
جیسا اُنھوں نے ہم پر کیا ہے لیکن اگر اُن کے پاس اور وجوہ
ہوں جو ہمیں معلوم نہیں یا اُن کے خیالات ایسے ہیں کہ ہمارے
نکالے ہوئے نتیجے اُن وجوہ سے نہیں نکلتے تو اُن صورتوں
میں وہ ہمارے ہم خیال نہیں ہو سکتے بلکہ یہ بات ناممکن ہے
کہ ان صورتوں میں کبھی وہ ہمارے ہم خیال ہو جائیں اور
نہ اس کا کوئی علاج ہے - ہاں جس بات کا علاج ہو سکتا ہے
اور جس کا تدارک لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہم کسی کو صرف اسی وجہ سے
سزا دینے کی جرأت کر بیٹھیں کہ وہ ہماری طرح نہیں دیکھتا

لے بھرا ہوا - ۱۲

اور نہ ہماری طرح سوچتا ہو اسی قشدد کا نام ظلم ہو ۔ میں
اس بارے میں جو نصیحت تمھیں کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہو۔
دیکھو کبھی کسی سے صرف اس بات پر رنجیدہ نہ ہونا کہ اُس
کی رائے تمھاری رائے کے خلاف ہو اور نہ اس بات سے
خفا ہونا کہ اُس کی رائے بدلنے میں کامیاب نہ ہوئے اور
ساری باتوں سے بڑھ کر یہ بات ہو کہ کسی کو صرف اس
خیال سے کہ تمھارے اور اُس کے عقیدے میں اختلاف
ہو ایذا نہ پہنچانا نہ اُس کے ساتھ نیکی کرنے میں تامل کرنا
پس اس قسم کا تخالفِ رائے[1] اگر میاں بیوی میں ہو جائے
جس کا ہونا بہت ممکن ہو تو اپنی بات پر ضد اور ہٹ نہ کرنی
چاہیئے بلکہ ٹھنڈے دل سے شوہر کی رائے کی تقلید کرنی
چاہیئے ۔ جو وہ چاہے وہ کرو گو تمھارے دل پر جبر
ہی کیوں نہ ہو ۔ یاد رکھو کہ پہلے حضرت آدم پیدا کیئے گئے
جب جنت میں اُن کا دل گھبرایا تو اُن کی دلبستگی کے
لیئے عورت پیدا کی گئی اب عورتوں کو دیکھنا چاہیئے کہ
کہاں تک وہ دلبستگی کا ذریعہ ہوتی ہیں اور کہاں تک
دل آزاری کا ۔ اس کا انصاف خود تمھارے ہاتھ ہو ۔
تم یہ کہوگی کہ ساری باتیں عورتوں ہی کے واسطے اُتری
ہیں یا مردوں کا بھی اس میں کچھ حصہ ہو ۔ یہ اعتراض تمھارا بجا ہو

[1] رائے کا اختلاف ۔ ۱۲

مردوں کا بھی بہت بڑا حصّہ ہے اور ضرور ہے اُن کی ذمّہ داریاں
بھی بہت کٹھن ہیں۔ مگر کرنے والے کے واسطے سب کچھ ہے
اور نہ کرنے والے کے لیئے کچھ بھی نہیں۔ اُن کے واسطے
ایک مختصر سا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے وَعَاشِرُوهُنَّ[1]
بِالْمَعْرُوفِ جو جامع اور مانع ہے اسی میں سب آگیا
جس شوہر کو یہ خیال ہوگا کہ وہ اپنے بیوی بچوں سے اچھی
طرح رہے گا وہ سب کچھ کرے گا اور اُس کو کرنا چاہیئے
لیکن وہ اگر بے پروائی کرے یا کوتاہی کرے تو ہم کو برائی
کا سبق نہیں لینا چاہیئے بلکہ بھلائی کا۔ کیوں کہ مردوں
اور عورتوں کی حالت میں بڑا فرق ہے وہ ایسے مجبور نہیں
جیسی کہ عورتیں ہیں عورتوں کا ہاتھ پتھر تلے دبا ہوا ہے۔
میں ازدواجی زندگی کا تجربہ کار ہوں اور تم اب اس کوچے
میں قدم دھرنے والی ہو۔ تم نے سُنا ہوگا۔ پیش حکیم مرو[2]
پیش تجربہ کار برو۔ پس میں جو کچھ کہوں گا تمھاری بھلائی
ہی کی کہوں گا۔ تمھارے دادا نے کسی کتاب میں لکھا ہے
کہ "میں جب میاں بیوی کا لڑائی جھگڑا سنتا ہوں تو ہمیشہ
عورت ہی کو خطاوار ٹھیراتا ہوں خواہ وہ میری بیٹی داماد ہی
کیوں نہ ہوں" اگر یہ کلیہ[3] بالعموم صحیح نہ بھی ہو تو بھی لِلْاَکْثَرِ[4]
حُکْمُ الْکُلِّ تو ضرور ہے۔ عورتوں میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ

۱ عورتوں سے راست معاملگی سے برتاؤ کرو۔ ۲ حکیم کے پاس مت جا تجربہ کار کے پاس جا۔ ۳ عام قاعدہ

۴ اکثر پر کل کا حکم ہے یعنی جو بات اکثر سے ہوتی ہو سمجھنا چاہیئے کہ وہ کل پر حاوی ہے...

وہ اپنے شبہوں کو ظاہر نہیں کرتیں - اور نہ ہی سمجھ کا یہ نتیجہ ہے کہ رنجشیں گی
اول یا اور جو بیان کریں گی بعد وہ بھی بہ مشکل - اسی طرح دونوں
اگر بیاہے تھے ہیں کہ وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ کس بات پر رکاوٹ ہے اور
منہ پھولا ہوا ہے - جب بہت کچھ ٹٹول لینے کے بعد بات کھلی تو وہ
ایسی کہ جس کا سر نہ پیر غرض کئی دن کی تناتنی کے بعد خدا خدا
کر کے معاملہ رو براہ ہوا - لیکن اگر صاف دل سے پہلے ہی وجہ
آزردگی کھلے دل سے ظاہر کر کے صفائی کا موقع دیا جاتا تو یہ
نوبت ہی نہ آتی - پس عورتوں کو چاہیئے کہ جب کوئی بات ہو خواہ
چھوٹی یا بڑی فوراً کہہ سن کر دل صاف کر لیں - دل میں بات
رکھ کر اسی کی ادھیڑ بن میں غلطاں پیچاں رہنے سے کوئی
نتیجہ نہیں - میاں بیوی میں کسی بات کا پردہ نہ ہونا چاہیئے
اور نہ کوئی راز رہے - ایسا پردہ وہی نا سمجھ عورتیں کرتی ہیں
جن کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے - دوہا

پریت جہاں پردہ نہیں جہاں پردہ تہاں نہیں پریت
پریت بھئے پردہ کیجیو تو جلیو ایسی پریت

اس دوہے کا مطلب یہ ہے - ؎

ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا ÷ پردہ جو درمیاں نہ ہو دل کے غبار کا

---

۱ ٹھوڑی پھٹکانا - ۲ درست ہوا - رستہ نکلا - ۳ غلطاں - حیران پریشان - چکر میں پڑ جانا - ۴ جہاں آپس میں کوئی بات راز کی نہ ہو جس میں محبت بھی ہو گی اور محبت کے ہوتے راز بھی ہوا تو پھر وہ محبت کیا ہوئی - ایسی محبت کو آگ لگے - ۵ یار کا لفظ ناجائز دوستی کے موقعہ پر بولا جاتا ہے اور

اگر تم کو شوہر کی کوئی بات کھٹکے تو صبر و تحمل سے کام لو۔ موقعہ مناسب کی تلاش میں رہو۔ نرمی اور آہستگی سے کہو سنو۔ ایک پتھر سا نہ کھینچ مارو کہ بنا بنایا کام بگڑ جائے اور ہنستے پستے اُکھڑ جائے۔ کسی بات پر بہت زور دینے سے دوسرے کو ضد سی آجاتی ہے۔ نرمی سے جو کام نکلتا ہے سختی سے نہیں نکلتا۔ خدا بُری گھڑی نہ لائے۔ مردوں کے لیئے دل بہلانے کے جائز و ناجائز ذرائع بہت سے ہیں مگر تم اپنے آپ کو تو دیکھو کہ سوائے شوہر کے کوئی اور بھی سوجھتا ہے۔ دوہا

ساجن ہمیں نہ بسریو تجھ سے میت بہتیں
تم کو ہم سے لاکھ ہیں۔ پر ہم کو تم سے نہیں

کسی کے کہنے سننے پر کبھی دل بھاری نہ کرنا۔ میاں بیوی میں بیر ڈلوانے والے یُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِہٖ اور لڑا کر تماشہ دیکھنے والے جس میں چنگی ڈال جالو دور کھڑی۔ بہت ہیں مگر سلوک کرانے والے کم۔ دوہا

جس گھٹ پریم نہ سنچرے وہ گھٹ جان مسان
جیسے مشک لوہار کی کہ سانس لیت بن پران

ناگوار ہو۔ سن لے رنجی کرنا۔ اے ساجن! جب تجھے اور دوست مل جائیں تو ہمیں بھول نہ جانا ہم جیسے تم کو بہت ملیں گے مگر ہم کو تم جیسا ایک بھی نہیں۔ میاں بیوی میں تفرقہ ڈلوانے والے۔ کسی بات کا شوشہ چھوڑ کر لڑائی ڈلوا دینا اور پھر آپ الگ۔ کہ الگ جیسے کچھ جانتے ہی نہیں۔ جس جگہ محبت نہ ہو اس جگہ کو قبرستان یعنی مردہ سمجھنا چاہیئے جیسے لہار کی دھونکنی کہ سانس تو لیتی ہے مگر جان نہیں ۱۔ ۱۲

اگر میاں کے دل میں بل آگیا یا کھوٹ سماگئی تو پھر ساری عمر کا رونا ہے۔ دوہا ساجن وہ دن کون تھے کہ بیچ نہ رکھتے ہار۔ اَکرن ہار ایسی کری کہ پڑگئے بیچ پہار۔ عورتوں کے سر ایک بڑا بھاری کام انتظام خانہ داری کا ہے جس سبجکٹ میں عورتیں کثرت سے فیل ہوتی ہیں۔ بڑی چیز گھر کی صفائی ہے۔ فرش فروش صاف ستھرا ہو۔ گھر میں کوڑے کرکٹ کا نام نہ ہو۔ انگنائی ایسی صاف ہو کہ چانول بکھیر دیں تو اُٹھا لیں۔ ہر چیز سلیقے اور ٹھکانے سے دھری ہو۔ ادھر اُدھر بکھری نہ ٹھوکر کھانے پڑی نہ ہو۔ زحمت تلاش و جستجو نہ ہو اور اسی کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے کہ چیزوں کی ڈھنڈیا میں علاوہ پریشانی اور حرج کے بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔ نِنگلے پڑے جگہ جگہ ٹٹولتے پھرتے ہیں۔ دھوبن جب سر پہ سوار ہوئی تب خانہ تلاشی شروع ہوئی۔ سارے گھر میں اودھم مچ گئی کرتہ الگنی پر ہے تو پاجامہ غسل خانے میں دوپٹے کا پتہ نہیں کونا کونا چھان مارا مگر نہ ملنا تھا نہ ملا۔ دھوبن کو یہ کہہ کر ٹالا اب تو جا

اے ساجن! وہ بھی کوئی دن تھے کہ میری جدائی اتنی بھی گوارا نہ تھی کہ بیچ میں ایک ہار کا رکھنا بھی ناگوار تھا۔ اب خدا کی قدرت دیکھیے کہ ہمارے تمہارے بیچ میں پہاڑ حائل ہو گئے۔ پوری نہیں اُترتیں۔ ناکامیاب رہتی ہیں۔ تتر بتر پڑی ہوئی جائے سر نہیں۔ برخلاف کرنے کا۔ تلاش۔ بھنکے پڑے پھرتے ہیں۔ ۱۲

مِل گیا تو بعد میں تیرے گھر بھیجدوں گی - پھر ڈھونڈے ان
کی بلا بنیا تہ ورز دوپٹہ گیا گزرا ہوا - کچھ دنوں بعد کیا دیکھتے
ہیں کہ کونکی میں ایک ٹوکری میں ٹھنسا ہوا مُڑا تُڑا ملا جیسے
چوہوں نے کتر کے پُرزے پُرزے ڈال دیئے تھے - اوڑھنے
کے کیا خاک قابل ہوتا پھاڑ پھاڑ کر صافیاں بنالیں سلیقہ شعار
بیوی دل میں بہت خوش ہوئیں کہ خیر ایک دوپٹہ گیا تو گیا
صافیاں تو کئی بن گئیں - اگر میلے کپڑوں کو سنگوا کر رکھو
تو یہ طوفان بے تمیزی کیوں بپا ہو بشرطیکہ اسے وہ اگلی
بے تمیزی سمجھو - میلے کپڑے ایک جگہ سمٹوا کر رکھو - دھوبن
کو دیتے وقت کاپی پر ٹانک لو جب لائے فوراً ملا لو نہ یہ نہیں
کہ دھوبن گٹھڑ لائی تو الگ دھروا دیا یہ کہہ کر کہ مجھے اس وقت
فرصت نہیں میرا ہاتھ کام میں بٹا ہوا ہے بندھے کا بندھا
چھوڑ جا ملالوں گی اور ادھر سے ادھر اُدھر کی باتوں میں لگالیا
پٹاری سامنے کھلی ہے خود بھی پان کھا رہی ہو اسے بھی
کھلا رہی ہو - یہ دھوبن ہے یا تمہاری سہیلی - دھوبن نے
گھاٹ کی راہ لی اور گھر والی نے کپڑوں کو نسیان (بھول ۱۲) کی گٹھڑی
میں باندھ پرے ڈال دیا - کئی دن بعد تولیئے کی ضرورت
پڑی تو یاد آیا کہ دھوبن کپڑے دھر گئی ہے - تولیہ اس میں سے

بالکل نیا جس کی تہ بھی نہ ٹوٹی ہو - چھوٹی کوٹھری - بڑے بڑے سوراخ - سینہاں کر سینت کر ۱۲

نکال گٹھری کو کھول ڈال دیا۔ کئی دن کے بعد کاپی پڑی ملی تب کہیں کپڑوں کا خیال آیا۔ بارے خدا خدا کر کے اب گٹھری کھلی تو کپڑے ملائے گئے۔ گھٹے تین کپڑے کم ایک ریشمی پاجامہ اور دو کرتے ندارد۔ دھوبن جس دن اب کے آئی تو دروازے ہی سے جھنکارا بھرتی آئی کہ دھوبی کو بخار ہے بھٹی نہیں چڑھی کپڑے جوں کے توں دھرے ہیں۔ میں کپڑے گنا کے دھلا لائی تو آپ کی پسند نہ آتے اور اعتراض کون کرتا۔ گھر والی۔ اری بہو! کپڑے تو خوب دے گئی۔ میں نے جو ملائے تو گھٹے تین کپڑے کم۔ اودے رنگ کے چھوٹیے کا ایک پاجامہ اور چکن کے دو کرتے۔ دھوبن۔ بیوی میں تو سارے کپڑے اچھی طرح دیکھ بھال کر دے گئی ہوں میرے ہاں تو کوئی ہی و نی نہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے پاجامہ کہیں لگ گیا اگر مل گیا تو نپٹا کھا تر ہو دے جاؤں گی اور جو نہ ملا تو بنانے سے تو میں رہی۔ رہے کرتے مجھے کا ٹھیک جو دیئے میں نے لا دیئے ہیں کچھ لکھی پڑھی ہوں تم نے جب ہی کیوں نہ ملا لیئے۔ اب میں کیا ڈھونڈھتی پھروں۔ اب بتلاؤ دھوبن سے دست و گریبان ہونے سے فائدہ وہ تم پر ڈالتی ہے تم اس پر اب تو تو میں میں سے فائدہ جو نقصان ہونا تھا ہو چکا نہ تم

ہکا بکا رہنا۔ نشان خاطر۔ خاطر جمع۔ مطمئن۔ کیا خبر۔ تاوان۔ چٹی۔ ۱۲

غفلت کرتیں نہ یہ ہوتا - جو کپڑے گئے بس اُن کو صبر کرو اور
آگے کو کان اُمیٹھو - **تانبے کے برتن** بے قلعی کا
بہت بُرے معلوم دیتے ہیں - قلعی کراتے میں زیادہ خرچ نہیں
مگر جھم جھم کرتے برتن سنجھے سنجھائے قلعی دار اچھے
جن سے گھر والی کا سلیقہ ٹپکتا ہے - گو مڑے پڑے
ٹپکتے یا بدلوا لو یا سستی جوشش کراؤ - ہمارے گھروں میں جہاں
تانبے کے برتن دھڑا دھڑ گرتے اور گوٹے پڑتے
لوٹوں کے گلے بیٹھ جاتے ہیں وہاں چینی کے برتنوں
کیا گزارا - آج طشتری میں بال پڑ گیا - کل چائے کی پیالی کا
کنارہ ٹوٹ گیا آج گلاس چھین سے ہو گیا - کوئی برتن نہیں
جو زخمی یا شہید نہ ہوا ہو - نہ ہمارے ہاں احتیاط اور نہ ہمارے
نوکر اس قابل لہٰذا تام چینی یا الیومنیم کے برتن اس تصادم
کی کچھ تاب لا سکیں تو لا سکیں - اگرچہ برتن چینی کے
ہیں تو ان کو گرم پانی سے دھلواؤ اور پھر جھاڑن سے
اور الماری یا انگیٹھی میں رکھواؤ کہ ان بیچاروں کی زندگی
زندگی تمہارے گھر میں بخیر و خوبی گزر جائے - بکرے کی ماں
کب تک خیر منائے گی ایک دن تو یہ شہید ہوں گے پر
تام چینی کے برتنوں کا رواج اب کم ہو چلا ہے مہربانی کرکے ان کو

اگر ٹھے - ایک قسم کی سفید چمکتی ہوئی دھات ہے جس کے برتن بنتے ہیں - [illegible]

۱۲

دنیا ہی میں آگ کا عذاب نہ دو کہ فوراً چینی کی چٹیں اڑ جاتی ہیں
اس کے لیئے علاوہ مال تانبے ہی کے برتن ہیں جس طرح بھی
چاہو اُنھیں برتو ان کی داد نہ فریاد سُننے والا اور کوئی نہیں ۔
المونیم کے برتن اچھے ہیں مگر وہ بھی آگ میں جلنے کی تاب
نہیں لا سکتے ۔ بگونوں وغیرہ کے سوا رکابیوں یا پیالیوں
کو آگ پر نہ دھرو کہ بدروپ ہو جاتے ہیں ۔ سن لائیٹ صابن
سے دھونے سے کچھ دنوں ان کی شکل صورت نجھلی رہتی ہے پھر
جھاڑن سے پنچھوا ڈالو پھر نئے کے نئے ہیں چھُری کانٹوں
کو صرف گرم پانی میں کھنگال لینا اور پھر تولیئے سے پونچھ ڈالنا
کافی ہے ان کی جان بہت تھوڑی ہے اگر ماما نے گھاؤ زوری کی
اور جھونے سے ایک دفعہ رگڑ ڈالا تو ساری چمک دمک رخصت
اور پیتل نکل آئے گا ۔ اناج کی کوٹھری کی کنجی اپنے پاس رکھو
اس میں کچھ ایسا بوجھ نہیں جو تم سے سنبھل نہ سکے ۔ مہینے بھر کا
اناج ایک دم بھروا لو کہ خیر و برکت ہو ۔ ماما پر بھروسہ نہ کرو ۔ اناج
دو وقتہ خود تلواؤ اور پھر کوٹھڑی کو قفل لگاؤ ایسا نہ ہو کہ کنجی تو
برائے نمود چاندی کی زنجیر میں لٹکتی رہے اور کوٹھڑی کے
کواڑ چوپٹ کھلے رہیں تو قفل لگا نہ لگا برابر ۔ اناج وغیرہ جو سامان
آئے سب کا نوٹ کرو ۔ جب ختم ہو جائے تو جانچ لو کہ کچھ افراتفری

بان کا ٹکڑا یا سونجھ جس سے برتن صاف کرتے ہیں ۔ بربادی ۔ ۱۲

تو نہیں ہوئی - اگر کچھ گڑبڑ ہوئی تو آیندہ کے لیئے اُس کا کافی بندوبست کرو - کسی کو ہاتھ اُٹھا کر دے دینے سے اتنا دل نہیں کڑھتا جتنا کہ ہماری غفلت اور سہل انگاری کی بدولت ضائع ہونے سے افسوس ہوتا ہے - حساب کوڑی کوڑی کا لکھنا چاہیئے - خرچ کو قابو میں رکھنے اور کفایت شعاری کا یہ بڑا اصول ہے کہ سارا خرچ واجب ناواجب پیش نظر رہتا ہے - بعض کام چور - حیلہ جو عورتوں کا یہ کہنا ہے کہ جب ہم خود اپنے ہاتھ سے خرچ اُٹھاتے ہیں تو حساب کتاب ایک مفت کی دردسری ہے - بعض یہ کہتی کہ حساب کس کے لیئے لکھیں وہ (یعنی شوہر) تو اُلٹ کر پوچھتے ہی نہیں - ساری کی ساری کمائی اُٹھائی اور میرے ہاتھ میں دے دی - میں جانوں میرا کام - یہ دونوں باتیں بہانہ جوئی کی ہیں - حساب کتاب ہم نے مانا کہ دردسری ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ دنیا میں بے دردسری کا کون سا کام ہے - جو حساب نہیں لکھتا وہ خرچ کو سنبھال بھی نہیں سکتا - جو پیسوں کو رائگاں جانے دیتا ہے وہ روپیوں کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا - فضول خرچی اور کفایت شعاری سوکنیں ہیں ان کا شوہر حساب ہے - اگر حساب نہیں تو پھر کسی بات کی روک تھام نہیں - بن ناتھی کا بیل ہے - اب رہا شوہر کا نہ پوچھنا - یہ بھی تمہارا امتحان ہے اور اگر کبھی پوچھ بیٹھے تو سوا آگے

لاپروائی - ناتھ: ناک چھید کر جو رسی ڈال دیتے ہیں جس سے بیل قابو میں رہتا ہے - مطلب یہ ہے کہ کسی کے قابو اختیار سے باہر ۱۲

چھپا لیں لیکن چھپانے نکلنے کے تمھارے پاس جواب بھی
کیا ہوگا - اور ان سب باتوں کو ٹالو جو سے ہیں تم یہ بتاؤ کہ اگر
حساب نہ رکھو گی تو گھر کیوں کر چلاؤ گی - بے حساب عورت
بےشک اصول عورت ہے - یہ مال مفت دل بے رحم یا ع -
مال حرام بود بجائے حرام رفت - تو نہیں کہنے بے دردی سے
دھڑی دھڑی کر کے لٹاؤ - مانا کہ گھر والا تم پر بھروسہ کرے
اور حساب نہ پوچھے مگر اُس کی دونوں آنکھیں اور دونوں کان تو
کھلے ہیں - جو کماتا ہے وہ اُس کا درد خوب جانتا ہے - یہ تو وہی
مثل ہوئی کمائیں خانخاناں اور اُڑائیں میاں فہیم - شوہر جب
دیکھتا ہے کہ اُس کی گاڑھی کمائی باسلیقہ اور دردمند ہاتھوں میں
پڑی ہے جس میں احتیاط اور کفایت شعاری دونوں باتیں ہیں تو
اُس کو دخل دہی کی نہ ضرورت ہے وہ گھر والی کو مختارِ کل
کر دیتا ہے - ۵ سپردم بہ تو مایۂ خویش را * تو دانی حساب کم و بیش را
اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر وہ ہاتھ روک لیتا ہے اور کوڑی کوڑی کو ترساتا ہے

مفت کا مال خوب بے دردی سے اُڑایا جاتا ہے - حرام کا مال تھا حرام ہی میں گیا
ٹکے ٹکے خرچ - بہت بہت سا - خانخاناں خطاب ہے اصل نام عبدالرحیم خاں
تھا جو اکبر بادشاہ کا وزیر تھا - فہیم نامی اُس کے بہت منہ چڑھا تھا خوب
اُس کے مال اُڑاتا تھا - اسی پر سے یہ مثل مشہور ہو گئی کہ کمائے کوئی اور اُڑائے کوئی
محنت کی - میں نے اپنی پونجی تمھارے حوالے کر دی اب جیسا چاہو صرف کرو یعنی سیاہ و سفید مالک ہو ۱۲

اسراف یا فضول خرچی ایک بڑا مہلک مرض ہے جس میں چٹورپن بھی داخل ہے۔ بہو بیٹیوں کا یہ کام نہیں کہ زبان کا چٹخارا ہو۔ جتنی چادر دیکھو اُتنے ہی پاؤں پھیلاؤ۔ ظاہری نام و نمود پر گر نہ جاؤ۔ فضول خرچ اور لکھ لُٹ کہلانے سے کنجوس مکھی چوس کہلانا اچھا۔ فضول خرچی کے کاٹے کا منتر نہیں۔ کنجوسی میں کچھ برائی ہو مگر وہ دیمک نہیں کہ گھر کو چاٹ جائے نہ گھونس ہے کہ گھر کو کھوکھلا کر دے۔ جو کچھ ضروریات سے بچ رہے گا وہ اڑے وقت میں تمھارے اور تمھارے بچوں کے کام آئے گا اندھا دھند خرچ کرنا اور آئے دن کی بلوں بلوں ڈالنا اور قرض و دام کے جال میں پھنس جانا اور بھلی چنگی جان کو روگ لگانا اور گھر کی خیر و برکت اڑا دینا کسی سمجھ دار اور سلیقہ مند بیوی کا کام نہیں ہے۔ ضروری اور غیر ضروری فضول اور واجبی خرچ کے امتیاز کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کے بغیر کام نہ چلے وہ ضروری ہے باقی سب نمایشی اور فضول۔ ۵

فضول خرچ ہزاروں تباہ حال ملے	نشانہ وہدف ناوک زوال ملے
پھنسے وہ افلاکت میں بال بال ملے	نہ ٹلے نواؤں میں جن کی کوئی مثال ملے

مزہ۔ چسکا۔ جتنی گنجائش ہو اُتنا ہی کرو۔ شہرت ناموری۔ لاکھوں کے لٹانے والے۔ بخیل ممسک۔
منتر۔ علاج۔ خالی۔ مشکل۔ بے حساب۔ بے ٹھور ٹھکانے۔ واویلا۔ فریاد۔
نشانہ۔ نشانہ۔ غریبی مفلسی۔ بالکل۔ سراسر مفلس۔ ننگا۔ ۱۲

وہ کل کروڑپتی مشہور تھے لیکن آج — ہوئے ہیں مثلِ گدا کوڑی کوڑی کو محتاج
یہ لوگ نام کو انجام بیں نہیں ہوتے — کبھی بھی صاحبِ ننگ و نام نہیں ہوتے
سخی کے سامنے بالانشیں جو ہوتے — جہاں میں نامورِ اعلا کبھی نہیں ہوتے
ہمیشہ بے شرف و بے وقار رہتے ہیں — ذلیل رہتے ہیں ہو خوار رہتے ہیں
انھیں یہ شوق کہ پاس ان کے زر نہ رہنے پائے — جو شام کو ہو تو وقتِ سحر نہ رہنے پائے
نشانِ لعل و عقیق و گہر نہ رہنے پائے — بسے ریاستِ اجداد گھر نہ رہنے پائے
جو خرچ ہو وہ کچھ ایسا فضول بے جا ہے — کہ شق خزانۂ قارون کا بھی کلیجا ہے
ارے احمق ہے ہنر اور عقل سے خالی — ہے تیری دشمنِ جاں تیری ہمتِ عالی
دیا ریاضِ امارت کو داغِ پامالی — بجھائی شمعِ شبستانِ فارغ البالی
گرائی حسن کی بجلی ہر ایک زیور پہ — مگر نہ میل کبھی آیا تیرے تیور پہ
جو قدر زر کا ہر اک شخص کو خیال رہے — عروسِ راحت و عشرت شریکِ حال رہے
مکاں میں یا ہمہ زر و نقد و جنس و مال رہے — رہے نہ ایسی ہلاکت نہ یہ زوال رہے
جو یہ ہو کوئی تونگر کبھی فقیر نہ ہو — کبھی بھی پھر کوئی محتاجِ دستگیر نہ ہو
افق فضول کوئی خرچ گر نہ ہونے پائے — فقیر امیر سے کوئی بشر نہ ہونے پائے
سیاہِ ہند کبھی قحطِ زر نہ ہونے پائے — تباہ صاحبِ ثروت کا گھر نہ ہونے پائے
ہو جتنی چادر اسی میں افق جو پھیلیں پاؤں — نہ مفلسی کبھی ملے خواب میں کی چھاؤں

---

۱ مشہور ۔ ۲ فقیر ۔ ۳ مآل اندیش ۔ ذرا فکر نہیں کہ کل کیا ہوتا ہے ۔ ۴ نامور ۔ ۵ صاحبِ اقبال ۔ ۶ اونچے بیٹھنے والے ۔ ۷ سربرآوردہ ۔ ۸ ہرگز ۔ ۹ باپ دادا ۔ ۱۰ پھٹ جانا ۔ ۱۱ بیوقوف ۔ ۱۲ سارے کا سارا ۔ ۱۳ بالکل ۔ ۱۴ باغ ۔ ۱۵ حرم سرا ۔ خلوت خانہ ۔ ۱۶ کشادگی ۔ ۱۷ فراغت ۔ امیر ۔ ۱۲

کفایت شعاری جو امساک یعنی کنجوسی کی حد تک نہ پہنچے صفتِ محمود[1]
ہے۔ صاحبِ ثروت[2] کو اپنی دولت سے واجبی استفادہ[3] جائز ہے
اگر وہ ایسا نہ کرے تو کفرانِ نعمت[4] ہے۔ اسراف یا فضول خرچی
کی لت دوالہ نکال دیتی ہے۔ گھڑی بھر[5] کے جھوٹے نام نمود[6] اور
نمایش واہ واکی بدولت مدۃ العمر[7] پچھتانا پڑتا ہے۔ کیا خوب کہا ہے
دلی کی دل والی منہ چکنا پیٹ خالی۔ ایسی چکناہٹ کو ہمارا دور
ہی سے سلام ہے۔ سلیقہ مند بیویاں وقت بے وقت کے
واسطے کچھ نہ کچھ اٹکا رکھتی ہیں جو ضرورت کے وقت نعمتِ غیر مترقبہ[8]
اور غنیمت ہو جاتا ہے۔ ہر حال میں نادار[9] سے دار[10] بہتر ہے۔ گھر کا سارا
سامان پہننے کے کپڑے فرش فروش۔ ہر قسم کے ظروف برتن
بھانڈے۔ کاٹ کباڑ۔ غرض یہ کہ چھوٹی موٹی ہر چیز تمہاری
نگاہ میں رہے اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک تم باقاعدہ فہرست
نہ رکھو لیکن وہ فہرست اپ ٹو ڈیٹ[11] ہو نہ کہ تقویم پارینہ[12]۔ جو
چیز ناکارہ ہو جائے[13] اسے فوراً فہرست میں سے کاٹ دو
جو آئے اسے چڑھا لو۔ ہر چیز کے لیے ایک صندوق رکھو۔

---

۱ اچھی صفت بھلی عادت۔ ۲ دولت مند۔ آسودہ حال۔ ۳ فائدہ حاصل کرنا۔ ۴ خدا کی نعمت کی ناشکری۔ ۵ تھوڑی دیر کے۔ ۶ نام آوری۔ شہرت۔ ۷ ساری عمر۔ ۸ نعمت جس کی توقع نہ ہو اور مل جائے۔ ۹ مفلس۔ ۱۰ جس کے پاس کچھ ہو سکت والا۔ صاحبِ مقدرت۔ ۱۱ آج تک کی مکمل۔ ۱۲ پرانی جنتری جو کام نہیں آتی ع
کہ تقویم پارینہ ناید بکار۔ ۱۳ کام کی نہ رہے۔ ۱۲

اسٹور کے صندوق الگ اور چالو سامان کے الگ - ہر چیز کو اس
کی جگہ پر رکھو تا کہ زحمت[1] تلاش نہ ہو - صندوقوں پر نمبر لگاؤ اور وہی
نمبر فہرست میں لکھو اس طرح کہ جس چیز کی ضرورت ہو فہرست پر نگاہ ڈالتے
ہی معاً[2] پتہ چل جائے کہ فلاں صندوق میں ہے - اس تھوڑی سی محنت
سے تمہاری ہر وقت کی زحمت بچے گی - چیزوں کے بر وقت
ہم دست[3] نہ ہونے کی مصیبت جاتی رہے گی - اسی تلاش میں عورتوں
کا بہت وقت رائگاں جاتا ہے - وقت پر چیز ملتی نہیں حرج کا حرج
اور تکلیف جو ہوئی وہ جدا - ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا سی کنجیوں کا اہتمام
عورتوں سے نہیں ہو سکتا - گھنٹوں کی تلاش میں ملتی ہیں - یہ
کیوں ؟ صرف اس وجہ سے کہ ان کی کوئی جگہ مقرر نہیں جہاں
پایا ڈال دیا - اگر یہ سماوائی عورتیں چھوڑ دیں تو پھر دیکھو کہ کام کیسے
ترت[4] پھرت ہوتا ہے - اپنے میاں کے کپڑوں کو ہمیشہ دیکھتی بھالتی
رہا کرو جس چیز کی کمی دیکھو - کہنے کی منتظر نہ رہو فوراً پوری کرو
کپڑے بدلنے کے دن پہلے سے نکال کر رکھو - پھٹا ادھڑا
سی سلا کر ٹھیک ٹھاک کر دو کہ وقت پر دقت نہ پڑے - جو کام
ہو اپنے ٹھیک وقت پر سلیقے سے ہونا چاہیئے - بے کہے سے
کیا تو کیا کیا اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تم ہر بات کا خیال
نہ رکھو - ناشتہ - حقہ - پان سب کی خبر رکھو - میں نے اکثر دیکھا ہے

[1] ڈھونڈنے کی تکلیف - [2] فوراً - جب ہی - [3] نہ ملنے کی - [4] فوراً - جھٹ پٹ - ۱۲

اور خود میرا بارہا کا تجربہ ہے کہ عورتوں کو جس وقت کسی کام کو کہو تو سُنا کر وہیں رہ جاتی ہیں۔ صاف نہیں کہتیں مگر اس کان سُنی ادھر دوسرے سے اُڑا جاتی ہیں گویا سُنی کی اَن سُنی کر دی۔ جتلایا تو کہا ہاں سُن لیا مگر پھر بھی مساوانی اور کاہلی کا خدا بھلا کرے ٹال دیا اور پھر جب یاد دلاؤ تو یہ بندھا ہوا فقرہ کہ پتھر پڑیں میری یاد پر میں بھول گئی۔ بے پر کی سپر ہے یہ بھول کا عذرِ نامعقول ایک دو دفعہ تو چل سکتا ہے کہ بھول چوک لازمۂ بشریت (انسانی خواص سے) ہے لیکن ہر بار یہ حربہ کام نہیں آتا۔ ہم نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ تم کھانا بھول گئی ہو یا منہ کے بدلے ناک میں نوالہ ٹھونس لیا ہو یا پھول کے بدلے دہکتا ہوا انگارا تم نے ہاتھ میں لے لیا ہو در اصل یہ بھول نہیں ہے بلکہ بے پروائی اور ٹال ہے۔ ہر دفعہ بھول کا عذر نہایت شرمناک ہے۔ اگر وہی کام جب کا تب کر دیا جاتا تو دو فائدے تھے ایک تو تمہاری مستعدی قابلِ شکر ہوتی اور کام وقت سر ہو جاتا اور تم کو اپنی صفائی کے لئے الفاظ کے تلاش کی ضرورت نہ ہوتی اور اس عذرِ مہمل کے پیش کرنے کی نوبت نہ آتی ع خوئے بد را بہانہ ہا بسیار۔ وہ میرا قاعدہ تھا کہ زبان ہلاتے ہی کام ہو جاتے ہیں اور [illegible]

---

۱ پہلو بدل کر گویا سنا ہی نہ تھا۔ ۲ جس کی اصل ہو۔ ۳ ڈھال ۔ آڑ ۔ ۴ ہتھیار ۔ ۵ بڑا ہتھیار جو چلتا ہوا ہو ۔ ۶ بُری لت والا بہانے خوب ڈھونڈ لیتا ہے ۔ ٹال کر ۔ ۱۲

میں بڑا فرق ہے۔ مثلاً ہم پوچھیں کہ ناک کہاں ہے تو سیدھے[1] بھاؤ بتا دیا
چاؤ چھٹی ہوئی یہ نہیں کہ گردن کے پیچھے سے ہاتھ کو چکر[2] دے کر
سامنے لا کر کہا کہ یہ ناک ہے۔ دونوں باتوں میں بڑا ہیر پھیر اور
فرق ہے۔ امور خانہ داری میں صدہا قسم کی باتیں ہیں گھر کا دھندا
ہی جو کہلایا ممکن نہیں کہ تم کو ساری باتیں بتلائی جا سکیں عقل سلیم
خود اس کی تعلیم کرتی ہے۔ کسی کے سکھلانے سے سمجھ میں نہیں آتیں
تا وقتیکہ فکر پیدا اور دلی شوق نہ ہو سو عورتوں کو شوہر کے جھگڑے
اپنے غیرے[3] کی بدی اور برائی۔ فضول بکواس۔ بے سود[4]
و لاطائل[5] کٹھ حجتی[6] سے کب فرصت ہے جو ادھر توجہ کریں ہاں مگر
وہ جن کو خدا نیک توفیق اور ہدایت دے۔ نقل ہے کہ ایک
شہزادہ بڑا کودن[7] تھا۔ بادشاہ نے چاہا کہ تعلیم دے دلا کر اس
کی عقل درست کی جائے۔ مشیران سلطنت[8] کی رائے ہوئی
کہ علم نجوم پڑھایا جائے جس سے عقل میں جودت[9] اور طبیعت میں
جولانی[10] پیدا ہوتی ہے۔ غرض وہ نجوم پڑھنے لگے۔ بڑے بڑے
منجم اور مہندس[11] اُن کی تعلیم پر مامور ہوئے۔ چند سال میں
اُن کے درس[12] کی تکمیل ہو گئی بادشاہ کی حضور میں معروضہ[13] پیش ہوا

---

۱ صاف طور پر سیدھی طرح۔ ۲ چکر۔ ۳ اوروں کی۔ ۴ بے فائدہ۔ ۵ نے کا
فضول۔ ۶ بحث۔ ۷ ردّ و قدح۔ ۸ بے وقوف۔ ۹ سلطنت کے صلاح کار
۹ چالاکی۔ ۱۰ تیزی۔ ۱۱ ریاضی داں۔ ۱۲ پڑھنے۔ کورس۔ ۱۳ گزارش۔ ۱۲

بادشاہ نے خوشی خوشی بارِیابی[۱] کا موقع دیا۔ بادشاہ نے دیکھا تو یوں بات چیت میں چوکنچال[۲] تھا۔ کہا لاؤ کچھ پوچھوں دیکھوں کتنے پانی میں ہے۔ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر مٹھی میں چھپالی اور کہا بتلاؤ کیا ہے۔ انھوں نے جھٹ زائچہ[۳] کھینچ عملِ حسابی کی رو سے دریافت کیا کہ کوئی مدوّر[۴] چیز ہے بیچ میں سے خالی۔ بس یہاں تک علم کی رسائی تھی آگے عقل کی رہنمائی۔ اس عقل کے دشمن نے پھٹ سے کہہ دیا چکّی کا پاٹ ہے۔ ع

برّیں[۵] عقل و دانش بباید گریست۔ مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ[۶] دنیا بھر کی کوئی تعلیم دماغ میں روح نہیں ڈال سکتی۔ گنٹھل[۷] سمجھ کو تیز فہم اور مُدرِک بنا سکتی ہے۔ اسی واسطے کہا ہے یک[۸] من علم را دہ من عقل باید۔ سب جانتے ہیں کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں کیوں کہ پہاڑوں میں رٹا ہے کہ "دو دونی چار" مگر یہ نہیں بتلا سکتے کہ تین اور ایک یا ایک اور تین کے ہوئے تو ایسی اوندھی سمجھ کا تو کوئی علاج نہیں۔ پس جو کام کرو سوچ سمجھ کر کرو۔

قوتِ[۹] انتقالِ ذہنی۔ بات میں بات پیدا کرنا۔ سمجھ بوجھ کا کام ہے۔ سر[۱۰]دست تم کو امورِ خانہ داری کے متعلق صرف دو باتیں اور

---

۱ پیش ہونے۔ ۲ ہوشیار۔ چھیر تیلا۔ ۳ جنم پتری۔ رمل کی شکلیں جو رمّال قرعہ ڈال کر کھینچتے ہیں۔ ۴ گول۔ ۵ ایسی عقل پر رونا چاہیئے۔ ۶ موٹی بھدی۔ ۷ دریافت کرنے والی نتیجہ نکالنے والی ۸ ایک من علم کے لیئے دس من عقل درکار ہے۔ ۹ خراب۔ ۱۰ بات میں بات پیدا کرنا۔ ۱۱ بالفعل۔ لگتے ہاتھ۔ ۱۲

بتلانی چاہتا ہوں جو نہایت توجہ کے قابل ہیں ایک لباس
دوسرے زیور۔ عربی کی مثل مشہور ہے اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ
(آدمی کی رونق لباس سے ہے) لباس نہ ہو تو انسان محض
گوشت کا لوتھڑا ہیں ڈھنگ کا لباس پہننا اور اپنے آپ کو
ٹھیک ٹھاک اور درست حالت میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ مردوں
کے لیے بناؤ سنگھار کی بالکل ضرورت نہیں مگر عورتوں کے لیے
یہ اُن کی زندگی کا جزوِ اعظم ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ کی ایک
نقل مشہور ہے کہ کسی مجلس میں جا پہنچے مگر تھے ردّی حال
میں لوگوں نے فقیر سمجھ دھکّے دے کر نکال دیا۔ پھر آپ ایک
شاندار لباس میں تشریف لے گئے۔ دیکھتے ہی آپ کو
لوگوں نے بڑے تپاک سے لیا۔ آئیے آئیے تشریف لائیے
اور صدر مقام پر بٹھلایا۔ جب کھانا سامنے آیا تو سب سے پہلے
آپ ہی کے ہاتھ دھلائے۔ شیخ صاحب سے نہ رہا گیا۔ آپ نے
جبّہ وغیرہ اُتارنا شروع کیا۔ لوگ متعجب ہوئے کہ بھری مجلس میں
یہ کیا حرکت ہے۔ پوچھا۔ آپ نے فرمایا بھائی! کھانا تم مجھ کو
تھوڑی کھلاتے ہو بلکہ اس لباس کو۔ ورنہ میں وہی شخص
ہوں جسے تم نے نکال دیا یا اب مجھے سرآنکھوں پر بٹھایا لہٰذا
مجھ غریب کو کیا کھلاتے ہو۔ کھانے کا مستحق دراصل یہ جبّہ ہے جس کی

ڈھیر تھا۔ بڑے سے۔ دال کو تشدید سے بولنا غلط ہے پُرتکلف ۔ ۱۲

بدولت مجھے محفل میں بار ملا۔ یوں بھی خوش لباسی خوش مذاقی
سلیقے اور نفاست کی دلیل ہے۔ یہی سنوری گڑیا بھی تو اچھی معلوم
دیتی چہ جائیکہ انسان جسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے
بنایا ہو اور جو اشرف المخلوقات اور خلیفۃ اللہ ہو۔ لباس میں بھی
دو باتوں کا لحاظ ضرور ہے ایک پردہ پوشی دوسرے نفاست
لباس کی اصلی غرض جسم انسانی کو موسمی اثرات سے بچانا ہے
چنانچہ نیچر نے خود اس کا لحاظ رکھا ہے قطبین میں سردی بلا کی ہے
وہاں کے ریچھ کی پشم بہت بڑی اور گھنی ہوتی ہے اسی طرح کشمیر
کے دنبے اور بکرے تاکہ سردی کی تاب لا سکیں اور برف سے بچ سکیں
پس جس لباس سے یہ مقصد حاصل نہ ہو وہ لباس کی تعریف
میں داخل نہیں وہ نرا لفافہ ہی لفافہ اور ڈھونگ ہے۔ اسی لیے
جھر جھرا لباس جس میں بدن جھلکے ستر پوش نہیں ہو سکتا اور ڈیسینسی
Decency کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے شرع
میں ممنوع ہے۔ کپڑا ایسا پہنو جس میں سے بدن نمایاں نہ ہو علیٰ ہذا
پیٹ یا بازوؤں کا کوئی حصہ دکھلا رکھنا یا تنگ موری کا پاجامہ
ایسا منڈھا ہوا پہننا کہ بدن کا حصہ اسفل نمایاں ہو نہایت معیوب
ہے۔ پاجامہ اگر تنگ موری کا ہو تو اوپر سے کشادہ ہو۔ موریاں

---

۱ اون۔ بال۔ ۲ تعریف۔ ۳ نظر آئے۔ ۴ پردہ دار۔ ۵ ڈھانکنے والا۔ ظاہر۔
دکھلائی دینا۔ ۶ اسی طرح۔ ۷ نیچے کا حصہ۔ دھڑ۔ ۸ ڈھیلا۔ ۱۲

جن کو عورتیں نہ صرف تنگ بناتی ہیں بلکہ بڑی کھینچم[1] تانی اور کاوزوری سے چڑھتی ہیں اور اس پر بھی اکتفا نہیں اوپر سے تانکی بھی جاتی ہیں بڑی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔ ڈھیلا بڑے پائینچوں کا پاجامہ غرارے دار جس میں تھان کے تھان کھپ جائیں اور اُس کا پیٹ نہ بھرے۔ جس کے پائینچوں کا اُٹھانا اور اُس کی سنبھال ایک مصیبت ہے۔ خدا خدا کر کے اب چھوٹا ہے۔ اس کی جگہ ڈھیلے پائینچوں کا اُٹھا ہوا پاجامہ جو میموں کے سائے سے ملتا جلتا ہے علاوہ ستر پوش ہونے کے خوش قطع بھی ہے۔ لہنگا اہل ہنود سے مخصوص ہے۔ مدراس میں مسلمان عورتیں بھی پہنتی ہیں بگرد لی اور لکھنؤ میں اس کا رواج نہیں۔ ساڑی بھی اچھی چیز ہے بشرطیکہ اس کے اندر ایک گھٹنا (پیٹی کوٹ) ہو۔ محرم کرتی یا انگیا کرتی چھوٹے کپڑے کہلاتے ہیں۔ بہت اچھا ہوا کہ کرتی کو عورتوں نے پھرتی[2] سے چلتا کیا[3] نہایت بے شرمی کا لباس تھا جس میں آدھا پیٹ اور سارے بازو کھلے رہتے تھے۔ بہت مناسب ہوا کہ اس کا مُنہ کالا ہوا۔ رہی انگیا وہ گویا انگریزی کارسِٹ ہے اچھی چیز ہے۔ کرتی کی جگہ اب کرتے نے لی ہے لیکن اُس کی لمبان عذاب جان ہے۔ بڑھتے بڑھتے گھٹنوں اور ٹخنوں کے بیچ تک جا پونہچا ہے۔ اس کی موزوں لمبان گھٹنے سے ذرا نیچے

[1] کشا کشی۔ [2] جلدی۔ [3] رخصت کیا۔ چھوڑ دیا۔ [4] ولایتی کمالی دار انگیا۔

[4] اب میموں نے بھی ٹلکٹ دار انگیا پہننی شروع کردی ہے۔ ۱۲

تک ہی آ گئے فضول۔ ع جو خال[1] بڑھا حد سے وہ آخر مسا ہوا۔
لمبے کرتے یا جھنوں کو موزوں ہیں یا کنجریوں کو۔ ساڑھی پر بلیٹوں[2] میں
کا رواج بھی ہو گیا ہے۔ کرتے پر صدری یا جاکٹ دونوں اچھی
چیزیں ہیں۔ دوپٹے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور ایسا مطبوع[3]
ہوا ہے کہ سیموں نے بھی اُسے سر چڑھا لیا ہے۔ کپڑا گٹھریوں میں
باندھنے کے لیئے ضرورت سے زیادہ بنانا داخل اسراف ہے
کہ جس طرح پہننے میں کپڑا ملا دلا جاتا ہے اُسی طرح رکھے رکھے گل جاتا ہے
اُس کے پہننے سے بہلا دل تو خوش ہوا اور یہ مفت میں گیا حسب[4]
استطاعت دو چار بھاری بھرکم جوڑے کہیں آنے جانے کے
لیئے بنا لینا کافی ہے۔ اب لپوا[5] مسالے کے کپڑے ناپسند کیئے جاتے ہیں
اب سادگی اور نزاکت ہی سلیقہ سمجھا جاتا ہے۔ دوپٹوں میں
ہلکا ٹھپہ اور اُس کے آگے کسی قسم کا نازک اور خوش رنگ
فیتہ یا بیبی کی بانکڑی ٹانکنا کافی ہے۔ توئی۔ چوڑے ٹھپے کرن
گوکھرو دھنک تھی جان جمپا پچکا انچل سب چل بسے اب یہ صرف
دلہنوں کے چوتھی کے جوڑے میں کام آتے ہیں۔ کامدانی
بھی ایک کار آمد اور صوفیانی چیز ہے جس پر شوب[6] بھی پڑ سکتا ہے
لباس میں موسم کا لحاظ بہت ضرور ہے۔ جاڑے کے گرم کپڑے
گلابی جاڑے کے نہ بہت گرم نہ ٹھنڈے۔ گرمیوں کے ہلکے پھلکے

[1] تل۔ [2] ڈھیلی کرتی۔ [3] پسند۔ [4] حیثیت کے موافق۔ [5] کثرت سے مسالا لگانا کہ جگہ خالی نہ رہے۔ [6] دھل سکے۔ ۱۲

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔ جدا جدا چاہئیں جو اپنے
وقت پر بہار دیتے ہیں ۔ اسی طرح رنگ کا معاملہ بھی ہے ۔
نوجوان لڑکیاں شوخ اور نظر میں کھبنے والے رنگ پہنتی ہیں
اور جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہو ان میں متانت کے ساتھ ساتھ
ثقاہت آتی جاتی ہے ۔ ایسا جوڑا جو نوجوان لڑکی پر کھلتا ہو وہی
جوڑا ادھیڑ عمر کی عورت کو بدزیب بلکہ مسخرا معلوم دیتا ہے ۔ پھر
رنگوں کا انتخاب خوش مذاقی کی دلیل ہے کہ فلاں رنگ کے
پاجامے پر فلاں رنگ کا دوپٹہ سجتا ہے اور کرتہ اس رنگ کا
موزوں ہے ۔ یہ ایک ایسا فطرتی مذاق اور خیالات طبع ہے کہ اسکا
تصفیہ کچھ عورتیں ہی خوب کر سکتی ہیں ۔ بے جوڑ کپڑے پہننا
بدمذاقی اور پھوہڑپنے کی کھلی نقلیہ ہے ۔ مثل مشہور ہے کہ کھانا
کھائے من بھاتا اور کپڑا پہنے جگ بھاتا ۔ کھانا پیٹ میں
جاتا ہے ۔ کپڑا اُس پر ہر کسی نظر پڑتی ہے ۔ تم نے سنا ہوگا ۔
ہر ملکے و ہر رسمے ۔ لباس بھی ہر ہر ملک کی ضرورت کے موافق
موضوع ہوا ہے ۔ جس میں لباس پہننے والوں کے ملک کی
آب و ہوا ۔ اُن کی طرزِ معاشرت اُن کے عادات و اطوار اُن
کی نشست و برخاست سب ہی باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے ۔

---

[1] ہر پھول کی بو جدا ہوتی ہے یعنی ہر چیز کی بہار الگ ہوتی ہے [2] مسخرا ہنسانے والے
[3] نہایت برا ۔ زیبا ہوتا ہے ۔ [4] زینت ۔ [5] مثال ۔ [6] ہر ملک کا رسم و رواج جدا جدا ہے ۱۲

ہماری عورتوں کے لیئے یورپ کے لباس کی کورانہ تقلید ایسی ہے جیسے کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا - لوگوں کا خیال ہے کہ انگریز ہم کو اپنے لباس میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں یہ خیال تجربے سے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے - اپنے قومی لباس کو چھوڑ کر نقالی[1] اختیار کرنا یا بہروپیہ بن کر دوسروں کی نقل اُتارنا چھچھورپن کے علاوہ اُن کا منہ چڑانا[2] ہے - ہر شخص اپنے قومی لباس میں بھلا لگتا ہے - اگر کسی ہندوستانی عورت نے بڑی بلند پروازی کی اور ایک گوون یا بلوس پہن لیا تو پھر کیا ہے ایسی بابا یا میم صاحب بن گئیں - توبہ توبہ ع وہی کھرپا وہی جالی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے - کجا راجہ بھوج کجا ننوا تیلی - ایاز[3] قدر خود بشناس[4] - بہت ہوگا تو کوئی گرانی یا نرس[5] سمجھ بیٹھے گا سبحان اللہ! کیا قدر ہوئی بیگم سے گرانی بنیں - کیا یہ کچھ ترقی ہوئی اور لوگ اُنگلیاں اُٹھائیں گے اور پھبتیاں سنی جائیں گی سو دھری جائیں گی نہ اُٹھائی جائیں گی - تمھارا نہیں مگر ہمارا کلیجہ چھد جائے گا -

پوڈر لگا کے بن گئے گل رو ہزار میں ‏ ‏ ‏ ‏ سودا حسن کا بکنے لگا ہے بزار میں

محفل میں چین سے ہیں ہر اک دل پسند کے ‏ ‏ ‏ ‏ مشغول ہیں وہ ترچھی نگاہیں شکار میں

---

۱ خفیف الحرکاتی - ۲ بُری طرح نقل کرنا - ۳ ایاز سلطان محمود غزنوی کا غلام تھا - ۴ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو بھول نہ جائے اور اپنی حد سے باہر قدم نہ دھرے - ۵ (انگریزی) دایہ یا وہ عورت جو تیمارداری کرے - ۱۲

صد شکر آج زخم جگر کو ملا نمک — کس کا خیال آیا دلِ داغ دار میں

اب ایک مرحلہ زیور کا رہا۔ جس میں نئے اور پرانے فیشن کے دل دادہ[۱] دونوں برسرِ خطا[۲] ہیں۔ اول الذکر[۳] زیور پہننے کے بالکل خلاف ہیں آخر الذکر[۴] کہتے ہیں کہ عورتیں سر سے پاؤں تک زیور میں لدی پھندی اور گوندنی کی طرح پھلی رہیں۔ قول فیصل اور مناسب طریقہ خیر الامور اوسطہا[۵] ہے۔ زیور سے تنفر[۶] کا اظہار دراصل مردوں کا چھوڑا ہوا شوشہ ہے ورنہ عورتوں کو زیور میں منڈھ دو جب بھی وہ بس نہ کریں۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے بہو زیور پہننے میں بڑی ترقی کی ہے۔ کانوں میں بندے تو خیر تھے ہی انگوٹھیاں اور گلے میں نکلس[۷] پنڈنٹ[۸] بروچ[۹]۔ ہاتھوں میں چوڑیاں۔ سر پہ جھومر کی ٹیرا[۱۰]۔ کوئین الگزینڈرا[۱۱] اور ملکہ[۱۲] معظمہ میری دونوں ساس بہوؤں کو دیکھو وہ بڑھیا یہ ادھیڑ دونوں کا سارا اگلا موتیوں کے پیچھے سے ٹھسا ٹھس[۱۳] بھرا پڑا ہے۔ انگریزوں کے مقلد[۱۴] اب کیا کہیں گے اور ان کے لیے اس سے بڑھ کر سند کیا درکار ہے۔ میموں نے کان چھدوا لیئے

---

[۱] شوقین۔ فریفتہ [۲] غلطی پر [۳] جس کا ذکر پہلے آیا [۴] جس کا ذکر آخیر میں آیا [۵] میانہ روی سب سے بہتر طریقہ ہے۔ [۶] نفرت۔ [۷] ہار یا گلوبند۔ [۸] آویزہ جگنی کی طرح کا۔ [۹] جگنی کی طرح کا زیور۔ [۱۰] سرپیچ۔ [۱۱] کوئین وکٹوریا کی بہو اور ایڈورڈ ہفتم کی ملکہ اور جارج پنجم ہمارے بادشاہ حال کی والدہ ماجدہ جن کی عمر اس وقت (۷۶) سال کی ہے۔ [۱۲] جارج پنجم کی ملکہ کی عمر (۵۳) سال [۱۳] بھرپور [۱۴] پیروی کرنے والے۔ ۱۲

تو کسی نے اُف تک نہ کی۔ ہماری عورتوں کے کان چھدنے سے ہمارا کلیجہ چھد جاتا ہے۔ کانوں کے چھدوانے پر یہ ریمارک ہوتا ہے کہ عورتیں پہلے لونڈیاں باندیاں تھیں ناک کان چھدوانا اسی زمانے کی رسم ہے جو آج تک چلی جاتی ہے لیکن کیا کسی کی مجال ہے کہ شہزادیوں اور ملکہ کے کان چھدے ہوئے دیکھ کر یہ معترض حلقہ بگوش[1] ہو کر اپنا کان نہ پکڑ لیں اور چاہِ زنخداں[2] میں شرم سے ڈوب نہ مریں جب کان چھدوانا غلامی نہیں تو ناک چھدوانا غلامی کیوں سمجھا جائے اور اونٹ کی نکیل کہا جائے۔ شتر نے مہار[3] سے تو یہ نکیل ہی اچھی۔ اور یہ نکیل ہے تو گلے کا سارا زیور طوق اور پھانسی اور پاؤں کے زیور بیڑیاں ہوا ہی چاہیں۔ آج اگر کوئی میم ناک چھدوا لے تو پھر دیکھیں کہ کون کان ہلاتا ہے اور یہ کان چھدوانا معترض صاحبان کو کیسے ناک چنے چبوا دے اور ناک خیر سے تو کیا کٹے گی مگر اُچٹتا ہوا سا چرکہ[4] تو ضرور لگ ہی جائے گا اور عجب نہیں کہ میموں کی دیکھا دیکھی یہ خود بھی ناک چھدوانے پر شرما شرمی آمادہ ہو جائیں۔ مانا کہ نتھ نہ پہنیں مگر بلاق لٹکانے کا کیا مضائقہ ہے!

قطعہ

سبزہ ہو کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش ٭ اور کوئی بھی مخل[5] نہ ہو باعث حجاب کا

---

۱ مطیع۔ فرماں بردار۔ ۲ ٹھوڑی میں جو گڑھا ہوتا ہے۔ ۳ وہ اونٹ جس کی ناک نہ چھدی ہو وہ قابو میں نہیں آتا۔ ۴ اوپری زخم جو گہرا نہ ہو۔ خفیف سا زخم۔ ۵ خلل ڈالنے والا۔ پردے۔ ۱۲

گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ جب چلے | کر دے تمھیں فریفتہ ماءالشباب کا
مست ہو کے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیجئے | گر پی نہ جائے جلد پیالہ شراب کا
اُس وقت ہم سلا کریں قبلہ آپ کو | گر آپ خوف کیجیے روزِ حساب کا
اور امتحاں بغیر تو یہ آپ کا غلام | قائل نہیں ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

اب ہمارے یہاں بھی کانوں کے چھلنی کرنے کا رواج کم ہو رہا ہے
گھٹتے گھٹتے کان کی لوک اور ایک بینڈ چھدوانے پر بس کر دیتے
ہیں۔ وہ زمانہ گیا کہ کان بالی پتوں کے بوجھ سے لہولہان ہو جاتے
تھے پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔ ناک چھدوانا
ابھی برقرار ہے کہ سہاگ کا نشان ہے۔ ناک نہ چھدے تو نتھ کہاں پہنی جائے
جو دلہن پہننے کا تمغہ ہے۔ نتھ بس گنتی کے دو چار ہی دن پہنی جاتی ہے
پھر نہیں مگر دیہات میں کئی کئی بچوں کی مائیں نتھ اور نتھ کے ساتھ بلاق
بھی پہنتی ہیں دکن میں ناک سنے جا رہی بڑی مصیبت میں گرفتار
ہے ایک طرف نتھ اور دوسری طرف کیل اور بیچ میں بلاق۔
خدا کی طرف کے دو چھید اور ہماری طرف سے تین اور۔ دلی
کی عورتیں صرف کیل یا چھوٹی سی لونگ پہنتی ہیں کیل تو خیر کسی کو
زیب دیتی ہے اور کسی کو نہیں مگر لونگ تو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے
عین دن پہر کے چاند کی چودھویں رات کی ٹکلیا کے پاس ایک جگمگاتا ہوا

اُس شعر کا دوسرا مصرعہ چوں کہ ذرا فحش تھا میں نے بدل دیا۔ جوانی کا پانی
رونق۔ جسے عورتیں خدا کا نور کہتی ہیں۔ بڑھتے اور جوان۔ ۱۲

چھوٹا سا تارہ لیکن اب انگریزی تعلیم نے یہ اثر ڈالا ہے کہ لڑکیاں ناک چھدوانے سے بھاگتی ہیں اور جب تک بڑی بوڑھیاں اُن کے سر نہ ہوں نہیں چھدواتیں - ناک چھدوانے سے ایسی ناک بھوں چڑھاتی ہیں کہ کچھ کہی نہیں جاتی - یورپ جو تہذیب کا دعوی دار ہے وہاں گودنے کا آج تک بھی اس قدر رواج ہے کہ عورتیں تو عورتیں مرد بھی رنگ برنگ کے نقش و نگار پھول پتے تصویریں نام اور کیا اور کیا گدوا گدوا کر پشتِ دست ساعد و بازو کو چھلنی کر لیتے ہیں - ہمارے ہاں سوائے چماریوں اور نیچ قوم کے لوگوں کے کوئی نہیں گدواتا اور وہ بھی برائے نام بلکہ جب کسی کے گودنا ہوتا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ کوئی چماری ہے جو مسلمان ہو گئی - **گوہر جان** نے ایک ریکارڈ میں یہ **کجلی** گائی ہے - **ہ** گوریا ساون کے ماہنوا میں گودوا لے گودنا - سوئیاں چبھیں جب کر کی کلائی بھول گئی ہنسنا رے - گورے گال پر کالا گدنوا - رچھیں تورے ساجنا - لاٹ صاحب کی میم کے دستِ مبارک پر گودنا دیکھ کر مجال ہے کہ کوئی دم مار سکے - یہی معنے ہیں اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ

ناگوارِ خاطر ہونا - کم ذات - کلکتے کی ایک مشہور طوائف کا نام ہے - مرزا پور اور اُس کے نواح میں برسات کی رُت میں ایک خاص قسم کی راگنی گائی جاتی ہے جو کجلی کہلاتی ہے - گوری کو مخاطب کر کے کہتی ہے اے گوری ساون کے

(باقی آیندہ)

کے ۔ اُن کا عیب بھی ہنر ہے اور ہمارا ہنر بھی عیب ۔ ع ۔

ہر عیب کہ سلطاں بہ پسندد ہنر است ؎

ہم اگر بولیں تو کہلائیں سڑی
آپ چپ ہوں تو تغافل ٹھیرے

کوئلیں کوکیں پپیہے بولیں
کان کی بات مری غُل ٹھیرے

تم جسے چاہو چڑھا لو سر پر
ورنہ یوں دوش پہ کاکل ٹھیرے

زیور اس درجے لادنا کہ بوجھ ہو جائے البتہ اصلاح طلب ہے ۔ پازیب اور بھاری بھاری توڑے بیڑیاں ہیں مگر چاندی یا سونے کی چوڑیاں یا پچھیے یا ہلکی سی نازک پازیب جو سبک روی کی سدِ راہ نہ ہو بالکل کافی ہے ۔ زیور کے متعلق مردوں کا ایک بڑا عذر یہ بھی ہے کہ زیور بنوا کر روپیہ کو اینڈ کر دینا ہے ۔ ع برِ شئے نہادن چہ سنگ و چہ زر ۔ اس میں خصوصیت زیور کی کیا ہے ۔ پانچ ہزار کی موٹر اور ہزار ڈیڑھ ہزار کی موٹر سیکل لینا آج کل

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ ۔ مہینے میں گدناگدا لو جب سوئیاں کلائی پر چبھنے لگیں تو (تکلیف کی وجہ سے) ہنسنا بھول گئیں ۔ گورے گورے گالوں پر کالا کالا گودنا بہت بھلا معلوم دیتا ہے جس کو دیکھ کر تیرا شوہر فریفتہ ہو جائے گا ۔ دنیا جہان کا قاعدہ ہے کہ بادشاہ وقت کی روش اختیار کر لیتے ہیں ؎ اگر بادشاہ کسی عیب کو پسند کر لے تو وہی ہنر ہو جاتا ہے ۔ بے پروائی ۔ ان جان ہو جانا ۔ کندھے ۔ زلف ۔ چلنے میں ہلکے پھلکے ۔ روک مزاحم ۔ مانع ۔ شئے کار ۔ رکھ چھوڑ کے لیے سونا اور پتھر دونوں برابر ہیں ۔ ۱۲

فیشن میں داخل ہے۔ آنکھوں سُکھ کلیجے ٹھنڈک۔ بھاری بھاری سوٹ[1]
بنوانا کب لوٹ میں داخل نہیں ہے۔ جو لوگ بنک میں روپیہ جمع کرنے
کے سوا روپئے کے اور سارے مصارف کو بلینک[2] چیک
سمجھتے ہیں اُن سے ہمیں بحث نہیں ورنہ غور سے دیکھو تو روپئے
کو زیور کی شکل میں گتھا[3] دینا ہم خرما[4] و ہم ثواب ہے۔ مال کا مال اور
آرایش کی آرایش ایک پنتھ[5] دو کاج۔ زیور بھی ایک دل فریب
شکل میں معقول سرمایہ ہے۔ مالِ[6] عرب پیشِ عرب۔ کسی نہ کسی وقت
بے[7] کھٹکے کام آسکتا ہے۔ اگر زیور کا صیغہ بند کر دیا جائے تو بے چاری
عورتیں یوں بھی ماری پڑیں۔ مرتے کو ماریں شاہ مدار۔ اس میں
اُن کی صریح حق تلفی ہے۔ مرد کی کمائی میں سے جو کچھ وہ جائز طریقے سے
ذرا بھر اجھاڑ لیتی ہیں وہ بھی گیا۔ چھوٹے بچے جو اپنی خبر گیری کے
قابل نہیں ہوتے اُن کو زیور پہنانا بہت خطرناک بات ہے بہت
بچے اس بناؤ سنگھار کی بھینٹ[8] چڑھ گئے ہیں۔ بچوں کی نگہداشت
خانہ داری کا ایک جزو ہے۔ اُن کی صحت کے ہم ذمہ دار ہیں۔
جو لوگ بچوں کو چیچک کا ٹیکا لگوانے میں پس و پیش کرتے ہیں
وہ دیدہ و دانستہ[9] اُن کو معرض[10] خطر و ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

---

۱ جوڑا - ۲ بن لکھا چیک یعنی بے کار - ۳ پھنسا - اٹکا - ۴ چھُہری اور دو دو - خرمے کا خرما
ثواب کا ثواب - ۵ ایک کوشش میں دو کام ہو جانا یعنی بڑی کامیابی - ۶ اپنا مال اپنے پاس رہنا
اچھا ہے - ۷ بلا دقت و زحمت - ۸ نذر - ۹ جان بوجھ کر - ۱۰ حالت - ۱۲

چیچک ایسی بلائے بے درماں ہے کہ اول تو بچے اس میں ضائع ہو جاتے ہیں اور جو سخت جان لوٹ پوٹ کر اچھے ہو جاتے ہیں تو بھلی چنگی شکل کو عیب لگ جاتا ہے۔ چہرہ بدنما ہونے کے علاوہ کوئی اندھا ہو جاتا ہے تو کوئی کانا یا آنکھ میں پھولا پڑ جاتا ہے یا ٹینٹ نکل آتا ہے گو ٹیکا لگوانا چیچک سے یقینی امن نہیں ہے تاہم خطرہ بہت کم ہو جاتا ہے۔ چیچک کا زور گھٹ جاتا ہے اگر چیچک نکل بھی آئے تو وہ زور نہیں پکڑتی اور اپنے خطرناک اثرات نہیں چھوڑتی چھ مہینے کے بچے کو ضرور ٹیکا لگوا دینا چاہیئے اور ہر پانچ سال کو اس کی تجدید ہوتی رہے تو کیا کہنا۔ اسی طرح طاعون کا ٹیکا بس ایک ہی تدبیر موت سے بچنے کی ہے۔ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ طاعون کے جراثیم چوہوں سے پھیلتے ہیں لہذا چوہوں کے مارنے کا خاص طور پر اہتمام کرنا چاہیئے۔ چوہے بڑے سیانے ہوتے ہیں چوہے دان میں نہیں آتے اور ان کی پود اس کثرت سے بڑھتی ہے کہ سال بھر میں ایک چوہے کے جوڑے سے آٹھ سو پر نوبت پہنچتی ہے۔ رف آن ریٹس ایک عمدہ سفوف ہے مگر اس میں دو خرابیاں ہیں

تکلیف اٹھا کر بڑی خرابی سے۔ اچھی خاصی۔ بدشکل۔ آنکھ کا ڈھیلا ابھر آنا۔ گٹھلی سی پڑ جانا۔ جائے امن۔ پناہ۔ کم۔ پھر سے لگواؤ۔ زہریلے کیڑے۔ ہوشیار۔ نسل۔ ایک انگریزی دوا کا نام ہے لفظی معنے چوہوں کی جان کا وبال۔ ۱۲

ایک تو چوہوں کے مرنے سے گھر سڑ جاتا ہے دوسرے بچوں کے گھروں میں اس کا ڈالنا بہت خطرناک ہے۔ سب سے بہتر تدبیر اس سے بلا کو خلاصی کی بلی پالنا ہے۔ طاعون کے شیوع کے زمانے میں صفائی اور جابجا فنیل ڈلوانا۔ کول ٹار اور گندھک جلانا بھی مفید ہے۔ غرض مکان اور گردونواح کی صفائی اور اسے ڈس انفکٹ کرانا امراض وبائی کے لیئے ازبس ضرور ہے۔ صفائی کا خیال نہ رکھنا گویا مرض کو گھر میں بلانا ہے۔ جو لوگ صاف ستھرے رہتے ہیں ان کو بیماری کم ستاتی ہے اور دوسروں کی نظروں میں بھی وہ بھلے معلوم دیتے ہیں۔ میلے کچیلے آدمی اکثر بیمار رہتے ہیں اور لوگ ان سے گھن کھاتے اور اُن کی صحبت سے دور بھاگتے ہیں۔ ہر آدمی کا فرض ہے کہ وہ اپنے بدن اور گھر کو صاف رکھے کیوں کہ ایسا نہ کرنے سے صرف یہی نہیں کہ وہ خود بیمار پڑے بلکہ اُس کی بے پروائی اور غلیظ پن سے حق ہمسائے بھی معرض خطر میں رہتے ہیں۔ گھر میں کسی ایک آدمی کے صاف رہنے سے کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوتا جب تک کہ گھر کے سارے لوگ صاف نہ رہیں مکان ایسا

چھٹکارا۔ نجات۔ بچاؤ۔ پھیلنے۔ وبائی امراض متعدی ہوتے ہیں یعنی ایک دوسرے کو اڑ کر لگتے ہیں۔ زہریلے کیڑوں کے مارنے کی دوائیں چھڑک کر گھر کو پاک صاف کرنے کو ڈس انفکٹ کرانا کہتے ہیں۔ نفرت کرتے۔ گندا پن۔ میلے کچیلے حاصل پیدا

ہونا چاہیئے جس میں ہوا کا اچھی طرح گزر ہو اور سِیل[1] نہ ہو۔ مکان میں یا اُس کے قُرب[2] و جوار میں کوڑا کرکٹ جمع رہنے سے ہوا خراب ہوتی ہے۔ اپنے مکان کے بعد ہر شخص کو اپنے محلے کی صفائی کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ اگر محلے میں جگہ جگہ کوڑوں کے انبار[3] لگے ہوئے ہوں اور وہیں سڑتے ہوں تو دیکھنے والوں کو بھی بُرا لگتا ہے اور محلے میں بیماری پھیل جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ محلے کی صفائی ایک آدمی کے بس کا کام نہیں سب کو مل کر اس کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں **میونسپلٹیاں** قائم ہیں اور صفائی کا اچھی طرح انتظام کرتی ہیں۔ گھر میں ضروری دوائیں ضرور رکھنی چاہئیں خواہ وہ انگریزی ہوں یا یونانی۔ چھوٹے موٹے علاج سے تم کو خود واقف ہونا چاہیئے۔ ذرا ذرا سی بات کے لیئے ڈاکٹر یا حکیم کے پاس دوڑے جانا بے سود ہے۔ انگریزی میں سب سے بہتر کتاب ڈاکٹری کی **مُوَرز فیملی مڈیسن** ہے جو بہت سلیس اور آسان اور عام فہم طریقے پر اناڑیوں کے لیئے لکھی گئی ہے۔ لاہور کے حکیم غلام جیلانی صاحب کی لکھی ہوئی **مخزنِ حکمت** بھی اردو میں ایک عمدہ کتاب ہے جس میں ڈاکٹری

---

[1] نمی ... [2] آس پاس۔ [3] ڈھیر۔ [4] یہ کتاب گورنمنٹ نے دس ہزار روپیئے انعام دے کر لکھوائی ہے۔ جو لوگ باقاعدہ ڈاکٹر نہیں ہیں یا جہاں ڈاکٹر میسر نہ ہو

(باقی آیندہ)

اور یونانی دونوں علاج ہیں۔ ان کتابوں سے معمولی علاج کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

چوتھا باب ۔ نصیحت فرجام نامہ پیام

جواب نامہ لیا لایا تن بے جاں میں جاں آئی
گیا یاں سے کبوتر واں سے آیا مرغ جاں ہو کر

رسم الخط

جدید رسم الخط کے قواعد کی پابندی اس زمانے میں بہت ضروری ہے۔ پہلے اس بارے میں کوئی قاعدے نہ تھے چھوٹی ی کی جگہ بڑی ے اور بڑی کی جگہ چھوٹی بے کھٹکے لکھی جاتی تھی اور اب تک بھی پرانی روش کے لوگ اس کی پابندی نہیں کرتے۔ اسی طرح دو لفظوں کو جو بالکل جدا ہوں ملا کر لکھنا بھی جائز تھا مثلاً کیونکہ

بقیہ نوٹ صفحہ گزشتہ۔ وہاں اس کتاب سے بڑا کام نکلتا ہے۔ اس طرح سہل و عام فہم طریقے پر مرض کی تشخیص اور ضروری علاج بتلائے ہیں کہ معمولی سمجھ والا بھی اپنا کام نکال سکتا ہے۔ غلام جیلانی صاحب کی کتاب بھی اسی طرز کی ہے اور جو انگریزی نہیں جانتے اُن کے لیئے اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس میں انگریزی علاج کے سوا یونانی علاج بھی ہے اور پھر عبارت بہت سلیس اور واضح کہ بلا دقت ہر شخص کی سمجھ میں آ جائے۔

مہد لعلی - ضلعمیرٹھ - کیواسطے - اُسنے - اسلیئے - جببیر - وغیرہ وغیرہ
یہ بدرسمی طلبا کی عادت میں سرایت کر جاتی ہے جو بدمذاقی کی دلیل ہے
اب اس طرح دو لفظوں کو ملاکر لکھنا بہت بدنما سمجھا جاتا ہے - محتاط
لوگ بلکہ کو بھی **بل کہ** - علیحدہ کو **علی حدہ** - انشا اللہ کو
ان شار اللہ لکھتے ہیں اور یہی مناسب اور صحیح طریقہ ہے -
بعض الفاظ ہم شکل ہیں مگر تلفظ کے اعتبار سے اُس کے معنے
بدل جاتے ہیں مثلاً کُل - کَل - گُل - گِل - بَلی - بِلی - گُن - گَن
ایسے ہم شکل اور مختلف المعنی الفاظ پر ہمیشہ اعراب یعنی زیر
زبر پیش جیسی صورت ہو لگانا چاہیئے - **بکری** سے کچھ سمجھ میں
نہیں آتا کہ **بَکری** بکرے کی مادہ ہے یا **بِکری** شئے فروختنی مراد ہے
گو سیاق عبارت سے یہ مشکل آسان ہو سکتی ہے مگر بہتر اور
آسان طریقہ یہی ہے کہ ایسے مشتبہ الفاظ پر اعراب لگا دیا جائے -
مشدد وہ حرف ہے جو دو دفعہ پڑھا جائے جیسے **تکّڑ بھکّڑ**
وغیرہ یہاں **ک** کی آواز دُہری نکلتی ہے ایسے حروف پر
اس شکل کی تشدید (ّ) بنا دینے سے پڑھنے میں آسانی ہوتی
ہے - اردو میں قاعدہ اعراب بالحروف کا نہیں ہے جو لوگ بجائے
اُس لکھنے کے **اوس** لکھتے ہیں تو اُن کو اِس کی جگہ **اِیس**

اثر جانا - داخل ہونا - احتیاط کرنے والے - جن کے معنی الگ الگ
ہوں - شبہ کی طرز - جن میں شبہ ہو - ۱۲

بھی لکھنا چاہیئے۔ اب اس زمانے میں اُس پر پیش دیا جاتا ہے
اور اس خالی بلا زیر کے لکھا جاتا ہے۔ ی۔ دو قسم کی ہوتی ہے
چھوٹی یا یائے معروف یوں ی لکھی جاتی ہے جیسے بلّی۔ روٹی
بوٹی۔ لمبی یا بڑی یا یائے مجہول یوں ے لکھی جاتی ہے
جیسے تیتلے کپڑے۔ آئے گئے۔ ایک تیسری قسم کی ی
بھی ہے جس کے پہلے زبر ہوتا ہے اور پھیلا ہوا تلفظ ہوتا ہے وہ اس طرح ی
آدھی لکھی جاتی ہے جیسے ہَے۔ گَئی۔ بَیٹھ۔ لَے وغیرہ۔ دراصل چھوٹی
اور بڑی دونوں قسم کی ی کے نیچے دو نقطے ہیں مگر خوش نویسوں
نے انھیں حذف کر دیا ہے یعنی نقطے نہیں لگاتے اور جو نقطے
لگا دے مثلاً آدمي آئے تو رسم الخط کے خلاف سمجھا جاتا ہے
اکثر کم سواد عورتیں کاف بیانیہ کہ اور کاف اضافتی کے
میں تمیز نہیں کرتیں۔ جانے رہو کہ جب کسی بات کا بیان ہوگا
تو کہ آئے گا جیسے "اُماں جان نے کہا تھا کہ تم جلدی آنا"۔
یہاں اماں جان کا بیان لکھا جاتا ہے کہ اُنھوں نے یہ کہا تھا
کہ کل جلدی آنا۔ چوں کہ اماں جان کے قول کی نقل کی گئی
ہے لہذا اس موقع پر کہ چاہیئے نہ کہ کے اور برخلاف اس کے
"اماں کے کپڑوں کا جوڑا" یہاں کہ لکھنا غلط ہے کیوں کہ
"اماں" اور "کپڑوں کا جوڑا" دو باتیں الگ الگ ہیں ان دو باتوں

گرا دینا۔ چھوڑ دینا۔ جن کو شوق کم ہو۔ کم استعداد۔ ۱۲

کو کے نے جوڑ دیا ہے اور اسی کو **اضافت** کہتے ہیں یہاں
کہ لکھنا غلط ہے کیوں کہ یہ کسی کا بیان نہیں ہے بلکہ **مضاف**
مضاف الیہ ہے یعنی کپڑے کس کے ابا ں کے - ھ
کو ہائے مخلوط اللفظ کہتے ہیں جس کی آواز حرف ماقبل کے ساتھ
ملی جلی نکلے جیسے **بھائی** کہ اس میں **ب** اور ھ دونوں کی
آواز مل کر نکلتی ہے - ایسی ہ اس طرح ھ لکھی جاتی ہے اور دو چشمی
کہلاتی ہے - اب رہی وہ ہ جس کا حرف اول متحرک ہو وہ سو
کی شکل میں لکھی جاتی ہے جیسے کہانی - سہانی - بہانا - وغیرہ
کتابت میں **نقطے** بہت ضروری چیز ہیں ان سے لفظ صحیح
پڑھا جاتا ہے لیکن بہت کم لوگ اس کی پابندی کرتے ہیں جس کی
وجہ سے پڑھنے میں دقت اور بعض اوقات غلطی بھی ہو جاتی
ہے اور شبہ پڑ جاتا ہے مثلاً **کماب** لکھنے سے کچھ سمجھ میں نہیں آتا
کہ **کتاب** ہے یا **کباب** - **ن** بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ
جس کی آواز کھلی ہوئی ہو مثلاً "آج کون دن ہے" اس کے
پیٹ میں نقطہ دیا جاتا ہے - دوسرا **ں** وہ ہے جس کی آواز ناک
سے نکلتی ہے اور اسی کو **نونِ غنہ** کہتے ہیں اس کے پیٹ میں
نقطہ نہیں دیا جاتا جیسے **ع** وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے +
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں - اور لفظ کے بیچ میں

جو بولنے میں ملا جلا نکلے - پہلے کا حرف - لکھنے - ۱۲

جب نون غنہ آئے تو بعض لوگ اُلٹا جزم بنا دیتے ہیں مثلاً **کھنبا۔**
اونٹ وغیرہ۔ **الف** دو قسم کا ہوتا ہے **مقصور** اور **ممدود۔**
مقصورہ وہ جس کا تلفظ اختصار کے ساتھ ہو جیسے امرود۔ انار
اور ممدودہ وہ جو کھینچ کے بولا جائے جیسے آلو۔ آڑو۔ آم
ممدودہ کے واسطے الف کے اوپر ایک مد اس طرح کا (~)
پہچان کے واسطے بنا دیتے ہیں۔ **ہمزہ** - اگرچہ حروف ابجد
کے شمار میں ہمزہ کو بھی لوگوں نے داخل کر رکھا ہے مگر واقع
میں ہمزہ کوئی مستقل حرف نہیں ہے۔ وہی ایک حرف اگر ساکن
ہو تو الف ہے جیسے کا۔ لا۔ کھا۔ پان۔ جان۔ اور جب متحرک
ہو تو ہمزہ جیسے اگر۔ اُس۔ لیکن ان سب صورتوں میں ہمزہ
اور الف دونوں کی شکل ایک ہی ہے لیکن یوں ہمزہ بہ شکل
الف لکھا جائے تو لکھا جائے مگر اس کی ایک خاص صورت
بھی ہے ء یا ء اور خاص اردو کے لفظ کے بیچ میں الف کے
اور ی کے پہلے آتا ہے مثلاً آؤ۔ کھاؤ۔ رائی۔ کائی۔ بھائی
ایسی صورت میں ہمزہ علیحدہ اوپر لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جو الفاظ
عربی اردو میں مستعمل ہیں اُن میں اکثر فاعل کے صیغے ہیں جیسے

چھوٹا۔ کھنچا ہوا۔ لمبا۔ الف۔ ب وغیرہ سارے حروف ابجد کہلاتے ہیں۔ ابجد سے
مراد حروف منفرد ا ب ج د وغیرہ ہے۔ استعمال کیے جاتے ہیں۔ بولے جاتے ہیں۔
کام کرنے والا مفعول جس پہ کام تمام ہو مثلاً مارنا ایک فعل ہے۔ مارنے والا فاعل اور مار کھانے والا مفعول۔
۱۲

لائق - شائق تو یہ ہمزہ بقاعدہ عربی اصل میں ہی ہے۔ اسی واسطے ہی لکھ کر اوپر ہمزہ بنا دیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو کہ اصل میں ہی اور تلفظ میں ہمزہ ہے۔ یہ تو میں نے تم کو موٹے موٹے قاعدے بتلا دیئے جن کی پابندی مقدم ہے ورنہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ قاعدے درجۂ دوم کے ہیں جن کی پابندی بعض لوگ کرتے ہیں بعض نہیں۔ مثلاً **واوِ معروف اور مجہول** - ان دونوں میں فرق کے لیئے واوِ معروف پر الٹا پیش لگا دیتے ہیں جیسے **دُور - لُوٹ**۔ واوِ مجہول پر کوئی خاص علامت نہیں ہوتی جیسے **مول تول گول** - **واوِ معدولہ** اُسے کہتے ہیں جو بولنے میں نہ آئے جیسے **خود - خوش** - اس قسم کے واؤ کے نیچے ایک چھوٹی سی لکیر اشارے کے طور پر کر دیتے ہیں جیسے **خوِد - خوِش** - وغیرہ - **اوقاف و رموز** - سے پڑھنے میں روانی[1] اور فہم مطلب[2] میں آسانی ہوتی ہے۔ پرانی کتابوں میں شروع سے آخر تک عبارت مسلسل ہونے سے مطلب کے سمجھنے میں بڑی اُلجھن ہوتی ہے۔ جہاں ضمنی جملہ ختم ہوتا ہے وہاں ذرا کی ذرا ٹھیر جانا چاہیئے - جہاں جملہ ختم ہو جائے وہاں زیادہ توقف[3] کرنا چاہیئے - بعض لوگ انگریزی کی تقلید کر کے

---

[1] رُکے بغیر - [2] مطلب کے سمجھنے - [3] بیچ میں کا - درمیانی - ٹھیرنا - تامل کرنا - ۱۲

تھوڑے وقفے کے لیئے اُلٹا کاما (،) اس سے زیادہ کے لیئے سمی کولن (؛) اور اختتامِ جملے پر بجائے فل سٹاپ یعنی خطِّ فاصل (-) جیسے ڈیش بھی کہتے ہیں لگاتے ہیں تاکہ کلام کے ٹکڑے اپنی اپنی جگہ علیحدہ علیحدہ معلوم ہو سکیں۔ مگر اس کی پابندی کا التزام[1] ابھی کثرت سے مروّج نہیں اور وقت طلب دیرطلب بھی ہے۔ اس پنکچو ایشن کے اہتمام سے بہت سی رکاوٹیں اور تاخیر ہوتی ہے اس لیئے علامات کا وغیرہ کا لحاظ چنداں ضرور نہیں البتہ خطِّ فاصل کا ہونا بہت ضرور ہے ورنہ ساری عبارت خلط ملط[2] ہو جائے گی۔ اسی طرح ندا[3]۔ ندبہ[4]۔ قسم۔ تعجب۔ حیرت۔ افسوس۔ تہدید[5] کی علامت یہ ہے (!) جو نوٹ آف اکسکلیمیشن کہلاتا ہے یعنی علامت تحیّر۔ استفہام یعنی سوال کی علامت یہ ہے (؟) جیسے "وہ کون ہے؟" اسے نوٹ آف انٹراگیشن علامت سوال کہتے ہیں۔ ان مواقع پر لہجے کے تغیّر[6] سے بھی کام لینا چاہیئے تاکہ سننے والا سمجھ جائے کہ کیسا موقع اور کیا محل ہے۔ جو جملہ یا فقرہ کسی کا مقولہ ہو یعنی ہم اُس کے قول کو جب بجنسہٖ نقل کریں تو اس غرض سے کہ دوسرے کی بات الگ معلوم ہو جائے مقولے کے شروع میں دو سید ھے اور ختم پر دو

---

[1] ہمیشہ اختیار کرنا [2] پھیلا گڈمڈ [3] پکارنا [4] واویلا کرنا [5] دھمکانا [6] طرزِ گفتگو کے بدلنے سے ۱۲

اُلٹے کاما لگاتے ہیں مثلاً شیخ سعدی فرماتے ہیں "بدی را بدی سہل باشد جزا ؛ اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا" اس کو انگریزی میں کوٹیشن کہتے ہیں۔ کسی بات کو جو ضمنی طور پر سلسلۂ کلام میں آجائے اور اُس کو جدا دکھلانا مقصود ہو اور اُس کو خارج کردینے سے نفسِ مطلب میں حرج نہ ہو۔ ایسی عبارت کو خطوطِ وحدانی میں اس طرح بند کردیتے ہیں (شروع) اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان (ہے)۔ اسے بریکٹ یا پیرینتھسس کہتے ہیں۔ اس کی دو شکلیں ہوتی ہیں ( ) یا [ ]۔ جب کسی لفظ سے یا عبارت پر خاص طور پر توجہ دلانی یا زور دینا یا جتلا مقصود ہو تو اُسے انڈر لائن کردیتے ہیں یعنی ایک خط نیچے کھینچ دیتے ہیں تاکہ وہ الگ تھلگ معلوم دے۔ مثلاً سب نے کہا تو کہا مگر زبیدہ نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

اگر کسی عبارت کو نقل کریں اور اُس کا کوئی درمیانی حصّہ غیر ضروری اور ہم سے متعلق نہ ہو اور اُسے چھوڑ دیں تو عبارت کا سلسلہ بتلانے کو اس طرح ...... نقطے لگا دیتے ہیں مثلاً اودی بوا! نوج کسی کا ایسا مزاج ہو کہ ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دیں اسی مزاج کے کارن انھوں نے

......سے بگاڑ لی...... مطلب ان لفظوں کا یہ ہے کہ جن سے بگاڑ لی اُن کا نام چھوڑ دیا - اور مضمون ناتمام ہے - آخر میں کچھ اور عبارت ہے - پورا مقولہ نہیں ہے اُنھوں نے کچھ اور بھی کہا تھا جو ہم سے متعلق نہ ہونے سے چھوڑ دیا - **پیراگراف** ایک مضمون جہاں ختم ہو جائے وہاں سطر اُدھر میں چھوڑ دی جاتی ہے - دوسری سطر سے نیا مضمون شروع کیا جاتا ہے جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ دوسرا مضمون شروع ہوئی اس کو نیا مضمون یا نیا جملہ یا **پیراگراف** کہتے ہیں

بعض الفاظِ عربی فصیح اردو میں مستعمل ہوتے ہیں جن کی کتابت خلافِ تلفّظ ہے جیسے ایضاً - جبراً - قہراً - طوعاً - کرہاً - اشارۃً کنایۃً - حتی الوسع - حتی الامکان - حتی المقدور - موسیٰ عیسیٰ یحییٰ مصطفیٰ - مرتضیٰ - مجتبیٰ - اللہ تعالیٰ - عبدالرحیم - عبدالصمد عبدالستّار - فریدالدین - محیّ الدین - ابوالفضل - ابوالحسن ان الفاظ کا طریقۂ تحریر بھی یاد کر لینا مفید ہے - جو لوگ عورتوں کے نام میں نصیباً - کریماً - رحیماً لکھتے ہیں غلط ہے کیوں کہ یہ نام ہیں لہٰذا ن سے لکھنے چاہئیں یعنی نصیبن - کریمن رحیمن

حروف ہم مخرج یعنی ث س ص - ت ط - ذ ز ظ - ح ہ ع ا - چوں کہ بولنے میں یہ حروف عام طور پر یکساں آواز سے بولے جاتے ہیں - مبتدی کو یہ پہچاننا سخت مصیبت ہے

جو ایک ہی جگہ سے نکلیں یعنی زبان کی نوک یا تالو یا دانتوں کی جڑ میں سے - ایک ہی طرح کی - نوسکھ
۱۲

کہ حروفِ ہم مخرج میں کس حرف کو اختیار کرے۔ اس مشکل کا سبب بے استعدادِ علمی رفع[1] ہونا متعذر[2] ہے۔ اردو کئی بولیوں کی معجون[3] ہے۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت۔ ہندی۔ سب بولیوں کے الفاظ اس میں ہیں۔ بعض حروف خاص بولیوں کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً ث۔ ح۔ خ۔ ذ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ق عربی سے اور گ۔ چ۔ پ۔ فارسی سے اور ٹ ڈ۔ ڑ۔ ہندی سے شاید اس قدر جان لینے سے مبتدی کو کسی قدر فائدہ ہوگا مثلاً گزر لکھا ہو تو گ سے وہ جان سکتا ہے کہ یہ لفظ عربی نہیں ہے اور چوں کہ ذ ض ظ۔ عربی سے مخصوص ہیں ضرور ہے کہ لفظ گزر میں ز ہو گی۔ اسی طرح گزارش ز سے لکھنا صحیح ہے نہ کہ گذارش۔ رہی یہ بات کہ لوگ ذ سے لکھتے ہیں تو ہم کو غلطی کی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک عام غلطی یہ بھی دیکھی جاتی ہے کہ لوگ جمادی الاول۔ جمادی الثانی اور جمادی الآخر ہلالی مہینوں کے نام لکھتے ہیں جُمادی صیغہ مونث کا ہے اور اول اور ثانی یا آخر اُس کی صفت ہے۔ صفت موصوف کی جنس ایک ہونی چاہیئے مونث[4] کی صفت بھی مونث آئے گی اور مذکر کی مذکر۔ لہذا یہ ترکیب غلط ہے۔ صحیح ترکیب جُمادی الاولی۔ جمادی الثانیہ یا جُمادی الاخریٰ ہے۔ اس کے تلفظ میں بھی لوگ غلطی کرتے ہیں عموماً یوں بولتے ہیں

[1] مٹ جانا۔ منتقل۔ [2] مشکل۔ [3] ملی جلی چیز۔ پنجیری۔ [4] مذکر مرد مونث عورت جیسے گھوڑا مذکر گھوڑی مونث ۱۲

جُمادی الثّانی - یہ بھی صحیح نہیں۔ صحیح لفظ جُمادیٰ ہے جس کا تلفّظ جُمادا ہے - جس کے معنے انجماد یعنی جم جانے کے ہیں کیوں کہ جب سنہ[۱] ہجری جاری ہوا اُس وقت یہ مہینہ جاڑے کے موسم میں پڑا تھا اور جاڑے میں برف جم جاتی ہے - **خوش خطی**[۲] ایک ہنر ہے جس کی قدر ہر ایک زمانے میں ہوتی رہی ہے بلکہ ان دنوں میں چوں کہ چھاپے خانے کثرت سے جاری ہیں خوش خطی کی اور بھی زیادہ قدر و منزلت ہے - ابتدا میں اگر لڑکیاں جی لگا کر اہتمام کریں تو تھوڑی محنت سے سوادِ[۳] خط درست ہو سکتا ہے کچھ ضرور نہیں کہ اس کے واسطے خاص استاد ہو اور تمام وقت مشق و اصلاح میں صرف کیا جائے - چھپی ہوئی کتابیں ہمیشہ خوش خط لکھی ہوئی ہوتی ہیں کسی کتاب کو دیکھ کر نقل کرنا اور اُسی کے سے حرف بنانے کی کوشش کرنا خوش خط ہو جانے کے واسطے عمدہ اور سہل[۴] تدبیر ہے - حرفوں کے جوڑ توڑ - نوک پلک - کشش[۵] - دائرہ - مرکز - سب جزئیات[۶] کو بغور خیال رکھنا اور اپنی کی ہوئی نقل کو اصل سے مقابلہ کر کے فرق

[۱] سن مختلف قسم کے ہیں سنہ ہجری وہ ہے جو حضرت رسول اللہ صلعم جب مکّے کو چھوڑ کر مدینے چلے گئے یعنی ہجرت کر گئے اُس زمانے سے شروع ہوتا ہے - اس کا حساب چاند سے ہے اور قمری کہلاتا ہے - سنہ عیسوی حضرت مسیح کی ولادت سے شروع ہوتا ہے اور شمسی ہے یعنی سورج سے حساب لیا جاتا ہے اور قمری مہینوں کی طرح اس میں گھٹاؤ بڑھاؤ نہیں ہوتا - [۲] خط کی شان - [۳] طرز تحریر - [۴] آسان - [۵] کھینچنا - [۶] چھوٹی چھوٹی باتوں - ۱۲ -

واختلاف پر نظر کرنی چاہیئے - اگر اسی طرح چند روز متواتر مشق کی جائے تو آخر کو اصل سے حرف ملنے لگیں گے - لڑکیوں کا دستور ہی کہ جب اُن کو حرف بنانے آجاتے ہیں گھسیٹ کر چلتی ہیں - نام کے دستخط بنانے کا ولولہ اور جلد لکھنے کی ہوس شروع سے اُن کے خط کو بگاڑ دیتی ہی اور خط کا دستور ہی کہ جب ہاتھ بگڑا پھر درست ہونا مشکل ہوتا ہی - جیسے گھوڑا کہ جب اُس کو بد قدمی کی عادت ہو گئی تو اُس میں قدم بہت دنوں کی محنت میں نکلتا ہی پس ابتدا میں ہاتھ کو روکے قلم کو سنبھالے ہوئے آہستہ لکھنا چاہیئے تاکہ حرفوں کی ٹھیک صورت بنتی جائے اور التزام کے ساتھ آدھ گھنٹہ مشق کے واسطے خاص کر لینا چاہیئے جب ایک خاص شان پر ہاتھ بیٹھ جائے گا تو بعد کو جلدی میں بھی وہی شان باقی رہے گی - خوش خطی بجائے خود کوئی علم نہیں اس سے عقل کو تیزی حاصل ہوتی ہی نہ اخلاق کی درستی نہ معلومات کی ترقی بلکہ خوش خطی کو صرف مصوری یا نقاشی کا ایک شعبہ سمجھنا چاہیئے - یہ تو کسی طرح مناسب نہیں کہ انسان تحصیل علم پر اس کو ترجیح دے تاہم یہ عام پسند اور ہر دل عزیز ہنر ایسا بھی نہیں کہ لڑکیاں اس سے بے بہرہ رہیں - کم سے کم اتنا تو ضرور ہی کہ کمالِ خوش خطی حاصل نہ کریں تو عیبِ بدخطی بھی اپنے میں پیدا

برابر بسلسلہ جلدی - شوق - اُمنگ - بڑی چال - پابندی - شاخ - جزو - برتری - بے نصیب - ۱۲

نہ ہونے دیں۔ خط نستعلیق کے علاوہ ایک خط رواجی بھی ہے جو سرکاری
کچہری اور خانگی تحریروں میں مستعمل ہے۔ اس میں نہ قاعدے کا
تحفظ ہے نہ خود حرفوں کی اصلی صورت کا التزام نہ نقطے کی پروا
نہ نشان کی خبر۔ مگر کام اسی خط سے پڑتا ہے اور اکثر لوگ
اس خط میں مہارت و استعداد بہم پہنچانے کو مکتوب جمع کرتے
اور سبقاً سبقاً اس کو پڑھتے ہیں۔ بے شک ایسے خطوط
پر جس قدر نظر ہوگی اسی قدر پڑھنے میں سہولت ہوگی پس
تم کو اس سے بھی غافل نہ رہنا چاہیئے۔ یہ امید مت رکھو کہ
ہر جگہ تم کو چھپی ہوئی کتاب پڑھنے کو ملے گی۔ لکھنے والے تو
وہ وہ غضب ڈھاتے ہیں کہ بڑے بڑے مشاقوں سے
بھی دو چار لفظ نہیں پڑھے جاتے بے چارہ مبتدی تو بھلا کیا
پڑھ سکے گا۔

خوش خطی

انسان کی طبیعت قدرتاً حسن پسند واقع ہوئی ہے۔ حسن سے ہماری مراد عام حسن ہے۔ خواہ یہ حسن آواز ہو یا حسن صورت۔ حسن وضع ہو یا حسن سیرت

خوش خط لکھا ہوا۔ اس کی اصل نسخ تعلیق تھی۔ چوں کہ یہ خط نسخ اور تعلیق سے نکلا ہے اس واسطے یہ نام پڑا۔ بسببِ کثرتِ استعمال خ کو اڑا دیا اور نستعلیق رہ گیا۔ مشق۔ اکھٹی کرنی۔ خطوط سبق سبق کرکے

اس مضمون کا آخری حصہ جناب والد مرحوم کی کتاب رسم الخط سے لیا گیا ہے ۱۲

انسان کی طبیعت کو حُسن سے ایک خاص حظ[1] اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ جب ہم ایک صدائے دل کش[2] سُنتے ہیں تو کیسے خوش ہوتے ہیں۔ کوئی خوب صورت چیز دیکھتے ہیں تو کیا سرور ہوتا ہے۔ اچھی وضع اور اچھی سیرت کس قدر جی کو لُبھاتی ہے۔ یہ کشش[3] اور جاذب[4] صرف حُسن و خوبی کا ہے جس کی الفت کا خمیر خدائے تعالیٰ نے ہماری سرشت[5] میں رکھا ہے۔ خوش خطی بھی ایک حُسن ہے جو انسان کے ساتھ مخصوص[6] ہے اور یہ حُسن انسان کی کوشش سے تعلق رکھتا ہے یعنی جس قدر اُس کی تحصیل[7] میں کوشش کی جائے اُسی قدر اُس میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ یہ جوہر ہر دل عزیز اور عام پسند ہے۔ مضامینِ عالی کی طرف راغب[8] کرنے کا یہ ایک عمدہ وسیلہ[9] ہے۔ اگر کوئی کتاب خوش لکھی ہوئی ہو تو اُس کی وقعت دیکھنے والوں کی نظر میں دوچند[10] ہو جاتی ہے۔ اس کی بعینہٖ[11] ایسی مثال ہے جیسے ایک قصرِ بلند[12] ہر طرح کے سامان سے آراستہ ہو۔ فرش مکلّف[13] بچھا ہوا ہو۔ جھاڑ فانوس سے مزیّن[14] ہو۔ ہر ایک چیز اپنے اپنے قرینے سے دھری ہوئی ہو۔ اس قصر کی سجاوٹ اور زینت دیکھنے والوں کی نگاہوں

---

۱ مزا اور خوشی۔ ۲ دل کو کھینچنے والی آواز۔ ۳ کھینچ۔ ۴ متوجہ کرنا۔ اپنے میں ملا لینا۔ ۵ خصلت۔ ۶ خاص۔ ۷ حاصل کرنے۔ ۸ متوجہ کرنے۔ ۹ ذریعہ۔ ۱۰ دُگنی۔ ۱۱ بجنسہٖ ہوبہو۔ ۱۲ اونچا محل۔ ۱۳ عمدہ۔ ۱۴ زینت دیا گیا۔ ۱۲

کو اپنی طرف کھینچنے میں مقناطیسی[1] اثر رکھتی ہے۔ دل ہے کہ اس کے سیر و تماشے سے سیر[2] نہیں ہوتا۔ ایک خوبی سے جی بھرنے نہیں پاتا نظر سیر نہیں ہوتی کہ دوسری کیفیت[3] اپنی طرف کھینچنے لگتی ہے۔ نظر ہے کہ جہاں پڑی وہیں کی ہو رہی۔ برعکس[4] اس کے عالی مضمون بُرے اور ناموزوں الفاظ میں ادا کیا جائے یا عمدہ عبارت بُرے خط میں لکھی ہوئی ہو تو دیکھنے یا پڑھنے والے کا دل اُس سے متاثر[5] نہ ہوگا بلکہ پڑھنے والے کی طبیعت میں اُس کے پڑھنے سے ایک اُلجھن پیدا ہوگی اور جو امر مطلوب[6] تھا وہ ہاتھ سے جاتا رہے گا اور جو وقت اس میں خرچ ہوگا وہ کسی حساب ہی میں نہیں۔ یہ امر ظاہر ہے کہ جب عبارت کے پڑھنے میں پڑھنے والے نے مضمون کے سمجھنے سے زیادہ دقّت اور تکلیف اُٹھائی تو وہ معانی[7] کی تہ[8] تک پہنچنے کے قابل کب رہے گا؟ اس جوہر کی ہر زمانے میں قدر رہی ہے۔ شاہانِ سلف[9] کے زمانے میں خوش نویس اور درباریوں کی طرح معزز و ممتاز رہے ہیں۔ ایک ایک خوش قلم قطعہ یا شعر پر خوش نویس بڑے بڑے صلے[10] پاتے ہیں۔

---

[1] مقناطیس وہ پتھر جو لوہے کو کھینچتا ہے۔ اپنی طرف کھینچ لینے کی قوت [2] بھرنا۔ [3] حالت۔ [4] اس کے اُلٹ۔ [5] اثر نہ ہوگا۔ [6] درکار۔ [7] معنی کی جمع [8] یعنی مطلب کی جڑ۔ [9] وہ بادشاہ جن کا زمانہ گزر چکا ہے۔ [10] انعام۔ ۱۲

کل کی سی بات ہے کہ دلّی کے میر پنجہ کش مرحوم کے ہاتھ کی تعلیمیں[1] بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھیں۔ کہتے ہیں ایک ایک حرف پانچ پانچ روپیے کو بکتا تھا۔ اس قیمت پر بھی لوگ اُسے ارزاں[2] سمجھتے تھے۔ آج کل خوش خطی کی اگرچہ اتنی وقعت تو نہیں رہی مگر پھر بھی بہت کچھ ہے۔ صیغۂ ملازمت میں دیکھ لیجیے۔ خوش خط کم استعداد امیدوار با استعداد بدخط پر ترجیح پاجاتا ہے۔ چنانچہ جن شخصوں کو روزگار کی تلاش کرنی پڑی ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ اکثر خوش خط بلکہ محض صاف لکھنے والے منتخب[3] ہو گئے ہیں اور اچھے مستعد اہلِ علم منہ دیکھتے رہ گئے۔ اس کے علاوہ سرکاری نصاب[4] تعلیم میں اور مضامین کے پہلو بہ پہلو خوش خطی کو جگہ دی گئی ہے اور ایک مناسب وقت اُس کے واسطے رکھا گیا ہے جس سے اُس کی وقعت بخوبی ظاہر ہے۔ ... خوش خطی میں بغور دیکھیے تو بہت سی صفتیں پائی جاتی ہیں۔ من جملہ اُن کے ایک صفت یہ ہے کہ انسان کو نفاست پسند اور پاکیزہ[5] خو بنا دیتی ہے اور یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ اس ہنر کا جوہر ہی صفائی اور پاکیزگی ہے۔ جس قدر سامان اس کے لیے ضرور ہے۔ مثلاً کاغذ۔ قلم۔ روشنائی۔ مسطر۔ چاقو۔ قط زن۔ وقت۔ مکان۔ طبیعت

---

[1] دلّی کے ایک مشہور خوشنویس کا لقب ہے۔ [2] لکھی ہوئی کاپیاں [3] سستا [4] چن لیے گئے۔ [5] برابر۔ ساتھ ساتھ۔ [6] اُن میں سے [7] نیک عادت۔ اچھی خصلت والے

۱۲

سب ہی تو متناسب اور موزوں ہونے چاہئیں۔ ان میں اگر ایک چیز بھی اپنے مقیاس[1] مطلب سے گری ہوئی ہوگی تو تحریر اس کمی کو ظاہر کر دے گی۔ دائرہ۔ دامن کشش۔ شوشہ طول۔ نقطہ۔ کرسی[2] و نشستِ الفاظ۔ سطروں کی راستی اور ان کا درمیانی فاصلہ یہ سب جس قدر باہم متناسب[3] ہوں گے اسی قدر کششِ نگاہ اور جذبِ دل میں مؤثر[4] اور قوی ہوں گے دوسری صفت یہ ہے کہ خوش خطی انسان کے بہت سے قویٰ مثلاً ہاتھ۔ نظر۔ دل اور دماغ کی تربیت میں مدد دیتی ہے۔ حافظے کی بھی اس سے خاصی ترقی ہوتی ہے۔ صبر و سکون محنت اور استقلال کا مادہ طبیعت میں پیدا ہوتا ہے۔ دل کی خوشی اور بے چینی پر اس سے ضبط اور قابو حاصل ہو جاتا ہے۔ خوش نویس جب تک پتہ مار[5] کر ایک طرزِ خاص کے ساتھ جو اس نے اختیار کی ہو دیر تک اپنی تمام توجہ سے لکھنے میں مصروف نہ ہو اپنے خط کو مقبول[6] نہیں بنا سکتا۔ سیکڑوں بلکہ ہزاروں صفحے کی کتاب ایک قلم اور ایک روش[7] پر اول سے آخر تک لکھتے چلے جانا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ لکھنے والا بڑا مستقل مزاج ہے۔ پس جو فن انسان میں اتنی خوبیاں پیدا کرے اس کی جتنی قدر کی جائے تھوڑی ہے۔ دنیا میں اکثر پیشے والے

---

[1] اندازے۔ [2] سیدھ۔ [3] آپس میں مناسب میل کی۔ [4] اثر کرنے والی۔ [5] محنت کر کے۔ دل توڑ کر [6] پسندیدہ [7] طرز۔ ۱۲

اپنے پیشوں پر اوروں کے مقابلے میں خوش نظر نہیں آتے۔ شاید اس کا سبب یہ ہو کہ رات دن ایک ہی کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور چوں کہ اُس میں کوئی جدت پیدا نہیں کر سکتے اس لیے اُس کام سے اُن کا دل بھر جاتا ہے مگر خوش نویس اپنے فن کی تکمیل کے بعد خوش دیکھے جاتے ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حسن اُن کے ہاتھ سے کاغذ پر حروف و الفاظ کی صورت میں ادا ہوتا ہے وہ اُس کو دیکھ کر ناز کرتے ہیں اور دل میں باغ باغ ہو جاتے ہیں۔ بچوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کھیلتے کھیلتے کبھی لکڑی کوئلے یا کسی سخت چیز سے زمین یا دیوار پر خط (لکیریں) کھینچنے لگتے ہیں اور یوں بے ارادہ اکثر حروف کی شکلیں اُن کے ہاتھ سے بن جاتی ہیں جس کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدرت نے ان کی سرشت میں اس فن کا مادہ اور اس کی تحصیل کا شوق پیدا کیا ہے۔ پس اگر بچوں کے اس رجحانِ طبیعت کی ذرا بھی مدد کی جائے تو وہ نہایت خوشی سے اس فن کے سیکھنے میں مشغول ہوں اور بہت جلد اس میں تکمیل حاصل کریں کیوں کہ جو کام بلا جبر دل کی خوشی سے ہوتا ہے وہ بہت جلد اتمام کو پہنچتا ہے۔ اس بیان سے

نئی بات۔ خوش خوش۔ خمیر طبیعت۔ رغبت و شوق۔ ۱۲

یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ لڑکوں کا تمام وقت اسی میں صرف کیا جائے - نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ اُن کا یہ قدرتی میلان[1] عدم توجہی[2] میں ضائع اور برباد نہ ہو اور ایک حدِ مناسب تک اس کی رعایت ملحوظ[4] رہے - یہ مضمون مولوی سید احمد کبیر کا ہے - بے شک فی زمانا[5] خوش خطی کا ہنر قریب قریب معدوم[6] کے ہے جس کا سب سے بڑا سبب ناقدردانی ہے اور من جملہ دیگر اسباب کے یہ بھی ہے کہ جس زمانے میں خوش خطی کی طرف زیادہ توجہ تھی اُس وقت یہ علوم و فنون کہاں تھے جو آج ہم کو سکھائے اور پڑھائے جاتے ہیں - آج یہ حال ہے کہ میٹریکیولیشن کے امتحان[7] تک لڑکے کی نظر کمزور ہو کر شارٹ سائیٹ پہلے ہوتا[8] ہے اور میٹریکیولٹ[9] بعد - آگے بڑھو تو انگریزی لٹریچر ہی فی حد ذاتہٖ[10] ساری عمر کو کافی ہے اُس پر تاریخ - جغرافیہ - ریاضی - ڈرائنگ سائنس - اور بہت سے شعبوں میں وہ ایسا منہمک[11] رہتا ہے کہ سر کھجانے[12] کی فرصت نہیں ملتی اور بی - اے ہوتے ہوتے تک وہ نرا ڈھانچ[13] رہ جاتا ہے ایسی حالت میں خوش خطی کی طرف

---

[1] رغبت وشوق - [2] بے توجہی - [3] خیال - [4] لحاظ - [5] اس زمانے میں - [6] مٹ جانے - [7] انٹرنس کا امتحان نزدیک ہیں - اس موقعہ پر ضعف بصر کے متعلق ایک رباعی یاد آئی رباعی یہ سچ ہے کہ دل سب کا بشر نے توڑا ہے ❊ دل سنگ کا خود ضعف بصر نے توڑا ہے ❊ گو آنکھوں پہ عینک کا ہے احسان مگر ❊ پہلے انھیں شیشوں نے نظر کو توڑا ہے - [8] میٹریکیولیشن کا امتحان پاس کیے ہوئے - [9] اپنی جگہ - [10] گتھا ہوا - [11] عدیم الفرصت مطلق فرصت نہیں ملتی - [12] نری ہڈیاں[13]

جیسی توجہ ہونی چاہیے ناممکن ہے کہ سر بے سے اُس کے لیئے
وقت کا توڑا ہے - اہم مشاغل سے فرصت ملے تو نوک پلک درست
کرے - اب نہ وہ مشق ہے نہ تختیوں اور وصلیوں پر لکھا ہے نہ وہ
قلمیں ہیں نہ وہ آنکھوں کی روشن کرنے والی پائدار سیاہی ہے
خوش خطی تو درکنار اب کسی نئے تعلیم یافتہ سے واسطی قلم
تو بنوا لیجیئے - اردو لکھی جاتی ہے اُس قلم سے جو انگریزی تحریر
کے لیئے موضوع ہے بھلا اُس سے خاک خوش خطی آئے گی
جس میں حرف قط تک نہ ہو نہ واسطی قلم جیسی روانی اور
لچک ہو - پھر جب تک جم کر باقاعدہ طور پر بنا سنوار کر ہاتھ تھام
کر دو سطریں لکھی جائیں یہاں ضرورت ہے کہ ایک صفحہ گھسیٹا جائے
اب جتنا زود نویس ہے اُتنا ہی وہ پسند کیا جاتا ہے - ٹائپ رائٹر کی
روانی کے آگے ہاتھ شل ہو گئے اُس پر شارٹ ہینڈ کا تازیانہ
کہ ادھر ایک شخص روانی سے گفتگو کر رہا ہے اُدھر شارٹ ہینڈ
والے کا ہاتھ زبان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے لیکن پھر بھی
جس کسی کو مہلت مل جائے وہ ضرور ادھر توجہ کرے خوش نویس
ہو تو سبحان اللہ ورنہ بدخط بھی نہ ہو کہ لکھیں موسیٰ پڑھیں خدا
خطِ زشت سے انسان کا جی بہت گھبراتا ہے اور مطلب فوت

بڑے بڑے مشغلوں - نیزے کا قلم - بنائی گئی ترچھا لکھنے کی مشین - مختصر نویسی کا
فن جس میں اس قدر اختصار کے ساتھ زود نویسی ہے کہ ادھر زبان سے بات نکلی کہ
اُدھر لکھی گئی - فی منٹ دو سو لفظ لکھ لینا کوئی بات نہیں - کوڑا - چابک - برا خط - ۴

ہوتا ہی سو الگ۔ نقل ہی کہ ایک صاحب کسی سے خط لکھوانے گئے اُس نے خط لکھنے سے پاؤں کے درد کا عذر کیا۔ وہ حیران ہوا کہ خط ہاتھ سے لکھا جاتا ہی نہ کہ پاؤں سے۔ کاتب صاحب نے کہا میاں! میرا خط ایسا ہی کہ کسی دوسرے سے پڑھا نہیں جاتا خط کے ساتھ مجھے بھی جانا پڑے گا اور میں چل نہیں سکتا" اسی طرح کسی نے لکھا" لالہ جی اجمیر گئے" اور پڑھا گیا" لالہ جی آج مر گئے" گھر میں کہرام مچ گیا۔ بہرحال اتنی کوشش کرو کہ خط دیکھنے میں برا نہ ہو اور کیر[1] ے مکوڑے سے نہ معلوم دیں اور صاف پڑھا جائے اور بس۔ کیوں کہ دنیا کے اور اہم کاموں سے جو ہمارے سر منڈھے[2] گئے ہیں ہمیں اتنی فرصت کہاں ہی کہ اسی کے ہو رہیں۔ لیکن لڑکیوں کی حالت لڑکوں سے مختلف ہی اُن کو پڑھائی میں اتنی محنت نہیں کرنی پڑتی جتنی کہ لڑکے بہ لحاظ ضرورت وقتی کرتے ہیں۔ ہر قسم کے حُسن کی زیادہ ضرورت عورتوں کو ہی اُن کی سلائی اُن کا کاڑھنا جب سجل ہوتا ہی تو خط بھی سجل ہونا چاہیئے جہاں سب خوب صورتیاں اُن میں ہوں تو اُن کے پیارے پیارے ہاتھ اور نازک اُنگلیاں جو دستکاری کی مشین ہیں اس ہنر سے کیوں محروم رہیں۔ ع کسب[3] کمال کن کہ عزیز جہاں شوی۔

[1] بے ڈھنگی لکیریں۔ [2] زبردستی لادے گئے ہیں۔ [3] کمال حاصل کرو کہ دنیا کی نظروں میں قدر ہو۔

خطوط نویسی

رفتارِ زمانہ کے ساتھ خطوط نویسی کا طرز بھی بدل گیا ہے۔ پہلے زمانے کے سے لمبے چوڑے نمایشی آداب و القاب برطرف اب بالکل سیدھے سادے طرز نے اُس مسجّع اور مقفّیٰ طول طویل انشاپردازی کی جگہ لی ہے۔ مضمون خط کی بڑی عمدگی یہ ہے کہ اُس میں تصنع نہ ہو یعنی آورد نہ ہو آمد ہو۔ خط کیا ہو ہماری بات چیت کا چربہ ہو۔ خط پڑھیں تو یہ معلوم ہو کہ ہم خط لکھنے والے سے باتیں کر رہے ہیں نہ یہ کہ انشا کی کوئی کتاب پڑھ رہے ہیں جس میں وہ الفاظ ہیں کہ جن سے ہمارے کان آشنا نہیں اور ایک خط کے سمجھنے کے لیئے دس دفعہ لغت کی طرف رجوع کرنا پڑے۔ سیدھے سادے القاب کے بعد معمولی آداب تسلیم یا جو مناسبِ حال ہو کافی ہے۔ خیر خیریت میں دو سطریں گھلا دینا فضول خط کا لکھنا ہی خود دلیلِ خیریت ہے اسی طرح مکتوب الیہ کی طلب خیریت میں مبالغہ سیلے کار خط لکھنے پر کیا موقوف اپنے عزیزوں کی خیریت تو پل پل سنائی جاتی ہے خواہ اُسے جتلانا نئی تہذیب میں

موقوف۔ ٹنگ سے ٹنگ ملا ہوا۔ بناوٹ۔ آورد۔ گھڑنا طبیعت پر زور ڈال کر کسی بات کو نکالنا۔ اور آمد وہ جو بلا کوشش خود بخود ذہن میں آ جائے۔ عکس۔ چھاپہ۔ واقف ڈکشنری۔ کسی زبان کے الفاظ کی فرہنگ۔ توجہ کرنا۔ دیکھنا۔ جس کے نام خط لکھا جاتا ہے۔ گھڑی گھڑی

غیر ضروری سمجھا جاتا ہے اور یوں اپنی اپنی رائے ہے۔ چھوٹے سے القاب اور مختصر سے سلام کے بعد بلا تمہید اصلی مطلب صاف صاف الفاظ میں شروع کر دینا اور سادگی اور سلاست کو مدِ نظر رکھنا سب سے بہتر طریقہ مراسلت کا ہے۔ جب کسی کا خط آئے حتی المقدور فوراً جواب دینا چاہیئے تاکہ طرفِ ثانی کو زحمتِ انتظار نہ ہو۔ دیر سے جواب دینے میں ایک تو خط لکھنے والے کو خیال لگا رہتا ہے دوسرے یہ بات بھی ہے کہ بر وقت جواب نہ دینے کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں کہ ہمارے خط کو نظرِ بے پروائی سے دیکھا گیا۔ ایک کا خط دوسرے کو کھول لینا حد درجے کی بد اخلاقی ہے خواہ وہ کسی کا ہو اور کسی کے نام ہو۔ اگرچہ میاں بیوی میں کسی بات کا پردہ نہیں ہوتا مگر میاں کو بیوی اور بیوی کو میاں کا خط کھولنا بھی روا نہیں چہ جائے کہ کسی اور کا خط لکھا کاغذ سرخ یا شوخ رنگ کا ثقاہت سے گرا ہوا سمجھا جاتا ہے۔ سب سے بہتر سفید کاغذ اس کے بعد گرے (ہلکا بھورا)۔ مگر پتلا جھر جھرا اور پلپلا نہ ہو کہ دوسری طرف حرف پھوٹ نکلیں چٹھی کا کاغذ ذرا دبیز ہونا چاہیئے لفافہ بھی خط کے کاغذ کے جوڑ کا ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ کاغذ ایک وضع کا اور لفافہ دوسری وضع کا۔ لفافے دو قسم کے ہوتے ہیں آبلانگ اور سکویر جس کو جو پسند ہوں۔ بعض لوگ خط ایسا

---

۱ آسانی۔ ۲ جہاں تک ہو سکے۔ ۳ دوسری طرف والا۔ جائز۔ ۵ اس کا کیا موقعہ کہ۔ ۴ نرم جس میں کرارا پن نہ ہو۔ مستطیل۔ لمبوترا۔ مربع۔ چوکور۔ ۱۲

اُلٹ پلٹ لکھتے ہیں کہ صفحے ہی ملانے میں آدمی گھن چکر بن جاتا ہے کوئی انگریزی تقلید کرکے لکھنا شروع کرتا ہے حالانکہ انگریزی بائیں طرف سے داہنی طرف لکھی جاتی ہے اور اُردو اس کے خلاف۔ پس انگریزی طرز پر جب خط لکھا جائے گا تو اُس کے ورق اُلٹے ہوں گے۔ بعض ایک صفحہ خط کا کاغذ کی چیلان میں لکھتے ہیں اور دوسرا لمبان میں بعض ایک صفحہ لکھتے ہیں اور پشت سادی چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ طریقے مروج تو ضرور ہیں اور اپنی اپنی پسند پر موقوف ہیں مگر سیدھا سادا طریقہ یہ ہے کہ اُردو میں دو ورقے کا کھلنے والا رُخ بائیں ہاتھ کی طرف رکھو اور ایک صفحے کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور پھر چوتھا لکھو جیسے کہ کتاب مسلسل لکھی جاتی ہے۔ خط کو تہ بھی ایسا کرنا چاہیئے کہ لفافے میں بھرپور سما جائے زیادہ شکنیں نہ پڑیں نہ یہ ہو کہ لفافے کے اندر خط ڈھلا رہے۔ لفافہ دبیز ہونا چاہیئے کہ اُس میں سے خط کا مضمون نہ جھلکے اور اسی واسطے اب ایسے لفافے نکلے ہیں جن کے اندر جال بنا ہوا ہوتا ہے اور اُپیک کہلاتے ہیں ان میں سے مضمون نہیں جھلکتا خط کے تہ کرنے میں اس بات کا لحاظ رکھو کہ جس صفحے پر خط شروع ہوتا ہے وہ اندروار رہے۔ ایک ورق پر لکھنا اور

گھن چکر۔ چکرا جائے۔ اُلجھ جائے۔ ڈھیلا۔ اُپیک۔ غیر شفاف۔ دھندلا۔ ۱۲

دوسرا سادہ ورق پھاڑ لینا تھرڈ لاپن ظاہر کرتا ہے۔[1] دوسرا ورق سادہ ویسا ہی لگا چھوڑ دینا چاہیئے۔ سرکاری اور تجارتی[2] مراسلتوں میں یک ورقہ خط جائز ہے۔ روشنائی سوا اسٹے[3] بلو بلیک کے اور کسی رنگ کی معیوب ہے سُرخی محض عمل حسابی کے درست کرنے کے لیئے ہے نہ کہ خط و کتابت کے لیئے۔ سطریں سیدھی اور خط صاف ہونا چاہیئے۔ ٹیڑھی میڑھی سطروں کا اور گچ پچ اور گھسیٹ خط دیکھنے میں بُرا اور لکھنے والے کی بدسلیقگی کو ظاہر کرتا ہے۔ سطریں سیدھی نہ آسکیں تو رول دار کاغذ پر لکھو یا پنسل سے لکیریں کھینچ لو مگر مشق آخر اناڑی پن ظاہر کرتی ہے۔ سطروں کے بیچ میں کافی اور یکساں فصل ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ کوئی سطر پاس ہے تو کوئی دُور۔ لفظ کھلے کھلے ہوں۔ ایک پر دوسرا لفظ چڑھ نہ جائے۔ املا درست ہو ط کی جگہ ت اور ص کی جگہ س کم استعدادی کا ثبوت ہے۔ خط میں کاٹ کوٹ نہ ہو نہ اُس میں سیاہی یا چکنائی کے دھبے ہوں یہ سب جلدبازی اور بدسلیقگی ظاہر کرتے ہیں۔ اگر کوئی لفظ قلم سے غلط نکل جائے تو صرف ایک خط کھینچ کر کاٹ دو اُسے گنجلک[4] کر[5] دو۔

[1] بھدا پن۔ [2] تاجر کی جمع۔ سوداگروں۔ [3] ہلکی نیلے رنگ کی جو بعد میں سیاہ ہو جاتی ہے سب سے بہتر سٹیفن کی سیاہی ہے مگر گراں ہے اب جو ٹیبلیٹس (ٹکیاں) نکلی ہیں وہ بھی اچھی ہوتی ہیں۔ [4] گنجان۔ دوسری صورت۔ [5] بھدا۔ کٹا کٹا۔ ۱۲

اور چھپانے کی ضرورت نہیں یعنی ایسا کاٹو کہ پڑھا جا سکے تاکہ کسی قسم کی بدگمانی نہ ہو۔ اب واسطی قلم سے بہت کم لکھا جاتا ہے کہ اُس کا بار بار بنانا ایک زحمت ہے اس لئے نِبٹ (نِبّ) کا رواج پڑ گیا ہے۔ بہت باریک نِبّ سے اردو صاف نہیں لکھی جاتی اس کے لئے چوڑی نوک اور محرف یعنی ترچھے قط کی نِب زیادہ موزوں ہے۔ ہندو پن نمبر ۲ اور جے پن اردو لکھنے کے لئے خاصا اچھا کام دیتی ہیں۔ پنسل سے خط لکھنا خلاف تہذیب ہے۔ خط کے خاتمے پر سلام دعاؤں کی بھرمار بدنما ہے یہ خبط ہے کہ مردم شماری کا کوئی رجسٹر خط تمام کرنے کے بعد درج ہو۔ کیا یا عاجزہ یا کمترین سے کیے صاف صاف لکھو۔ دستخط تمھارے تمھاری نظر میں مایقرئی ہو سکتے ہیں مگر دوسرے اس گورکھ دھندے کو نہیں سُلجھا سکتے۔ سیدھے سیدھاؤ صاف صاف اپنا نام لکھ دو۔ جب ایک دفعہ خط کو ختم کر لو تو بار بار مکرر یہ بات اور سہ کرر وہ بات نہ لکھو۔ خط کو ایک ہی دفعہ سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیئے کہ کوئی بات رہ نہ جائے۔ اس طرح خط میں بار بار ٹکڑے ٹکڑے لکھنا ظاہر کرتا ہے کہ تم جھلکڑ ہو تمھارا حافظہ درست نہیں یا تمھارا دل حاضر نہیں کہ ضروری باتیں جو لکھنے کی ہیں وہ بھی رہ جاتی ہیں پھر مکرر یہ کہ یا سہ کرر یہ کہ بالکل غلط ہے۔ مکرر کے معنی ہیں کسی بات کو دوبارہ لکھنا اور

---

۱ پڑھے جانے کے قابل۔ ۲ بھیلے۔ ۳ صاف طور پر۔ ۱۲

سنہ کر کے معنے تیسری مرتبہ لکھنا حال آں کہ دراصل یہ بات نہیں ہے بلکہ جو بات رہ گئی ہے وہ لکھی جاتی ہے۔ البتہ تکملہ لکھیں تو صحیح ہے۔ خط کے کاغذ کے شروع میں بائیں طرف اپنا پتہ شہر کا نام اور محلہ اور دوسری سطر میں تاریخ مہینا اور سنہ لکھو۔ جب کسی کو خط لکھو اپنا پتہ لکھنا نہ بھولو یہ خیال نہ کرو کہ جس کو ہم لکھ رہے ہیں ہمارا پتہ تو انھیں معلوم ہی ہے۔ ممکن ہے کہ یاد نہ رہا ہو اور وہ تمھارا جواب نہ دے سکے۔ خط کے سرنامے پر پتہ لکھنا کافی ہے لفافے پر اپنا پتہ لکھنے کا اب رواج نہیں۔ خط کے خاتمے پر جس کو خط لکھتی ہو اُس کا نام اور پتہ لکھنا بھی حال کی تہذیب میں داخل ہے مگر کچھ بہت ضروری نہیں ہے۔ لفافہ پر سوائے صاف و واضح پتے کے فضول القاب و آداب اور لمبی چوڑی عبارت لکھنا ڈاک والوں کو خلجان[۱] میں ڈالنا ہے۔ لفافہ پر لفافۂ ہذا لکھنا صریح حماقت ہے ڈاک والا لفافے کے بدلے اور کوئی چیز تو پہنچانے سے رہا۔ اسی طرح بعونہ تعالیٰ یا ان شاء اللہ تعالیٰ یا حوالہ قطعیہ یا الفاظِ دعائیہ گو مذہبی خیال سے کتنے ہی مستحسن[۲] کیوں نہ ہوں مگر لفافہ ان دعاؤں کے واسطے نہیں بنایا گیا ہے لفافے پر اپنا نام یا از مقام فلاں یا تاریخ لکھنا سب فضول اور سیدھے سادے خط کو اُلجھن میں ڈالنا ہے

---

[۱] پریشانی۔ پریشانی۔ اُلجھن۔ [۲] اچھے۔ ۱۲

غرض لفافے پر اتنا ہی لکھنا چاہیئے جتنا کہ خط کے پونہچا دینے
کو ضرور ہے اور بس لفافہ لکھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے
اُس مقام کا نام لکھنا چاہیئے اور اُس کے اوپر خط بھی کھینچنا
چاہیئے اگر کوئی چھوٹا مقام ہے تو ضلع کا نام بھی لکھو مگر خطوط
وحدانی میں - اس طرح سردھنہ (میرٹھ) - اس کے آگے
محلہ - پھر جس کے نام خط جاتا ہے اُس کا نام صرف جناب یا عالی
جناب کے ساتھ - برسد یا پونہچے لکھنا فضول ہے اس تمام کا
مطلب یہی ہے کہ خط ان صاحب کو پونہچا دیا جائے - اگر انگریزی
میں شہر کا نام لکھ سکتی ہو تو داہنے کونے میں ضرور لکھدو
کہ اس سے ڈاک خانے والوں کو خط پونہچانے میں آسانی
ہوتی ہے - ڈاک خانے والوں کو لاکھوں خط چھانٹنے پڑتے
ہیں اُن کو اتنی فرصت کہاں کہ لمبا چوڑا پتہ پڑھ سکیں اسی
واسطے شہر کے نام کو خط کشیدہ لکھتے ہیں کہ جھٹ اس پر نگاہ
پڑجائے اور ضلع کا نام اس واسطے درکار ہے کہ چھوٹے چھوٹے
مقامات کا نام ہر شخص نہیں جانتا کہ کہاں ہے اور ضلع تو بڑا مقام
ہوتا ہے اس کے علاوہ ایک ہی نام کے کئی کئی مقام ہوتے
ہیں مثلاً اورنگ آباد - احمد آباد - اس نام کے کئی شہر ہیں
جب تک ضلع نہ ہو بدون اس کے ڈاک خانے والے ایک ہی
نام کے مختلف شہروں سے چکرا جاتے ہیں کہ کہاں بھیجیں

لفافے پر پتہ لکھتے وقت لفافے کا سر پیر بھی دیکھ لو ہم نے
اکثر دیکھا ہے کہ لوگ بند کرنے کی فلیپ[1] کو نیچے وار کر دیتے ہیں
جس سے لفافہ اُلٹا ہو جاتا ہے ہمیشہ فلیپ اوپر رہنی چاہیئے
ٹکٹ کے لیئے ایک خاص جگہ مقرر ہے یعنی لفافے کے داہنی
جانب اوپر وار کے کونے میں۔ لفافے کی پشت پر جہاں
چاروں کونے ملتے ہیں محض اس خیال سے ٹکٹ لگانا کہ کوئی خط
کو کھول نہ لے ایک بے وجہ کی بدگمانی ہے۔ دستی[2] خط بھی کبھی
کھلا بے لفافے نہ بھیجو انسان کا لباس بھی بدن کا ایک لفافہ
ہے۔ جس طرح کسی کے سامنے بن بدن ڈھانکے نہیں جاتے
اسی طرح خط بھی ننگا دھڑنگا (برہنہ ۱۲) نہیں بھیجتے۔ ہاں معمولی پرچے[3]
جسے سلپ کہتے ہیں ان کا مضائقہ نہیں یا یہ کہ جہاں محض
بے تکلفی ہو ورنہ بالعموم[4] خط ہمیشہ ملفوف[5] جانا چاہیئے۔ بیرنگ
خط بھیجنا اب بہت معیوب ہے۔ لوگوں کے دل میں یہ غلط خیال
بیٹھا ہوا ہے کہ محصول کے مارے خط تلف نہیں ہوتا چونکہ
ڈاک کا انتظام ہر طرح اطمینان بخش ہے اور جب تک پتہ درست ہو
خط گم[6] ہونے کا کوئی احتمال نہیں۔ بیرنگ خط میں کئی خرابیاں
ہیں۔ جس کو خط لکھو اس کو ضرور ہے کہ تمہارا خط پڑھے پیچھے پہلے

---

۱ بالا بر۔ وہ حصہ جو بینی کی طرح کھلتا ہے۔ ۲ جو کسی آدمی کے ہاتھ سے بھیجا جائے۔
۳ پُرزہ - رقعہ - ۴ عام طور پر - ۵ لفافے میں بند - ۶ گم - ضائع - شک - ۱۲

چار پیسے جرمانہ دے۔ دوسرے جس شہر میں خطوط کی کئی کئی تقسیمیں ہوتی ہیں وہاں بیرنگ خط ایک ہی دفعہ بٹتا ہے کہ حساب کتاب کے سبب سے اُس کی تقسیم میں دیر لگتی ہے۔ پھر اتوار یا کسی اور چھٹی کے دن بیرنگ خط باٹا نہیں جاتا غرض یہ کہ ٹکٹ والا خط بلا غل و غش ناک کی سیدھ پہلے پونہچ جاتا ہے اور بیرنگ خط چار پیسے کا بوجھ اپنے سر لیئے پونہچتا تو ضرور ہے مگر ٹکٹ دار اور بیرنگ میں وہی فرق ہے جو ایک چھڑے چھانٹ ہیکہ بیغی دوگوش اور لدے پھندے مسافر میں ہے۔ جس بدگمانی اور غلط خیالی کی وجہ سے لوگ بیرنگ خط بھیجتے ہیں اُسی نقطۂ نظر سے وہ ٹکٹ پر نام بھی لکھ دیتے ہیں اگر ٹکٹ اُکھاڑ لینے کا کھٹکا ہے تو اس دغدغے کو فرو کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جداگانہ ٹکٹ نہ لگایا جائے بلکہ ٹکٹ دار لفافے استعمال کیئے جائیں تب تو کوئی خلش نہ رہے گی اُن کو معلوم نہیں کہ ٹکٹ پر کچھ نہ لکھنا چاہیئے نام تو نام اگر خالی لکیر بھی کھینچ دیں گے تو خط بیرنگ ہو جائے گا۔ اگر دل چاہے تو لفافے پر ٹکٹ سے علیحدہ ٹکٹ دار لکھ سکتے ہیں۔ ورنہ اُس کی بھی ضرورت نہیں۔ لوگوں نے پوسٹ کارڈ کے مصرف کو بھی نہیں سمجھا۔ کارڈ دراصل چھوٹی موٹی معمولی باتوں کے لیئے مثل ایک رقعے کے ہے نہ بجائے خط کے۔ کوئی گھر کی

تن تنہا۔ بوجھل۔ اندیشہ۔ تکلیف دہ چیز۔ ۱۲

یا راز کی بات اُس میں لکھنی نہ چاہیئے کہ ہر شخص اُس پر مطلع ہو جائے اور خاص کر اپنے سے بڑے کو جس کا پاسِ ادب ملحوظ ہے یہ دو اُنگل کا پُرزہ لکھنا ایک قسم کا ترکِ ادب ہے۔ ہاں معمولی خیر خیریت کے واسطے ہمجولیاں ایک دوسرے کو کارڈ لکھ لیں تو مضائقہ نہیں کارڈ کی جس طرف ٹکٹ لگا ہوا ہے اُس کی بائیں طرف کا آدھا حصّہ بھی مضمونِ خط کے واسطے چھوڑا گیا ہے یعنی ڈیڑھ کارڈ تمہارا ہے اور صرف داہنی طرف کا چوتھائی حصّہ پتے کے لیئے مخصوص ہے اُس پر بھول کے تاریخ یا اپنا نام یا اپنا مقام لکھنا نہیں چاہیئے ورنہ ڈاک خانے کے قواعد کی رو سے یہ بھی بیرنگ ہو جائے گا اور جس کے پاس جائے گا اُسے دو پیسے چٹّی بھرنی پڑی۔ اب ہم چند خطوط نمونے کے طور پر یہاں لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

پہلا خط باپ کے نام

دہلی پھول کی منڈی۔
۳ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

میرے پیارے ابّا جان!۔ آداب کے بعد عرض ہے کہ جناب کا سرفراز نامہ مورخہ یکم اگست عین انتظار میں پونہچا۔ جناب والا کی خیر خیریت سے دل خوش ہوا۔ مجھے کئی دن سے آپ کے خط کا انتظار تھا۔ چوں کہ اب کی دفعہ آپ نے بہت راہ دکھائی

میری ٹکٹکی دروازے ہی کی طرف لگی رہتی تھی۔ دل میں طرح طرح کے وہم آتے تھے کہ خلافِ عادت میرے پیارے ابّا جان کے خط کو کیوں دیر لگی۔ اب معلوم ہوا کہ آپ علی گڈھ کالج کے کسی جلسے میں تشریف لے گئے تھے۔ یہاں آپ کی دعا سے سب خیریت ہے۔ موسم آج کل خراب ہے۔ موسمی تپ لرزہ پھیلا ہوا ہے۔ مجھے بھی دو باریاں آئیں مگر میں نے جھٹ فروٹ سالٹ کا نرم سا مسہل لے لیا اور دوسرے دن ایک دم تین تین گرین کونین کی دو گولیاں کھالیں میری طبیعت تو درست ہو گئی۔ البتہ صفرا کچھ شست ہے۔ اس کا بڑا ابھی پھیکا پھیکا ہے چپاتی جگر بھی بے لگام ہے آج خسانده پلا دیا ہے ان شاء اللہ کل تک چاق چوبند ہو جائے گی۔ ابّا جان! خط کو دیر نہ کیا کیجئے۔ ایک تو میں آپ سے دور اور پھر خط بھی نہ آئے تو آپ ہی بتلائیے کہ میرا کیا حال ہوگا۔ آپ کا خط آنے سے میرا دل ٹھکانے ہو جاتا ہے۔ اماں جان کی خدمت میں میرا بہت بہت آداب۔ بھائی بہنوں کو علیٰ قدرِ مراتب سلام و دعا فقط آپ کی تابعدار۔ کبریٰ۔

لفافہ	جناب حضرت ابّا جان دام اقبالہم۔ خط کا مضمون جان چکیں تو لفافہ دیکھ کر
ٹکٹ	کاکوری (لکھنؤ) اندرونِ قلعہ

بخدمت جناب مولوی محمد عبدالسمیع صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر

Kakori
(Lucknow)

دوسرا خط ماں کے نام

جناب اماں جان صاحب
آداب عرض ہے۔ کیوں

بی اماں! یہ کیا بات ہے کہ ہفتے گزر جاتے ہیں اور میں آپ کا خط دیکھنے کو ترستی ہوں۔ خدا بھلا کرے میرے ابا جان کا کہ باوجود کثرتِ مشاغل کے دیر سویر مجھے یاد کرتے رہتے ہیں لیکن آپ بھول کر بھی مجھ دور افتادہ[1] کو یاد نہیں فرماتیں۔ آپ خط لکھنے میں کسی کی محتاج نہیں خود دست و قلم[2] کی دھنی پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دیر کیوں؟ اگر یہ کہوں کہ آپ کو میرا خیال نہیں تو غلط۔ میں جانتی ہوں کہ ماں کی ماتا ایسی نہیں جو دوری سے کم ہو جائے۔ مانا کہ آپ کو گھر بار کے کام کاج سے فرصت نہ ملتی ہو گی مگر مجھے خط لکھنا بھی آپ ایک ضروری کام تصور فرمائیے۔ بھلا ہفتہ وار نہیں تو ہر پندھرواڑے کو تو دو سطریں اپنی خیریت کی لکھ دیا کیجیے۔ آپ کا خیال ہو گا کہ میں یہاں آ کر گھر کے جھمیلوں میں لگ گئی ہوں اور میرا دل لگ گیا ہے۔ اگر ایسا آپ نے سمجھا تو میں معافی چاہتی ہوں کہ آپ نے میری حالت کا صحیح اندازہ نہیں فرمایا۔ ع یاد ایامیکہ در کوئے تو[3] ما ہم داشتیم ہمچو بلبل در چمن ما ہم آشیانے داشتیم

---

1. دور پڑی ہوئی 2. اپنے ہاتھ سے لکھنے والی 3. اُن دنوں کی یاد بھی کیا یاد ہے کہ جب آپ کے پاس میں رہا کرتی تھی وہ زمانہ ایسا تھا جیسے بلبل کا گھر چمن میں ہو۔

گو میری شادی کو ڈیڑھ برس ہونے آیا اور میرا گھر بھی الگ ہے
لیکن اماں جان مجھے اُس گھر کی یاد کیسے بھول سکتی ہے جس میں
میں نے چھٹپنے سے پرورش پائی اور ایک نادان سے جوان
یا یوں سمجھئے کہ حیوان سے انسان بنی۔ لوگ کہتے ہیں کہ بیاہی بیٹی
پڑوسن داخل" اور "از دیدہ دور از دل دور" مگر خیال بھی غلط ہے
آپ کی شفقت مادری۔ آپ کی بلا تصنع محبت کے احساس میں
کوئی دوری رتی برابر کمی نہیں کرسکتی۔ ہر وقت مجھے اپنے
میکے کا زمانہ یاد آتا ہے اب نہ وہ فراغ نصیب ہے نہ وہ بے فکر
اس چین کی زندگی میسر ہے ع خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا۔
میری نظریں آپ کو ڈھونڈتی ہیں اور مجھے نے چین رکھی ہیں
اس سے یہ نتیجہ نہ نکالیئے گا کہ میں اپنے گھر سے ملول خاطر
ہوں یا یہاں کے کاروبار میں دل چسپی نہیں۔ نہیں نہیں مجھ کو
صرف یہ ظاہر کرنا ہے کہ میکے اور سسرال کی نوعیتوں میں بڑا فرق ہے
وہ اٹھارہ برس کا گھر ہے اور یہ اٹھارہ مہینے کا وہاں مجھ پر کسی
ذمے داری کا بوجھ نہ تھا اپنی نیند سوتی تھی اور اپنی نیند اٹھتی
دوسروں کو میرے آرام و آسایش۔ میری ضروریات کے
پورا کرنے کی فکر تھی اور یہاں میں ہی میں ہوں۔ ساری
خانہ داری کا بوجھ اس تن ضعیف پر ہے۔ مدد دینے والے کم

انکھو اد جھس پہاٹ داخل - بنا وٹ نہیں - رنجیدہ آزردہ - حالتوں قسموں ۱۲

اعتراض کرنے والے بہت۔ سر اُٹھانے والے مفقود اعتراض کرنے والے موجود۔ مجھ کو تنہائی بہت ستاتی ہے۔ آپ کے داماد کو آئے دن کا دورہ۔ ماما میری نوکر نہیں ہیں اُس کی نوکر ہوں اُس کی نازبرداری سے میرا دم ناک میں ہے۔ چراغ میں بتی پڑھی لاڈو میری تخت چڑھی۔ اپنا کھانا سر شام لے چمپت ہو جاتی ہے ڈھنڈار سا گھر ہے اور میں ہوں حق اللہ پاک ذات اللہ لڑکے دانت نکل رہے ہیں وہ نڈھال ہو رہا ہے مسوڑے پھول رہے ہیں دست آ رہے ہیں۔ آنکھیں بھی دکھ رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کے دانت آنکھوں ہی کے سہارے نکلیں گے۔ رات بھر مجھے ایک ٹانگ کھڑا رکھتا ہے کوئی اتنا بھی نہیں کہ گھڑی دو گھڑی کو سنبھال لے۔ اوپر کے کام کو ماما کوئی ٹھکانے کی ملتی نہیں اور ملی بھی تو ٹکتی نہیں۔ چور۔ گھر کو لوٹنے موسنے والی۔ خدا بھیک کو سلامت رکھے نوکری کرے اُن کی بلا۔ رہے وہ بڑے میاں جو ڈیوڑھی پر مسلط ہیں۔ قطب از جانمی جنبد سارے دن کھٹیا پر پڑے حقہ گڑگڑایا کرتے ہیں صرف اُن کے کھانسنے کی آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاں کوئی آدمی ہے ورنہ ہوئے نہ ہوئے برابر۔ میں اپنے تردد اور افکار لکھ کر آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی۔ انسان ہی کے واسطے

تعریف کرنے والے۔ ناپید یعنی ختم۔ پراگندہ خاطر، مضمحل شکستہ۔ قطب اپنی جگہ سے نہیں ہلا کرتا ہے۔ بانس کی پٹی سرو کی چھوٹی چارپائی۔ ۱۲

سب تمہیں کے آرام اور تکلیفیں ہیں خدا سب مشکلیں آسان کریگا اگر زندگی بخیر ہی تو میں ان شاء اللہ چڑھتے رمضان میں آنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ خدا ساتھ خیر کے ملائے۔ امّاں جان میرے بھائی بہنوں کو میرا سلام کہہ دیجیے اور ابّا جان کی خدمت میں دست بستہ بہت بہت آداب۔ نصیر کا آداب اب تو وہ غوں غاں کرنے لگا ہی۔ امّاں ابّا بھی صاف اُس کے مُنہ سے نکلتا ہی۔ غرض اُس کے تماشے میری تنہائی کی کٹھن منزل کو بہت ہلکا کرتے ہیں۔ ہمہ وقت اُسی کے شغلے میں لگی رہتی ہوں۔ زیادہ آداب فقط آپکی کنیز عزیز

تیسرا خط ایک سہیلی کے نام

ہمارے دل میں تمھیں ہو تمھیں ہماری قسم
مگر یقین کب آئے تمھیں ہماری قسم

میری پیاری سہیلی! تسلیم۔ اللہ اللہ آج کیسا مبارک دن ہی کہ ادھر تو آسمان پر گھنگھور گھٹا چھائی ہی رم جھم پھوار پڑ رہی ہی۔ دم بو کھلا دینے والی حبس کی جگہ ٹھنڈی ٹھنڈی دل خوش کن ہوا چل رہی ہی۔ خدا خدا کر کے ہاتھ پنکھا چھوٹا دم میں دم آیا کہ ڈاکیئے نے آواز دی کہ خط لے جاؤ۔ ماما دوڑی۔ گئی خط لائی۔ میں لفافے ہی پر سے پہچان گئی کہ آج بچھڑے ہوؤں کی یاد نے گدگدایا جو بی سلمیٰ کا خط آیا۔ جس کو آنکھوں سے لگایا

گھبرا جانا۔ دل خوش کرنے والی۔ چھوٹتے ہوئے۔ ابھارا۔ آمادہ کیا ۱۲

اور سب سے پہلے اُسے ہی ٹھولا - کیا خوب ! اُلٹا چور کوتوال کو
ڈانٹے - خط نہ لکھو تم اور شکایت کرو میری - بوالیقین ماننا
میں نے ایک نہیں دو خط تم کو پیاپے لکھے - مگر تم ایسا کان میں
تیل ڈال کر اور منہ میں گھنگنیاں بھر کے بیٹھی ہو کہ جواب تو درکنار
رسید تک ندارد اور طُرّہ یہ کہ کہتی ہو کہ نہیں پہنچے - ممکن ہے کہ
نہ پہنچے ہوں - میں تم کو سچا سمجھتی ہوں تم بھی مجھے سچا سمجھو یعنی
عوض معاوضہ گلہ ندارد - میں حیران تھی کہ یا الٰہی کیا ہوا بیچاری
سلمیٰ کا خط اتنے دنوں سے نہیں آیا اور نہ اُن کی عادت
ایسی چپ سادھنے اور لمبی تاننے کی نہیں - پھر خیال ہوا کہ
شاید سسرال چلی گئی ہوں - مگر سسرال ہو یا میکا قلم دوات تو دونوں
جگہ مل سکتی ہے - میں تمھارے خط کی اس طرح منتظر تھی کہ ع
چوں گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است - مجھے یہ سُن کر افسوس
ہوا کہ تمھاری صحت اچھی نہیں اور قصورِ ہاضمے کی شکایت ہے
اس طرف سے غافل نہ ہونا - معدے کا بگاڑ سارے امراض
کی جڑ ہے - تمھارے نانا صاحب خود طبیبِ حاذق ہیں لگے
پرہیز کے ساتھ اُن کا علاج کرو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد
آرام ہو جائے گا - خدا کرے کہ اب کے خط میں خو

---

۱ قصور اپنا الزام دوسرے پر ۔ ۲ متواتر ۔ ایک کے بعد دوسرا ۔ ۳ نہ سنتی ہو نہ بولتی ہو ۔ ۴ اپنی جگہ
طرفہ ۔ مزید براں ۔ ۵ بدلہ نہ ہو جانا ۔ ۶ گلا نہیں سنتا ۔ ۷ جیسے روزہ دار اذان پر کان لگائے منتظر افطار بیٹھا رہتا ہے ۔ ۸ ہضم نہ ہونا ۔

کہ تم بالکل تن درست و توانا ہو - انگریزی دواؤں سے تم متنفر
ہو ورنہ میں تم کو کچھ بتلاتی - یونانی طبابت کے میں خلاف نہیں
امراض کہنہ اور مزمن کا تنقیہ جیسا یونانی علاج سے ہوتا ہے میرا
تجربہ ہے کہ انگریزی دوا سے نہیں ہوتا - انگریزی علاج میں اگر
تشخیص میں ذرا سی بھی غلطی ہوئی تو پھر مٹی خوار ہے مگر یونانی علاج
ایسا سلجھا ہوا اور معتدل ہے کہ اگر نفع نہ ہو تو نقصان بھی نہ ہوگا -
بڑی مدبر بدن تو طبیعت ہے - جب تمھارا دل انگریزی علاج نہیں
ٹھکتا تو جانے دو - یونانی علاج تمھاری طبیعت کے موافق
ہے اور تم اُس کی عادی ہو وہی کرو مگر غفلت اور مساوات سے
دور پار کہیں دشمنوں کا مزاج اور نہ بگڑ جائے - بیماری کو خواہ کیسی ہی
معمولی ہو حقیر نہ سمجھنا - میں دیکھتی ہوں کہ تم کو اپنی جان کی پروا ہی
نہیں - دو دن ایک نسخہ پیا اور الفقط - بوا! یہ تو علاج ہے دو چار
نسخے اُلٹ پلٹ ہوتے ہیں جب کہیں جا کر راس آتے ہیں
اور تم چاہتی ہو کہ آج دوا پیوں اور کل نفع دیکھ لوں - سبحان اللہ
یہ علاج نہ ہوا معجزہ ہوا - ہاں یہ تو کہو کہ اب کے تم سسرال میں خوب
جمیں اور ایسا دل لگا کہ اللہ! میکے میں آنے کا نام ہی نہیں لیتیں
کہو دولہا بھائی کا کیا حال ہے؟ یہ تو ہم جانتے ہی ہیں کہ تم نے

نفرت کرنے والی - پرانے مرض - چمچوڑ جنھوں نے جڑ پکڑ لی ہو - پاک او صاف
پیچ کی رس - بدن کی اصلاح کرنے والی - خاطر جمع نہیں ہوتی - خدا نہ کرے -
چھوڑ دیا - موافق - اصل میں راستہ ہے مگر عورتیں یوں ہی بولتی ہیں - ۱۲

کچھ ایسا اُن کو شیشے[1] میں اُتارا ہی کہ خدا کرے کہ سب تمھارا پر چھانواں پڑے۔ تمھارے ہاں لڑکا ہونے کی خبر تو میں نے سن ہی لی تھی اور تمھیں مبارکباد بھی دیدی تھی۔ مگر بوا اگوند سٹورا تو تم نے خوب کھایا اور اچھوانی کے قدحے[2] کے قدحے چڑھا گئیں اور ڈکار تک نہ لی۔ وہی مثل ہوئی۔ دلّی کی دل والی منہ چکنا پیٹ خالی کھاتی ہو بکری کی طرح اور سوکھتی ہو لکڑی کی طرح مگر یہ تو کہو کہ تمھارا [illegible] میٹھا نہ کیا۔ لاؤ اب میرے حصے کی ڈبل مٹھائی لاؤ۔ [illegible]! خیر یہ تو مذاق کی بات ہوئی۔ یہ تو کہو کہ بچہ کس کی شکل ہوا تمھاری یا باپ کی؟ دونوں حال میں اچھا اور پیارا پیارا ہوگا۔ تم خود ماشاءاللہ چندے آفتاب چندے مہتاب قبول صورت ہو۔ ہزار دو ہزار میں ایک۔ رہے تمھارے دولھا۔ بوا قسم لو جو میں نے انھیں دیکھا ہو۔ مگر ہاں سنا ہی کہ وہ تم سے زیادہ حسین نہ ہوں مگر برابر سرابر کا معاملہ ضرور ہی۔ میں اچھی اور خوش ہوں۔ تمھارا بھانجا ماشاءاللہ گھٹنیوں چلتا ہی۔ خوب تماشے کرتا ہی۔ میں ان شاءاللہ اب کا

[1] قابو میں کر لیا ہی۔ پرتو۔ سایہ۔ زچہ کو عنایت ہوتی۔ خربزے کے بیج چھوارے سکھو پرا شربت بزوری ڈال کر گھی میں بگھار کر پلاتے ہیں جو خوش ذائقہ ہوتی ہی۔ زچہ تو زچہ اوپر والے بھی سڑپے لگا جاتے ہیں۔ پیالے کے پیالے۔ بڑے پیالے کو قدح کہتے ہیں [2] رسید تک نہ دی۔ خبر سے نبا شد۔ ڈومنیاں نقل کرتی ہیں اُس کا یہ فقرہ ہی۔ ۱۲

رمضان میکے میں کروں گی کیا اچھا ہو کہ تم بھی اس موقع پر وہیں آجاؤ تو آرزوئے دیرینہ پوری ہو اور مدتوں کے بچھڑے ہوئے خوب دل کھول کر ملیں۔ دیکھو بی سلمی تمھیں قسم ہے جو جلدی خط نہ لکھو ورنہ اللہ جانتا ہے میں کُٹی کرلوں گی۔ اپنے بچے کو بھیچ بھیچ کر پیار کرنا اور اپنی ساس کو میرا سلام کہنا۔ تمھارے دولھا تو اصل خیر سے تمھارے گھٹنے سے لگے بیٹھے ہوں گے الہی جوڑی گھِس پس پڑانی ہو۔ ضرور ضرور تم میرا سلام پونہچا دینا چاہے وہ لیں یا نہ لیں تمھارے بہنوئی کو آئے دن کا دورہ سگلے کا رہا ہے۔ پاؤں میں ایک چکر ہے۔ کبھی کبھار مہمان داخل گھر آگئے تو آتے دیر نہیں کہ پھر چلنے کو طیار۔ بوا نوکری کا معاملہ ہے۔ سنگ آمد و سخت آمد۔ میں گھر میں اکیلی ٹڑوں ٹوں پڑی ہوں۔ تمھیں بتاؤ کہ جس کے لیئے میں یہاں پڑی ہوں جب وہی گھر میں نہ رہے تو بھلا میرا دل کیسے لگے۔ جب ہی تو میں میکے کا کلمہ پڑھتی ہوں رہیں ہماری ساس وہ سنلے چار ہی دن پھر اپنے نماز روزے میں لگی رہتی ہیں۔ بے شک اُن کے دم قدم کی برکت ضرور ہے۔ مگر اُن کا پاس ادب مانع ہے میں خود الگ تھلگ رہتی ہوں ل حق ہمسایہ کوئی ہے نہیں۔ ہماری کوٹھی جنگل میں ہے یعنی جنگل میں منگل ہو رہا ہے

پڑانی خواہش۔ روٹھ جاؤں گی۔ جیسی کچھ پڑ جائے جھیلنا چاہیئے۔ بالکل اکیلی تن تنہا۔ ویرانے میں چہل پہل۔ ۱۲

سوائے گیدڑوں کی ڈراونی آواز کے انسان کی محضتبی تک نہیں سُنائی دیتی۔ والسلام تمہاری بہی خواہ عزیز

چوتھا خط میاں کے نام

یہ چاہتا شوق کا قاصد بجائے مہر آنکھ دیتی ہوئی خط پر لگی ہوئی

صاحب من سلامت۔ بعد سلام۔ آپکے سدھارے آج جمعرات آٹھ دن ہوئے۔ اور چلتے چلاتے اتنی تاکید کہ دیکھنا پہنچتے ہی اپنی رسید کا خط بھیج دینا مگر آپ کے لکھ دیجئے نہ ہوا۔ دروازے پر آنکھیں جمی ہوئی ہیں۔ ڈاک کی آہٹ بدلی ہوئی ہے کان لگے ہوئے ہیں مگر نہ خط نہ پتہ نہ خبر اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ۔ میں ٹھیری ایک وہمی آدمی ہتیری دل ڈھارس دیتی ہوں مگر طرح طرح کے وہم اندیشے چلے آتے ہیں خدا خیریت کی خبر سُنائے تو اللہ میاں کے دو نفل پڑھوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں جاکر آپ کام کاج میں گتھ گئے اور گھر کی یاد اس قدر جلد حرفِ غلط کی طرح لوحِ دل سے مٹا دی۔ سبحان اللہ چشم بد دور۔ اسی منہ پر محبت کے لمبے چوڑے دعوے تھے معلوم ہوا کہ آپ کے دل میں میری جگہ نہیں ورنہ کیا معنی کہ

خوفناک۔ آہستہ آواز۔ بھلائی چاہنے والی۔ جاکر۔ رخصت ہوکر۔ پروانہ ہو انتظار کی مصیبت موت سے بھی کڑی ہے۔ دلاسہ۔ تسلی۔ ہجوم کیئے ہوئے۔ لگ گئے۔ ۱۲

الْمَكْتُوبُ نِصْفُ الْمُلَاقَاتِ ۔۔ کبھی آپ مجھے ترساتے ہیں

وہ تو جس بات میں کہو ہمیں دم دیتے ہیں اور ہمیں یہ کہو کہ ہم [illegible] دم دیتے ہیں ۔

آپ مرد ہیں سو طرح کے مشغلوں سے دل بہلا سکتے ہیں اور کام

کاج میں دن گزر جاتا ہے ۔ دس آتے ہیں دس جاتے ہیں ۔ گپ شپ

میں یہ معلوم بھی نہیں ہوتا ہوگا کہ صبح کدھر ہوئی اور شام کدھر ۔ اجی میری

دوٹھالو [illegible] چار دیواری کے اندر بند ۔ گویا ایک پنجرا ہے کہ قفس کی تیلیاں

الٰہی جوڑی [illegible] ۔ دنیا میں کیا ہو رہا ہے ہمارے فرشتوں کو بھی [illegible]

وہ لیں یا نہ لیں تمہارا [illegible] تنہائی [illegible] جس کی [illegible] ہو ہوائی وہ

پاؤں میں [illegible] پرائی ۔ [illegible] دیکھتی جوٹ

[illegible] ناصاحب [illegible] تمہارے [illegible]

[illegible] ہے ۔ بھلا وہ گھر بھی کوئی گھر ہے جس کا گھر والا گھر سے باہر ہو

ابھی آپ کو جا کر اصل خیر سے آٹھ ہی دن ہوئے مگر مجھے تو پہاڑ معلوم

دیتے ہیں ۔ آپ جلد مکان کا بندوبست کر کے مجھے بلائیے ۔ میں

یہاں اکیلی کب تک پڑی سڑا کروں ۵

میں وہ نہیں نرول کہ ہوں تجھ بیں اور تو ہو کہیں

وہ گلی [illegible] رہوں گلیں پہ اور تو ہو کہیں

بچہ الگ یاد کرتا ہے چو طرف بھو چکا ہو کر دیکھتا ہے ابا ابا پکارتا ہے

[illegible] بھی [illegible] ہوتا ہو ۔ پہلے دم کے معنے دھوکا دینے ۔ جھوٹی تسلی دینے کے ہیں

اور دوسرے دم کے معنے ۔ جان چھڑکنا ۔ جاں فدا کرنا ۔ جس کو خود کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو وہ دوسروں کے

کے [illegible] دیکھ کر کیا اندازہ کر سکتا ہے ۔ حیرت زدہ ۔ ۱۲

میرا کلیجہ کٹتا ہے کہ ننھا منا سا جیوڑا کیسا کڑھ رہا ہوگا۔ اگر میرے بلانے
میں ابھی کچھ دیر ہو تو براہ مہربانی خرچ بھجوا دیجیے کہ آپ چلتے وقت
کچھ دے کر نہیں گئے اور میں نے اس خیال سے یاد نہیں دلایا
کہ آپ خود چل چلاؤ[1] میں لگے تھے اس وقت کہنا کیا مناسب تھا
اور ہاں دیکھنا کیا تم دُلائی اپنے ساتھ لے گئے ہو؟ میرے
خیال میں وہ تمہارے بچھونے میں لپٹ گئی ہے۔ حضرت وہ
دُلائی تو میری ہے خوب! میری دُلائی بھی لے گئے۔ خیر سینت کر[2]
رکھ دیجیے۔ الٹی ڈاک صرف دو حرف اپنی خیریت کے لکھ دیجیے
کہ مجھے اطمینان ہو اور یہ بھی لکھیے کہ جہاں آپ کی بدلی ہوئی ہے
وہ مقام کیسا ہے۔ وہاں کی بستی آب ہوا۔ لوگ کس قماش[3]
کے ہیں بہر حال اس کور دہ[4] سے تو یقیناً اچھا ہوگا کہ یہاں تو
نہ خدا کا دیدار نہ محمد کی شفاعت۔ ہاں خوب یاد آیا۔ آپ کے
دوست وہ جو صدر میں رہتے ہیں بھلا سا نام ہے جو مجھے اس
وقت یاد نہیں آتا۔ بے چارے روز کسی نہ کسی وقت پھیرا کر جاتے
ہیں اور پھر صلاّ[5] پوچھ جاتے ہیں۔ زیادہ آرزوئے ملاقات۔ آپ کی
تابع دار صالحہ۔

---

۱ جانے کی دھن۔ رواروی۔ ۲ سنبھال کر۔ ۳ طرز۔ وضع۔ طرح۔
۴ وہ گاؤں جو رستے سے ہٹا ہوا بالکل ایک کونے میں ہو۔ ویران۔ ۵ اصل لفظ صلاح ہے مگر
عورتیں یوں ہی بولتی ہیں ۱۲۔

پانچواں خط بچے کے نام

میاں سعید! بعد دعا۔ بیٹا شاباش! جاتے ہی تمہارے وارے نیارے ہو گئے۔ ایسے کھیل میں لگے کہ ماں کو بھول کر بھی خط نہ لکھا۔ تمہیں یہ بھی خیال آیا کہ ماستا کی ماری ماں کا کیا حال ہو گا۔ جس دن سے تم پیدا ہوئے پندرہ برس بعد اب مجھ سے جدا ہوئے۔ میں نے تم کو سخت مجبوری سے کلیجے پر پتھر کی سل دھر کے رخصت کیا ہے۔ اگر تعلیم کی مجبوری نہ ہوتی اور اس پر تمہاری زندگی کی آیندہ فلاح اور بہبودی کا انحصار نہ ہوتا تو میں تم کو اپنی نگاہ سے کبھی اوجھل نہ کرتی۔ مگر مجبوری سب کچھ کراتی ہے۔ تمہارا علی گڈھ سدھارنا کیا تھا۔ گھر میں ایک سنّاٹا سا ہو گیا۔ جس غرض سے تمہاری جدائی گوارا کی گئی ہے بیٹا اُسے پیش نظر رکھنا۔ دل لگا کر پڑھنا۔ ورنہ کھیل کود دلّی ہی بہت تھی۔ مجھ کو ہفتے وار اپنی خیریت سے اطلاع دیتے رہا کرو یہ سمجھو کہ قالب میرا یہاں ہے اور جان تم میں پڑی ہے۔ تمہارے بہن بھائی اچھے ہیں۔ تمہارے ابا بھی پوچھتے تھے کہ انیس کا خط آیا یا نہیں۔ آخر تم کون سے ایسے کام میں لگے ہو جو تم کو دو سطریں لکھنے کی فرصت نہیں۔ علی گڈھ جاتے ہی تم چلے گئے مگر میری شرم خدا کے ہاتھ ہے۔ بیٹا ایسا نہ کرنا کہ جگ ہنسائی ہو

---

۱ بہتری۔ ۲ موقوف نہ ہوتی۔ ۳ نظر کے سامنے سے الگ۔ ۴ جانا۔ ۵ ویرانہ ۱۲

ماشاء اللہ اب تم سمجھ دار ہو نیک و بد میں تمیز کر سکتے ہو تحصیل علم بازیچۂ اطفال نہیں۔ لوہے کے چنے چبانے ہیں اگرچہ ہماری محدود آمدنی اجازت نہیں دیتی تھی کہ تم کو علی گڈھ بھیج کر اس گراں خرچ کے متحمل ہو سکیں مگر تمھاری بہتری کے لیئے ہم نے اپنے خرچ میں کاٹ چھانٹ کی اور تم کو بھجوایا پر بھجوایا۔ ماں باپ کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کو بہتر سے بہتر تعلیم دلائیں اور جو روپیہ تعلیم پر خرچ ہوتا ہے اُس کو گویا ہم سیونگ بنک میں داخل کر کے محفوظ کرتے ہیں مگر اس سرمایہ کا انٹرسٹ ہم کو نہیں ملنے کا خدا جانے ہم تمھاری بہار دیکھنے کو اُس وقت تک زندہ بھی ہیں یا نہیں والدعا۔ والدہ شما۔

ڈاک کے ٹکٹ پاؤ آنے آدھ آنے کے زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔ پاؤ آنے کے کارڈ پر لگاتے ہیں اور آدھ آنے کے خط پر۔ اس سے اوپر کی قیمت کے ٹکٹ خط کے وزن کے موافق لگاتے ہیں۔ آدھ آنے کے ٹکٹ لگے ہوئے معمولی لفافے کثرت سے استعمال ہوتے ہیں لیکن تکلف کا خدا بھلا کرے جو چیز کثرت سے پھیل جاتی ہے نگاہوں میں بے قدر ہو جاتی ہے بڑے آدمیوں کے لیئے چوکون اور دبیز لفافے تین تین پیسے ملتے ہیں اور جو اُٹھ آنے لو تو بیس کی

بچوں کا کھیل۔ نپی تلی۔ بھاری۔ برداشت کرنا۔ پونجی۔ راس المال۔ منافع۔ سود۔ ۱۲

لگڈی چودہ آنے کو یعنی معمولی لفافوں سے چار آنے زیادہ اور
اسی طرح مستطیل یعنی لمبوترے بادامی کاغذ کے لفافے جو
کامرشیل (تجارتی) کہلاتے ہیں آٹھ پائی کو اور ربیں کی پیکٹ
دس آنے کو یعنی دو آنے زیادہ۔ یہ دونوں قسم کے لفافے
ساخت کے اعتبار سے خوش نما ہیں اور خاص خاص لوگوں
کو بھیجنے مناسب ہیں۔ کارڈ تو ایک پیسے کو ملتا ہی ہے مگر تم
سادے کارڈ پر بھی ایک پیسے کا ٹکٹ لگا سکتی ہو۔ جوابی کارڈ
بھی دو پیسے کو ملتا ہے جس میں اوپر والا کارڈ ادھر سے جانے کا
ہوتا ہے اور نیچے والا جس پر (جواب)
چھپا ہوا ہے وہ جواب کے لیے ہے۔ جوابی کارڈ لکھو تو اوپر والے
کارڈ پر جہاں بھیج رہی ہو وہاں کا پتہ اور مضمون جو تم کو لکھنا ہے
لکھو اور نیچے والے کارڈ پر صرف اپنا پتہ لکھ کر ڈاک میں ڈال دو
خیال رکھو کہ کارڈ اوندھا نہ ہو جائے کہ ادھر سے جانے والا
نیچے اور ادھر سے آنے والا اوپر یعنی جس طرح تہ ہوا
آیا ہو ویسا ہی رہے اگر تم نے الٹ پلٹ کر دیا تو وہ کارڈ
الٹا تمھیں کو آجائے گا۔ اگرچہ یہ کارڈ جواب طلب ہیں مگر ضرورت
کے وقت ان کو الگ الگ کر کے بھی معمولی پیسے والے
کارڈ کی طرح بھیج سکتے ہیں۔ لفافہ پر اول تو اپنا پتہ لکھنا ضرور
نہیں اور کسی حالت میں ضرورت معلوم ہو تو سیدھے کونے میں

نیچے وار لکھ سکتے ہیں اس طرح کہ جو مکتوب الیہ کے پتے سے بالکل الگ تمیز کیا جا سکے۔ رجسٹری یا پیکٹ پر بھیجنے والے کو اپنا نام اور پتہ ضرور لکھنا چاہیئے کہ اگر واپس آئے تو سیدھا چلا آئے اور جو اوپر پتہ نہ ہو تو ڈاک والے مجبوراً خط کو کھول ڈالتے ہیں۔

خط احسان پر

محبت کوڑیوں کے ہو اگر مول
بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول

عجب دولت ہے یہ احسان اس سے ⁂ بشر کو بھی ہے لیتا بشر مول
بھروسہ زندگانی کا نہیں کچھ ⁂ کفن لے رکھے ای آتش بشر مول

آج تم کو احسان کے فائدے اور احسان کا اثر بتلاتا ہوں۔ احسان کا اثر دل پر بہت ہوتا ہے۔ جانور کے ساتھ بھی اگر احسان کیا جائے تو اُس کو اپنے محسن[1] کی محبت ہو جاتی ہے۔ جس پر احسان کیا جائے وہ محبت کرنے لگتا ہے۔ اگر کسی کو دیا جائے اُسی وقت وہ دل سے دعائیں دیتا ہے۔ رشتہ دار جو محبت کرتے ہیں اِن کا بڑا سبب احسان ہے۔ ماں باپ اپنی اولاد کے ساتھ احسان کرتے ہیں اس لیئے اولاد کو ماں باپ کی محبت ہوتی جاتی ہے۔ اگرچہ بچوں کو پوری تمیز احسان سندی کی نہیں ہوتی لیکن جس آدمی سے اُن کو راحت[2] ملتی ہے اُس کے ساتھ محبت اور

---

[1] احسان کرنے والا [2] آرام — ۱۲

اُنس کرنے لگتے ہیں۔ غرض انسان کی سرشت میں یہ بات رکھی گئی ہی کہ اپنے محسن سے محبت کرنے لگتا ہی۔ جن کے دل اچھے ہیں اور جنھوں نے تربیت اچھی پائی ہی اُن کا یہ حال ہوتا ہی کہ ایک احسان کو ساری عمر نہیں بھولتے اور اس ایک احسان کے بدلے ساری عمر اپنے محسن کے تابع دار اور ثناخواں رہتے ہیں۔ اچھے دل کی یہ نشانی ہی کہ احسان کا اثر پورا ہو۔ دنیا میں وہ آدمی بُرا سمجھا جاتا ہی جو اپنے محسن کے ساتھ بُرائی کرے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ جو کوئی ہمارے ساتھ احسان کرے ہم کو چاہیے کہ اُس سے محبت کریں، اُس کی تعظیم کریں، اُس کو راحت پونہچائیں، اُس کو ایذا نہ دیں، اُس کی مخالفت نہ کریں جس نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہو اور ہم کو راحت پونہچائی ہو۔ بڑی ہی بدذاتی کی بات ہی کہ اُس کو تکلیف دیں۔ جب ایک احسان کے بدلے ہم پر فرض ہی کہ اپنے محسن کو تمام عمر نہ بھولیں۔ تو جو کوئی ہم پر ہر روز احسان کرے اُس کی صرف تابع داری اور خدمت ہی ہم پر لازم نہیں بلکہ ہم اُس کے غلام بن کر رہیں۔ اُس پر سے نثار ہو جائیں۔ اُس کی محبت کا کلمہ ہر دم ہماری زبان پر رہے تو زیبا ہی۔ کیا خدائے تعالیٰ ایسا محسن نہیں ہی

سرشت۔ خصلت۔ بناوٹ۔ فطرت۔ ثناخواں۔ تعریف کیا کرتے ہیں۔ ۱۲

جو ہر دم ہم پر احسان کرتا ہو؟ وہ ہمارا خالق ہم کو روز رزق دیتا ہے، تکلیفوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ ہم بیمار ہو جائیں تو شفا دیتا ہے، اگر ہم گناہ کریں تو معاف کر دیتا ہے۔ ہم کیسی ہی نافرمانی کریں، کبھی ہم پر ناراض نہیں ہوتا۔ اُس کی اطاعت میں ہم کیسی ہی کوتاہی کریں، ہمارا رزق بند نہیں کرتا۔ سبحان اللہ! کیسا عالی ظرف مُحسن ہے! ماں باپ ایک نافرمانی سے ناراض ہو جائیں وہ باوجود صدہا نافرمانیوں کے ہم سے محبّت کیئے جاتا ہے۔ ہم اُس کی تابعداری نہیں کرتے مگر وہ ہماری پرورش کیئے جاتا ہے۔ ہم بے پروائی اور سرکشی[1] کر کے اُس کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے لیکن وہ بدستور اپنی شفقت ہم پر جاری رکھتا ہے۔ ہم اُس کو یاد نہیں کرتے لیکن وہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے کہ گویا اُس کے خاص غلام اور خاص خانہ زاد ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ایسے مُحسن کے کس قدر اور کتنے بڑے حقوق ہمارے ذمّہ ہیں۔ اُس کے ہر احسان پر ہم کو نثار ہونا چاہیئے، اُس کی ہر نعمت پر ہم کو ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے۔ اُس کی بندہ پروری اور ذرّہ نوازی یاد کر کے ہم کو دن رات اُس کے سامنے کھڑا رہنا چاہیئے۔ وہ ماں باپ سے بہت زیادہ شفیق ہے۔ اُس کی محبت ہم کو ماں باپ کی محبت سے

---

[1] خودسری۔ برگشتگی۔ تمرّد ۔۱۲

زیادہ ہونی چاہیئے - کیا اُس کی شفقتوں کا یہی بدلہ ہے کہ
ہم دن رات میں کبھی بھی اُس کو یاد نہ کریں؟ کیا اُس کے
سلوک اسی لائق ہیں کہ ہم اُس کو بالکل بھول جائیں؟
حاشا! اُس کے سلوک اس قابل ہیں کہ ہمارا ایک ایک بال
ہزار زبان سے اُس کا نام دن رات لیا کرے۔ تو بھی ہم
اُس کے احسان کا بدلہ ادا نہ کر سکیں۔ سہ

اگر ہر موئے من گردد زبانم ادائے شکر تو کی می توانم

یا اللہ! ہم کو توفیق دے کہ ہم احسان فراموشی نہ کریں۔
تجھ کو محسن جانیں اور منعم سمجھیں (مولوی محمد کریم بخش مرحوم)

غور گر کیجیے خالق کی عنایت ہے یہ سب
دے کسی شخص کو بندے میں یہ مقدور ہے کب

اُس مسبب کی عنایت سے یہ سارے ہیں سبب
وہی منعم وہی رازق وہی محسن وہی رب

اپنے کیسے سے دام اور درم دیتے ہیں
جب وہ خالق ہمیں دیتا ہے تو ہم دیتے ہیں

لاکھ ہاتھ اس کے ہیں دیتے ہیں وہ ایسا ہے جواد
ہم اُسے بھولیں تو بھولیں اُسے ہر وقت ہے یاد

رزق وہ حوصلہ حرص سے دیتا ہے زیاد
شکر کرتے نہیں ہو کا اس کی بھی عباد

وہ غنی ہے کہ ہے محتاج زمانہ اُس کا
کبھی خالی نہیں ہوتا ہے خزانہ اُس کا

ہرگز نہیں - اگر میرا ہر ہر رونگٹا ایک ایک زبان بن جائے تو بھی جیسا چاہیئے اُس کا شکر
ادا نہیں ہو سکتا - طاقت - سبب بنانے والا - کام سنوارنے والا - نعمت دینے والا -
تھیلی - روپیہ پیسہ کوڑی - بخشش کرنے والا - سوا - زیادہ - خدا جس کی
ہم عبادت کرتے ہیں - عبد کی جمع (بندے) ۱۲ -

جس قدر اُس سے طلب کیجیئے خوشنود ہے وہ
صاحبِ جود ہے وہاب ہے محمود ہے وہ
ہاتھ پھیلائیں جو سو بار تو موجود ہے وہ
بخش دیتا ہے کہ ہم عبد ہیں معبود ہے وہ
بخشش ان جمیوں پہ بھی صبح و مسا ہوتی ہے
یاں سے ہوتی ہے خطا واں سے عطا ہوتی ہے
(میر انیس)

دیگر

انسان اگر معرفتِ حق سے ہو غافل
کیا شک کہ بہائم ہیں اُس انسان سے بہتر
ہر حال میں ہے دل کے لیئے حافظ و ناصر
دولت کوئی ممکن نہیں ایمان سے بہتر
یہ ہے کہ جھکا تا ہے مخالف کی بھی گردن
سُن لو کہ کوئی شئی نہیں احسان سے بہتر
سُن لیے جو توجہ سے بزرگوں کی نصیحت
پھر کانِ جواہر نہیں اس کان سے بہتر
(اکبر الٰہ آبادی)

خط شکر پر

زندگی میں خوش رہنے کی تدبیر یہ ہے کہ انسان اپنی حالت کا مقابلہ اُن لوگوں کی حالت سے کیا کرے جو اُس سے رُتبے میں کم ہیں۔ انسان کو لازم ہے کہ اپنے لباس کو محتاجوں کے لباس سے، اپنے کھانے کو محتاجوں کے کھانے سے، اپنی خوشی کو رنجوروں کے رنج سے، اپنی صحت کو بیمار کی حالت سے مقابلہ کرکے خدائے تعالیٰ کے انعاموں کا شکر اور اپنی احسان مندی کا اقرار کیا کرے

دنیا میں ہزاروں آدمی ایسے ہیں کہ جاڑوں مرتے ہیں،

بڑا بخشنے والا۔ بڑا داتا۔ قابلِ تعریف۔ شام۔ مطلب یہ کہ رات دن۔ چوپایوں۔ مددگار۔ معدن۔ گوش۔ ۱۲

اُن کو کافی کپڑا میسّر نہیں، لاکھوں آدمی ایسے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے روٹی پکاتے ہیں، اپنے ہاتھ سے پانی بھرتے ہیں، اپنے سر پر لکڑی کا بوجھ لادتے ہیں۔ بہت آدمی ایسے ہیں کہ اولاد کو ترستے ہیں، بہت ایسے ہیں کہ اولاد ہے کھانے کو نہیں۔ بہت سے ایسے ہیں کہ اولاد بھی ہے اور کھانے کو مگر اولاد نالائق بدکار، چور۔ جن لوگوں کو خدا ایسی مصیبتوں سے محفوظ رکھے اُن پر واجب ہے کہ ہر نعمت کو روزانہ یاد کر کے ہر دم شکر کریں۔ حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جو شکرِ نعمت کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اُس نعمت میں برکت عطا کرتا ہے۔ وہ نعمت قائم رہتی ہے اور نعمتوں کی افزونی ہوتی ہے۔ اس لیئے ہر دم نعمتِ الٰہی کا شکر کرنا لازم ہے۔ جس وقت کوئی نعمت خوشی دے اُسی وقت اُس کا شکریہ دل ادا کرنا چاہیئے۔ ہم کو لازم ہے کہ دن بھر میں جب ذرا سی بھی خوشی ہو کسی طرح کی مسرت حاصل ہو فوراً دل سے منعم کا شکر کر کے بندگانِ شکور میں داخل ہوں اور نعمت کی افزونی سے بہرہ مندی اور برخورداری حاصل کریں۔ صبح کو نماز پڑھ کر اور شام کو سونے کے قبل دو کام ضرور کرنے چاہئیں۔ اول اُس کریم کارساز کی نعمتوں کو یاد کر کے اور شمار کر کے شکریہ ادا کرنا، اور دوسرے

شکر کرنے والے بندے۔ زیادتی۔ خوش نصیبی نیک بختی۔ ۱۲

برائیوں اور گناہوں سے توبہ کرنی اور اپنے قصوروں کی معافی اُس کریم و رحیم سے چاہنی - اگر یہ عادت پختہ ہو جائے اور صبح و شام استغفار اور شکریہ کا اظہار کیا جائے تو دل کو خوشی رہتی ہے - اور زندگی مسرت میں گزرتی ہے - اگر آدمی ایسے کم ظرف ہیں کہ اتراتے ہیں اور اپنے تئیں کھینچتے ہیں - اترانا اور غرور کرنا خدا کو ناپسند ہے - اترانے والوں کی نعمتیں، دیکھا جاتا ہے کہ بعض وقت چھین لی جاتی ہیں اور غرور کرنے والوں پر خدا کا قہر نازل ہوتا ہے، اس لیئے لازم ہے کہ انسان ہر دم اپنے تئیں عاجز اور بے حقیقت سمجھے اور یہ خیال کرے کہ جو کچھ اُس کریم کارساز نے دیا ہے اُس کی رحمت ہے - ہمارے پاس جتنی چیزیں ہیں، سب اُسی کی دی ہوئی ہیں - جب ہم پیدا ہوئے تو ہمارے پاس نہ عقل تھی، نہ تمیز، نہ کھانا - نہ روپیہ نہ پیسہ، اُسی نے اپنی شفقت سے ماں باپ کے دل میں ہماری محبت ایسی ڈال دی کہ انھوں نے خود تکلیفیں اُٹھائیں اور ہم کو آرام دیا، سردی گرمی سے محفوظ رکھ کر ہم کو پالا، ہماری ہر طرح کی خبرگیری[۱] کی - دُکھ بیماری میں ہمارا علاج کیا - علاج سے زیادہ تیمارداری کی - پھر خدا نے ہم کو عقل و تمیز دی -

---

[۱] بیمار کی خبر گیری کرنا - ۱۲

علم اور رزق دیا۔ طرح طرح کی نعمتیں عطا کیں۔ اُس نے کسی کی حالت سے اس حالت کو پہنچایا۔ ان مستعار اور بخشی ہوئی چیزوں پر اترانا کیسی کم ظرفی اور بے عقلی ہے۔ لاکھ لاکھ کروڑ کروڑ شکر اُس کارساز کا ہے جس نے ہم کو اتنی نعمتیں عطا کیں۔ ہمارا کیا استحقاق تھا۔ ہم سب اُس کے بندے ہیں۔ کسی کو آسودگی دی، کسی کو محتاج کیا، یہ سب اُس کی مصلحت ہے۔ (مولوی محمد کریم بخش صاحب مرحوم)

غضب کا سامنا ہے آج وہ گھر سے نکلتا ہے ٭ دلِ مضطر تڑپتا ہے کلیجہ کوئی ملتا ہے

آرام دل و جانم برخوردار **اصغری خانم** سلمہا اللہ تعالیٰ۔ دعاء اشتیاق دیدہ بوسی کے بعد واضح ہو کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ دنیا کی رسم و رواج کے موافق تمہاری شادی ہو گئی بہت سے مہمان جمع ہوئے خوب گہما گہمی اور چہل پہل رہی۔ بڑے بڑے مزے کے کھانے پکے۔ میکے کا راج پاٹ ختم ہوا اب تم نے دنیا کی نئی منزل میں قدم دھرا اور تمہاری زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ جس لیل و نہار میں تم آج تک پلیں وہ ہوا ہی اور تھی اور اب اور میکے اور سسرال کی باتوں میں تم آسمان زمین کا فرق پاؤ گی۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تمہاری اس نئی طرزِ زندگی کے متعلق

لفظی معنے رات دن[۱] ـــــ زمانے ـــــ حالت ـــــ زمانہ[۲] ـــــ دلی دلائی[۳]

جس میں تم نے ابھی قدم دھرا ہے اور جس کا تم کو مطلق تجربہ نہیں کچھ ضروری امور تمھارے گوش گزار کردوں۔ یہ بات تم پر ظاہر ہوئی ہوگی کہ سب بچوں میں تم سے مجھ کو ایک خاص درجے کا انس تھا اور میں اس بات کو بطور اظہارِ احسان نہیں لکھتا بلکہ تم نے اپنی خدمت گزاری اور فرماں برداری سے خود میرے اور سب کے دل میں جگہ پیدا کی تھی آٹھ برس کی عمر سے تم نے میرے گھر کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا رکھا تھا۔ مجھ کو ہمیشہ یہ بات معلوم ہوتی رہی کہ تمھارے سبب سے امور خانہ داری کی طرف سے بڑی بے فکری حاصل ہے۔ جب کبھی اس اثنا میں مجھ کو گھر جانے کا اتفاق ہوا تو تمھارا انتظام دیکھ ہمیشہ میرا جی خوش ہوا۔ تمھاری ماں کی مرگ ناگہاں نے گھر کی چلتی چلاتی مشینری کو بالکل درہم برہم کردیا تھا۔ لیکن یہ بات نہایت قابلِ تحسین ہے کہ تم نے بہ ایں حداثتِ سن اس بارِ گراں کا تحمل بہترین طریقے پر کیا۔ جس سے تمھاری حسنِ قابلیت کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے اور مجھے کامل توقع ہے کہ تم اگر اسی توجہ۔ استقلال اور اطمینانِ خاطر سے لگی رہوگی تو بڑے سے بڑے گھر کے انتظام کی چول بٹھا سکوگی۔ اب تمھارے رخصت ہوجانے سے ایسا نقصان ہوا کہ

---

۱ بختِ جگر- لختِ جگر۔ ۲ انسان جبلّا کی گل۔ ۳ الٹ پلٹ۔ ۴ تعریف کے لائق۔ ۵ کم عمری۔ ۶ بوجھ۔ ۷ برداشت ۸ درست کرنا۔ ٹھیک کرنا۔ ۱۲

اُس کی تلافی شاید اس عمر میں ہونے کی مجھ کو امید نہیں ہو سکتی
خدا تم کو جزائے خیر دے اور اس خدمت کے صلے میں میری
دعاؤں کا اثر تم پر ظاہر ہو۔ خیر اندیش کے خط سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ تم نے ضرورت سے زیادہ جہیز نہیں لینا چاہا۔ اس سے
تمہاری بلند نظری اور عالی ہمتی ثابت ہوتی ہی مگر میں اس کا
نعم البدل بھیجتا ہوں وہ یہ خط ہی اس کو تم بہ طور دستور العمل
کے اپنے پاس رکھو اور ان نصیحتوں پر عمل کرو۔ ان شاء
اللہ تعالیٰ ہر تکلیف تم پر آسان ہوگی اور اپنی زندگی آرام و
آسایش سے بسر کرو گی۔ سمجھنا چاہیئے کہ بیاہ کیا چیز ہی۔
بیاہ صرف یہی بات نہیں ہی کہ رنگین کپڑے پہنے اور مہمان
جمع ہوئے مال و اسباب و زیور پایا۔ بلکہ بیاہ سے نئی دنیا
شروع ہوتی ہی۔ نئے لوگوں سے معاملہ کرنا اور نئے گھر
میں رہنا پڑتا ہی۔ جس طرح پہلے پہل بچھڑوں پر جوا رکھا جاتا ہی
آدمی کے بچھڑوں کا جوا۔ بیاہ ہی۔ نکاح ہوا لڑکی بی بی
بنی لڑکا میاں بنا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ دونوں کو پکڑ کر
دنیا کی گاڑی میں جوت دیا۔ اب یہ گاڑی قبر کی منزل تک
ان کو کھینچنی پڑے گی۔ پس بہتر یہ ہی کہ دل کو مضبوط کر کے

---

۱ بدلہ۔ معاوضہ ۲ اچھا بدلہ۔ اچھا معاوضہ ۳ گزارو گی ۴ نوعمر جوان بیل۔

اس بار عظیم کا تحمل کیا جائے اور زندگی کے دن جس قدر ہوں عزت - آبرو - صلح کاری - اتفاق سے کاٹ دیئے جائیں ورنہ لڑائی بھڑائی - جھگڑے - بکھیڑے - شور و فساد - ہائے اور واویلا سے دنیا کی مصیبت اور بھی تکلیف دہ ہوتی ہے - اب تم کو اے میری پیاری بیٹی اصغری خانم سوچنا چاہیئے کہ میاں بی بی میں خدا نے کتنا فرق رکھا ہے - مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت آدم بہشت میں اکیلے گھبرایا کرتے تھے اُن کے بہلانے کو خدا نے ماما حوّا کو پیدا کیا جو سب سے پہلی عورت دنیا میں گزری - پس عورت کا پیدا کرنا صرف مرد کی خوش دلی کے واسطے تھا اور عورت کا فرض ہے مرد کو خوش رکھنا - افسوس ہے کہ دنیا میں کس قدر کم عورتیں اس فرض کو ادا کرتی ہیں - مردوں کا درجہ خدا نے عورتوں پر زیادہ کیا نہ صرف حکم دینے سے بلکہ مردوں کے جسم میں زیادہ قوت اور اُن کی عقلوں میں زیادہ روشنی دی ہے - دنیا کا بند و بست مردوں کی ذات سے ہوتا ہے - مرد کمانے والے اور عورتیں اُن کی کمائی کو موقع مناسب پر خرچ کرنے والی اور اُس کی نگہبان ہیں - کُنبہ بطور کشتی کے ہے اور مرد اُس کے ملاح ہیں - اگر ملاح نہ ہو تو کشتی پانی کی موجوں میں ڈوب جائے

بار - بوجھ - موافقت - سازگاری - فریاد - شکایت - تکلیف دینے والی مجاز ۱۲

یا کسی کنارے پر ٹکر کھا کر پھٹ پڑے گی۔ کنبے میں اگر مرد منتظم نہیں تو اس میں ہر ایک طرح کی خرابی کا احتمال ہے۔ کبھی نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ دنیا میں خوشی دولت اور مالداری سے حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ اس میں بھی شک نہیں کہ دولت اکثر خوشی کا باعث ہوتی ہے۔ مگر بہت بڑے اونچے گھروں میں لڑائی اور فساد ہم زیادہ پاتے ہیں۔ خانہ داری میں خوشی اتفاق اور صلح کاری سے ہوتی ہے۔ غریب آدمیوں کو ہم دیکھتے ہیں جن کی آمدنی بہت مختصر ہے دن کو محنت مزدوری سے معاش پیدا کرتے ہیں رات کو سب مل کر دال روٹی سے اپنا پیٹ بھر لیتے اور ایک دوسرے کے ساتھ خوش رہتے ہیں۔ بے شک یہ لوگ صلح کاری کے سبب دال روٹی اور گاڑھے دھوتریں زیادہ آرام سے ہیں بہ نسبت نوابوں اور بیگموں کے جن کا تمام عیش آپس کی ناسازگاری سے تلخ رہتا ہے۔ اے میری پیاری بیٹی اصغری خانم! اتفاق پیدا کرو اور صلح کاری کو غنیمت جانو۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اتفاق کن باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ نہ صرف اس بات سے کہ بی بی اپنے میاں سے محبت کرے بلکہ محبت کے علاوہ اس کو میاں کا ادب بھی کرنا لازم ہے۔ بڑی نادانی ہے اگر بی بی

شک ۔ سبب ۔ تھوڑی ۔ روٹی ۔ بدمزہ ۔ کڑوا ۔ ضرور ۔ ۱۲

برابر درجے میں میاں کو سمجھے۔ بلکہ اس زمانے میں عورتوں نے ایسا خراب دستور اختیار کیا ہے کہ وہ ادب کے بالکل خلاف ہے۔ جب چند سہیلیاں آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتی ہیں تو اکثر یہ تذکرہ ہوتا ہے کہ فلانی کا میاں اُس کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ رکھتا ہے۔ ایک کہتی ہے کہ بوا! میں نے تو یہاں تک اُن کو دبایا ہے کیا مجال جو میری بات کو کاٹیں یا اُلٹ کر جواب دیں۔ دوسری فخر کرتی ہے جب تک گھڑیوں خوشامد نہ کریں میں کھانا نہیں کھاتی۔ تیسری بڑائی مارتی ہے۔ میں تو جب دس مرتبہ پوچھتے ہیں تب ایک جواب مشکل سے دیتی ہوں۔ چوتھی ٹینگ کی لیتی ہے۔ چاہے وہ آپ پہروں نیچے بیٹھے رہیں بندی کو پلنگ سے نیچے اُترنا قسم ہے۔ پانچویں شیخی بگھارتی ہے۔ جو میری زبان سے نکلتا ہے پورا کرا کے رہتی ہوں۔ شادی بیاہ میں ٹونے ٹوٹکے بھی اسی غرض سے نکلے ہیں کہ میاں مطیع اور فرماں بردار رہے۔ کہیں تو جوتی پر کاجل پار کر میاں کے سُرمہ لگایا جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب کہ عمر بھر جوتیاں کھاتا رہے اور چوں نہ کرے۔ کہیں نہاتے وقت انگوٹھے کے تلے بیڑا رکھا جاتا ہے اور میاں کو کھلایا جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی کہ پیروں پڑتا رہے۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہے

شیخی - مارنا - کرنا۔ تعویذ گنڈے - جھوجھا - تابع دار - حکم شنو - ۱۲

کہ عورتیں مردوں کا درجہ اور اختیار کم کرنے پر آمادہ ہیں لیکن یہ تعلیم بہت بری تعلیم ہے اور ہمیشہ اس کا نتیجہ قباحت سے خالی نہیں۔ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے اگر دباؤ اور زبردستی سے کوئی اُن کو زیر کرنا چاہے ناممکن ہے۔ بہت آسان ترکیب اُن کو زیر کرنے کی خوشامد اور تابعداری ہے اور جو احمق عورت اپنا دباؤ ڈال کر مرد کو زیر کرنا چاہتی ہے وہ بڑی غلطی پر ہے۔ وہ شروع سے تخمِ فساد بوتی ہے اور انجام اُس کا ضرور فساد ہوگا اگرچہ وہ اُس کو بالفعل نہیں سمجھتی اصغری خانم میری صلاح یہ ہے کہ تم گفتگو اور نشست و برخاست میں بھی اپنے میاں کا ادب ملحوظ رکھنا۔ کیا وجہ ہے کہ شادی بیاہ ایسے چاؤ سے ہوتا ہے اور چوتھی کے بعد ہی بہو سے ساس نندوں کا بگاڑ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون غور کے قابل ہے۔ بیاہ کے پہلے تک لڑکا ماں باپ میں رہا اور صرف اُنھیں کے ساتھ اُس کا تعلق تھا۔ ماں باپ نے اُس کو پرورش کیا اور یہ توقع کرتے رہے کہ بڑھاپے میں ہماری خدمت کرے گا۔ بیاہ کے بعد بہو ڈولی سے اُترتے ہی یہ فکر کرنے لگتی ہے کہ میاں آج ماں باپ کو چھوڑ دیں

طیّار۔ خرابی۔ دبالینا۔ نیچا دکھانا۔ فساد کا بیج۔ نتیجہ۔ ابھی۔ اُٹھنے بیٹھنے۔ خیال۔ پالا پوسا۔ ۱۲

پس لڑائی ہمیشہ بہوؤں کی طرف سے شروع ہوتی ہے۔ اگر بہو کنبے میں مل کر رہے اور کبھی ساس کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ بیٹے کو ہم سے چھڑانا چاہتی ہے تو ہرگز فساد نہ پیدا ہو۔ یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ بیاہ کے بعد ماں باپ سے تعلق چند روزہ ہے آخر گھر الگ ہوگا۔ میاں بیوی جدا ہو کر رہیں گے۔ دنیا یہی ہوتی آئی ہے۔ لیکن نہیں معلوم کم بخت بہوؤں کو بے صبری کہاں کی ہوتی ہے کہ جو کچھ ہونا ہو اسی دم ہو جائے۔ بہوؤں میں ایک عیب چغلی کا ہوتا ہے جس سے زیادہ فساد ہوتا ہے وہ یہ کہ سسرال کی ذرا ذرا بات آکر ماں سے کہا کرتی ہیں اور مائیں خود بھی کھود کھود کر پوچھا کرتی ہیں لیکن اس کہنے اور پوچھنے سے سوائے اس کے کہ لڑائیاں پڑیں اور جھگڑے کھڑے ہوں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بعض بہویں اس طرح کی مغرور ہوتی ہیں کہ سسرال میں کیسا ہی اچھا کھانا اور کیسا ہی اچھا کپڑا اُن کو ملے مگر ہمیشہ نظرِ حقارت سے دیکھتی ہیں۔ ایسی باتوں سے میاں کی دل شکنی ہوتی ہے اصغری! اس کی تم کو بہت احتیاط چاہیئے۔ سسرال کی ہر ایک چیز قابل قدر ہے اور تم کو ہمیشہ کھانا کھا کر اور کپڑا پہن کر بشاشت ظاہر کرنی چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ تم نے

۱ عارضی۔ تھوڑے دنوں کا۔ ۲ کرید کرید کر۔ ہر چول کرنا۔ ۳ بے وقری۔ ذلت۔ ۴ دل توڑنا۔ ۵ خوشی۔ ۱۲

پسند کیا۔ سسرال میں نئی دلہن کو اس بات کا خیال بھی ضرور
رکھنا چاہیئے کہ بے دلی سے وہاں نہ رہے اگرچہ ناآشنا ہونے
کے سبب البتہ اجنبی لوگوں میں جی نہیں لگتا لیکن جی کو سمجھانا چاہیئے
نہ یہ کہ روتے گئے۔ وہاں رہے تو روتے رہے۔ جاتے دیر نہیں ہوئی
آنے کا تقاضا شروع ہوا۔ رفتہ رفتہ اُنس پیدا کرنے کے واسطے
چالوں کا رواج بہت پسندیدہ ہے۔ اس سے زیادہ میکے کا شوق
ظاہر کرنا سسرال والوں کو ضرور ناپسند ہوتا ہے۔ گفتگو میں درجۂ
اوسط ملحوظ رہے یعنی نہ اتنی بہت کہ خود بخود بک بک نہ اتنی کم
کم کہ غرور سمجھا جائے۔ بہت بکنے کا انجام رنجش ہوتا ہے۔ جب
رات دن کی بکواس ہوگی ہزاروں طرح کا تذکرہ ہوگا نہیں معلوم
کس تذکرے میں کیا بات مُنہ سے نکل جائے۔ نہ اتنی کم گوئی
اختیار کرنی چاہیئے کہ اب بولنے کے واسطے لوگ خوشامد اور
منت کریں۔ ضد اور اصرار کسی بات پر زیبا نہیں اگر کوئی بات
تمھاری مرضی کے خلاف بھی ہو اس وقت ملتوی رکھو پھر کسی
دوسرے وقت بہ طرز مناسب طے ہو سکتی ہے۔ فرمائش کسی چیز
کی نہ کرنی چاہیئے۔ فرمائش کرنے سے آدمی نظروں میں
گھٹ جاتا ہے اور اُس کی بات ہیٹی ہو جاتی ہے۔ جو کام ساس

ناواقف ۔ اوپری ۔ محبت میل ۔ شادی کے بعد میکے میں وقتاً فوقتاً جو دعوتیں
عزیز و اقربا کی طرف سے ہوتی ہیں ۔ بیچ کی راہ ۔ کم بولنا ۔ ہٹ ۔ مناسب
اُٹھا رکھو ۔ بر آیندہ ۔ اچھے طریقے پر ۔ پاؤ ڈھنگ ۔ کم ہو جانا ۔ بے وقعت ہو جاتی ہے

نندیں کرتی ہیں تم کو اپنے ہاتھوں سے کرنا عار نہ سمجھنا چاہیئے
چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کا ادب ہر دل عزیز ہونے کے
واسطے بڑی عمدہ تدبیر ہے - اپنا کوئی کام دوسرے کے فرقے
نہیں رکھنا چاہیئے اور اپنی کوئی چیز بے خبری سے نہ پڑی رکھنی
چاہیئے کہ دوسرے اس کو اٹھا لیں گے - جب دو آدمی چپکے
چپکے باتیں کریں ان سے علیحدہ ہو جانا چاہیئے پھر اس
کی فکر بھی مت کرو کہ یہ آپس میں کیا کہتے تھے اور خواہ مخواہ
یہ بھی مت سمجھو کہ کچھ ہمارا ہی تذکرہ تھا - اپنا معاملہ شروع سے ادب
لحاظ کے ساتھ رکھو - جن لوگوں میں بہت جلد نہایت درجے
کا اختلاط پیدا ہو جاتا ہے اسی قدر جلد ان میں رنجش پیدا ہونے
لگتی ہے - والدعا (حرزہ دوراندیش خاں) از مراۃ العروس نذیر میں مناسب کمی بیشی

خط تعزیت اصغری کے نام

برخوردار اصغری خانم کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ اس وقت دہلی کے خط سے مجھ کو بتول کے انتقال کا حال معلوم ہوا میں اس
بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ مجھ کو رنج نہیں ہوا مگر میری عقل
اس قدر بے جا نہیں ہوئی کہ نادان آدمیوں کی طرح میں بے صبری
کروں - مجھ کو برا اثر دیتھارا ہی عجب نہیں کہ تم پر یہ صدمہ بہت
شاق ہوا ہو لیکن ہر ایک حالت میں انسان کو عقل سے

عیب شرم کی بات - اوپر - آگ - ذکر - حال بیان کرنا - بہت - حد درجے کھل مل جانا
ماتم پرسی شکر سخت - ۱۲

مشورہ لینا چاہیئے۔ عقل ہم کو اسی واسطے بخشی گئی ہے کہ رنج ہو یا خوشی ہم اپنی عقل سے اُس میں مدد لیں۔ دنیا کے حال پر غور کرنا نہایت ضرور ہے اور یہ غور فائدے سے خالی نہیں زمین۔ آسمان۔ پہاڑ۔ جنگل۔ دریا۔ انسان۔ حیوان درخت لاکھوں طرح کی چیزیں دنیا میں ہیں اور دنیا کا ایک بہت بڑا بھاری کارخانہ ہے۔ دن میں ایک معمول کے ساتھ آفتاب کا نکلنا۔ پھر رات کا ہونا اور چاند اور ستاروں کا چمکنا۔ کبھی گرمی کبھی سردی۔ کبھی برسات اور پانی کے اثر سے انواع واقسام کے رنگ برنگ کے پھل اور پھولوں کا پیدا ہونا۔ ہر ایک بات پر غور کرنے والے کو برسوں کے سوچنے کو کافی ہے۔ خود آدمی کو اپنا حال غور کرنے کو کیا کم ہے کیوں کر آدمی پیدا ہوتا اور کیوں کر پرورش پاتا اور بڑا ہوتا اور کیوں کر لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپے کی حالتیں اس پر گزرتی ہیں اور کیوں کر آخر میں دنیا سے سفر کر جاتا ہے۔ یہ بڑا عمدہ اور مشکل مضمون ہے۔ یہ سب کارخانہ کسی مصلحت سے خدا نے جاری کر رکھا ہے اور جب تک وہ چاہے گا اسی طرح یہ کارخانہ جاری رہے گا۔ دنیا صرف سات یا آٹھ ہزار برس سے ہے اور اُس کی عمر بہت تھوڑی ہے یعنی اب قیامت بہت قریب ہے

اصلاح۔ دی گئی ہے۔ طرح بطرح۔ ۱۲

اور جلد تر دنیا کو فنا ہونا ہے۔ دنیا کی مردم شماری سے ثابت ہوا ہے کہ ایک گھنٹے میں ساڑھے تین ہزار آدمی کے قریب دنیا میں مرتے ہیں یعنی ہر ایک پل میں ایک آدمی۔ اسی قدر پیدا بھی ہوں گے۔ اب حساب کر لو کہ صرف ایک مہینے میں کئی لاکھ آدمی دنیا میں مرتے اور پیدا ہوتے ہیں اور پھر غور کرو کہ سات ہزار برس سے یہی تار چلا آتا ہے یعنی ان گنت شمار آدمی اب تک دنیا میں مر چکے ہیں پس موت ایک ضروری اور معمولی بات ہے۔ بڑے بڑے زبردست بادشاہ بڑے بڑے عالم بڑے بڑے حکیم یہاں تک کہ بڑے بڑے پیغمبر جو مُردوں کو جلا سکتے تھے خود موت سے نہ بچ سکے۔ دنیا میں جو پیدا ہوا ہے یہ خدا کا ضروری حکم ہے کہ وہ ایک دن مرے پس اگر یہ حکم کسی دن ہم پر یا ہمارے کسی عزیز قریب پر جاری کیا جائے تو کوئی وجہ شکایت اور فریاد کی نہیں۔ یہ مضمون سرسری نہیں ہے۔ اس کو خوب غور کرو اور جب تم کو موت کی حقیقت معلوم ہو جائے گی تو یقین ہے تم میری طرح سمجھ لو گی کہ کسی کے مرنے پر رنج کرنا لاحاصل ہے اور بے سود ہے۔ کسی کی موت پر رنج کرنا تعلق پر موقوف ہے۔ اگر ہم سنیں ملکِ چین کا بادشاہ مر گیا۔ ہم پر اس خبر کا مطلق اثر نہیں ہوتا۔

آدمیوں کا گنتی کرنا۔ اٹکل گنتی۔ معمولی۔ بے فائدہ۔ ۱۲

اس واسطے کہ ہم کو اُس سے کچھ تعلق نہ تھا۔ بلکہ محلّے میں اگر کوئی غیر آدمی مرجائے جس سے کسی طرح کا واسطہ نہیں تو ہم کو بہت کم رنج ہوگا۔ پس ہم کو رنج اُسی شخص کے مرنے کا ہوتا ہے جس سے ہم کو تعلق ہے اور جتنا تعلق قوی[1] ہے اُسی قدر رنج زیادہ۔ نانی کی بھتیجی کی خالہ کی بہو کی بھتیجی کی بھانجی اگر مرے تو کیا۔ دور کا واسطہ دور کا رشتہ بلکہ رشتے ناتے پر کیا موقوف ہے محبت ملاپ میں بھی رنج ہوتا ہے۔ اب سوچنا چاہیئے کہ دنیا میں ہم کو کس سے زیادہ تعلق ہے؟ اس کے واسطے کوئی قاعدہ مقرر نہیں قریب کا رشتہ دار ہو اور سدا[2] کی لڑائیاں۔ سدا کا بگاڑ رہے تو ایسے رشتہ دار غیر داخل۔ لیکن غیر ہے رشتہ نہیں قرابت نہیں محبت ملاپ بہت کچھ وہ رشتہ داروں سے بڑھ کر ہے۔ پس ہر شخص موافق اپنی حالت کے خاص تعلق رکھتا ہے۔ یہ دنیاوی تعلقات سب فائدے اور غرض سے ہوتے ہیں۔ اگر اپنا سگا ہمارے فائدے میں خلل انداز ہو ضرور ہے کہ وہ ہم سے چھوٹ جائے۔ اگر غیر آدمی ہمارے کام آئے ضرور ہے کہ وہ ہم کو مثل اپنوں کے عزیز ہو۔ لیکن وہ فائدہ

---

[1] مضبوط۔ [2] ہمیشہ۔ آئے دن۔ روز۔ قریبی رشتہ دار جس میں ہیر پھیر نہ ہو۔ رخنہ ڈالنے والا۔ بگاڑنے والا۔ ۱۲

جس سے تعلق پیدا ہوتا ہے ضرور نہیں کہ روپیے پیسے کا ہو اگرچہ اکثر اسی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی امید اور توقع سے بھی تعلق ہوتا ہے بہت لوگ ہمارے دوست ہیں جو ہم کو کچھ دے نہیں دیتے لیکن یہ توقع کہ اگر کبھی ہم کو کسی طرح کی ضرورت ہو تو کام آنے والے ہیں۔ تعلق پیدا ہونے کی وجہ ہوتی ہے۔ میں اس بحث کو بہت طول دے سکتا ہوں اور جس قدر اس بحث کو طول دیا جائے مناسب ہے۔ لیکن اصل مطلب میرا اس خط میں صرف اولاد کے تعلق سے بحث کرنا ہے اور اگر فرصت ملے گی تو ان شاء اللہ اس تعلق پر ایک کتاب لکھ کر تم کو بھیج دوں گا۔ یہ تعلق جو اولاد سے ہے کوئی ماں باپ بلکہ کوئی جانور تک اس سے خالی نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فائدے اور غرض پر اس کی بنا نہیں بلکہ خداوندِ عالم جو بڑا دانش مند ہے اُس کا انتظام چاہتا ہے کہ ضرور ماں باپ کو اپنی اولاد کی محبت ہو۔ اولاد چند سال تک محتاجِ پرورش ہوتی ہے تاکہ اولاد کی پرورش اچھی طرح ہو۔ ماں باپ کو اولاد کی محبت لگا دی کہ اس محبت کے لگاؤ سے بچوں کو پالیں اور بڑا کریں۔ یہاں تک کہ بڑے ہو کر خود دنیا میں رہنے سہنے لگیں۔ پس ماں باپ پرورش کے

بیٹ کر کے۔ بنیاد۔ جڑ۔ ۱۲

واسطے اُن کے خدمت گزار رہیں۔ پس اولاد کا پال دینا صرف اتنا تعلق تو خدا کی طرف سے ماں باپ کو دیا گیا۔ باقی یہ بکھیڑے کہ اب اولاد کی تمنّا ہے۔ نہیں ہے تو دوا ہے اور علاج ہے اور تعویذ گنڈا ہے۔ عمل ہے اور دعا ہے۔ یا اولاد ہوئی تو یہ فکر ہے کہ بیٹے ہوں بیٹیاں نہ ہوں۔ یا جو ہوں زندہ رہیں۔ یہ خود انسان کی اپنی ہوس کے جھگڑے ہیں۔ رہی یہ بات کہ اولاد کی تمنّا جو آدمی نے خدا کی مرضی سے زیادہ اپنے دل میں پیدا کی۔ کس وجہ سے ہوتی ہے؟۔ بے شک فائدے اور غرض کے واسطے ہوتی ہے لیکن فائدے کئی قسم کے ہیں۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ اولاد سے نام چلتا ہے۔ بعض کو یہ خیال ہوتا ہے کہ بڑھاپے میں ہمارے مددگار رہوں گے۔ بعض کو یہ تصوّر ہوتا ہے کہ ہمارا مال اور دولت ہمارے بعد لیں گے۔ اب ان خیالات پر غور کرو کس قدر بیہودہ اور غلط ہیں۔ نام چلنا کیا معنی؟ کہ لوگ جانیں کہ فلانے کے بیٹے فلانے کے پوتے ہیں۔ اول تو جب ہم خود دنیا میں نہ رہے تو اگر کسی نے ہم کو جانا تو کیا اور نہ جانا تو کیا۔ علاوہ اس کے غور کرو کہ کہاں تک نام چلتا ہے۔ کسی آدمی سے اُس کے باپ دادوں کے نام پوچھو شاید دادا تک تو ہر کوئی بتا سکے گا۔ اُس سے اوپر خود اولاد کو نہیں معلوم

آرزو۔ خواہش۔ جھگڑے۔ بکھیڑے۔ خیال۔ ۱۲

کہ ہمارے پردادا اور سکڑدادا کون بزرگ تھے۔ دوسرے لوگوں کو اُن کے مُردوں کی ہڈیاں اُکھاڑنے کی کیا ضرورت ہی۔ پس بالفرض نام چلا بھی تو ایک یا دو پشت آگے خیر صلاح۔ اور ایک یا دو پشت نام چلنا بھی صرف خیالی بات ہی۔ دس برس سے میں پہاڑ پر ہوں۔ ہزاروں آدمی مجھ کو جانتے ہیں اور ہزاروں کو میں جانتا ہوں لیکن نہ وہ میرے باپ کو جانتے ہیں نہ میں اُن کے باپ سے واقف ہوں نہ کچھ باپ کے نام بتلانے یا پوچھنے کی ضرورت واقع ہوتی ہی۔ دوسری وجہ تمنائے اولاد کی یہ فائدہ ہی کہ بڑھاپے میں مددگار ہوں۔ لیکن یہ خیال بھی محض واہیات ہی۔ یہ کیوں کر یقین ہی کہ اُن کے بڑے ہونے تک ہم جیتے رہیں گے یا ہمارے بڑھاپے تک یہ زندہ رہیں گے اور بالفرض زندگی کا اتفاق بھی ہوا تو اولاد کا مددگار ہونا محض خیالی بات ہی۔ ان وقتوں میں ہم ایسی اولاد بہت کم پاتے ہیں جن کو ماں باپ کا ادب ملحوظ ہوتا ہی۔ یا جن کو والدین کی خدمت گزاری کا خیال ہوتا ہی۔ ادب اور خدمت گزاری تو درکنار اب تو اکثر اولاد سے ماں باپ کو ایذا اور تکلیف پہنچتی ہی۔ جس اولاد کی لوگ تمنا کرتے ہیں شروع سے

دادا کا باپ۔ پرچول کرنا۔ تفتیش کرنا۔ پیرا سنے حالات کا تفحص۔ فرض کرو کہ

آخر تک اُن کے ہاتھوں سے رنج پاتے ہیں۔ جب تک
چھوٹے ہیں۔ پالنا ایک مصیبت ہے۔ آج آنکھیں دکھتی ہیں
کبھی پسلی[1] کا دکھ ہے کبھی دانت نکلتے ہیں۔ کبھی چیچک[2] نکلی ہے
خدا خدا کر کے بڑے ہوئے تو اُن کے کھانے کپڑے
کی فکر۔ آدمی نہیں معلوم کس حالت میں نوکر ہے یا نہیں۔ پیسہ
پاس ہے یا نہیں۔ اُن کو جہاں سے ہو سکے دینا ضرور۔ ماں
باپ کو فاقہ ہو تو ہو اُن کو سودا سلف کچھ نہ ہو تو بھی دمڑی[3]
روز کے چنے چاہئیں۔ عید ہو بقرعید ہو میلا ہو ٹھیلا ہو
لاؤ بھائی جوڑا۔ سودا کھانے کو چار ٹکے پیسے۔ یہاں تک
بھی غنیمت ہے۔ اب ماں باپ چاہتے ہیں کہ لڑکا کام سیکھے
پڑھے۔ اور لڑکا پاجی ہے کہ پڑھنے کے نام سے کوسوں
بھاگتا ہے۔ جب تک مکتب[4] کے چار لڑکے ٹانگ[5] کر نہ لے جائیں
جانا قسم ہے اور وہاں کیا؟ ۔ اُستاد کی آنکھ بچی کہیں چوراہے
جا نکلے کہیں نہر پر کھڑے

[1] پسلی دکھ بھی کہلاتا ہے۔ اسی کو ڈبے کا عارضہ کہتے ہیں جو سانس کا خلل ہے جس میں بچوں کی پسلیاں پھڑکنے لگتی ہیں۔ [2] ام الصبیان بھی یہی ہے۔ [3] دمڑی اب کوئی چیز نہیں اب فقیر تک بھی ایک پیسہ نہیں "دو پیسے دو" کہتا ہے۔ جنگ یورپ اپنا دُم چھلا اور دوامی عذاب یہ چھوڑ گئی ہے کہ روپیہ چار آنے کا رہ گیا۔ لوگ بن موت مرتے ہیں نہ پیٹ کو روٹی ملتی ہے نہ تن کو کپڑا۔ خدا رحم کرے۔ [4] مدرسہ۔ [5] زبردستی لٹکا کر کشاں کشاں۔ ۱۲

گیڑیاں کھیلتے ہیں۔ کہیں بازاروں میں خاک چھانتے پھرتے ہیں۔
اور ذرا بڑے ہوئے۔ ماں باپ کو جواب دینے لگے۔
لُچّوں کی صحبت۔ بدمعاشوں کا ساتھ۔ نہ ناچ کا پرہیز نہ
بُری صحبت سے گریز۔ باپ دادا کو بدنام کرتے پھرتے ہیں
اسی طرح بعضے شاطر بدمعاش۔ چور۔ جواری۔ شراب خوار
ہو جاتے ہیں۔ اب اولاد بیاہنے قابل ہوئی۔ تمام شہر
چھان مارا کہیں ڈھب کی بات نہیں ملتی۔ مشاطہ پاؤں
توڑ توڑ تھکی۔ میل ملاپ والے ہار کر بیٹھ رہے۔ کنبے کے
لوگ ایک ایک سے کہہ چکے۔ کوئی حامی نہیں بھرتا۔ ایک
خرابی میں جان ہے۔ ماں بیچاری کہیں منتیں مانتی پھرتی
ہے کہیں کھڑی فال گوش لے رہی ہے۔ کہیں گڑیا کا بیاہ ہو رہا ہے
پانچوں وقت دعا ہے۔ الٰہی غیب سے کسی کو بھیج۔ خدا خدا
کرکے نسبت ناتا ٹھیرا تو ایسی جگہ کہ یہاں ان بیچاری کے
پاس چاندی کا تار تک نہیں سمدھیانے والے جھپکے کے
بالے مانگتے ہیں۔ اپنے تئیں بیچ کر بیاہ کیا۔ چڑیا کی جان
گئی کھانے والے کو مزا نہ ملا۔ جہیز ہے کہ پھینکا پھینکا پھرتا ہے

لکڑیوں کے ٹکڑوں سے ایک کو دوسرے سے مار کر ایک مقررہ خط کے
پار کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک کھیل گلی ڈنڈا بھی تھا اب جس طرح مسلمانوں
کی سلطنت جاکر برٹش راج ہوا اسی طرح ان کھیلوں کو کرکٹ اور ٹینس نے
(باقی آئندہ)

سمدھن کہتی ہیں اوئی! کیا دیا ایسی نہوت میں بیٹی جننی
کیا ضرور تھی - کوئی چیز خاطر تلے نہیں آتی - بات بات میں اٹھانا
ہے - داماد صاحب جو تشریف لائے تو اُن کے دماغ نہیں ملتے
جب تک سسرے سے جوتیاں سیدھی نہ کرالیں ہاتھ تک
نہیں دھوتے کھانے کی کون کہے - چوتھی نہیں ہوئی کہ میاں
بیوی میں جوتی پیزار ہونے لگی - بیٹی دی اور لڑائی کی لڑائی
مول لی - پھر یہ نہیں کہ کچھ ایک دن کی ہے - نہیں - بس عمر بھر
کو مصیبت کا چرخہ چلا - بیٹی کے اولاد ہونی شروع ہوئی -
ماں بے داموں کی لونڈی - بے تنخواہ کی دایہ - عمر بھر اپنے
بچے پال لینے کی مصیبت جھیلتی رہی - اب خدا خدا کر کے
دو برس سے آرام نصیب ہوا تھا - بیٹی کے چھنگے پوتے
سنبھالنے پڑے - اور اگر بہو آئی تو فسادی کی گانٹھ لڑائی کی
پوٹ - ساس کو تو جوتی برابر نہیں سمجھتی - نندوں کو دم ناک
میں کر رکھا ہے - نہ جیٹھ کا حجاب نہ سسرے کا ادب عورت ہے کہ

تکملہ نوٹ صفحہ گزشتہ - ماہرشا! - ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ، رفت منزل
بدیگرے پرداخت - "نئی آئی پرانی کو دور کرے" - آوارہ - بدمعاشوں - بچاؤ - بیچے - چھنٹے ہوئے - جوئے باز - شراب پینے والے - تلاش کر لیا - ٹھور ٹھکانے
نہیں لیتا - کان کی فال اس طرح لی جاتی ہے کہ کسی آمد و رفت کی جگہ کھڑے ہو کے لوگوں
کی باتیں سنتے رہتے ہیں جو مطلب کی بات بھی سنائی دے جاتی ہے - ایک قسم کے جڑاؤ بالے
جن میں بڑے بھاری اور قیمتی - طعنہ - مزاج درست نہیں کسی کی بات
خاطر تلے یا سمجھ میں ہی نہیں آتی - شادی کے دوسرے دن کی رسم (باقی آیندہ)

مردوں کی پگڑی اُتار لیتی ہے۔ خدا پناہ میں رکھے۔ بیٹے نالائق کو دیکھیئے کہ بی بی نے تو یہ آفت اُٹھا رکھی ہے۔ یہ مردود بی بی کی حمایت کرتا ہے اور اُلٹا ماں باپ سے لڑتا ہے یہاں تک کہ بے چارے ماں باپ گھر چھوڑ کر الگ کرایے کے مکان میں جا رہے۔ یہ نتیجہ اس وقت کی اولاد سے ماں باپ کو ملتا ہے۔ بہت کم ہیں وہ لوگ جو اولاد سے راحت پاتے ہیں پس ہم لوگ اپنی نادانی سے اولاد کی کیا تمنا کرتے ہیں گویا آفت اور مصیبت کو آرزو کر کے بلاتے ہیں۔ اب رہا یہ خیال کہ مال و دولت کا کوئی وارث ہو اس وجہ سے اولاد کی تمنا کی جائے۔ یہ خیال جیسا مہمل۔ پوچ اور لچر اور خرافات ہے۔ ظاہر۔ جب آدمی خود دنیا سے اُٹھ گیا تو اُس کی دولت اگر اُس کے بیٹوں نے لی تو کیا اور اگر مالِ لاوارث قرار پا کر سرکار میں گیا تو کیا۔ یہ دولت عاقبت میں کچھ کار آمد نہیں مگر

تکملہ نوٹ صفحۂ گزشتہ۔ جس میں ترکاریوں سے سمدھنیں آپس میں کھیلتی ہیں۔ لڑائی جھگڑا۔ تھکا فضیحت۔ سلسلہ شروع ہوا۔ تانتا بندھا ۔ چھوٹے چھوٹے بچے۔ گرہ۔ مجموعہ۔ گٹھڑی۔ پوٹلی۔ کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتی بالکل بے وقری۔ تنگ کرنا۔ میاں کا بڑا بھائی اور چھوٹا دیور کہلاتا ہے۔ لحاظ ۱۲ بیچ۔ آرام۔ بے کار۔ فضول۔ واہیات۔ بے وارث جس کا کوئی حق دار نہ ہو ۔ سرکار گورنمنٹ ۱۲

اُسی قدر جو خدائے تعالیٰ کی راہ میں ہم خود صرف کر جائیں یا ہمارے
بعد ہمارے نام سے خدائے تعالیٰ کی راہ میں صرف ہو۔ جب
ہم نے دولت کو خود صرف نہ کیا اور ایسا ضروری کام اولاد کے
ذمتے چھوڑ گئے تو ہم سے زیادہ کوئی احمق نہیں۔ جو اولاد ماں
باپ کا اندوختہ مفت پاجاتے ہیں ہرگز اُن کو اُس کے خرچ
کرنے میں دریغ نہیں ہوتا۔ آدمی اُسی روپئے کی قدر کرتا ہے
جس کو وہ خود اپنی قوت بازو اور عرق ریزی سے پیدا
کرتا ہے۔ اور بے محنت جو روپیہ ملتا ہے اُس کا یہی حال ہوتا ہے
کہ مالِ مفت دلِ بے رحم۔ البتہ اولاد ناچ رنگ سیر تماشے
میں خوب دولت کو اُڑائے گی۔ لیکن چاہیئے کہ باپ کے
نام باجرے کے دو لیئے پر فاتحہ تک بھی دلوائے۔ کیا مذکور۔ کیا
ایسی مثالیں دنیا میں سیکڑوں ہزاروں نہیں ہیں کہ لوگ
بخل اور خسّت سے عمر بھر جمع کرتے رہے۔ اولاد نے
دولت پاتے ہی وہ گل چھرّے اُڑائے کہ چند ہی روز میں
باپ کا اندوختہ عمر ہی فنا کر دیا ؎ اکس کہ تلف کرد و کہ اندوختہ
بود۔ اس بیان سے ظاہر ہوگا کہ جس قدر تعلق اولاد کے

اندوختہ جمع کیا ہوا۔ دریغ نہیں ہوتا دل نہیں دکھتا۔ خسّت محنت۔ مفت کے مال کا کچھ درد نہیں ہوتا۔ بخیل بخل
کنجوسی۔ گل چھرّے چین عیش۔ چند تھوڑے ہی۔ اکس الٰہ تو جمع کیا اور کون اڑا گیا

ساتھ ہمنے اپنے دل سے بڑھا لیا ہی وہ ہمارے حق میں
نہایت ضرر[1] کرتا ہی - ہم کو اولاد کے ساتھ اُسی قدر تعلق رکھنے
کا حکم ہی کہ جب تک وہ ہماری مدد کے محتاج ہیں - اُن کی
پرورش کریں اور اس پرورش کرنے میں بھی اس اُمید کو دل
میں جگہ نہ دیں کہ اولاد بڑی ہو کر اس پرورش کے عوض[2] ہماری
خدمت کرے گی - یہ اُمید پیدا کرنا سخت درجے کی نادانی ہی
بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا نے جو ہمارا مالک ہی اُن کی پرورش
کی خدمت ہم سے متعلق کی ہی - ہم اولاد پالنے میں اُس کے
حکم کی تعمیل کرتے ہیں - یہ باغ خدا کا ہی اور ہم اُس کی طرف
سے اس باغ کے مالی ہیں - اگر باغ کا مالک کسی درخت
کو قلم کرنے یا کاٹ ڈالنے[3] کا حکم دے - مالی کو یہ کہنے کا
کب منصب[4] ہی کہ میں نے اس درخت کو بڑی محنت سے پالا ہی
یہ کیوں کاٹا اور قلم کیا جاتا ہی - دنیا کے تمام تعلقات صرف
اسی واسطے ہیں کہ آدمی ایک دوسرے کو فائدہ پہونچائے -
ہم چند روز کے واسطے کسی مصلحت سے اس دنیا میں
بھیجے گئے ہیں اور یہاں ہم کو کسی کا باپ کسی کا بیٹا کسی کا
بھائی بنا دیا ہی - اس واسطے کہ لوگ ہماری اور ہم لوگوں کی

[1] نقصان - [2] بدلہ - [3] کاٹ ڈالنے - [4] عہدہ - مرتبہ - حق - ۱۲

مدد کریں اور صلح کاری اور سازگاری میں اپنی زندگی جو مقرر کر دی گئی ہے پوری کر جائیں۔ دنیا ہمارا گھر نہیں ہے۔ ہم کو دوسری جگہ جا کر رہنا ہوگا۔ نہ کوئی ہمارا ہے نہ ہم کسی کے۔ ہم اگر کسی کے باپ ہیں تو چند روز کے واسطے اور اگر کسی کے بیٹے ہیں تو بھی چند روز کے واسطے۔ اگر ہم کسی کو مرتا دیکھیں تو افسوس کی کیا بات ہے؟۔ افسوس تو جب کریں جب ہم یہاں بیٹھے رہیں۔ ہم کو خود وہی سفر درپیش ہے۔ نہیں معلوم کس گھڑی بلاوا ہو اور چلتا ٹھہر جائے۔ پھر سب سے مشکل یہ ہے کہ مرنا صرف یہی نہیں ہے کہ بدن سے جان نکل گئی گویا روح ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلی گئی۔ نہیں وہاں جا کر بات بات کا حساب دینا ہوگا۔ زبان جھوٹ اور غیبت اور قسم اور فحش اور بیہودہ بکواس کے واسطے جواب دہی کرے گی۔ آنکھ نظر بد کی سزا پائے گی۔ کان کو کسی کی بدی سننے کے عوض گوشمالی دی جائے گی۔ ہاتھ نے کسی پر زیادتی کی ہے یا پرایا مال چرایا ہے۔ کاٹا جائے گا۔ پاؤں اگر غلط راہ چلا ہے شکنجے میں کسا جائے گا۔ بڑا ٹیڑھا وقت ہوگا! خدا ہی اپنے فضل سے بیڑا پار کرے تو ہو سکتا ہے۔ جس کو ان باتوں سے فراغت ہو

ہر چیز کا۔ ذرا ذرا۔ بری نگاہ۔ کان مروڑنا۔ تنبیہ۔ سزا۔ دوسرے کا مال۔ برے رستے۔ پیچ۔ برا ڈھب۔ بیڑا۔ کامیابی حاصل ۱۲

وہ کسی کے مرنے پر غم کرے یا کسی کے پیدا ہونے پر خوش ہو تو بجا ہی۔ لیکن دنیا میں کوئی ایسا ہی جو اپنی عاقبت سے بے فکر ہو چکا ہو؟ اصغری! اپنی خبر لو اور اُس دن کے واسطے سامان کرو جہاں سوائے عملِ نیک کے کچھ کام نہ آئے گا اور دعا کرو کہ خداوندِ عالم اپنے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہم سب کا انجام بخیر کرے والدعا۔ گنہ گار دور اندیش خان۔ (از مراۃ العروس بعد ترمیم مناسب)

رُخصتی خط بشریٰ کے نام

فرض کردم کہ بیادِ تو دلم خورسند است
آخر ایں دیدۂ دیدار طلب را چہ علاج

برخورداری بشریٰ بیگم! آج میں تم کو کلیجے پر پتھر کی سل رکھ یا دیدۂ پُرنم اُس گھر سے رخصت کرتا ہوں جہاں تم چھوٹی سے بڑی ہوئیں۔ آج اُستادی شاگردی سب کا خاتمہ ہو گیا مگر محبت و اخلاص ان شاء اللہ جب تک دم میں دم ہی جیسے کا ویسا قایم رہے گا جس کو کوئی دوری نہ مٹا سکتی ہی نہ رتی برابر کم کر سکتی ہی۔ تم سے مخفی نہیں ہی کہ اپنی ساری اولاد میں مجھ کو تم سے ایک خاص

بدولت۔ خاتمہ بخیر۔ یہ بات میں نے مانی کہ تمہاری یاد سے میرا دل خوش رہتا ہی لیکن یہ تو بتلاؤ کہ یہ جو میری آنکھیں تمہارے دیدار کو پھڑکتی ہیں انکا کیا علاج۔ آب دیدہ ہو کر۔ آنکھوں میں آنسو بھر ہوئے۔ پوشیدہ چھپا ہوا ۱۲

محبت تھی اور ہی اور جب تک دنیا میں ہوں خدا نے چاہا کرتا رہونگا
مگر اُستادی شاگردی کا ایسا تعلق ہی کہ مجھ کو اُس محبت کا
اظہار رکاوٹ کے ساتھ کرنا پڑتا تھا۔ کبھی کبھی میں نے تم کو
تمھاری غلطیوں پر تنبیہ کیا ہو گا بلکہ شاید کسی بے جا بات
پر ملامت بھی کی ہو۔ سو وہ تنبیہ اور ملامت سب تمھارے
فائدے تمھاری اصلاح اور تمھاری بہتری کے واسطے تھی
جب دو آدمی دنیا میں کسی طرح کا تعلق رکھتے ہیں۔ چاہے
وہ تعلق باپ بیٹی۔ حق ہمسایہ۔ ہم وطنی اور انسانیت ہی کا
کیوں نہ ہو مگر بہت سے حقوق ایک دوسرے پر ہوتے ہیں
وہ تعلق جو مجھ کو تمھارے ساتھ ہی وہ سب سے گہرا تعلق ہی
ہر چند کہ میں تمھارے حقوق کے ادا کرنے میں مقدور بھر کوشش
کرتا رہا ہوں لیکن بہت ممکن ہی کہ مجھ سے تمھارے کسی حق
کے ادا کرنے میں کچھ فروگذاشت ہوئی ہو۔ سو آج میں تم سے
بہ منت اُس کی معافی چاہتا ہوں۔ اس واسطے کہ میں بھی
آدمی ہوں اور آدمی کو کبھی یہ غرور نہیں کرنا چاہیے کہ اُس نے
اپنے فرائض انسانی کو پورا پورا ادا کیا ہی۔ انسان کا خمیر
اُنس سے ہی۔ دو چار دفعہ کی صاحب سلامت سے
آدمی کو آدمی کی محبت پڑ جاتی ہی اور تم تو میری لختِ جگر ہو

ویڈ انٹا۔ ڈیٹا۔ جتلایا۔ بھول چوک۔ لجاجت اور عاجزی سے۔ اصل۔ کلیجے کا ٹکڑا اور یہی نام
اس کتاب کا ہی۔ ۱۲

اور تم سے تو چودہ برس کامل اس درجے کا اختلاط رہا کہ اس
طول طویل مدت میں جو آج بہت ہی کم معلوم دیتی ہے تم مجھ سے
گھڑی بھر کو بھی جدا نہ ہوئیں۔ تمھاری ماں کی اچانک موت نے
تم کو ضرورتاً مجھ سے اور زیادہ نزدیک کر دیا کیوں کہ مجھ میں
باپ کے علاوہ ماں کی محبت بھی منتقل ہو گئی۔ بس آج
میں تم کو ایسی شدید مجبوری سے جس پر کسی بڑے سے بڑے
بادشاہ کا بھی قابو نہیں۔ بڑے صدمے۔ بے انتہا درد و
رنج کے ساتھ رخصت کرتا ہوں۔ کیوں کہ ماں باپ کے
اور فرائض میں سے سب سے بڑا یہی فرض ہے۔ میں جدائی
اور رخصت کے مضمون کو بار بار کہنا نہیں چاہتا اس واسطے
کہ تم کو اور مجھ کو یکساں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر غور کرو کہ تمھارا
رخصت ہونا کوئی انوکھی بات نہیں۔ دنیا جہان کی بیٹیوں
کا دستور ہے کہ بیاہ ہوا اور ماں باپ سے جدا ہوئیں۔ اس میں
شک نہیں کہ ایسی جدائی بہت شاق ہوتی ہے مگر آخر سسرال
کی نئی دنیا میں دنیا جہان کی ہزاروں لاکھوں لڑکیاں جا کر
بستی ہیں اس امر میں کوئی تمھاری تخصیص نہیں۔ میکے کے
تعلقات یاد رکھو کہ رفتہ رفتہ خود بخود ضعیف ہوتے جاتے ہیں

پورے۔ میل جول۔ یکایک۔ آگئی۔ سخت۔ اختیار۔ غیر معمولی۔ عجیب بات۔ خصوصیت۔ تھوڑے دنوں میں۔ بتدریج۔ آپ سے آپ۔ کم زور

پس کیا دل کو اتنا سمجھا لینا کچھ بڑا کام ہے کہ پہلے ہی سے ادھر کے تعلقات کو ضعیف فرض کرا لیا جائے۔ تمھاری حالت میں جو انقلابِ[1] عظیم ہونے والا ہے۔ مجھ کو امید ہے کہ تم اُس سے بے خبر نہیں ہو اور تم کو شکر کرنا چاہیئے کہ جس امتحان کے لیئے تم بلائی جاتی ہو تم کو اُس کے واسطے طیاری کرنے کی اچھی خاصی فرصت اور فراغت حاصل تھی۔ جو کچھ تم نے پڑھا اور سیکھا اور سنا اب اس امتحان میں تمھارا اصلاح کار اور مددگار ہوگا۔ جو شخص تمھاری طرح کتابوں کا ذخیرہ[2] پاس رکھتا ہے اگر وہ اپنے تئیں تنہا[3] سمجھے یا وہ اپنے تئیں اپنے پیاروں سے بچھڑا[4] ہوا خیال کرے تو یہ اُس کی غلطی ہے۔ یہی کتابیں تمھاری تنہائی کی سہیلیاں ہیں اور سہیلی بھی کیسی ماں باپ کی طرح مہربان۔ اُستانی کی طرح شفیق[5]۔ مونس[6]۔ غمخوار[7]۔ رفیق[8]۔ غمگسار[9]۔ ناصح[10]۔ دوستدار۔ خیر خواہ[11] وفا شعار۔

نظم

ہے کتب خانہ مرا ارژنگِ[12] چیں	سیر سے دل سیر ہوتا ہی نہیں
ہے طلسمِ حیرت[13] افزایہ سکان	کاشفِ[14] سترِ زمین و آسمان

[1] بڑی کایا پلٹ۔ [2] سٹاک (انگریزی) [3] اکیلا۔ [4] جدا۔ علیحدہ۔ [5] مہربان۔ [6] محبت کرنے والی [7] ہمدرد۔ [8] دوست۔ [9] ہمدرد۔ [10] نصیحت کرنے والی۔ [11] بہی خواہ۔ بھلائی چاہنے والی۔ [12] مانی مشہور مصور کا نگار خانہ۔ [13] حیرت کا جادو بٹھانے والا۔ [14] بھید کھولنے والا۔ ۱۲

میں نے گھر بیٹھے ہی دیکھی کائنات[1] | میں نے کی ہے یاں سیرِ شش جہات[2]

جہل[3] کا یاں پردۂ حائل[4] اٹھا | علم کا سِرِّ خفی[5] دل پر کھلا

جمع ہیں یاں وہ جو ہیں اہلِ کمال | اور کمال ان کا عدیم و بے مثال[8]

فیض سے ان سب کے ہوں فیض یاب | مجھ پہ ہے جو رحمتِ خدا کی اک کتاب

ہو زبانِ باستاں[9] یا حال کا | یاد ہیں جتنے بس کیا اور آ گیا

شاعرانِ نکتہ سنج و نکتہ رس | ق | یاد کرنے کی ہے دیر اور آئے بس

فکر کی جدت[10] دکھاتے ہیں مجھے | تازہ تر مضموں سناتے ہیں مجھے

لحنِ داؤدی[11] میں ہے گاتا کوئی | رنگِ رزم و بزم[12] دکھلاتا کوئی

کوئی قدرت کے نظاروں پہ فدا | ناصحِ مشفق کوئی مردِ خدا

ہے کوئی ڈوبا ہوا عرفان[13] میں | جذبہ ہائے[14] دل کسی کے دھیان میں

ناثرانِ[15] خوش بیاں جادو رقم | مجھ پہ کرتے رہتے ہیں اکثر کرم

بعض تاریخیں دکھاتے ہیں مجھے | بعض افسانے سناتے ہیں مجھے

میں نے بحثیں فلسفی[16] سے خوب کیں | منطقی کی ساری تقریریں سنیں

ہیں ملاقاتی طبیعی[17] بھی مرے | اُن سے علم و فضل کے چرچے رہے

---

[1] دنیا کی موجودات - کارخانہ دنیا - [2] چھئوں طرف - مشرق - مغرب - جنوب - شمال - اوپر - نیچے - [3] جہالت - [4] آڑ - [5] پوشیدہ بھید - [6] زمانے - [7] دنیا بھر - [8] جس کی نظیر یا مثال موجود نہ ہو - [9] گزرا ہوا زمانہ - [10] ایجاد کا طرزِ نو - [11] خوش آوازی - [12] جنگ اور مجلس - [13] خدا کی معرفت - [14] جوش - ولولے - [15] نثر لکھنے والے - [16] فلسفہ دان - [17] علم طبیعی کے جاننے والے - ۱۲

ماہرانِ علم و اخلاق و ادب ۔۔۔ مل گئے ہیں تجھ کو گھر بیٹھے ہی سب
الغرض دنیا کے اربابِ کمال ۔۔۔ بے نظیر و بے عدیل و بے مثال
مہربانی تجھ پہ فرماتے ہیں سب ۔۔۔ اے کتابو! یہ تمھارا ہے سبب
دوست تم سا کوئی دنیا میں نہیں ۔۔۔ تم دکھاتی ہو رہِ دنیا و دیں
مجھ کو ہو جان و دل سے تم عزیز ۔۔۔ وہ سمجھتا ہے تمھیں اعجوبہ چیز

اب تک تو جو کچھ تم پڑھتی رہیں تم کو قصہ اور کہانی معلوم ہوا ہوگا لیکن وہ کہانی اب تک جگ بیتی تھی اور اب آپ بیتی ہوگی۔ جتنی کتابیں تمھارے پاس ہیں اگرچہ کہنے کو تھوڑی ہیں مگر غور کرنے اور عمل کرنے کو بہت ہیں اور تمھارے ہی فائدے کی نظر سے یہ آخری نصیحت تم کو کرتا ہوں کہ تم اُسی طرح التزام کے ساتھ ان کو پڑھتی اور دیکھتی رہنا جیسے مدرسے کے پڑھنے کی حالت میں پڑھا اور دیکھا کرتی تھیں۔ اگرچہ ظاہر میں تم آج مجھ سے جدا ہوئیں مگر دل سے ہمیشہ ہمیشہ تم نزدیک رہو گی۔ تم ایک نامور دادا اور فارغ البال باپ کی بیٹی ہو تم کو پوتڑوں کی امیر کہنا کچھ نے جا شیخی نہیں بلکہ خداوند تعالیٰ کے شکر کا اظہار مقصود ہے۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ خوش حالی پر غرور کرو اور غریبوں کو نظرِ حقارت سے دیکھو۔

---

۱ صاحبِ کمال۔ ۲ جس کا جواب نہ ہو۔ ۳ عجیب۔ نادر۔ ۴ دنیا کا حال۔ ۵ پابندی۔ ۶ خوشحال
۷ پر بیتی الیہ۔

یاد رکھو کہ ع نہد شاخِ پرمیوہ سر بر زمیں۔ جو جتنا بڑا ہوتا ہے اتنا ہی
جھکتا ہے۔ ف لیتے ہیں ثمر شاخِ ثمرور کو جھکا کر ٭ جھکتے ہیں (میوہ دار ٹہنی خود بخود جھک جاتی ہے)
سخی وقتِ کرم اور زیادہ ٭ ہے باغِ جہاں میں تجھے گر ہمتِ عالی ٭
گردنِ تسلیم کو خم اور زیادہ ٭ ۔ میں خدا کا کافی شکر ادا کرنے
سے قاصر ہوں کہ اُسنے اپنے فضل و کرم سے میری توقعات
سے مجھے زیادہ نعمتیں دیں۔ میں اپنی حالت میں رضامند
اور اپنی حیثیت میں خوش ہوں کیوں کہ بقول ایک بزرگ
کے آسمان کو دیکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ضرور کسی نہ کسی
دن طائرِ روح قفسِ عنصری سے نکل کر اوجِ فلک پر پرواز
کرے گا۔ پھر زمین کو دیکھتا ہوں اور پاتا ہوں کہ جب مروں گا
تو صرف چند بالشت زمیں میری ہڈیوں کے لیئے درکار ہوگی
پھر غور کرتا ہوں تو دنیا میں نہ کچھ ساتھ لایا اور نہ کچھ لے جاؤں گا
اور ہزاروں لاکھوں خدا کے بندے ایسے ہیں جن کے
مقابلے میں ہر طرح اور ہر اعتبار سے میری حالت بمدارج
بہتر ہے۔ ان خیالات نے میرے دل پر یہ اثر کیا ہے کہ دوزخِ شکم
بھرنے کو کچھ دال دلیا اور تن بدن ڈھانک لینے کو کچھ

ا پھل۔ پھل دار ٹہنی۔ ۲ اور زیادہ جھکا لے۔ ۳ جان کا پھیرو۔ ۵ بدن کے پنجرے
۶ آسمان کی بلندی۔ ۷ اُڑ جائے گا۔ ۸ کئی درجے اچھے۔ ۹ پیٹ کی دوزخ

۱۲

موٹا جھوٹا کپڑا۔ اس کے سوائے دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ہونا میں اپنے واسطے ضروری سمجھوں اور اُس کے حاصل کرنے کی فکر کروں۔ پھر بھی خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے بڑھ کر بہت کچھ دے رکھا ہے۔ لڑکیوں کو جو جہیز دیا جاتا ہے اُس کا لفظ خود دلالت کرتا ہے کہ وہ وہ طیاری ہے اور سامان کی قسم بھی ہے جو لڑکی کو اُس کی آیندہ زندگی میں بکار آمد ہو۔ جہیز خواہ وہ کتنا بھی ہو کسی کو مدت العمر کفاف نہیں کرتا۔ ماں باپ کا دیا کب تک چلے گا خدا تم کو اپنے خزانۂ غیب سے دے

ع نہ کس می دہاند نہ کس می دہد ٭ خدا می دہاند خدا می دہد٭

جہیز کتنا بھی دیا جائے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ لوگوں کو اُس کی طرف سے طمانیت ہوئی ہو بلکہ ضرور کچھ نہ کچھ نقص اُس میں نکال کر کھڑا کیا جاتا ہے۔ ایسے لغو اور بے جا طعنوں سے ملول نہ ہونا چاہیئے۔ خلق کا حلق کوئی بند نہیں کر سکتا آدمی کا ہاتھ پکڑا جا سکتا ہے مگر زبان کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ میرے خیال سے جس نے بیٹی جیسی چیز دے دی اُس نے

---

۱ ساری عمر۔ کافی نہیں ہوتا۔ بسر نہیں آتا۔ ۲ نہ تو کوئی دلواتا ہے نہ کوئی دیتا ہے۔ (بات یہ ہے کہ) خدا ہی دلواتا ہے اور خدا ہی دیتا ہے۔ ۱۲

سب کچھ دے دیا۔ تم کو جو جہیز ملا ہے وہ میرے خیال میں ضروریات وقتی کو کافی ہے ممکن ہے کہ وہ دوسروں کے خیال میں کم ہو۔ اب میں تم کو اپنی دلی محبت کے آخری ثبوت میں علاوہ زیور کپڑے لتے برتن بھانڈے کاٹ کباڑ وغیرہ وغیرہ کے بینک کی ایک چھوٹی سی کتاب دیتا ہوں جو دیکھنے میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی مگر کھول کر دیکھو تو روپیوں کا ایک ڈھیر ہے جس کا چبوترا بناؤ تو تمھارے جہیز کے بڑے سے بڑے ٹرنک سے بھی بڑا ہوگا یعنی پندرہ ہزار روپیے کا نقد تحفہ تمھاری نذر ہے۔ خدا تم کو توفیق نیک دے کہ اس سرمایہ کو محفوظ رکھو اور خدا کرے کہ یہ تمھارے اور تمھاری آل اولاد کے نیک کام آئے[1] اور خدا تم کو اپنے میاں کی کمائی اس سے بہت زیادہ دے اور تمھارے دل کے تمامی مقاصد بر لائے اور دنیا اور دین دونوں میں سرخرو رہو اور تمھارا بیڑا پار رہو۔ اب میں تم کو زیادہ دیر تک باتوں میں لگائے رکھنا نہیں چاہتا مگر صرف ایک بات اور کہہ لینے دو کہ اگر اس کو نہ کہوں گا تو گویا تمھارا فرضِ رخصت میرے ذمے رہ جائے گا۔ لڑکیاں جو بیاہ ہونے پیچھے ماں بھائی باپ بہنوں اور عزیزوں اقارب سے جدا ہو کر سسرال جاتی ہیں۔ اس انقلابی حالت میں

---

[1] مصرف خیر۔ اچھے کام آئے۔ ۱۲

خدائے تعالیٰ عورتوں کو اپنے فضل سے اُس انقلاب کا
نمونہ دکھاتا ہے جو ہر بشر کے واسطے مقدّر ہے - دنیا ہمارا میکا
ہے اور عاقبت بجائے سسرال - کوئی لڑکی سدا میکے میں نہیں رہتی

بشر انسان آدمی - مقدّر ہے - تقدیر میں لکھا ہوا ہے -

۵ چلی پی کے نگر سج بن کے دلہن سکھی میکے میں جی گھبراوت ہے
اب ساجن کے نگر کو کوچ بھیو یہ تو چھوٹا نگر کہلاوت ہے
سکھی سنیاں موہے کو یاد کیو سپنے میں آکر درس دیو
موہے ماتا پتا کچھ غم نہ کرو سکھی کا ہے بچھڑا لکھاوت ہے
موہے بابل کو ڈولا سجانے دو موہے بیرن کو کاندھا لگا دو
یہی ریت جگت کی اے ری سکھی کوئی آوت ہے کوئی جاوت ہے
سکھی دو وارے کھڑے ہیں براتی موہے پڑھیں کلمہ نبی کا ساتھی موہے
اب دیس بابل کا چھوٹت ہے سسرال کو دلہن جاوت ہے
موہے میکے کپڑے اُتار دھرو نہلا کے کیوڑے سے مانگ بھرو
موہے بھاگ سہاگ کی آج گھڑی سکھی کا ہے کو دیر لگاوت ہے
ہے پوٹ گناہوں کی سیس دھری اب میکے سے لے کر یا چلی
یہی درد ملا مجھ پاپن کو موری نیا تو ڈوبی جاوت ہے
سکھی ہوگا موہ داواں کیسے کٹھ منزل ہے کٹھن اور سخت سفر
اندھیاری کٹھریا کی کارے گھبیر موہے چنتا واں کا ڈراوت ہے
دکھلاویں بلکا حبیب واکی شبیہ کہوں انت محمد انت نبی
یہ جماعت غریب کا ہے سردار نبی مدنی کہلاوت ہے

اوپر سویا ایک نہ ایک دن اُس کو سسرال جانا ہوگا۔ اسی طرح
کوئی شخص ہمیشہ دنیا میں نہیں رہے گا۔ سدا رہے نام
اللہ کا۔ جس لڑکی نے میکے میں رہ کر ہنر سیکھا عقل و
تمیز حاصل کی سسرال میں بھی ساس سسرے کی لاڈو نند
بھاوجوں کی چہیتی اور اپنے میاں کی پیاری ہوگی۔ اسی
طرح جس نے دنیا میں رہ کر اچھے عمل اور نیک کردار کیے
عاقبت میں اُسی کی عزت اور توقیر ہے اور ایسے ہی لوگ
بہشت کے مالک ہوں گے۔ مگر جس لڑکی نے ماں باپ
کی نازبرداریوں میں وقت کو ضائع کیا اور اپنے مزاج
کی اصلاح اور عادات کی درستی اور تحصیل ہنر کی کچھ فکر نہ کی
سسرال میں جائے گی تو میاں کی نظر میں ذلیل۔ ساس نندوں
کے نزدیک بے وقر۔ بعینہ یہی حال ہوگا اُن کا جو زندگی
کے دن غفلت اور بے پروائی میں اکارت کرتے ہیں

تکملہ نظم و نوٹ صفحہ گزشتہ۔ اُسے سگری (ساری) نگریا سے جانت ہوں یہ محمد ہے
پہچانت ہوں ؎ یہ سچ وہ سچ پیاری صلِ علیٰ خود خالق کے من بھاوت ہے (دل کو پسند ہے) ؎

لولاک لما وا کی شانن میں ہے دھوم یہ کون مکانن میں

ہے سگری نگریا (ساری دنیا) وا کو کلمہ پڑھت بیکنٹھ (بہشت) نگر (کی بستی) بلاوت ہے۔

دیر سے۔ جلدی۔ اسی مضمون کی اوپر والی عمدہ اور مؤثر نظم ہے جس کا لاڈ کیا جائے
لاڈو۔ پیاری۔ اچھے گن۔ اچھے عمل۔ لاڈ اُٹھانے۔ بجنسہٖ اسی طرح۔ غارت کرنا خراب
بیکار کھونا۔ ۱۲

قیامت میں رسوا اور فضیحت ہوں گے - جس طرح لڑکیاں میکے
سے جہیز لے کر جاتی ہیں - دنیا کے میکے کا جہیز اپنے اپنے
عمل ہیں جو آدمی کے ساتھ جاتے ہیں - رباعی

کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے ✣ دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے
پونہچا کے لحد تلک پھر آئے سب لوگ ✣ ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے

میں جانتا ہوں کہ ان دنوں تمھارے دل میں عجب عجب
طرح کے خیالات گزرتے ہوں گے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا
ہوگا مگر اپنے خیالات کو ذرا اونچا کرو اور اپنی نظر کو تھوڑا
اور آگے بڑھاؤ - سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے تو یہ ہے کہ دنیا
کیا چیز ہے - کس لیئے ہم یہاں آئے ہیں - کیا ہم کر رہے
ہیں اور انجام کار کیا ہونا ہے - جس طرح تمھارے میکے
رہنے کے دن پورے ہو چکے ہر شخص کے واسطے
ایک دن وہ بھی ہوگا کہ اُس کی مدت حیات تمام ہو جائے گی

رباعی

یہ عمر یوں ہی تمام ہو جائے گی ✣ مرنے کی خبر بھی عام ہو جائے گی
روتے ہو اٹھیں کیا جوانی کے لیئے ✣ پیری کی سحر بھی شام ہو جائے گی

خدا کی درگاہ میں دعا کرو کہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق دے
دنیا کے میکے اور سسرال تو چند روزہ ہیں - الٰہی اُس جہان

میں جہاں سدا اُس کو رہنا ہے پردہ رکھیو اور فضیحت مت کیجیو۔
الٰہی یہ تیری کنیز جس کو ہم بشریٰ کہہ کر پکارتے ہیں منزلِ
دنیا جس کو ہم سب تیرے علم سے طے کر رہے ہیں شروع
کرنے والی ہے۔ تیرا فضل و کرم اُس کا حافظ۔ تیری توفیق
اُس کا بدرقہ۔ تیری عنایت و مہربانی اُس کی زادِ راہ ہو
آمین! اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ التَّوْفِیْقَ رَفِیْقَنَا وَالصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ طَرِیْقَنَا اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْنَا اِلٰی مَقَاصِدِنَا وَتُبْ
عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ (از بنات النعش بترمیم تمام)

نظم

اعمال نیک ہیں تو زمرد کے ہیں قصور ﴿ خدمت کو لونڈیوں کی جگہ دستہ بستہ حور
ہر طرح کا ہے عیش تو ہر طرح کا سرور ﴿ یعنی خلاصہ یہ ہے کہ راضی ہوئے حضور
خوشنودیِ خدا ہی عبادت کا دام ہے ﴿ جنت بھی اک رضائے الٰہی کا نام ہے
ہر دم خیال موت کا پیشِ نظر رہے ﴿ جب تک جیئے جیئے جب اجل آئی مر رہے
رہرو ہمیشہ چاہئے باندھے کمر رہے ﴿ دنیا وطن نہیں ہے کہ آکے پسر رہے

رسوا۔ لونڈی۔ حافظ۔ توشہ۔ اے اللہ میرے کر دے توفیق کو ہمارا ساتھی
اور راہ راست کو ہمارا راستہ اے اللہ میرے پہنچا دے ہم کو ہمارے مقصد تک
اور قبول کر ہماری توبہ بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ قصر کی جمع
محلات۔ ہاتھ باندھے ہوئے۔ موت۔ مسافر یعنی چلنے پر طیار رہے۔ پھیل گئے ۱۲

آئے ہیں ہم جہاں میں تو جانا ضرور ہے ؂ سارا ہی قافلہ سرِ راہ مرور ہے
(مولوی نذیر احمد)

ڈاک اور تار کے ضروری قاعدے

انگریزی گورنمنٹ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک ڈاک ہے کہ سارے ہندوستان میں جس کا رقبہ قریب قریب پونے دو ملین مربع میل کے ہے (جو ممالک متحدہ برٹن اعظم سے پندرہ گونے سے وسعت میں کچھ زیادہ ہی ہے) - طول دو ہزار اور عرض ڈھائی ہزار میل اور آبادی اکتیس کروڑ پچاس لاکھ یعنی تمام دنیا کا پانچواں حصہ ہے اس تمام سرزمین کی وسعت کو دیکھو اور اس آسانی کو دیکھو کہ ایک پیسے کا پوسٹ کارڈ اس سرے سے اُس سرے تک خبر پہنچا دیتا ہے۔ ڈاک کے مختلف شعبے ہیں۔ خط۔ کارڈ۔ پارسل۔ بک پوسٹ۔ رجسٹری۔ منی آرڈر۔ بیمہ۔ سیونگ بنک اور تار وغیرہ۔

خط کا محصول۔ ایک تولے تک - ایک تولے سے بڑھ کر ڈھائی تولے تک - ہر ڈھائی یا مزید ڈھائی تولے یا اُس کے جزو کے ایک آنہ لیے - ہر بیرنگ خط یا پیکٹ کے لئے محصول ادا شدہ کا دُگنا - اگر کسی خط یا پیکیٹ پر اُس کے وزن سے کم

چل چلاؤ میں لگا ہوا ہے سب ؂ موت سے کس کو رستگاری ہے؟ آج وہ کل ہماری باری ہے

محصول کے ٹکٹ لگا کر ڈاک میں ڈال دیں تو تقسیم کے وقت کمی سے ڈبل محصول لیا جائے گا۔ یعنی جس قدر ٹکٹ کم لگائے گئے اُتنے کا بیرنگ ہو گا۔

بک یا پیکٹ پوسٹ۔ کتابوں وغیرہ کے لیئے جس کے دونوں سرے کھلے ہوں۔ ہر دس تولے یا جزو کے لیئے آدھ آنہ۔ چوں کہ پیکٹ پوسٹ کا محصول بہ مقابلے خط اور پارسل کے بہت کم ہے لہذا یہ قید لگا دی گئی ہے کہ اس میں کوئی خط نہ رکھا جائے لیکن پارسل کے اندر خط رکھنا جائز ہے۔ جس طرح ٹکٹ زدہ لفافے ملتے ہیں ایسے ہی کتابوں یا اخباروں کی پیکٹ کے لیئے کمر بند ملتے ہیں جو ریپر کہلاتے ہیں۔ ان کے استعمال سے ٹکٹ اُکھاڑ لینے کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ یہ ریپر دو قسم کے ہوتے ہیں آدھ آنے کا ٹکٹ والا جو ایک پائی زائد یعنی سات پائی کو ملتا ہے اور ایک آنے والا ایک آنے ایک پائی کو۔ چھ چھ کی گڈی ساڑھے تین آنے اور ساڑھے چھ آنے کو۔ ان پر اگر پیکٹ بھاری ہو تو بقیہ محصول کے ٹکٹ چپکائے جا سکتے ہیں۔

پارسل۔ بے محصول نہیں جا سکتا پیشگی محصول دینا لازم ہے۔ بیس تولے تک۔ بیس تولے سے زائد چالیس تولے

تک - ہر مزید چالیس تولے یا جزو کے لیئے - اگر پارسل کو رجسٹری کرانا چاہیں تو دو آنے رجسٹری کی فیس اور دیں - جو پارسل (۴۰) تولے سے اوپر ہو اُس کی رجسٹری لازمی ہے اُس کی شرح محصول یہ ہے - (۴۰) تولے کے اوپر (۸۰) تولے تک - ہر مزید چالیس تولے یا جزو کے لیئے (۸۰۰) تولے تک تین روپیے

رجسٹری کی فیس - ہر خط - کارڈ - پیکٹ کتب وغیرہ وغیرہ کے لیئے - دو آنے - رجسٹری اور بیمہ کسی قسم کے لفافے پر ہو سکتا ہے لیکن جس لفافے میں جوکھم کی چیز نوٹ وغیرہ ہوں یا حفاظت مقصود ہو جھر جھرے لفافے کا استعمال خلافِ احتیاط ہے اس لیئے ڈاک خانے سے رجسٹری کے لفافے عمدہ دبیز اندر کپڑے کا استر لگا ہوا ملتے ہیں ان کا استعمال ملفوفاتِ خط کو بہت محفوظ کر دیتا ہے اور کچھ دام بھی ایسے زیادہ نہیں - چھوٹے لفافے ۵ ۱/۴ × ۳ ۱/۴ جن پر ڈھائی آنے کا ٹکٹ چھپا ہوتا ہے تین آنے کو - بڑا لفافہ ۱۰ × ۴ ۱/۲ ساڑھے تین آنے کو -

منی آرڈر کی فیس - جب کہ پانچ روپیہ سے زائد نہ ہو - ایک آنہ پانچ سے اوپر دس تک - دس سے پندرہ تک - دو آنے پندرہ سے پچیس تک - تین آنے پچیس سے چھ سو تک ہر پچیس روپیہ پر چار آنے

اور اوپر کی رقم کے لیئے چار آنے بشرطیکہ اوپر کی رقم پانچ روپیہ سے زائد نہ ہو ورنہ صرف ایک آنہ اور اگر اوپر کی رقم دس ہو تو دو آنے اور پندرہ ہو تو تین آنے۔ منی آرڈر کی فارم کے آخر میں ایک دو انگل چوڑی جگہ چھوڑی گئی ہے جو **کوپن** کہلاتا ہے اس میں روپیہ بھیجنے والا جو چاہے لکھ سکتا ہے۔ رسید منی آرڈر دستخطی پانے والے کی بہ توسط ڈاک خانے کے آئے گی منی آرڈر کا روپیہ گھر بیٹھے آجائے گا ڈاک خانے جانے کی ضرورت نہیں۔ کسی پوسٹ مین (چٹھی رساں) کو حق نہیں ہے کہ کسی منی آرڈر پر وہ انعام مانگے یا لے۔

تار کا منی آرڈر۔ منی آرڈر کی مشرحۂ بالا فیس کے علاوہ تار کی فیس ہے جس کی صراحت آگے آئے گی۔ معمولی منی آرڈر دیر سے پونہچتا ہے اور تار کا فوراً بعض وقت روپیہ بھیجنے کی سخت ضرورت ہوتی ہے اُس وقت تار کے منی آرڈر کی قدر معلوم ہوتی ہے کہ پلک جھپکانے میں روپیہ ادھر سے اُدھر۔

وی پی فیس۔ یعنی ویلیو پے ایبل۔ اس طریقے سے ہم کسی کتاب یا اور شئے کو بہ اظہار قیمت رجسٹری شدہ بھیج سکتے ہیں۔ ڈاک خانہ قیمت لے کر وہ چیز دے گا اور گھر بیٹھے ہم کو روپیہ پونہچا دے گا۔ اس کی فیس بھی وہی ہے جو منی آرڈر کی ہے۔ اگر پیکٹ ہے یا خط یا پارسل جو کچھ ہو اُس کا اصلی محصولِ مقررہ

مزید براں رجسٹری شدہ شئے محفوظ ہو جاتی ہے مگر گم ہو جائے تو سرکار ذمہ دار نہیں لیکن نقدی۔ زیورات۔ نوٹ اور قیمتی اشیا کو بیمہ کرانا ضرور ہے۔ بیمہ شدہ چیز گم ہو جائے تو سرکار اُس کی قیمت بھر دے گی۔ بیمہ کی فیس ہر پچاس روپیہ یا اُس کے جزو کی مالیت کے لیئے صرف ایک آنہ ہے۔ جو علاوہ رجسٹری کی فیس کے ہوگی۔

رسید طلب۔ اگر رجسٹری یا پارسل کی رسید دستخطی مکتوب الیہ (یعنی جس کو بھیجتے ہو) چاہو تو ایک آنے کے ٹکٹ اور لگاؤ لیکن بیمہ کی صورت میں کسی مزید محصول کی ضرورت نہیں۔ رسید دستخطی مکتوب الیہ ڈاک خانہ خود بھجواتا ہے۔

سرٹیفکٹ آف پوسٹنگ۔ کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ تمھارے آدمی نے خط یا پیکٹ یا پارسل ڈاک خانے میں پونہچا دیا لیکن بصورت گم شدگی وہ رجسٹری کی طرح کام نہ دے گا اس کا طریقہ ہے کہ جس کو تم خط بھیجو اور جو پتہ لفافے پر لکھا ہوا اس کی نقل علحدہ پرچے پر کر کے پاؤ آنے کا ٹکٹ لگا کر ڈاک خانے کو بھیج دو۔ ڈاک منشی وہ چیز لے لے گا اور ٹکٹ پر مُہر لگا دے گا جس سے تمھیں اطمینان ہو جائے گا کہ تمھاری چیز ڈاک خانے میں پونہچ گئی۔ معمولی خط۔ کارڈ۔ بک پیکٹ تین تک کے لیئے پاؤ آنے کا ٹکٹ کافی ہے۔

لیٹ فی۔ یعنی دیر رسید۔ ڈاک خانے کے خطوں کے

صندوق دن میں کئی دفعہ کھلتے ہیں۔ صندوقوں کے کھولے جانے کا وقت اُسی پر لکھا رہتا ہے ریل کے سٹیشن پر کے صندوق دن دن میں ریل کی روانگی سے تھوڑی دیر پہلے کھلتے ہیں مگر چھ بجے شام کے بعد جو خط نکلیں گے وہ اُسی وقت کی ریل میں نہیں جاتے۔ روک لیئے جاتے ہیں لیکن جس لفافے یا کارڈ پر علاوہ معمولی ٹکٹ کے اور آدھ آنے کا ٹکٹ لگادیں جسے لیٹ فی کہتے ہیں وہ ریل چلنے سے اگر دس منٹ پہلے بھی ڈالا جائے گا تو اُسی وقت کی ریل میں نکل جائے گا یا یہ کہ خود ریل کی اُس گاڑی میں ڈال دو جو سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور جس میں ڈاک جاتی ہے یہ ریلوے میل سروس دان کہلاتی ہے۔ پس ایسے ضروری خط جو ڈاک کا صندوق کھلنے اور مغرب سے پہلے پہلے بھیجنے ہوں وہ سٹیشن پر ڈلوانے چاہئیں اور مغرب کے بعد خواہ کوئی سا بھی وقت ہو بلا لیٹ فی لگائے رات کو وہ خط روانہ نہیں ہوتا بلکہ دوسرے دن اپنے معمولی وقت پر روانہ کیا جائے گا۔

تار۔ دو قسم کا ہوتا ہے ایک **اکسپرس** (ضروری) دوسرا **آرڈنیری** (معمولی) پہلی قسم کا تار جلد پہنچایا جاتا ہے جس کے بارہ لفظوں کا محصول جس میں طرفین کا پتہ بھی شامل ہے ڈیڑھ روپیہ اور ہر مزید لفظ کے لیئے دو آنے اور معمولی تار بارہ

لفظوں کا بارہ آنے میں جاتا ہے اس سے اوپر فی لفظ ایک آنہ تار جوابی بھی ہو سکتا ہے یعنی بھیجتے ہی وقت جواب کا محصول بھی دے سکتے ہیں۔

سیونگ بینک - اس سے غرض یہ ہے کہ لوگ روپیہ جمع کرنے کی عادت سیکھیں اور کفایت شعار بنیں - ایک سال میں چار آنے سے لے کر ساڑھے سات سو روپیہ تک جمع کرا سکتے ہیں اور جب چاہیں کُل یا جزو واپس لے سکتے ہیں - مرد یعورت - بچے سب اپنے اپنے نام سے الگ الگ حساب کھول سکتے ہیں - عورتیں لکھی پڑھی ہیں تو خود حساب کھولیں ورنہ اپنے شوہروں کے ذریعے سے چھوٹے بچوں کا حساب اُن کے والدین کھول سکتے ہیں - رقم مجتمعہ پر ہر سو روپیہ پر تین روپیہ سالانہ سود ملتا ہے - یہ حساب ہر ڈاک خانے میں کھولا جاسکتا ہے اور جس ڈاک خانے میں چاہیں اُسے بدلوا بھی سکتے ہیں۔

پوسٹل گائیڈ اور ٹیلیگراف گائیڈ - ڈاک اور تار کے مفصل قواعد کی انگریزی کتاب ڈاک خانے سے ملتی ہے جس کا دل چاہے دیکھ سکتا ہے - قیمت اس کی صرف چار آنے ہوتی ہے

کرنسی ڈپارٹمنٹ

سکۂ شہ کا ہوا ہے روشناس
اب عیارِ آبروئے زر کھلا

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمایوں کے وقت میں چمڑے کا

سکہ نکلا تھا مگر وہ چلا ولا نہیں۔ انگریزوں نے کاغذ کا روپیہ چلا دیا جو **کرنسی نوٹ** کہلاتے ہیں۔ روپیہ بڑی بوجھل چیز ہے ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جانے میں بڑی زحمت ہوتی ہے لیکن نوٹ ہلکی پھلکی چیز ہے اور بڑے بڑے شہروں میں اس کثرت سے ان کا رواج ہے کہ لوگ روپیئے کو چھوتے تک نہیں۔ لاکھوں روپیوں کا بیوپار نوٹوں پر چلتا ہے۔ اب تھوڑے دنوں سے ایک ایک روپیئے اور ڈھائی روپیئے کے نوٹ بھی چل پڑے ہیں۔ روپیہ بازار سے اس طرح غائب ہے جیسے گدھے کے سر پر سے سینگ جہاں دیکھو نوٹ ہی نوٹ ہیں علاوہ مذکورۂ بالا دو قسم کے نوٹوں کے پانچ۔ دس پچاس سو کے نوٹ بھی مروج ہیں یہ سارے نوٹ **یونیورسل** کہلاتے ہیں یعنی ہر جگہ بلا بٹہ چلتے ہیں مگر سو سے اوپر کے نوٹ پانسو۔ ہزار اور دس ہزار کے یہ صرف جس حلقے سے جاری ہوتے ہیں وہیں برابر برابر بھنتے ہیں دوسری جگہ بنک میں بھی ان پر خفیف بٹہ لگتا ہے۔ رہا بازار اس کا کچھ اور ہی حساب ہے کبھی نوٹوں پر بٹہ لگ جاتا ہے کبھی بادھا یعنی نوٹ سے زیادہ روپیہ ملتا ہے۔ پانچ روپئے سے اوپر کے نوٹوں کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں اور دونوں پر نمبر ہوتے ہیں۔ غور سے دیکھ لو کہ دونوں نمبر ایک ہیں۔ بعض وقت غلطی سے آدھا ٹکڑا ایک نوٹ کا اور آدھا دوسرے کا جوڑ دیتے ہیں

اسی نوٹ کا روپیہ نہیں ملتا۔ چوں کہ سو روپیے تک کے نوٹ نقدی کا حکم رکھتے ہیں اُن کے نمبر محفوظ رکھنا بے کار ہے بریں ہم مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ پچاس اور اس سے اوپر کے نوٹوں کے نمبر لکھ لیئے جاہیں۔ نوٹ پر دو قسم کے نمبر ہوتے ہیں ایک مسلسل ایک عام $\frac{\text{وی}}{16}$ ۰۶-۰-۱۔ $\frac{\text{وی}}{16}$ مسلسل نمبر ہے اور ۱۰۰۶۔ ۱ عام۔ تاریخ اور سنہ اجرا اور حلقہ کلکتہ۔ کان پور۔ لاہور۔ مدراس بمبئی۔ کراچی۔ رنگون بھی لکھنا ضرور ہے۔ بعض نوٹ دو مشترک حلقوں کے ہوتے ہیں جیسے الہ آباد یا کان پور۔ بہر حال جیسا نوٹ پر لکھا ہو لکھ لینا چاہیئے۔ اگر کوئی نوٹ گم ہو جائے تو **کرنسی آفس** کلکتے سے اُس کی کارروائی کی جا سکتی ہے آدھا یا جلا ہوا یا ایسا پھٹا ہوا کہ جس کا نمبر معلوم نہ ہو سکے یا تیل[1] لگا ہوا نوٹ بے کار ہے۔ کرنسی یعنی معمولی نوٹوں کے ایک اور قسم کے نوٹ ہوتے ہیں جو **پرامیسری نوٹ** کہلاتے ہیں۔ یہ جس کے نام کے ہوں اُسی کے کام کے ہیں۔ سرکار قرضہ لے کر نوٹ پکڑا دیتی ہے اور ساڑھے تین روپیے فی صدی سالانہ سود دیتی ہے جس میں **انکم ٹیکس** کی وضعات کی پخ بھی لگی ہوئی ہے یعنی کم سے کم پانچ پائی فی روپیہ سود میں سے کٹ جاتا ہے۔ یہ نوٹ بنکوں کی معرفت بازار میں بک جاتے ہیں مگر ان کا بھاؤ چڑھتا اُترتا رہتا ہے اب جب سے سرکار نے

[1] نوٹ کے اندر واٹر مارک یعنی سفید جال بنا رہتا ہے اور کچھ عبارت بھی ہوتی ہے دھوپ کی

پانچ اور ساڑھے پانچ فی صدی سود کے نوٹ اور وار بانڈ (جنگی وثیقے) جاری کیئے ہیں اور وہ بھی انکم ٹیکس سے محفوظ تو لامحالہ ساڑھے تین فی صدی والوں کی قیمت گھٹ گئی - اور ہزار کا نوٹ قریب قریب پانسو کے رہ گیا جس کے سبب سے پبلک کا بڑا بھاری لاعلاج نقصان ہوا - بنگال - نیشنل - الہ آباد - شملہ الائینس اور بہت سے بنک ہیں جو معتبر ہیں ان میں بھی ایک میعاد مقرر کے لیئے روپیہ رکھا جاسکتا ہے جو فکسڈ ڈپازٹ کہلاتا ہے اور اس پر بھی ساڑھے چار فی صدی سے پانچ فی صدی تک بہ لحاظ مدت و اپسی سود ملتا ہے - ساورن جسے گنیح پونڈ اور اشرفی بھی کہتے ہیں مدتوں چلی - معمولی قیمت اس کی پندرہ روپیہ تھی مگر بازار میں گھٹتی بڑھتی رہتی تھی - جرمن وار کے زمانے میں بائیس روپیئے تک نرخ پونہچا لیکن سرکاری خزانوں میں پندرہ کا نرخ مقرر تھا - گورنمنٹ خود سونا بیچنے لگی ساورن کی قیمت اُتر گئی اور اب تو سرکار نے بھی پندرہ کی جگہ دس روپیئے پر ٹھیرا دیا جن کے پاس ساورن تھے مارے پڑے - اکنی - دونی - چونی اور اٹھنی - چاندی کی جاگہ نکل کی نکل آئی - ممکن ہے کہ آگے چل کر روپیہ بھی نکل کی شکل میں آجائے - لوگ چہ می گوئیاں کرتے اور نکل پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں - اُن سے کوئی یہ تو پوچھے کہ نکل دھات کا

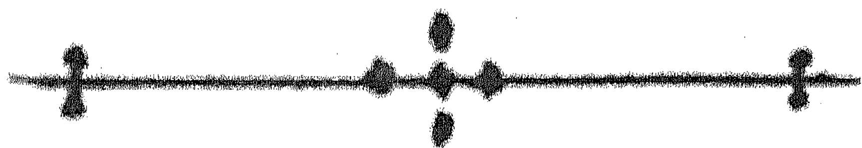
ایک ٹکڑا تو ہے۔ جب کا غذ روپیئے کا قائم مقام ہو گیا اور تم آنکھ بند کر کے لیتے دیتے ہو تو فکل میں کیا مشکل ہے۔ چاندی۔ سونا۔ تانبہ یا نکل کوئی سی بھی دھات ہو سب برابر۔ جواب از سر گزشت چہ یک نیزہ چہ یک دست۔ سرکار کی ساکھ چلتی ہے خواہ وکسی رنگ وروپ میں ہو۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ــ من انداز قدت را می شناسم

(حصۂ اول ختم ہوا)

خاتمہ

یوں جوہر طبع کب عیاں ہوتا ہے
پانی ہر ایک استخواں ہوتا ہے
راتوں کو گھلاتی ہے مجھے فکر سخن
تن شمع صفت صرف زباں ہوتا ہے



انسان کا ستارہ جب گردش میں آتا ہے تو جدھر ہاتھ ڈالتا ہے سونا بھی مٹی ہو جاتا ہے۔ دل نے گوارا نہ کیا کہ بخت جگر نظر سے اوجھل ہو مال عرب پیش عرب دلی میں چھپواؤ کہ اپنی نظر کے سامنے کام سجل ہوگا۔ لیکن۔ ع۔ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ اجے اینڈ سنز کہنے کو برقی پریس مگر کام کے اعتبار سے برقی رفتار کجا پیدک رہ رو سے بھی دو قدم پیچھے۔ تاریخ دہلی چھپوانے میں ناک سے چنے چبوا دیئے۔ میری آرزوؤں پر

پانی پھیر دیا۔ ؎ آہ کھینچی تو تا فلک پہنچی ٭ دیکھ ہمدم کہاں تلک پہنچی کاغذ کی ناؤ کے دن چلیتی فتح کے نقارچی تھے۔ اخبار کی لپیٹ اور گورنمنٹ کے شکنجے میں دھر لیے گئے اخبار اور مطبع دونوں بند۔ ؎ از قضا آئینۂ چینی شکست ٭ خوب شد اسباب خود بینی شکست دوسرا کوئی ہوتا تو پھر زبانی جمع خرچ کے دام میں نہ پھنستا نہ چکنی چپڑی باتوں میں آتا۔ مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ۔ ؎ دکھایا مجھ کو قفس طمعِ آب و دانے نے ٭ وگرنہ دام کہاں ہیں کہاں صیّاد۔ سٹار پریس سے ستارہ نہ ملا۔ پھر بھلی چنگی جان عذاب میں پھنسی۔ ؎

توان بہ لطف و مدارات صید کردن دل

بہ دام و دانہ نگیرند مرغ دانا را

وہ نرا شہابِ ثاقب نکلا۔ رہیں جھونپڑے میں اور خواب دیکھیں محلوں کا۔ رہیں زمیں پر سوجھے فلک ہفتم کی ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ خوان بڑا خوان پوش بڑا کھول کے دیکھو تو آدھا ہی بڑا۔ دور کے ڈھول سہاؤنے نہ ستار نہ وٹار۔ ڈھاک کے تین پات۔ ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔ اچھا ہوا کہ جلدی قلعی کھل گئی اور میں سستا چھوٹا ورنہ خدا جانے کیا کیا کوئیں جھکاتے اور دربدر پھراتے۔ لکھائی بگڑی ہوئی تقدیر کی لکھائی نقدیر برگشتہ کا

نوشتہ - سیاہی نامہ اعمال کی سیاہی - پتھر پر پتھر پڑیں ایسا سنگ دل ہے کہ کاپی بے چاری کی ساری سیاہی پی جاتا ہے - حرف جابجا سے چٹ سطریں کی سطریں غائب - روپے بے روپ کر دیتا ہے - مصحح صاحب غلطیوں سے ایسی چشم پوشی کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ بندوں کی خطاؤں سے - ایسے نیک دل اور نیک نظر ہیں کہ غلطی اُن کو غلطی نہیں معلوم دیتی چھپائی ماشاء اللہ چشم بدور اب کھائی تو کھائی اب کھاؤں تو رام دہائی - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے - ع آفتاب آمد دلیل آفتاب اڑتالیس صفحے بہ ہزار دقت چھپے ہیں وہ ایسے معلوم دیتے ہیں جیسے کمخواب کے تھان میں گاڑھے کا پیوند - سنگ آمد و سخت آمد لینا پڑا سانپ کے مُنہ کی چھچھوندر تھی نہ نگلی جائے نہ اگلی جائے - دلی اور مطابع کا یہ حال - افسوس صد افسوس

شہر سلیقہ ہے ہر اک کام کو ✻ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے - دار السلطنت اور چراغ تلے اندھیرا -

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا ✻ جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

دلی پرنٹنگ ورکس سے اب تک سابقہ نہیں پڑا - سُنتا ہوں کہ اچھا اور بھروسے کا کارخانہ ہے مگر وہاں یک انار و صد بیمار یا یک سر و ہزار سودا کا معاملہ ہے - کام کی وہ کثرت ہے کہ اُن سے سنبھالے نہیں سنبھلتا - وہ اُتنا ہی کام لیتے ہیں جتنا کہ

وہ کر سکتے ہیں۔ اس سے کہ وہ سبز باغ دکھلا کر کتاب کو ٹکسائی میں ڈال دیتے اُن کا دو ٹوک انکار ہی جواب راست معاملگی کا بیجک تھا۔ ناچار دلّی چھوڑ کر آگرے کی راہ لی اور اب کتاب عزیزی پریس میں چھپ رہی ہے۔ خدا کرے کہ اچھی چھپے اور جلد چھپے اور مرا دل عزیز ہو۔ کتاب کا منصوبہ جو گانٹھا تھا۔ جب قلم ہاتھ میں آیا تو کچھ اور ہی رنگ دکھایا۔ بانسوں اُچھلنے اور ہوائی جہاز کی طرح دریائی لینے لگا او شہبِ قلم میدانِ قرطاس پر بگ ٹٹ دوڑنے لگا۔ ؎

قلم آ کہ سرِ صفحہ لکھوں نامِ خدا ۔ جو کہ ہے نامِ خدا اُس پہ ہے انعامِ خدا ۔ تو جوانی میں مری تیغِ شرربار رہا ۔ کرتا اعدائے بداندیش کو فی النّار رہا ۔ پر اب ایّامِ ضعیفی نظر آتے ہیں قریب ۔ فضلِ ایزد سے جو اللہ کرے عمر نصیب ۔ اے مرے دوست نہ تو تجھ سے جدا ہو جانا ۔ اپنے آزاد کی پیری کا عصا ہو جانا۔ میں نے قلم کا زور توڑنے کو اُس کے دو ٹکڑے کر دیئے یعنی کتاب کے دو حصّے کر دیئے۔ ؎

دو حصّہ شدم نصف بہ ایں نصف بہ آں سو ۔ در حیرتم کہ جاں بکدامی کنم نثار۔

پہلا حصّہ نفسِ کتاب ایجادِ بندہ ہے جیسی کچھ بھی ہے حاضر ہے۔ ؎ کس نگوید کہ دوغِ من ترش است۔ مگر نہیں کیا اور میری تحریر کیا۔ ؎ یہ تو قسمت میں لکھا ہی تھا کہ کروں کسبِ کمال ۔ بے کمالی میں بھی افسوس کہ کامل نہ ہوا۔ مگر خیر تک سے تک ملا لیتا ہوں۔ گاتے گاتے انسان کلاونت ہو جاتا ہے۔ میں بھی مصنفین کا نقال اور لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو گیا۔ دوسرے حصّے میں کچھ نثر گویا موتیوں کا زرنگار تختہ بچھا ہوا ہے اور کچھ نظم کے لآلی منثور ہیں جو مشہور زنجیک دور ہیں آپ یہ انتخاب بھی اپنی جگہ لاجواب ہے اور لاکلام احسن الکلام ہے۔ کوئی نثر یا کوئی

ے قریب کیسے۔ آ گئے۔ من المصنف۔ ے لام کے پیش سے جو مشہور ہے غلط ہے ۱۲

نظم ایسی نہیں جس کو مستورات گلے کا ہار یا آویزہ گوش نہ بنائیں اور جس پر ریجھ نہ جائیں۔ نفاستِ مضمون اور برجستگیِ کلام کے علاوہ حصۂ دوم از سرتاپا اردو ٹریچر کا بہترین نمونہ ہے۔ جس باغ میں گیا جو پھول پسند آئے جھولی میں بھر لایا۔ اُن کو ڈالی میں سجایا اور قدر دانوں کی نذر کیا۔ یہ مضامین بڑے بڑے سخنوروں اور چوٹی کے انشاپردازوں اور نازک خیال و عالی دماغ شعرا کی ذکاوت اور جودتِ طبع کا نچوڑ ہیں۔ یہ ہی غنیمت ان کا دم جو قوم میں ہیں مفتخر۔ سحر ہے تقریر جن کی ہے بیاں جادو بھرا۔ یہ مضامین اُردو زبان دانی اور استعداد کی فراوانی کا ذخیرہ ہونے کے علاوہ سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ دل جیسی خوش طبعی اور جذباتِ انسانی، حیات و ممات کی جیتی جاگتی وہ تصویر ہے جو منہ سے بولتی بول رہی ہے یا یوں سمجھو کہ آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام۔ والسلام

(حقیر بشیر)

قطعۂ تاریخ نوشتۂ جناب حافظ محمد یعقوب صاحب اوج گیاوی

لکھی ہے وہ نادر کتاب آپ نے	ہیں جس میں نصائح عدیم المثال
مچی دھوم دنیائے نسواں میں ہے	اسے دیکھ کر لڑکیاں ہیں نہال
اچھوتے مضامیں دُرِ شاہوار	معانیِ رنگیں ہیں یاقوت لال
ہر اک سطر ہے موتیوں کی لڑی	ہر اک نقطہ ہے روئے خوباں کا خال
ادب کی کہیں اس میں تعلیم ہے	ضروری کہیں خانہ داری کا حال
سلیقہ سکھاتی ہے اُستاد ہے	بدوں کو بناتی ہے یہ خوش خصال
فصاحت بلاغت کا دریا رواں	ہر اک فقرہ پیارا ہے شیریں مقال
بنے خضرِ نسواں یہ نادر کتاب	ترے فضل سے صانعِ باکمال

اگر فکرِ تاریخ ہے تم کو اوج — لکھو ۔ ہے یہ لختِ جگر بے زوال

قطعۂ تاریخ ۔ نوشتۂ جناب مولوی سید علی احسن صاحب احسن مارہروی ۔ ۱۳۲۹ھ

گئے قدردانانِ ذی شاں کہاں — چھپے دردمندانِ نسواں کدھر
ادھر آئیں، دیکھیں سنیں واقعات — ذرا کان کھولیں اٹھائیں نظر
ہٹے مرکزِ اصلِ فطرت سے کیوں — ہوئے ہیں حقیقت سے کیوں بے خبر
مراد آدمی سے ہیں کیا مرد ہی — نہیں عورتوں کے پدر ابوالبشر
کوئی ابنِ آدم ہے حوا بغیر — کہیں بھی ہے بے مات کوئی پسر
اگر یہ بجا ہے کہ مخلوق میں ہے — زن و مرد اعضا ہیں باہم دگر
تو آپس ہیں از روئے انسانیت — سمجھتے ہیں زن کو عبث جانور
بناتے نہیں اُس کو اپنا سا کیوں — سکھاتے نہیں کیوں فنون و ہنر
بنا کر مشین اُس کو اولاد کی — سمجھتے ہیں کیوں مثلِ دیوار و در
نہیں اُس میں کیا حس کسی بات کی — رہی بند وہ کب کسی کام پر
ملا اُس کو فطرت سے کیا کچھ نہیں — وہ رکھتی نہیں کیا دماغ اور سر
ملے مرد ہی کو ہیں کیا ہاتھ پاؤں — نہیں دست و پا سے وہ کیا بہرہ ور
مٹاؤ خدارا غلط فہمیاں — اور اصلاحِ نسواں پہ باندھو کمر
خدا نے دیئے ہیں جو اُن کو حقوق — تلف کیوں کیے جائیں وہ سربسر
برابر وہ چھکڑا چلے کس طرح — نہ ہوں ایک سے دونوں پہیے اگر
نہیں قابلِ ترکِ حق العباد — بڑا بار ہے الحفیظ الحذر
حقوق اپنے چھوڑے کوئی کس طرح — خدا بھی تو کرتا نہیں درگزر
پسر ہو کہ دختر ہو دونوں ہیں ایک — نہیں فرق انسانیت بال بھر
نہ ہو آدمیت جو انسان میں — تو حیواں ہے کچھ اور حیواں بھی خر
یہی آدمیت کی پہچان ہے — کہ رکھے فرائض پہ اپنے نظر
کریں عورتیں مرد کی دیکھ بھال — رہے مرد کو عورتوں کی خبر
نہ اپنی حدوں سے تجاوز کریں — کریں کام سب جان پہچان کر
زن و مرد کے ہیں فرائض جدا — اہم اور ضروری وہ سب ہیں مگر
فرائض ہیں عورت کے نازک بہت — نہ کیوں کر ہوں وہ خود ہی نازک اثر

ادھر اس کے ذمے ہیں بچوں کی داشت ۔۔۔ ادھر اس کا محتاج امداد گھر
پھر ان سب پہ شوہر کا پاس و لحاظ ۔۔۔ یہ ہیں اولیں فرض عورات پر
بڑی ہی ذمہ داری کی ہے زندگی ۔۔۔ بہت دب کے کرتی ہے عورت بسر
خصوصاً وہ جاتی ہے سسرال جب ۔۔۔ تو ہوتا ہے کام اس کا دشوار تر
یہ راہ آپ سے آپ ملتی نہیں ۔۔۔ بتائے نہ جب تک کوئی راہبر
کرے سعی و تدبیر ہر فردِ قوم ۔۔۔ مثالِ **بشیر احمد** نامور
سنو بیٹیو! آؤ! بشریٰ لگن ۔۔۔ تمہارے لیئے ایک مشفق پدر
بہت محنت و فکر و تدبیر سے ۔۔۔ نیا تحفہ لایا ہے یہ ڈھونڈ کر
یہ تحفہ بڑے کام کی چیز ہے ۔۔۔ یہ ہے قابلِ قدر اے خوش سیر
اسے طاقِ نسیاں پہ رکھنا نہ تم ۔۔۔ رہے بلکہ ہر وقت پیشِ نظر
یہ ہے قدر و قیمت میں اس سے سوا ۔۔۔ جو ملتا تمھیں زیور و سیم و زر
زر و سیم اک چلتی پھرتی ہے چھاؤں ۔۔۔ یہ ہے منجمد مستقل معتبر
وہ باتیں بتائی گئی ہیں تمھیں ۔۔۔ جو پیش آئیں گی روز شام و سحر
جو اس **پند نامے** کو رکھو گی یاد ۔۔۔ کرو گی خطا پھر نہ تم بھول کر
بنائی اگر حرزِ جاں یہ کتاب ۔۔۔ تو ہوگی نہ لغزش کوئی عمر بھر
صفت اس کی **احسن** کروں اور کیا ۔۔۔ نظر اپنی ہے آپ المختصر
اگر نام و تاریخ کی ہے تلاش ۔۔۔ سنیں سب - یہ ہے **پند لختِ جگر**
۱۳۵۰ھ

(ولہ) قبولیتِ عام کا آج سہرا
وہ پر لطف ہوتی ہے تصنیف اُن کی
یہ تصنیف ہے گرچہ بشریٰ کی خاطر
یہ ہے وہ دعا نامۂ پُر نصیحت
دعا سب کی ہے شاد یارب رہے وہ
کہو عیسوی تم بھی تاریخ **احسن**

بشیر احمد نامور کے لیئے ہے
کہ جس کا مزا ملک بھر کے لیئے ہے
بشارت مگر ہر بشر کے لیئے ہے
اثر جس کا شوہر کے گھر کے لیئے ہے
یہ تصنیف جس خوش سیر کے لیئے ہے
نصیحت یہ لختِ جگر کے لیئے ہے

بشریٰ کی پیدائش کی تاریخیں

(۱) پھر بھی تو چلا آیا کئی اک سال سے ہر سال
پھر اس میں کیا تعجب ہو کسی کو اور کیا شک ہو
یہ دینِ اللہ کی ہے اور اسد ہی کا ہے احساں ٭ تہ دل سے ادا ہو شکر یہ اس کا جہاں تک ہو
اب آگے سیدہ اس مصرعۂ تاریخ پر بس کر ٭ پھر اسید چہارم چھوٹی دلہن[1] مبارک ہو
(۲) کیجیے چھوٹی دُلہن کی چوتھی اسید بر آئی
۱۳۲۵ھ

(۳) دکن سے لے کے دہلی تک جو یہ دھوم
کہاں ہے اس کے منہ میں بھر دیں شکر
کہ یہ چوتھی ولادت باسعادت
کچھ اس کے ماسوا اس میں نہیں ہے
خدائے پاک کی درگاہ میں اب
مجھے تاریخ لکھنے کے لیے بھی
غنیمت سیدہ ہے تو نے جو کچھ
بقولِ مصرعۂ سالِ ہمایوں
(۴) یہ خوشی ہے جنابِ باری کی
اب کے چھوٹی دلہن کو اس نے دی
سالِ تاریخ کا ہوا جو خیال
پوچھی تعداد اُن کے بچوں کی

مبارک باد کی ہر سو مچی ہے
نوید جاں فزا یہ جس نے دی ہے
بشیر الدین کے گھر میں ہوئی ہے
کہ بیٹی تین بیٹوں پر ہوئی ہے
دعا آٹھوں پہر میری یہی ہے
ذرا مہلت نہیں دیتی خوشی ہے
ہجومِ شادمانی میں لکھی ہے
ولادت پر ولادت ہو رہی ہے
کہ دے لڑکا کبھی کبھی لڑکی ۱۳۲۵ھ
ننھی منی سی خوب رو بچی
میں نے ہاتف سے سیدہ فی الحال
تو کہا۔ تین بیٹے اک بیٹی
۱۳۲۵ھ

[1] بشریٰ کی ماں اسی لقب سے مشہور تھیں اصلی نام اُن کا سیدہ زمانی تھا

(۴) ستمبر کم نہیں تھی یہ کچھ بیٹے بیٹی کی
نذیر احمد کی پوتی منذر احمد کی چھوٹی بہن
اسی دن ہی گئی مجھ کو خبر خط کے ذریعے
سروشِ غیب سے پوچھی تاریخ اس ولادت کی

(۵) یہی دھوم اب کے ہی ہر سو مچی
ہوا مجھ کو ایما جو تاریخ کا
یہ لائی صبا مژدہ جاں فزا

(۱) عقد بشریٰ در مہ ذی الحجہ گشت
از وفورِ شادمانی ونشاط
بادلِ خوش سال تاریخش لطیف

مبارک باد کا غل ہے دکن سے تا جہان آباد
مبارک ہو مبارک چشم ما روشن دل ما شاد
رہی چھوٹی دلہن کے یہاں آل ہیں سیدہ کی یاد
ندا آئی بشیر الدین کو بیٹی مبارک باد
۱۳۲۵ھ

کہ سید زمانی کے لڑکی ہوئی
تو سنتے میں ناگاہ ای سیدہ
دکہ باغ تمنا میں یہ گل کھلا
۱۹ھ

ایں چو از پیک صبا گوشم شنفت
غنچۂ دل در بغل گل گل شگفت
شادی بنت بشیر احمد بگفت
۱۳۲۸ھ

تاریخ ولادت ۳۰ جولائی سنہ ۱۷ء دس بجے دن کے بہ مقام کاماریڈی ضلع نظام آباد ممالک محروسہ سرکار عالی نظام۔ طول عمرہا مقدر ہا۔

یہ چاروں تاریخیں سیدہ بیگم کی لکھی ہوئی ہیں جو موضع تھبلی ضلع سارن میں رہتی اور جناب مولوی حکیم لطیف احمد صاحب کی عزیز قریب ہیں۔ جناب حکیم صاحب کی برجستہ تاریخ گوئی کا اثر ان میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ جو لوگ تہذیب نسواں دیکھتے ہیں وہ فن تاریخ گوئی میں ان کے کمال کے قائل ہیں۔ با موقع اور برجستہ مادّے نکالنے میں ان کو خاص ملکہ ہے۔[12]



Ajmal Husain
4 years old

اجمل حسین (بعمر چار سال)



Capt. Ajmal Husain, B.Sc., M.B., I.M.S. The bridegroom

کپتان اجمل حسین (دولها)

(۲) تاریخِ بست و نہ ماہ اگست ار آبود
در عیسوی چو سالش پرسیدم از دلِ شاد

(۳) چوں شد تجویز دختِ بشیر
تاریخِ مسیحی گفت لطیف

(جناب مولوی حکیم لطیف احمد صاحب رئیس

(۴) من حمد رقم کنم بہ طغرا
پس منقبتِ صحابہ خوانم
پس تہنیتِ نکاح گویم
زیں بعد دعا کنم خدایا
در سایۂ رحمتِ تو باشند
ہم سایۂ سیّدہؓ سرش بر
فرزند عطا بکن کہ بخشش
یارب تو نصیب دہ کہ گردد
در جامِ نشاط بادہ دائم
با عمرِ پدر ثبوتِ عمرش
از بہرِ معلمی نوال
مخصوصِ فوائدِ زن و شوئے
ہر زن کہ سبق بگیرد از وے

روزے کہ شد نکاح بنتِ بشیر احمد
شد کارِ خیر "بشریٰ بیگم" ندا بر آمد
۱۹۴۰ء
کہ بہر مذہب باشد رائج
عقدِ بشریٰ شدہ در قیچ

تہلی ضلع سارن) ۱۹۴۰

زاں بعد درود و نعت و ہجری
ہستند یکے یکے بہترا
با والدِ ذی وقارِ بشریٰ
مقبول بکن دعائے من را
ہم اہلِ ہم بشیر و بشریٰ
ہم سیّدہ ناصرہ و نصریٰ
اعلیٰ بود از نصیبِ کسریٰ
گلشن چو قدم نہد بہ صحرا
تابع بودش مدام زہرا
ہم چند بشیر ہست بشریٰ
لختِ جگر آمد است حمرا
تصنیفِ بشیر ہست بشریٰ
عقلش برسد بہ اوجِ حمرا

باید کہ بہ قبلِ کدخدائی
تا زندگیش بہ عیش گزرد
بودم بہ سگالشے کہ تاریخ
ناگاہ بہ شکلِ دختر آمد
اسحاق نتیجہ زیبا ازبس

۹۰

تعلیم بگیر دازوے عذرا
ہم آخرتش کہ جائے اُخریٰ
درگوش چہ گفتہ بود کُبریٰ
خندہ زدو خوش بگفتہ صغریٰ
لختِ جگرم جہیزِ بُشریٰ

۱۲۲۰ = ۱۸۴۰ء

زیں بعد بگو تو سالِ ہجری
تاریخ دگر ز دل برآمد

لختک جگرم جہیزِ بُشریٰ
نامِ جگرم **بشیر بُشریٰ** ۱۳۰۸ھ

(میرزا محمد اسحاق صاحب دہلوی خواہر زادہ و داماد شاہزادہ میرزا خورشید عالم ۱۳۰۸ھ
ابن میرزا فتح الملک ولی عہد بہادر ابن حضرت بہادر شاہ بادشاہ دہلی)

تقریبِ نکاح بشریٰ بیگم سلمہا (سہرا) (۱)

حوریں بنا کے لائیں کیا پُر بہار سہرا
محفل مہک رہی ہے جو ہے عطر بار سہرا

ہر چیز ہے معطر خوشبو سے گلستاں ہے
عنبر نثار رہا ہے کیا بے شمار سہرا

یہ تختۂ چمن ہے یا نافۂ ختن ہے
یا ہے عبیر یا ہے مشکِ تتار سہرا

خوش قسمتی سے حاصل ہے جب کہ قربِ نوشہ
پھر کیوں نہ ہو جہاں میں عالی وقار سہرا

عکسِ رخِ طلائی سہرے پہ پڑ رہا ہے
واللہ بن گیا ہے کیا زر نگار سہرا

ہے محو حسنِ نوشہ یوں نہیں تو ہو رہا ہے
سر پہ ہے صدقے طرہ رخ پر نثار سہرا

یہ کون مہ جبیں ہے کس شمع رو کے رخ پر
قربان ہو رہا ہے پروانہ وار سہرا

Marriage group, with the bridegroom in the centre.

سرچشمۂ ضیا ہے دستار فرق نوشہ
دریائے نور کا ہے اک آبشار سہرا

دولھا میاں کے رُخ پر لڑیاں جو ہل رہی ہیں
گرمیِ حُسنِ رو سے ہے بے قرار سہرا

کتنا حسیں بنا ہے اجمل حسین دولھا
اللہ کرے کہ اُس کو ہو سازگار سہرا

جس طرح اس کا سہرا ماں باپ دیکھتے ہیں
یوں ہیں اسے دکھائے پروردگار سہرا

ہو دوستوں کی خاطر گُل زارِ بے خزاں یہ
دشمن کے دل میں کھٹکے بن بن کے خار سہرا

بزمِ سخن وراں میں ہے آج دھوم اس کی
عرشی کہا ہے تونے کیا شاندار سہرا

(حافظ اسعد حسین صاحب عرشی دہلوی)

---

۵ ۲۹ر اگست سنہ ۱۹۲۰ع مطابق ۱۳ر ذی حجہ سنہ ۱۳۳۸ھ یوم یکشنبہ کو بشریٰ بیگم سلمہا کا نکاح کپتان ڈاکٹر محمد اجمل حسین صاحب سے ہوا جو میرے خلیرے بھائی مولوی اشرف حسین صاحب سب رجسٹرار اور میری سگی بھانجی کے فرزند دلبند ہیں۔ خدا سازگار کرے!

سہرا ۲

گل و گہر سے بنا کے مالن بھی لائی ہے انتخاب سہرا
محمد اجمل حسین کے سر بندھا ہے کیا لاجواب سہرا

ہوا سے جنبش میں ہیں یہ لڑیاں کہ دستِ ابرِ کرم کھلا ہے
زمیں پہ موتی برس رہے ہیں بنا ہے رشکِ سحاب سہرا

نگاہِ بد کا اثر نہ پہنچے حجاب دونوں طرف سے یہ ہے
اُدھر سے آنچل جو منہ کے اوپر اِدھر سے اُس کا جواب سہرا

پیامِ راحت سنا رہا ہے نویدِ عشرت دکھا رہا ہے
کہ دو دلوں کو ملا رہا ہے یہ لے رہا ہے ثواب سہرا

نہاں ہیں اس میں نئے نظارے عیاں ہیں حکمت کے باب سارے
بھرے ہیں عشرت کے اس میں مضمون کہ عیش کی ہے کتاب سہرا

محبت کا رنگ دے کر خلوص عشرت کا رنگ لے کر
وہ گوندھے الفت کے پھول اس میں کیوں نہ ہو کامیاب سہرا

نرالے مضموں کے پھول گوندھے نئے معانی کے لائے گوہر
یہ اشتیاق آپ ہی نے لکھا زمانے میں انتخاب سہرا

(اشتیاق احمد صاحب دہلوی)

سہرا ۳

بنا ہے اجمل حسین دولہا بندھا ہے کیا زرنگار سہرا
دلوں کے غنچے کھلا رہا ہے یہ ہے نسیمِ بہار سہرا

جہاں میں گویا ہے فیض پرور بنا ہے بحر کرم سراسر
لٹا رہا ہے گل اور گوہر زمانے میں نئے شمار سہرا

خطاب اُس کا نوید عشرت لقب ہے اُس کا پیام راحت
جہاں میں ہے یہ خدا کی رحمت نظر میں ہے عیش بار سہرا

مہک ہے پھولوں کی روح پرور ہے مسرت ہے آب گوہر
نسیم راحت ہے عیش پیکر شمیم عشرت نگار سہرا

شراب عشرت سے مست ہو کر بڑھا ہے ساغر بدست ہو کر
زمانے کو مے پرست ہو کر دکھا رہا ہے خمار سہرا

شعاع عارض کا نور لے کر بنا ہے صد رشک مہر خاور
زمیں ہوئی جس سے گل سنور فلک کو دیتا ہے خار سہرا

بنائے صد پشت کیوں نہ کہیے نوائے عیش و نشاط یہ ہے
جہاں کی زینت ہے اک اسی سے ہے شان پروردگار سہرا

برنگ گلشن چمن چمن ہے یہ انبساط صد انجمن ہے
یہ بلبل عیش نغمہ زن ہے کہ ہے گل نو بہار سہرا

کہیں تبسم کا طرز پنہاں کہیں نمایاں ہے عکس دنداں
گل اور گوہر اُدھار لے کر دلھن کا ہے قرضدار سہرا

یہ نور چشمی کی آج شادی تمھیں مبارک بشیر احمد

پسر کا اشرف حسین صاحب دکھا رہا ہے پیارا سہرا
نسیم عشرت نے عیش کے گل کھلائے ہیں مثل شیشۂ دل
یہ کلکِ شیدا ہے رشکِ بلبل کہ ہے بہ شکل ہزار سہرا
(منشی چندی پرشاد صاحب شیدا دہلوی)

سہرا

ہے تاب حسن رخ سے کیا تاب دار سہرا
سورج کی یہ کرن ہے یا زرنگار سہرا

جم جم رہے مبارک اجمل حسین صاحب — عشرت کے گل کھلائے لائے بہار سہرا
عارض پہ تیرے دولھا لڑیاں چمن کی ہیں — کس کس ادا سے مجھ کو دیتا ہے پیارا سہرا
موتی برس رہے ہیں محفل میں آج کیسے — دولھا پہ کر رہا ہے کیا زرنثار سہرا
ماں باپ کی خوشی کی بر آئیں آرزوئیں — حق نے دکھا دیا ہے یہ شاندار سہرا
ہو یہ گھڑی مبارک سب اہلِ خانداں کو — دیکھو ہنسی خوشی سے یہ گلعذار سہرا
بسمل دی بشارت کر دل سے اب دعائیں — پھل لائے پھول کر یہ پروردگار سہرا

قطعہ تاریخ نوشتہ جناب مولوی حکیم لطیف احمد صاحب رئیس چھبل ضلع سارن

بشیر دہلوی شغلِ تصانیف — وہ وارث ہے یہ میراث پدر ہے
نظر اس کی نہ کیوں ہو ایسی غائر — کہ قابل باپ کا لائق پسر ہے
فہیم و ہوشمند و صاحبِ عقل — وہ ہر پہلو سے واقف باخبر ہے
یہ ہے اس کی قلم کی دُرفشانی — کہ نثار و ادیب و خوش گہر ہے
یہ تحریر ہمایوں بارک اللہ — بہت دلچسپ و دلکش خوب تر ہے
امورِ خانہ داری کے لیے یہ — مفید و سودمند و پر اثر ہے
کتاب اچھی سلاست قابلِ داد — قبولِ طبع نسواں خاص کر ہے
ہے فرمایش جو سالِ عیسوی کی — تو تعمیل اس کی تم پر منحصر ہے
قلم لو اے لطیف احمد یہ لکھ دو — بشیر الدین کی یہ لخت جگر ہے

۱۹۲۰

(تمام شد)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴	۳	عبروں	غیروں	۳۷	۵	ناؤہند	نادہند
۸	۵	سٹیڈرڈ	سٹینڈرڈ	”	۸	حازگار	سازگار
۱۱	۳	حاہل ہوگی ع	جاہل ہوگی وہ	”	۹	بادوے	جادوے
۱۳	۱	خد	خدا	۳۸	”	رکھنے	رکھتے
”	۱۲	محروم	محرُوم	۳۹	۱۵	جانی	جاتی
”	۱۲	منقسیم	منقسم	۴۱	”	آس	اس
”	۱۵	مشعلہ	مشغلہ	۴۷	۱۲	طوخان	طوفان
۱۴	۲	اماتت	امانت	۵۵	۴	حب	جب
۱۷	۳	ماقی	باقی	۵۶	”	ننچے	بچے
”	۱۳	مں	میں	۶۳	۷	لبکن	لیکن
۲۰	۱۵	وسیاں	وہ کیٹیاں	”	۹	حالت مایوسی	حالت مایوسی کی
۲۳	۳	توپڑھا	پڑھا تو	۶۴	۳	خاندانی	خاندانی کی
۲۶	۴	میڑی	میری بڑی	۷۲	۳	گوئی	کوئی
۲۸	۹و۱۲	مضائیں	مضامین	۷۳	۱۴	سخنت	+
”	۱۵	پھرکا	بھڑکا	۸۰	۸	گمتگو	گفتگو
۳۶	۱	ہمہ	ہمہ	۹۵	۱	کسی	کیسی
”	۸	سرترجیح	پر ترجیح	۱۰۰	۱۴	کیوں	کیوں کر
”	۱۵	سب	سبؔ	۱۰۱	”	سفتوں	سفتون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۰۴	۱۵	بفدر	بقدر	۱۵۴	۸	آتتب	آتتن
۱۰۶	۱۰	بھولی	بھونی	۔۔	۱۴	جفاں	بشاں
۱۰۹	۲	دلہب	دلہن	۱۶۲	۷	سلے	سکے
۱۱۰	[illegible]	دبھتی	دیکھتی	۱۶۴	۵	چھلکے	چھلکنے
۱۱۸	۴	اُن	اُن کا	۔۔	۱۱	پونہچاہ	پونہچا
۱۱۵	۱۰	سے	کے	۱۶۶	۴	کھلایا	کُملایا
۱۲۴	۱۲	پانچیں	پانچویں	۔۔	۱۴	گوں	کون
۱۲۶	۱	پرتا	پڑتا	۱۶۹	۵	باقی	باحی
۱۳۰	۲	او	اور	۱۷۶	۷	مود	موجود
۱۳۲	۴	کچھ سے	کچھ سے کچھ	۱۷۷	۹	جتا	بجتا
۱۳۳	۲	لیکیں	لیکن	۱۷۸	۸	کھلائے	کملائے
۔۔	۱۲	دی بھیتی	بھتیجا	۱۷۹	۵	ترسے	ترستے
۔۔	۱۳	نفریبا	تقریبا	۱۸۰	۵	بڈھے	بڈھے مرد
۱۳۷	۱۱	بھی نہ پالے	۔۔	۱۸۳	۱۳	لیپ لاسکتی	لیپ کر لاسکتی
۱۴۴	۲	جھوسلے	چھوسلے	۱۸۷	۷	خدا تعالی	خدائے تعالی کو
۔۔	[illegible]	قبل از	قبل ازوقت	۱۸۹	۴	آنے	☆
۱۵۰	[illegible]	ربہنت	رہی	۔۔	۱۳	مل	مل کر
۱۵۱	۵	محض	محض ہر	۱۹۰	۶	کیا	کیا گیا

غلط نامہ لختِ جگر ۲۳۴ حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۹۱	۶	و	وہ	۲۲۸	۱۷	کھونی	کونج
۱۹۳	۱۴	باپ کا	باپ کا نام	۲۳۱	۷	گوُن	گوّن
۱۹۵	۱۰	آرا	آڑا	رر	۱۲	مزخرفات	مزخرفات
۱۹۷	۱۱	بناتے	بنالیتے	۲۳۲	۸	نسواں	نسوان
۱۹۹	۱۲	کی	کیا	رر	۱۸	مضموں	مضمون
رر	۱۳	ہوسکے	ہوسکنے کے	۲۳۳	۱	سے چھپا ہے	ایک
۲۰۰	۶	موجود	موجود نہیں	رر	۶	نسواں	نسوان
۲۰۲	۱۲	حقے	حقّے	۲۳۷	۲	رر	رر
۲۰۴	۱۳	بھاگے	بھاگ گئے	۲۳۸	۹	کا	کا کام
۲۱۱	۹	تہا پچھے میں	تہا پچھے پر	۲۳۹	۱۴	ہیں	ہے
۲۱۸	رر	صندوقچے	صندوقچی	۲۴۰	۲	رکھے	رکھتے
۲۲۰	۴	فدر	قدر	۲۴۳	۱۶	چاہیے	چاہیئے
۲۲۳	۱۱	کام کا کام	کام کا کام	۲۴۶	۱۷	جاکتی	جاگتی
۲۲۴	۷	پکالے	پکانے	۲۵۲	۸	نبیر	نبیرہ
۲۲۵	۴	نسواں	نسوان	۲۵۴	۱۲	کاں	کان
۲۲۷	۴	محسوس	محسوس طور	۲۵۵	۱۰	تیل وھا	تیل کی دھا
۲۲۸	۵	نام	×	۲۶۵	۱	لیکں	لیکن
رر	۱۵	بھرے	بھری	رر	۳	عولوں	عورتوں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۶۶	۱۵	دو وظعا بعن	دو وظعا بعن	۲۹۹	۶	لبن	لیں
۲۶۷	۹	لکمتی	نلمتی	۳۰۰	۳	سلا	سلام
"	۱۶	ربان	زباں	"	۴	اور	یوں
۲۷۱	۴	ریادہ	زیادہ	۳۰۳	۱۰	تلقی	تلفی
۲۷۲	۱۴	نفرت	نہ نفرت	۳۰۴	۱	درباں	دربان
۲۸۰	۱۳	نو	تو	۳۰۵	۳	سے بلا	بلا سے
۲۸۲	۱۱	جھونے	چُونے	۳۰۸	۱۵	آسالی	آسانی
۲۸۶	۳	نشیں	نشیں نہیں	۳۰۹	"	کرکل	×
۲۹۲	۶	نباو	بناوُ	۳۱۱	۲	اوجت	اوقت
"	۱۵	کما	کیا	۳۱۲	۱۰	حاسے	جاسے
۲۹۳	۱۲	ڈہی سنسی	[illegible]	"	۱۸	سلے	سکے
۲۹۴	۴	لی	کی	۳۱۵	۴	پیرالراف	پیراگراف
"	۹	ونی	ولی	۳۲۶	۱	چابیے	چاہیے
۲۹۶	۱۳	کسی	کسی کی	"	۱۶	پرھیں	پڑھیں
۲۹۷	۱۰	را	راجہ	"	۱۸	نویسی	نویسی
"	۱۱	رس	نرس	۳۳۰	۱	صعے	صفے
"	۱۳	انگلماں	انگلیاں	۳۳۲	۴	چوڑ	چوڑی
۲۹۸	۱۱	کی	کی جگہ	"	۹	مع یا الیلیا عاجزہ یا کمترین جگہ	خاکسار یا عاجزہ یا کمترین کے بعد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۳۲۵	۵	اویر	اوپر	۳۹۲	۱۳	سیکے	سیکے کے
۳۲۶	۱۰	کوئی	×	۳۹۳	۱۸	حس	جس
۳۳۷	۱	کی	کی کوئی	؍؍	۱۹	طرخ	طرح
۳۴۱	۱۹	ناپیدا	ناپید	۳۹۵	۲	بکار	پکار
؍؍	۲۰	سروول	سیروول	۳۹۶	۱۸	چلاو	چلاؤ
۳۴۳	۱۶	غلد	جلد	؍؍	؍؍	رستکاری	رستگاری
۳۴۶	۱۷	ہو	ہے	۳۹۸	۱۶	پاچ	پانچ
۳۴۷	۱۰	بہتیری دل	بہتیری دل کو	۴۰۳	۶	بیوبار	بیوپار
۳۴۸	۱۹	پچھرکنا	پھڑکنا	؍؍	۱۱	پٹھ	بٹھ
؍؍	۲۰	متحیر	متحیّر	۴۰۶	۴	وست	دستِ جب
۳۵۳	آخر	حسان	احسان				پانی سر سے
۳۵۸	۱۲	دل	دل سے				گزر گیا تو پھر
۳۵۹	۷	پچھیں	پچھین				بھالے برابر ہوا
۳۶۱	۱۱	ناگہاں	ناگہاں				تو کیا اور ہاتھ
۳۶۹	۴	نہیں	نہیں				برابر ہوا تو کیا ہے
۳۷۰	۱۷	رہے	رہیے	؍؍	؍؍	و	وہ
۳۷۱	۱۶	ہو	×	۴۰۷	آخر	نقدیر	تقدیر
۳۷۹	۱۷	بڑ	بڑا	۴۱۲	۱۶	نظر	نظیر

غلط نامہ [illegible] حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۴۱۲	۱۳	(۳)	(۴)				
۴۱۴	۱و۵	(۴)(۵)	(۵)(۶)				
"	۱۳	چاروں	چھیوں				

تمام شد